بعون صانع مکین ومکاں بفضل خلاق زمین وآسماں

کتاب مستطاب مسمیٰ بہ

اسرار کبریٰ

تصنیف لطیف

غواص بحر حقیقت ماہر اسرار طریقت و شریعت

حضرت میاں عبداللہ صاحب المعروف باباجی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ

حسب فرمائش

حضرت الحاج میاں بشیر احمد صاحب لاروی مدظلہ العالی

بعون صناع مکین ومکاں و بفضل خلاق زمین وآسماں

کتاب مستطاب مسمّٰی بہ

اسرارِ کبیری

تصنیف لطیف

قبلۂ عالم خواجۂ خواجگان رہنمائے عالیاں نگہ گاہ بیکساں قطب العارفین سراج السالکین

حضرت باباجی صاحب لاروی

نقشبندی مجددی

موضع وانگت پرگنہ لار علاقہ سری نگر کشمیر

حسب فرمائش

حضرت الحاج میاں بشیر احمد صاحب لاروی مدظلہ العالی

نام کتاب ——— اسرار کبیری (جلد سوم، چہارم)

زبان ——— اردو

مصنف ——— قطب العارفین سراج السالکین قبلہ عالم

حضرت بابا جی لاروی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر ——— پیر سید محمد قاسم شاہ۔ نور پور شاہاں بری امام اسلام آباد

طابع ——— چوہدری عبدالباقی نسیم

مطبع ——— ادمنی پرنٹرز رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

کتابت ——— ابوالہلال افضل منہر ایم۔اے راولپنڈی

اشاعت اوّل ——— جنوری ۱۹۹۴ء

تعداد ——— ایک ہزار

تعداد صفحات ——— (۵۲۶)

قیمت ——— ۲۰۰/- روپے

تمت بالخیر

یااللہ ج   یا محمدؐ

آغازِ جلد سوئم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا فتاحُ

ختم انبیاء پڑھنے کا طریقہ

بعد از حمد و صلوٰۃ بر افضل المخلوقات علی نبینا محمدؐ شفیع المذنبین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ و ازواجہٖ اجمعین۔ **اَمَّا بَعْدُ**:

واضح آنکہ، کہ اکثر تفاسیر و دیگر معتبر کتابوں میں اس طرح سے وارد ہے کہ ماضی پیغمبرؑ کے زمانہ میں یا ہمارے پیغمبرِ آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا بعدہٗ اصحاب کبار تبع تابعین سلف الصالحین خلف الراشدین مجتہدان دینِ متین کے زمانہ میں کسی قسم کی مہمات مشکلات آفات و بلیات کثرت سے نزول کر جاتی تھیں۔ یا کوئی اس پاک قافلہ سے متوفی ہو جاتا تھا۔ تو اس کی مغفرت و نجات کے واسطے اس گروہ مذکور کا یہ دستور تھا کہ ایک جگہ پاک یا کسی خاص مکان پاکیزہ میں جمع ہو کر حلقہ باندھ کر حتی الوسع کوشش بلیغہ رجوعات سے اول استغفار سو بار یا زیادہ، پھر اپنے اپنے زمانہ کے پیغمبر پر درود شریف پڑھتے تھے۔ ایک ہزار بار یا زیادہ تو بھی نفی اثبات ذکر جہر بلند آواز سے ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھ کر پھر اپنے زمانہ کے پیغمبر پر ایک ہزار بار یا زیادہ درود شریف پڑھ کر اس پیغمبر کے اسم کو مع

کلمہ نفی اثبات واستغفار درود شریف کو وسیلہ بنا کر بڑی سوزش جگر خضوع وخشوع والحاح سے دعا کرتے تھے، تو پھر خداوند کریم اپنے فضل وکرم واپنے پیغمبر کے اسم پاک کے وسیلہ سے ان کی ہر ایک حاجات ومشکلات کو سرانجام کر دیتا تھا۔ اور یہ عمل ان کی نجات اور متوفی کے مغفور ہونے کا وسیلہ ہو جاتا ہے۔

خداوند کریم کے فضل وکرم سے جیساکہ خداوند کریم اپنے حبیبؐ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے چکا ہے۔ قولہٗ تعالےٰ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ (جس وقت کہ مجھ سے سوال کرتے ہیں، بندے میرے میرے سے، تحقیق میں اجابت کے ساتھ نزدیک ہوں۔)

اور یہی قاعدہ سلف الصالحین خلف الراشدین علمایان دینِ متین ومشائخان متقدمین نے اکثر جاری رکھا تھا، تا زمانہ حال اگرچہ اس زمانہ میں شاخ اسلام کی ضعیفی نمودار ہو گئی ہے مگر ہمارے دلوں میں آلودگی زنگ ذنوبیہ کثرت سے درود ہو چکے ہیں، تو اس کے سبب سے ہماری زبانوں سے وردِ کلام ربانی کی تاثیرات بالکل برداشت ہو گئی ہے، مگر پھر بھی ہماری نجات کا وسیلہ یہی ہے۔

اسی واسطے ختم انبیاء علیہم السلام کا طریقہ معتبر کتابوں سے نقل کیا جاتا ہے۔ اور اس کے پڑھنے کا طریقہ ہر ایک مہمات ومتوفی کے مغفور کے واسطے اس طرح سے ہے کہ چند آدمی متقی پرہیزگار اور صحت سے پڑھنے والے ایک خاص جگہ یا کسی پاکیزہ مکان میں جمع ہو کر حلقہ باندھ کر دو زانو ہو کر بیٹھ کر بطریقہ سابقہ غیر کلام لغوات کو بالکل ترک کر کے حضورِ قلبی اور رجوعات روحانی قائم کر کے شروع کرنا چاہیئے۔

لیکن مشائخان نقشبندیہ مجددیہ عالیہ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ نشہ جات کنندہ آدمی سے حلقہ میں داخل ہونے سے اجتناب کرے۔

تو اوّل استغفار یکصد بار یا زیادہ، درود شریف ہزار بار یا زیادہ، پھر کلمہ نفی اثبات

ذکر جہر بلند آواز سے ایک لاکھ پچیس ہزار پڑھ کر آخر درود شریف ہزار بار یا زیادہ پڑھ کر تمام کرے۔ پھر بہت خضوع و خشوع کے ساتھ ہر ایک مشکلات کے بارے میں بارگاہ مجیب الدعوات میں استدعا کریں۔ امید ہے کہ خداوند کریم اُن کی ہر ایک مشکلات کے واسطے نجات و فلاح کا وسیلہ ہو جائے گا۔

نیز در زاد الآخرت از لآلی فاخرہ فی تذکرۃ الآخرہ میں لکھا ہے کہ بعض اخباروں میں آیا ہے اس طرح سے کہ اگر تمام کلمہ طیبہ یکصد و بست و پنج بار پڑھے، تو اوّل و آخر ہزار ہزار بار درود شریف بہ طریقہ اولی پڑھ کر ثواب آں بروح میت بخشا جائے مغفور گردد اگر چہ مستوجب عذاب و سزاوار عقاب باشد و طریقہ سلف الصالحین اکثر اسی طرح سے چلا آیا ہے۔

نیز بہ روایت دیگر صحیحہ اس طرح سے ہے کہ اگر ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا جاوے۔ بایں طریقہ کہ نو بار لا الٰہ الا اللہ اور دہم بار محمد رسول اللہ، اس طریقہ سے تمام کرے مگر اوّل و آخر درود شریف ہزار ہزار بار پڑھ کر ثواب اس کا بروح میت یا بارواح اہل مقبرہ کو بخشا جاوے، تو حق تعالیٰ ان مردوں کو بخش دے گا۔ اور عذاب قبروں کا ان سے دفع کر دے گا۔

اور فرمایا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ۔

اور فرمایا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا حضرت جنت میں داخل ہونے کے واسطے ثمن بھی ہیں۔ قَالَ نَعَمْ یعنی آپ نے فرمایا کہ بلا شک ثمن ہیں۔ اے انس تو یہ ہیں، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

اور اسی طرح سے کلمہ طیبہ کی نسبت تفاسیر و احادیث میں طول طویل گفتگو ہے۔

اور نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف کی جلد ثانی میں اس طرح سے فرماتے ہیں اپنے دوستوں اور یاروں کو کہ اگر ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کسی متوفی کے لئے پڑھ کر بخشا جاوے تو متوفی کیلئے اکسیر اعظم ہے۔

جیسا کہ حضرت خواجہ محمد صادق اور ان کی ہمشیرہ صاحبہ ام کلثوم ہر دونوں صاحبان کے واسطے

ستر ستر ہزار بار کلمہ طیبہ بطور روحانیت پڑھ کر ثواب بخشا گیا تھا۔

اور اسی طرح سے ختم قرآن شریف جمع ہو کر حلقہ باندھ کر بر قبر متوفی یا دیگر کسی پاکیزہ مکان میں بہ طریقہ سابقہ پڑھ کر ثواب بروح میت یا بروح اہل مقبرہ بخشا جاوے، تو وہ میت و اہل مقبرہ کو رحمت فرقان حمید کے وسیلہ سے لے کر خداوند کریم بخش دیتا ہے۔

کیونکہ یہ طریقہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر واصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ سے سلف الصالحین خلف الراشدین علمایان و مجتہدانِ دین متین سے جاری چلا آیا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہماری ہر ایک مہمات مشکلات کی نجات کا وسیلہ یہی ہیں۔ خداوند کریم گروہ محمدیہ کو اس وسیلہ کی رحمت کے زیر سایہ تابعداری میں رکھ کر متوفی کرے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اٰخِرَ کَلَامِنَا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

اُجرت برعبادت

آنچہ در بعض کتب فقہیہ در باب اجارہ از متقدمین و متاخرین سوائے تعلیم قرآن شریف بر دیگر عبادات مثل امامت و خطابت و اذان و تعلیم علوم شرعیہ و ختمات وغیرہا اُجرت گرفتن منع نوشتہ اند۔ بلاشک اگر اُجرت بمقابلہ نفس عبادت باشد، تا تحقیق ہمیں است فرمودہ اند، امّا ایں جا اُجرت بمقابلہ حبس نفس در مکان خاص تا وقت خاص بگفتہ اہل آں واقع است و آں بلا اشتباہ حلال است۔ شاہ عبدالعزیز در تحت تفسیر آیت وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا آوردہ اند کہ اما فرقہ معلمان صبیان کہ برائے تعلیم اطفال نوکر می شوند۔ داخل ایں زمرہ نیستند زیرا کہ در عوض تعلیم چیزے نمی گیرند۔ بلکہ علوفہ آنہا اجورہ محنت آنہاست کہ از صبح تا شام از خانہ خود جدا ماندہ از کسب معاش معطل گشتہ اطفال بے سرو پا، را مانند شبان کہ گوسپنداں رم کردہ را جمع نمایند و باحتیاط نگہدار ندارد۔ اگر کسے بر محض تعلیم قرآن و حدیث و فقہ شریف و بے تعیّن مکانے یا زمانے اجورہ درخواستہ نمایند در زمرہ معلمانِ دنیا طلب کہ را احکام الٰہی را بلاغ آنہا متاع دنیا درخواست کنند محسوب می شود۔ انتہیٰ۔

و برصفحہ آیت در تفسیر ہموں آیت فرمودہ اند کہ عبادات بسبب تعین مدت یا تخصیص
مکان مباح می شوند نیز برآنہا اُجرت گرفتن جائز است مثل تعلیم قرآن بہ طفل کسے در خانۂ
او از صبح تا شام کہ ایں خصوصیات وقیود ہرگز عبادت نیستند۔ انتہٰی۔

نیز کہ در تحت تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ
وَالْھُدٰی۔ نوشتہ اند کہ دریں جا دقیقہ باید فہمید کہ اُجرت بر نفس تعلیم حرام است، امّا
درخانہ کسے مسافت کردہ برائے تعلیم رفتن یا اطفال را از صبح تا شام درقید داشتن عملے است
ورائے تعلیم در مقابلۂ ایں عمل اجرت گرفتن بلاشبہ حلال است و ہمچنیں مقید بودن بہ جلوس
در مدرسۂ کسے در مدت دراز نیز مقابل اُجرت می تواند شد۔ انتہٰی۔

پس اہل ختم نیز برخاتمین مکان وزمان وتعداد ختمات وپارۂ قرآن وسورۂ مقرر می کند
ایں نمی گویند کہ در کار بارخود لِلّٰہ فی اللہ، برائے شفائے مریض یا ثواب مردہ با ختم ہرقدر کہ باشد
بکنید و پاسدار خاتمین ہم می کند، و برستی کنندہ درشتی خفتگان ظاہر کنند۔

كَمَا هُوَ الْمُشَاهَدُ فَهٰذَا هُوَ الْمَحْمَلُ وَفِيهِ التَّخْلِيصُ مِنْ بَعْضِ
الظُّنُوْنِ فِيْ حَقِّ كَافَّةِ الْاَنَامِ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ مِنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ
وَهٰذَا مِنْ مَسَائِلِ عُمُوْمِ الْبَلْوٰى كَيْفَ وَقَدْ وَقَعَ الْخِلَافُ فِيْ اُجْرَةِ
نَفْسِ الْعِبَادَاتِ اَيْضًا فَلَا اِنْكَارَ عَلَى الْمُخْتَلَفِ فِيْهِ مِنَ الْاَعْمَالِ
وَالْفَضَائِلِ وَاِنَّمَا الْاِنْكَارُ عَلَى الْمُتَّفَقِ لِلْغَيْرِ الشَّائِعِ بَيْنَ الْخَوَاصِّ وَالْعَوَامِّ
فَكَيْفَ اِذَا ثَبَتَ مِنْ اَهْلِ التَّحْقِيْقِ اَنَّ الْاُجْرَةَ لَيْسَتْ فِيْ مُقَابَلَةِ الْعِبَادَةِ
هٰهُنَا، بَلْ فِيْ مُقَابَلَةِ حَبْسِ النَّفْسِ فِي الْقُيُوْدِ الْخَارِجَةِ فَمَنْ اَنْكَرَ مِثْلَ
هٰذا المروجة عَنْ فقد اذل نفسه و علمه لَنْ يفسد العطار
مَا اصلحه الدهر، خَيْرُ الْكَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ۔

و نیز اگر ختم لا الہ الا اللہ کنند مفید است۔ و در زاد الآخرت از لآلی فاخرہ فی تذکرۃ الآخرہ

آورده که در بعضے اخبار آمده است که اگر یک صد ولبست وپنج ہزار بار ختم کلمہ طیبہ کند ثواب آں را بروح میت بخشند مغفور گردد اگر مستوجب عذاب وسزاوار عقاب باشد وطریقہ سلف ہمیں بوده وبہ روایتے یکصد وہزار بار۔ ونیز بروایتے صحیحہ بہ صحت پیوستہ کہ اگر لا الٰہ الّا اللّٰہ ہفتاد ہزار بار خوانده شوند بایں وضع کہ نہ بار لا الٰہ إلّا اللّٰہ ودہم بار محمد رسول اللّٰہ تاکہ باتمام رساند وثواب آں بروح میّت یا باہل مقبره بخشیده شود۔ حق تعالےٰ آں مردگاں را بیامرزد وعذاب گور از ایشاں دفع کند۔ انتہیٰ۔

ودر حدیثے کہ آں را حضرت امام احمد از معاذ بن جبل روایت نموده آمده است، کہ آں لا الٰہ الّا اللّٰہ مفتاح الجنّۃ۔

وابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللّٰہ علیہ در تنبیہ از انس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم آورده کہ انہ قیل للنبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یارسول اللّٰہِ ھل للجنۃ ثمن قال نعم لا الٰہ إلا اللّٰہ

ونیز حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی در جلد ثانی مکتوبات آوردنده اند کہ بیاران ودوستاں فرمایند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللّٰہ بروحانیت مرحومی حضرت خواجہ محمد صادق وبروحانیت مرحومہ ہمشیراد ام کلثوم بخوانند وثواب ہفتاد ہزار بار را بروحانیت یکے بخشند وہفتاد ہزار بار دیگر را بروحانیت دیگرے از دوستاں دعا وفاتحہ مسئول است۔ انتہیٰ۔

وشیخ عبد الوہاب شعرانی در بحر المورود فی المواثیق والعہود آورده کہ اخذ علینا العہود ان نعمل باحادیث الفضائل ولو قیل بضعفہا لا سیما ان اعتقدت بالکشف ولا تحمل العمل بہا کما ھو الغالب فی الناس فبمجرد ما یَسْمَعُوْن بضعف الحدیث یتھاونون بالعمل بہ وقد وقع للشیخ المحی الدین بن العربی رضی اللّٰہ عنہ انہ اطلع علی تعذیب امراۃ فی

النار وكان قد عمل سبعين الفا لا اله الا الله بقصد فقال رقبة من النار فقال اجعل ذالك فی صحایف اعمال فلانه. فخرجت من النار لوقتها.

والحدیث الوارد فی ذلك لم یزل المحدثون یتکلمون فی سنده فاعمل بمثل ذلك یا اخی ولا تستبعد حصول الاجر العظیم بالعمل الیسیر فان مقادیر الثواب لا تدرك بالقیاس. انتهی۔

قبور پر قرآن مجید پڑھنا اور جمع ہونا جائز اور مستحب ہے، منع نہیں ہے۔

علامہ علی القاری علیہ رحمۃ الباری در مرقات شرح مشکوٰۃ در شرح حدیث نبوی:

اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ وَاقْرَءُوْا عِنْدَ رَأسِہٖ فَاتحۃ البقرۃ وعند رجلہ بخاتمۃ البقرۃ۔

آوردہ کہ قال النووی فی الاذکار قال محمد بن احمد المروزی سمعت احمد بن حنبل یقول اذا دخلتم المقابر فاقرءوا بفاتحۃ الکتاب والمعوذتین وقل ھو اللہ احد واجعلوا ثواب ذلك لاھل المقابر فانہ یصل الیھم۔ انتھی۔

وفی الاحیاء العلوم للغزالی والعاقبۃ لعبد الحق عن احمد بن حنبل نحوہٗ واَخْرَجَ الخلال فی الجامع عن الشعبی قال کانت الانصار اذا مات لھم المیت اختلفوا الی قبرہ یقرءون القرآن۔

واخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قل ھو اللہ احد عن علی مرفوعا، مر علی المقابر وقَرَءَ قل ھو اللہ احد، احدی عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات

واخرج ابوالقاسم سعد ابن على الزنجانی فی فوائدہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دخل المقابر ثم قرأ فاتحۃ الکتاب وقل ھواللہ احدہ والھٰکم التکاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرأت من کلامك لاھل المقابر عن المومنین والمومنٰت کانوا شفعاء لہ الی اللہ تعالیٰ۔

واخرج القاضی ابو بکر بن عبد البانی الانصاری فی مشیخۃ عن سلمۃ بن عبید قال قال حماد المکی خرجت لیلۃ الی مقابر مکۃ فوضعت راسی علی قبر فنمت فرایت اھل المقابر حلقۃ حلقۃ فقلت قامت القیامۃ قالوا لا۔ ولکن الرجل من اخواننا قرأ قل ھواللہ احدہ وجعل ثوابھا لنا فنحن نقسمہ منذ سنۃ

واخرج عبد العزیز صاحب الخلال بسندہ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقرأ سورۃ یٰس خفف اللہ عنہم وکان لہ بعدد من فیھا حسنات۔

وقال القرطبی اقرأوا علی موتاکم یٰس یحتمل ان یکون ھذہ القرأۃ عند الموت علی المیّت و یحتمل ان یکون عند قبرہ کذا ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور ثم قال واختلفوا فی وصول ثواب القرأۃ للمیت فجمھور السلف وَ الائمۃ الثلاثۃ علی الوصول وخالف فی ذٰلك الشافعی مستدلا لقولہ تعالیٰ وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعیٰ۔ فَاجابہ الجمھور باجوبۃ عدیدۃ شافیۃ کافیۃ و واستدلوا علی ما قالوہ بالقیاس علی وصول الدعاء والصدقۃ والصوم والحج والعتق فانہ لافرق فی نقل الثواب بین ان یکون

عن حج اوصدقة او وقف اودعاء اوقراة بالاحاديث المذكورة و بان المسلمين مازالوا فی کل عصر ومصر یجتمعون و یقرأون لموتاهم من غیر نکیر فکان ذلك اجماعا۔

ذکر ذلك کله الحافظ شمس الدین بن عبد الواحد المقدسی الحنبلی فی جزء الفه فی المسئلة ثم قال السیوطی واما القراءة علی القبر فجزم بمشروعیتها اصحابنا وغیرهم وقال النووی فی شرح المهذب یستحب لزائر القبران یقرأ ما تیسر من القران ویدعو لهم عقبها ۔ نص علیه الشافعی واتفق علیه الاصحاب وزاد فی موضع اخر وان ختموا القران علی القبر کان افضل۔

انتهی ما قال علی القاری فی المرقاة مختصراً۔

ونیز قاضی ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ در تذکرۃ الموتیٰ والقبور آوردہ اند کہ حافظ شمس الدین ابن عبدالواحد گفتہ از قدیم در ہر شہر مسلماناں جمع می شوند و برائے اموات قرآن می خوانند۔ پس اجماع شدہ۔ انتہیٰ۔

و علامہ عینی در حاشیہ ہدایہ در باب حج عن الغیر آوردہ کہ:

ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر و زمان ویقرءون القران و یهدون ثوابه لموتاهم۔ وعلی هذا اهل الفلاح والدیانة من کل مذهب من المالکیة والشافعیة وغیرهم ولا ینکر ذلك منکر فکان اجماعاً۔ انتهی۔

زیارتِ قبور کا بیان

قبروں کی زیارت کرنی ہر ایک مسلمان کیلئے سُنّت ہے۔ کیونکہ قبروں کی زیارت کرنے والوں کے دلوں میں عبرت پیدا ہوتی ہے، اور غفلت دور ہوکر موت یاد آجاتی ہے۔ اور موت کے لئے توشہ کرنے کی نسبت فکرمندی پیدا ہوتی ہے۔ اور قبروں کی زیارت کے واسطے کوئی دن اور وقت مقرر نہیں ہے، جس وقت چاہے کرے۔ مگر بہتر یہ ہے، کہ بروزِ جمعہ اور پیروار اور سوموار کے دن کیا کرے۔ اور قبروں پر جاکر ہر ایک نامشروع فعل سے اجتناب کرے، ورنہ ایسے فعل بدعی سے ارتکاب گناہِ کبیرہ کا ہوکر زمرۂ مشرکین میں لاحق ہوجائے گا۔ اسی وجہ سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتداء اسلام میں اصحاب کو قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ کیونکہ بت پرستی کی ابتدا قبر پرستی سے شروع ہوئی تھی۔ اسی واسطے ابتداءِ اسلام میں اصحاب کو بھی منع کیا گیا تھا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عبادۃ الاصنام من جھۃ القبور۔

فرمایا حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بت پرستی کی ابتد قبروں سے ہے۔

نھی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اصحابہ فی اوائل الاسلام عن زیارۃ القبور سداً لذریعۃ الشرک لکونھم حدیث العھد بالکفر ثم لما تمکن التوحید فی قلوبھم اذن لھم فی زیارتھا۔

لہذا نبی علیہ الصلوٰت والسلام نے اپنے یاروں کو شروع اسلام میں زیارت قبور سے منع کردیا تھا۔ شرک کے وسیلہ کو بند کردینے کے لئے، کیونکہ ان کو کفر چھوڑے ہوئے ابھی بہت تھوڑا زمانہ گذرا ہوا تھا۔ پھر جب توحید ان کے دلوں میں جم گئیں، تو ان کو زیارتِ قبور کی اجازت ہوگئی۔

وعلمھم کیفیتھا تارۃ بفعلہ وتارۃ بقولہ وذلک فی الاحادیث

اور ان میں سے ایک وہ ہے، جو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! میں زیارت قبور میں کیا کہا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ سلام گھر والوں مومنین اور مسلمین پر۔ اور اللہ رحمت کرے ہم میں سے اور تم میں سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے رہ جانے والوں پر، اور ہم انشاء اللہ تمہیں سے آکر ملنے ہیں

فعلی ھذا کل من یرید ان یزور القبور من الرجال ینبغی ان لا یکون حظہ من زیارۃ لھا الطواف علیھا کالبھائم بل ینبغی لہ اذا جاءھا ان یسلم علی اھلھا و یخاطبھم خطاب الحاضرین و یسال لھم الرحمۃ والعافیۃ کما تقدم فی الاحادیث۔

پس اس بنا پر مردوں میں سے جو قبروں کی زیارت کا ارادہ کرے، تو چاہیئے کہ اپنا حصہ ان کی زیارت میں سے بہائم کی طرح قبر کا طواف نہ بنائے۔ بلکہ جب قبر کے پاس آئے تو اس کو چاہیئے کہ قبر والوں پر سلام بھیجے اور حاضروں کی طرح خطاب کرے۔ اور ان کے لئے رحمت اور مغفرت اور عافیت مانگے، جیسا کہ اوپر احادیث میں آچکا ہے۔

ثم یعتبر ممن کان تحت التراب وانقطع عن الاھل والاحباب وانہ حین دخل القبر وابتلی بالسوال ھل اصاب فی الجواب وکان قبرہ روضۃ من ریاض الجنۃ او اخطأ فی الجواب وکان قبرہ حفرۃ من حفر النیران۔

پھر ان کی حالت سے عبرت حاصل کرے جو مٹی تلے پڑے ہیں اور عزیزوں اور دوستوں سے جدا ہو گئے ہیں کہ یہ جب قبر میں داخل ہوئے اور سوال سے آزمائش کی گئی، تو آیا ٹھیک جواب دیا کہ اس کی قبر بہشت کے باغ کا ایک چمن ہو گئی ہو، یا جواب میں چوک گیا، کہ اس کی قبر دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہو گئی۔

ثم یجعل نفسه کانه مات و دخل القبر و ذهب عنه ماله واهله وولده ومعارفه وبقی وحیدا فریدا، هو الاٰن یسأل فماذا یجیب وماذا یکون حاله و یکون مشغولا بهذا الاعتبار مادام هناك ویتعلق بمولاه فی الخلاص من هذه الامور الخطیرة العظیمة و التجأ الیه۔

پھر اپنے آپ کو ایسا سمجھے کہ گویا مر گیا ہے۔ اور قبر میں داخل ہوا۔ اور اس کا مال اور اہل اور اولاد اور دوست سب چلے گئے۔ اور اکیلا تن تنہا رہ گیا ہے۔ اور اب سوال ہو رہا ہے۔ اب کیا جواب دوں۔ اور میرا کیا حال ہوگا، اسی میں ہی عبرت حاصل کرتے میں مشغول رہے، جب تک وہاں رہے۔ اور ان امور نہایت خوفناک کی رستگاری میں اپنے مولیٰ سے لو لگائے۔ اور اسی کی طرف التجا کرے۔

شدید مصیبت کے وقت سجدہ کرنا چاہیئے

واضح ہو جس وقت کوئی مہمات مشکلات و شدائد مصیبتوں کا کثرت سے نزول ہو جائے، تو سجدہ کرنا ضروری ہے۔ یعنی کسی قسم کی بیماریوں کا پھیل جانا، یا دشمن کا قوی ہو جانا یا دوسرا کوئی خوفناک وقوعہ مصائب شدائد کا درپیش آجائے تو مسلمانوں کو لازم ہے، کہ دراز قرأت سے خضوع و خشوع کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دیں۔ کیونکہ ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا رأیتم اٰیة فاسجدوا

هذا الحدیث من حسان المصابیح رواه ابن عباس۔

حضرت رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم کوئی علامت دیکھو تو سجدہ کرو۔

یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے۔ ابن عباس اس کے راوی ہیں۔

اور علامت سے مراد وہ علامت ہے، جس میں اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اور سجدہ سے مراد نماز ہے۔

گو یا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے لوگو! جب تم کوئی ایسی علامت علامتوں میں سے دیکھو، جس سے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، تو نماز کو کھڑے ہو جاؤ۔ پس اس بناء پر جب کوئی علامت خوفناک علامتوں سے ظاہر ہو، جیسے سورج گہن، چاند گہن اور بھونچال اور بجلی کی کڑک، اور بارش کی جھڑی، اور سخت آندھیاں اور دن میں ہولناک اندھیرا ہو جانا، اور رات کو ہولناک روشنی اور بیماریوں کا پھیل جانا، اور دشمن کا قوی خوف اور اس کی مثل اور ہول اور خوف، تو لوگوں کو چاہیئے کہ نماز کو کھڑے ہوں۔ اور نماز پڑھنی چاہیئے۔ دو رکعت اور چاہیں تو چار رکعت۔ کیونکہ یہ تمام باتیں خوفناک ہیں، جن سے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا؛

وما نرسل بالآیۃ إلا تخویفا۔ اور نہیں بھیجتے ہم نشانیاں مگر ڈرانے کے لئے۔

وقد روی انہ علیہ السلام قال اذا رأیتم شیأ من ھذہ الافزاع فافزعوا الی الصلوٰۃ۔ اور روایت ہے کہ حضرت نبی علیہ الصلوٰت والسلام نے فرمایا، جب تم ان ہولناک چیزوں میں سے کوئی چیز دیکھو تو نماز پڑھنے لگو۔

پس نبی علیہ السلام کو جب کسی بات سے رنج ہوتا، تو نماز شروع کر دیتے، اور عذاب کی نشانیوں میں سے کسی علامت کے ظاہر ہونے کے وقت نماز پڑھنی اور دعا مانگنی اور توبہ کرنے کا حکم دیتے۔ اور آپ بھی اس میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ لوگوں پر سے وہ بات ٹل جاتی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کبھی علامات عذاب میں سے کوئی علامت اس کی بھیجتا ہے۔ اور اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، تاکہ اس کی طرف رجوع کریں۔ اور اس کی

درگاہ میں انکساری کریں۔

اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ عذاب کی علامات سے جب کوئی علامت ظاہر ہو، تو توبہ اور استغفار اور ان نیک اعمال اور تقویٰ میں مشغول ہونا مشروع ہے، جس سے خوفناک عذاب کے دور ہو جانے کی امید ہو۔ کیونکہ یہ سبب دفعیہ بلا کے لئے زبردست چیز ہے معاصی لہو و لعب میں مشغول ہونا۔ پس یہ بلا کو نہیں ٹالتا۔ بلکہ بلا کی آمد کو اور قوت دیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول دلالت کرتا ہے،

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم۔ (اور جو پہنچتی ہے تم کو کوئی مصیبت، پس وہ اس سبب سے ہے، جس کو کمایا تمہارے ہاتھوں نے۔)

روایت ہے کہ کسی صالح مرد کے عام بلا کی کسی نے شکایت کی، جس میں تمام خلقت مبتلا تھی۔ پس اس صالح مرد نے فرمایا، اس بلا کی وجہ میرے نزدیک تمہارے نزدیک گناہوں کی نحوست کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

پس گنہگار آدمی منحوس ہوتا ہے اپنی جان پر بھی اور غیروں پر بھی۔ اس لئے یہ اندیشہ ہے کہ اس پر عذاب نازل ہو کر سب خلقت میں پھیل جائے۔ خصوصاً ان لوگوں پر جو اس کے عمل کا انکار نہیں کرتے۔ کیونکہ بری بات سے منع کرنا واجب ہے۔ تو جب سب لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سب لوگ عذاب کے مستحق ہوں گے۔ چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

انہ علیہ السلام قال ما من رجل یکون فی قوم یعمل بالمعاصی و ھو یقدرون علی ان یغیروا علیہ ولا یغیرون الا اصابھم منہ بعقاب قبل ان یموتوا۔

وفی حدیث اخر انہ علیہ السلام قال ان اللہ تعالیٰ لا یعذب العامۃ بذنوب الخاصۃ حتی یروا المنکر بین اظھرھم وھم قادرون

علی ان ینکروہ فلا ینکرونہ فاذا فعلوا ذٰلک عذّب اللّٰہ العامۃ و الخاصۃ فان المنکر اذا ظہر بین الناس یجب علی کل من یراہ ان یغیروہ فان لم یغیروہ فکلھم عاصون بعضھم بفعلہ و بعضھم برضایہ وقد جعل اللّٰہ تعالیٰ بحکمہ وحکم الراضی بمنزلۃ العاصی۔

کہ حضرت نبی علیہ الصلوات والسلام نے فرمایا، نہیں کوئی شخص کہ کسی قوم میں رہ کر معاصی کرتا ہو، اور وہ لوگ اس کے منع کرنے پر قادر ہوں، لیکن منع نہیں کرتے۔ مگر ان سب پر مرنے سے پہلے ہی اللہ کی طرف سے عذاب آئے گا۔

اور ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کے گناہوں سے ساری خلقت کو عذاب نہیں دیتا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اس فعل کو اپنے سامنے دیکھیں اور باوجود اس کے روک دینے کے قدرت رکھتے ہوں، لیکن نہ روکیں، جب وہ ایسا کرتے ہیں، تو پھر اللہ تعالیٰ عوام وخواص سب کو عذاب دیتا ہے۔ کیونکہ فعل بد جب لوگوں میں ظاہر ہو، تو جو دیکھے، اس پر اس کا منع کرنا واجب ہے۔ پس اگر منع کریں۔ تو سب کے سب گنہ گار ہیں۔ بعضے تو خود عمل بد کرنے کی وجہ سے، اور بعضے اس کے پسند کرنے کی وجہ سے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بمقتضائے اپنے حکم اور حکمت کے پسند کرنے والے کو گنہ گار کے برابر ٹھہرایا ہے۔

ولھذا قال اللّٰہ تعالیٰ واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ (اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اور بچتے رہو، اس فساد سے کہ نہ پڑے گا تم میں سے صرف ظالموں پر۔

ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم کیا ہے، کہ برا کام اپنے درمیان نہ رہنے دیں، جس سے سب کو عذاب عام ہو جائے۔

پس اے دانشمند! دیکھ تو کہ حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی قوم میں اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا ایک ہی تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے جہاں فرمایا:

فنادوا صاحبہم فتعاطیٰ فعقر۔

(پھر پکارا اپنے رفیق کو، پس اس نے ہاتھ لپکایا، اور کاٹا۔)

پھر اس کے ساتھ آٹھ آدمی ہو گئے، تو وہ کل نو ہو گئے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا، جہاں فرمایا:

و کان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔

(اور اس شہر میں نو شخص تھے، کہ فساد کرتے تھے۔ زمین اور بھلائی نہ کرتے تھے۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل کیا۔ اور سب کو ہلاک کر دیا، اور بچوں اور جانوروں پر وہ عذاب آیا، جو بڑوں پر اونٹنی کے قاتل کو قتل سے منع نہ کرنے کے وقت آیا تھا۔ اور ایسے ہی اور تمام امتیں جو ہلاک ہوئیں، کہ ان کے بچوں اور بڑوں اور عورتوں اور جانوروں کو عذاب نے گھیر لیا۔ اور اسی لیے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو حکم دیتا تھا کہ مسلمانوں کو ساتھ لے کر عذاب آنے سے پیشتر اپنی قوم سے نکل جائیں۔ باوجودیکہ اس کو قدرت ہے کہ ان کو بچا لے۔ اگرچہ وہ اپنے مکانوں ہی میں بیٹھے رہیں۔ لیکن عادت الٰہی میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ اور قاعدہ عذاب کا یوں ہی جاری تھا کہ جب کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا تو مستحق و غیر مستحق سب پر عام ہو جاتا۔ پھر اپنی اپنی نیت پر اٹھائیں جائیں گے، جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت سے آیا ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر انہ علیہ السلام قال اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب من کان فیھم ثم یبعثون علی نیاتھم۔

(پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے، تو جتنے

وہاں ہوں گے سب کو پہنچتا ہے۔ پھر اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

اور مالک بن دینار سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت شریفہ پڑھی؛

وکان فی المدینۃ تسعۃ رھط یفسدون فی الارض ولا یصلحون۔ اور اس شہر میں نو شخص تھے، جو ملک میں خرابی پھیلاتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔

پھر فرمایا کہ آج ہر محلہ اور ہر جماعت میں کتنے ہیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں، اور اصلاح نہیں کرتے۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ (پس ڈرتے رہیں وہ لوگ کہ مخالفت کرتے ہیں اس کی حکم کی اس بات سے کہ پہنچے ان کو کوئی فتنہ یا ملے ان کو سخت عذاب۔

وقد روی عن ام سلمۃ انھا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا ظھرت المعاصی فی امتی عمھم اللہ بعذاب من عندہ فقلت یارسول اللہ امافیھم اناس صالحون قال بلیٰ قلت کیف یصنع بھم قال یصیبھم ما اصاب الناس ثم یصیرون الیٰ مغفرۃ اللہ ورضوانہ۔

اور ام سلمہ سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ جب میری امت میں گناہ ظاہر ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے سب پر عذاب عام کر دے گا، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا ان میں نیک لوگ نہ ہوں گے، فرمایا، کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا، ان کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا ان پر بھی وہی آئے گا جو سب پر آئے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ اور راضی ہو جائے گا۔

اب اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مومن جب حتی الامکان بیزار رہے، اور برائی بند نہ کرے تو دنیا میں عذاب اس کو بھی شامل ہو جائے گا۔ لیکن آخرت میں نہ ہوگا۔ اور

اس پر وہ مضمون بھی دلالت کرتا ہے، جو حضرت عائشہ سے روایت ہے،

روی عن عائشة انها قالت یا رسول الله ان الله تعالیٰ اذا انزل سطوتہٗ باهل الارض وفیهم صالحون افیهلکون بهلاکهم فقال یا عائشة ان الله تعالیٰ اذا انزل سطوته باهل الارض نقمة وفیهم صالحون فیصیبون معهم ثم یبعثون علی نیاتهم۔

کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ اپنا قہر زمین پر اتارے گا، اور ان میں نیک لوگ بھی ہوں ہوں گے، تو کیا وہ بھی ان کے ساتھ ہلاک کر دیئے جائیں گے، تو فرمایا اے عائشہ! اللہ تعالیٰ جب اپنا قہر عذاب والوں پر نازل کرتا ہے۔ اور ان میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں، تو وہ بھی ان کے ساتھ مصیبت میں آجاتے ہیں۔ اور پھر اپنی اپنی نیتوں پر اٹھائے جائیں گے۔

اور آدمی صالح نہیں کیا جاتا، مگر جب ہی کہ اپنے مقدور پر انکار کرتا رہے، اور جس نے سستی کی اور قدرت کے ہوتے انکار نہ کیا، تو وہ فاسقوں میں ہو جاتا ہے۔ نہ نیکوں میں۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدود الٰہی میں سستی کرنے والے اور خود اس میں پڑنے والی کی ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ پس فرمایا آنحضرت علیہ السلام نے:

مثل المداهن فی حدود الله تعالیٰ والواقع فیها مثل قوم استهموا سفینة فصار بعضهم فی اسفلها وجار بعضهم فی اعلاها فکان الذی فی اسفلها یمر بالماء علی الذین فی اعلاها فتأذوا به فاخذ فأسا فجعل ینقر السفینة فاتوه فقالوا مالك فقال تأذیتم بی ولا بد لی من الماء فان اخذوا علی یدیه انجوه ونجوا انفسهم وان ترکوه اهلکوه واهلکوا انفسهم۔

کہ حدود الٰہی میں سستی کرنے والے اور خود اس میں پڑنے والے کی مثال ایسے ہے، کہ

جیسے ایک قوم نے ایک کشتی بانٹی۔ پس کوئی نیچے کے درجے میں ہو گیا، اور کوئی اوپر کے درجے میں آیا۔ اور جو نیچے کے درجے میں تھا، وہ پانی لینے کے لئے اوپر والوں کے پاس ہو کر گذرتا تھا۔ پس اس سے ان کو ایذا ہوئی۔ لہذا ایک کلہاڑا لے کر وہ کشتی میں چھید کرنے لگا۔ تب وہ اس کے پاس آئے اور کہا کہ یہ تو کیا کرتا ہے۔ کہا، مجھ سے تم کو ایذا ہوتی ہے۔ اور پانی مجھے ضروری ہی چاہیئے۔ اب اگر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، تو اس کو بھی بچایا اور اپنی جان بھی بچائی۔ اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو اس کو ہلاک کیا اور اپنی جان بھی ہلاک کی۔

پس نبی علیہ السلام نے اس تمثیل میں کئی فائدے بیان کر دیئے۔ ایک یہ ہے کہ دین جہاز کی مثل ہے۔ پس جیسے جہاز دنیا میں ڈوبنے سے نجات کا سبب ہے، ایسے دین آخرت میں نجات کا سبب ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ کشتی والوں کا کشتی میں چھید کرنے والے سے خاموش رہنا، جس طرح دنیا میں ان کی ہلاکت کا سبب ہے، ایسے ہی فاسق سے مسلمان کا خاموش رہنا، اور اس کو منع نہ کرنا دنیا اور آخرت میں ان کی ہلاکت کا سبب ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ سوراخ کرنے والے کا یہ کہنا کہ میں تو خاص حصہ میں چھید کرتا ہوں، جیسے اوروں کو جو کشتی میں ہیں ہلاکت سے نہیں بچا سکتا، ایسے ہی اور مومنین کو گنہگار کا یہ قول گناہ اور عقوبت سے نہیں بچاتا کہ میں تو صرف اپنے دین میں خرابی کرتا ہوں نہ کہ تمہارے دین میں۔ تم اپنی خبر رکھو۔ تم کو مجھ سے کیا مطلب، میرا کیا میرے لئے ہے، اور تمہارا کیا تمہارے لئے۔ ہر ایک بکری اپنے پیر سے بندھتی ہے۔

ایسی ایسی باتیں جو عوام کی زبان پر آیا کرتی ہیں، جن کو یہ خبر نہیں کہ ان کے فعل کی نحوست اور انجام بد کی خرابی سب کو شامل ہو جاتی ہے۔

اور ایک یہ ہے کہ اہل سفینہ کا کھڑے ہو کر اس کا منع کرنا، جو کشتی توڑتا ہے، جس طرح کہ تمام اہل سفینہ کے ڈوبنے سے نجات کا سبب ہے، ایسے ہی دینداروں کا مستعد ہو کر کھڑا ہونا اور برائی سے روکنا، گناہ اور عقوبت سے تمام مسلمانوں کی نجات کا سبب ہونا۔

اور ایک یہ ہے کہ کشتی کے توڑنے پر جس طرح پیش قدمی وہی کرے گا، جو احمق ہو، کہ درحقیقت جو چیز بری ہے، اس کو اچھا سمجھے اور اپنے ڈوبنے کی خبر نہ ہو، ایسے ہی معصیت پر وہی پیش قدمی کرے گا، جو اس کو اچھا سمجھتے ہیں، اور اس میں جو بڑا گناہ اور دردناک عذاب ہے، اس کو نہ جانے۔ کیونکہ اگر یقیناً یہ جانتا کہ اپنی معصیت سے اپنے دین کا اس قدر نقصان کرے گا، جس قدر کہ کشتی کا توڑ کر نقصان کرنے والا ہے۔ تو معصیت پر کبھی قدم نہ اٹھاتا۔

اور ایک یہ ہے کہ کوئی اہل سفینہ میں سے جب اس کو منع کرے، جو کشتی توڑتا ہے۔ اور اس منع کرنے والے پر کوئی اعتراض کرے کہ تجھے کیا مطلب، تو بیشک جیسا کہ یہ اعتراض کرنے والا احمق اور بے وقوف اور اس کی حرکت کے انجام سے ناواقف سمجھا جائے گا۔ اس وجہ سے کہ کشتی کے توڑنے سے منع کر والا، اس معترض اور اس کے سوا سب کی ہلاکت میں کوشاں ہے۔

اسی طرح جو شخص اس پر اعتراض کرے، جو برائی سے منع کرتا ہے تو اس پر اعتراض اپنی بڑی حماقت اور کم عقلی اور معصیت کے انجام اور نحوست کی نادانی ہی کی وجہ سے ہے، کیونکہ جو شخص برے کاموں سے روکتا ہے، تو وہ اس فرض کو ساقط کرتا ہے، جو معترض وغیرہ سب پر ہے، اور ان کو گناہ سے بچانے اور عقاب کے چھڑانے میں کوشش کرتا ہے، اور ایک یہ ہے کہ کشتی والے اگر اس سے خاموش رہیں، جو اس کو توڑنا چاہتا ہے، اور اس کو منع نہ کریں تو جس طرح کہ یہ سب اس کے ساتھ ہلاکت میں برابر ہوں گے۔ اور توڑنے والے اور غیر توڑنے والے میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ اور نہ نیک اور بد میں۔ اسی طرح اہل اسلام جب گناہوں کے روکنے سے سکوت کریں گے تو سب پر عذاب آئے گا۔ اور اس گناہ کے کرنے والے اور غیر کرنے والے میں کوئی فرق نہ ہوگا۔ اور نہ ان کے نیک اور غیر نیک میں۔ اور اسی لئے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

قال النبی علیہ السلام لا تزال لا الٰہ اللہ من قالھا و ترد عنھم العذاب او النقمة مالم یستخفوا بحقھا قالوا یا رسول اللہ وما الاستخفاف بحقھا قال یظھر العمل بمعاصی تعالیٰ فلا ینکر ولا یغیرہ

کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہمیشہ اس کو فائدہ دیتا رہے گا، جو اس کو پڑھے، اور اس پر سے عذاب اور قہر کو ہٹاتا رہے گا، جب تک کہ اس کے حق کی حقیقت نہ سمجھیں، عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کے حق کا کیونکر استخفاف ہوتا ہے۔ فرمایا جب اعمال بظاہر ہونے لگیں اور کوئی اس کو منع نہ کرے، اور نہ کوئی اس کو بند کرے۔

پس نبی علیہ السلام نے اس حدیث میں بتلا دیا کہ انکار اور تغیر کے ترک کرنے میں کلمہ توحید کا استخفاف ہوتا ہے پس کلمہ پڑھنے والوں سے عذاب کو دفع نہیں کرے گا۔ لیکن یہ بھی جاننا چاہیئے کہ جس کام سے انکار کرنا واجب ہے، اس کا برا ہونا شرط ہے، خواہ صغیرہ ہو، خواہ کبیرہ ہو۔ اس واسطے کہ انکار کا واجب ہونا کبیرہ گناہوں کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ صغائر کو بھی شامل ہے۔

اور برا ہونے میں یہ شرط نہیں ہے کہ معصیت ہو، کیونکہ جو شخص چھوٹے لڑکے یا پاگل کو شراب پیتا دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ شراب گرا دے۔ اور اس کو پینے سے منع کرے۔ اور ایسے ہی اگر کسی کو ان دونوں میں سے کوئی اور برا کام کرتے ہوئے دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ اس کو منع کرے۔

اور یہ ممانعت اس لیے نہیں کہ ان کا فعل معصیت ہے۔ اس لئے کہ ان دونوں کے فعل کو معصیت نہیں کہتے بلکہ اس لئے کہ یہ فعل بُرا ہے، اور یہ بھی جاننے کی بات ہے، کہ بری بات سے روکنا حاکم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور ان کی اجازت پر موقوف ہے، بلکہ ہر ایک پر اس کی قدرت کے موافق واجب ہے۔ اگرچہ ان کی طرف سے اجازت نہ دی

گئی ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چنانچہ اسی پر اجماع ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے:

روی عن ابی سعید الخدری انہ علیہ السلام قال من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ وان لم یستطع فبلسانہ وان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو کوئی تم میں سے برا کام دیکھے تو چاہیئے کہ ہاتھ سے روک دے، اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے، اگر یہ بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ادنیٰ ایمان ہے۔

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ روک دے، بالاتفاق ایجاب کا حکم ہے۔ اور آپ کا یہ قول کہ جو کوئی تم میں سے دیکھے، عام ہے، تمام امت کو یہ وجوب شامل ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر (اور چاہیئے کہ رہے ایک جماعت جو نیک کام کی طرف لوگوں کو بلاتی رہے اور عمدہ باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے منع کرتی رہے۔)

اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے، اور فرض کفایہ فرض عین سے زیادہ قابل اہتمام ہے۔ اور فرض کفایہ میں مشغولی فرض عین میں مشغولی سے افضل ہے۔ اس واسطے کہ جو فرض عین چھوڑے گا، تو خاص وہی گنہ گار ہوگا، اور جو شخص اس کو ادا کرے گا، تو وہ اپنے ذمے کا فرض ساقط کرنے کے ساتھ وہی مخصوص ہوگا اور فرض کفایہ کو اگر ترک کرے گا تو سب گنہ گار ہوں گے۔ اور اگر ادا کرے گا، تو سب سے گناہ ساقط ہو جائے گا۔

پس فرض کفایہ کا کرنے والا تمام امت کو گناہ سے بچانے میں سعی کرتا ہے۔ اور اس

میں شک نہیں کہ جو شخص ضروری دینی کام کے قائم کرنے میں تمام مسلمانوں کا قائم مقام ہو وہ افضل ہے۔ اسی وجہ سے نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

قال النبی علیہ السّلام من امر بالمعروف ونھی عن المنکر فھو خلیفۃ اللہ تعالیٰ فی ارضہ وخلیفۃ کتابہ ورسولہ

کہ جو شخص نیک کام بتلائے اور بد کام سے روکے، وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور رسول کا خلیفہ ہے۔ او

اور یہ اس لئے ہے کہ انبیاء علیہ السلام نیک کام سکھلانے اور برے کاموں سے روکنے ہی کے لئے بھیجے گئے ہیں، اور یہی ان کا مقررہ کام ہے، جس کو وہ لے کر آئے ہیں۔ سو جس نے اس باب میں ان کی پیروی کی اور نیک کام بتلائے اور بُرے کام سے منع کیا، وہ اس بڑے کام میں ان کا نائب ہوا۔ اور اس کا درجہ اس کارِ معظم میں ان کے درجہ کے قریب جا ملا، خواہ وہ حاکم ہو، یا اس کی طرف سے اجازت دی گئی ہو، یا غیر ماذون ہیں۔ جو شخص حاکم ہو یا حاکم کی طرف سے ماذون ہو، تو اس کے ذمہ بات متعین ہے اور اس کو حدود اور تعزیر کے قائم کرنے میں وہ اختیارات ہوں گے جو اور کسی مسلمان کو نہیں ہوں گی۔ اور جب وہ سستی کرے تو ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ نیک کام کا حکم اور برے سے ممانعت اپنے قدر کے موافق کرے، پھر اگر حاکم اس پر خوش ہو تو خیر۔ اور اگر راضی نہ ہو بلکہ ناخوش ہو تو اس کی ناخوشی بھی ایک بُرا فعل ہے۔ اس پر انکار کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ علماء نے ان عمومات سے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں آئی ہیں، امراء اور سلاطین کا بھی ان عمومات میں داخل ہونا سمجھا ہے، پھر بھلا ان پر انکار کے لئے ان کی اجازت کی حاجت کیا ہے! اور امراء و سلاطین کو منع کرنا متقدمین کی عادت میں داخل تھا۔

جیسا کہ روایت ہے کہ مامون بن ہارون رشید کو خبر پہنچی کہ ایک شخص لوگوں میں گشت

کیا کرتا ہے اور بھلی بات کا حکم اور بُرائی سے ممانعت کیا کرتا ہے، حالانکہ ماموں کی طرف سے مامور نہیں ہے۔ پس مامون نے اس کے حاضر کرنے کا حکم دیا، جب وہ سامنے آکر کھڑا ہوا، تو مامون نے کہا کر مجھ کو خبر ملی کہ تو اپنے آپ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لائق سمجھتا ہے، اور مامون کرسی پر بیٹھا ہوا ایک کتاب دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں غافل ہو گیا، اور کتاب اس سے گر پڑی، اور پیر کے نیچے آگئی، اس طرح کہ اس کو خبر نہ ہوئی، تو اس شخص نے اس سے کہا، اللہ کے ماموں پر سے اپنا پیر اٹھا۔ پھر جو چاہے، وہ کہہ۔ مامون اس کا مطلب نہ سمجھا۔ پس کہا تو کیا کہتا ہے۔ آخر اس شخص نے تین بار یہی کہا، اور وہ نہ سمجھا۔ پھر اس شخص نے کہا کیا تو اٹھاتا ہے، یا مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں اٹھادوں۔ مامون نے کہا کہ میں نے اجازت دی۔

جب وہ شخص اٹھانے کو جُھکا تو مامون کی نظر پڑی تو کتاب کو پیر کے نیچے دیکھا، اور اٹھا کر چوم لیا۔ اور وہی کہنے لگا، کہ تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیوں کرتا ہے۔ یہ کام تو اللہ تعالےٰ نے ہمارے حوالے کیا ہے۔ اور ہم ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے؛

الذین ان مکناھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ وا'توا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ہ کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں قوت دیں، تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں، اور حکم کریں کام بھلے کا، اور منع کریں بُرے کام سے۔ تب

تب اس شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین! تم نے سچ کہا، واقعی ویسے ہی ہو جیسا کہ تم نے اپنا وصف سلطنت اور قدرت کا بیان کیا، لیکن ہم بھی تمہارے اسباب میں مددگار اور ساتھی ہیں۔ اس کا انکار وہی کرے گا، جو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول کی حدیث کو نہیں جانتا ہو۔ قرآن میں تو یہ آیت ہے؛

والمؤمنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکرہ اور ایمان والے مرد، اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔ بتلاتے ہیں نیک بات اور منع کرتے ہیں بری بات سے۔

اور حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰت والسلام کا یہ ارشاد ہے :

المومنون کالبنیان یشد بعضہ بعضاہ مسلمان بمنزلہ عمارت کے ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے کو قوت اور مدد دیتا ہے۔

یہ اللہ کی کتاب اور اللہ کے رسول کی حدیث ہے۔ پس اگر تو ان دونوں کا مطیع ہے تو اس کا شکر گذار ہوگا، جو ان میں سے کسی بات میں مدد کرے۔ اور اگر تو ان دونوں کا مطیع نہیں ہے، تو ان دونوں کا وبال تیرے سر ہے، بے شک جس کی طرف تیرا مال ہے، اور جس کے ہاتھ میں تیری عزت ہے، اس نے شرط کی ہے کہ نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اب جو چاہو سو کہو۔

پس مامون کو اس کے کلام سے تعجب آیا۔ اور اس سے خوش ہو کر کہا، تجھ جیسا شخص امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے لائق ہے، جا اسی میں لگا رہ، جس پر تو قائم تھا۔ سو وہ شخص اسی حال پر رہا۔

اور ایسے بہت لوگ سلف میں گذرے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ گنہ گاروں پر رحمت کا یہ مقتضیٰ نہیں کہ ان کو منع نہ کرے۔ اور ان کے حال سے معترض نہ ہو۔ بلکہ ان کے حال پر بڑی رحمت یہی ہے کہ ان کو منع کرتا رہے۔ اور ان کو روک کر ٹھیرا ہ استوار اور طریق راست پر لائے کیونکہ ایمان والا جب دشمن کے ملک میں مسلمان قیدیوں میں سے کسی قیدی کو سنتا ہے، تو اس پر رحم کرتا ہے۔ اور اپنا مال اور جان اس کے چھڑانے میں خرچ کرتا ہے۔ پھر بھلا اپنے بھائی مسلمان کے چھڑانے اور بچانے میں کیونکر کوشش نہ کرے، جب اس کو اپنے نفس شیطان کا قیدی دیکھے۔ حالانکہ یہ دونوں سب سے بڑے دشمن ہیں۔ پس اگر اس سے اعراض

کرے اور نفس و شیطان کا قیدی رہنے دے۔ تو یہ اس کی جہالت ہے۔ کیونکہ چھوٹے سے دشمن کے قیدی کو چھڑانے میں جب مومن کو یہ ثواب ہے، جس کو اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اس قول میں:

ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً ہ (اور جس نے جلائی ایک جان تو گویا جلایا اس نے سب لوگوں کو۔)

تو پھر بھلا اس کی نسبت تیرا کیا خیال ہے، جو معاصی کے قیدی کو بڑے دشمن کے ہاتھ سے خلاصی دے۔

اور بیشک علماء نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جہاد کے قائم مقام مقرر کیا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کو معاصی سے روکنا، جو دوزخ میں داخل ہونے کے سبب ہیں، کفار کے قتال سے افضل ہے۔

پس جیسے جہاد میں جائز نہیں کہ ایک شخص دو کے مقابلے سے بھاگ جائے۔ ایسے ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں جو شخص دو شخصوں کو کسی برائی پر دیکھے، تو اس کو جائز نہیں، کہ ان کو برائی پر چھوڑ دے۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ حکم کرے اور منع کرے۔ اور اگر زیادہ ہوں، اور اس کو اپنی جان کا خوف ہو، تو چھوڑ دینے کی اس کو گنجائش ہے، لیکن منع کرنا اولیٰ اور افضل ہے۔

اس لئے کہ کہتے ہیں، جس کو معاصی پر انکار کرنے کی طاقت ہو، باوجودیکہ جان کا خوف ہے، تو اس کی ممانعت ہی مستحب ہے اور نہایت مرغوب، کیونکہ اعزاز دین کے لئے جان کو خطرہ میں ڈالنے کا حکم ہے، جیسے کہ کفار کے قتل میں ہے اور باغیوں کے قتل میں۔ اور روایت ہے۔

وقد روی ان رجلا سئل النبی علیہ السلام ای الجھاد افضل فقال کلمۃ حق عند سلطان جابر ط

(کہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا، کونسا جہاد افضل ہے، فرمایا حق بات ظالم حاکم کے سامنے کہنا۔)

پس نبی علیہ الصلوٰت والسلام نے حق بات کو ظالم حاکم کے سامنے کہنا جہاد سے افضل ٹھہرایا ہے۔ اس واسطے کہ حق بیان کرنے والا بلندی کلمۂ حق اور امداد دین کے لئے اپنی جان پر کھیلتا ہے، باوجودیکہ حاکم اپنا ہاتھ اس سے روکے ہے۔ برخلاف اس کے جو لڑائی میں دشمن کا مقابلہ کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دشمن اس پر ہاتھ چلاتا ہے اور امید کرتا ہے کہ غالب ہو جائے اور اس کو مار ڈالے۔ پس اس کا اپنی جان کی سخاوت کرنا سلامتی کی امید کے وقت اس کے برابر نہیں، جو سلامتی سے مایوسی کے وقت جان کی سخاوت کرے، لیکن اس بات میں آہستگی اور سہولیت کی رعایت لائق ہے کہ پہلے پہل سہولت اور نرمی سے ممانعت کرے۔

پس پہلے وعظ اور نصیحت سے ابتداء کرے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرائے اور عاصی کو نظر رحمت سے دیکھے اور معصیت میں اس کا مبتلا ہونا اپنی معصیت سمجھے، کیونکہ سب مسلمان ایک جان کی مثل ہیں۔ پس جس کو تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے، وہ دوزخ کے کنارے کھڑا ہوا ہے۔ پس اس سے بچتے رہو کہ اس کو دھکا دے کر دوزخ کی تہہ میں پھینک دو، کیونکہ شاید وہ تجھ کو پکڑے، پس تو بھی اس کے ساتھ گر پڑے اور اس لئے کہ اگر تو نے پہلے ہی اس کو سختی اور شدت سے کہا، تو شائد وہ تجھ پر ہاتھ اور زبان سے ایذا رسانی کرے اور زیادتی کرے۔ اب تو نے خرابی پر خرابی بڑھادی۔ اب تو نے اپنی جان ہلاک کرنے کے بعد اس کو ہلاک کیا۔

ہاں اگر وعظ ونصیحت سے باز نہ آئے، اور اس کی طرف سے معصیت پر اصرار معلوم ہو، تو ضرور ہے کہ سختی سے کہا جائے۔ اور برا بھلا کہا جائے، جس میں تذلیل نہ ہو۔ مثلاً یہ الفاظ کہے، اے فاسق، اے جاہل، اے بیوقوف، اے اپنی جان کے دشمن اے وہ شخص جو خدا سے نہیں ڈرتا، اور ایسے ہی اور الفاظ۔ اور اس میں سچ کے

رعایت کرتا رہے۔ کیونکہ یہ الفاظ حقیقت میں سچے ہیں۔ اس لئے کہ جو گناہ کرتا ہے، فاسق، جاہل احمق ہوتا ہے۔

کیونکہ احمق وہ ہوتا ہے، جو اپنے کو اپنی خواہش کے تابع کردے اور خدا سے آرزوئیں کرتا رہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور غصّے جاری کرنے اور کلام ناجائز کہنے سے بچتا رہے، جو کہ صاف جھوٹ ہو اور فحش قبیح ہو، اور جو برائی کے دور کرنے پر بلا اس کے فاعل کے مارے قدرت نہ ہو، تو چاہیے کہ کم ہی لاف مارے۔

پھر جب وہ منکر جاتا رہے، تو واجب ہے کہ باز رہے، اور اس سے بچتا رہے جو اکثر لوگ کیا کرتے ہیں، کہ بعد دور ہوجانے منکر کے مار پیٹ میں لگے رہتے ہیں کیونکہ یہ حق حاکم کے سوا کسی کو نہیں۔ اور منکر کو دور نہیں کرسکتا، نہ ہاتھ سے اور نہ زبان سے تو اس کو مکروہ تحریمی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کے عیوب کسی کے سامنے بیان کرتا پھرے۔ پھر سوائے اس کے جو اس کے منع کرنے پر قادر ہو، اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری منکر کے دور میں نہ ہوئی، تو مسلمان کی غیبت کرکے نافرمانی بھی نہ کرے۔

بیان صلوٰۃ الکسوف والخسوف

فی ظہور الامور المخوفۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر اٰیتان من اٰیات اللہ تعالیٰ لا ینخسفان بموت احد ولا لحیاتہ۔ فاذا رأیتم ذٰلک فاذکروا اللہ تعالیٰ۔ ھٰذا الحدیث من صحاح المصابیح رواہ عبد اللہ بن عباس۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں، نشانیوں میں سے، کسی کی موت اور حیات کے سبب سے گہن نہیں

لگتا۔ جب تم یہ بات دیکھو تو، اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے، عبداللہ بن عباس کی روایت سے ہے۔

اور اس حکم کے ارشاد کا سبب اس مضمون کی رو سے، جو اور حدیث میں ابوسعید الانصاری کی روایت سے آیا ہے

ان الشمس انکسفت یوم مات ابراھیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکسفت لموته فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر اٰیتان من اٰیات اللہ تعالیٰ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاته فاذا رأیتم شیئا من ھٰذہ الافزاع فافزعوا الی الصلوٰۃ۔

یہ ہے کہ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کی وفات کے دن سورج گہن ہوا، لوگوں نے کہا کہ ابراہیمؑ کی موت کے سبب ہوا ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب اور مہتاب اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت اور حیات سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ پس جب تم ایسے ہولناک امور دیکھو تو نماز پڑھنی شروع کرو۔

پس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں ان ہولناک امور کے ظاہر ہونے کے وقت، جن میں سورج گہن بھی داخل ہے، نماز کا حکم فرمایا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یاد الٰہی سے مراد جو پہلی حدیث میں مذکور ہے، نماز کا حکم ہے۔ کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوٰت والسلام نے صلوٰۃ کسوف جماعت سے پڑھی ہے۔ اور قیاس تو یہ تھا کہ صلوٰۃ کسوف واجب ہوتی۔ جیسا کہ بعضے علماء کا یہی مذہب ہے۔ اور اسرار کبیری کے مصنف نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ امر وجوب کے لئے ہے۔

لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ یہ سنّت ہے۔ کیونکہ یہ نماز اسلام کے علامات سے نہیں، صرف گہن کے عارض ہونے سے ہوتی ہے، مگر چونکہ نبی علیہ الصلوٰت

والسلام نے جماعت سے پڑھی ہے، لہٰذا سنت ہے۔ جماعت سے بلا کراہت مشروع ہے، اور علماء نے اس امر کو استحباب پر محمول کیا ہے۔

پس اس بیان کے موافق امام جمعہ کو چاہیئے کہ جب سورج گہن ہو تو لوگوں کے ہمراہ جامع مسجد یا عیدگاہ میں دو رکعت پڑھے، ہر رکعت ایک رکوع سے نفل کی طرح بغیر اذان، بغیر تکبیر اور بغیر خطبہ کے۔

اور ان دونوں رکعتوں میں جس قدر چاہے قرآن مجید پڑھے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک قرأت چپکے سے پڑھے اور صاحبین کے نزدیک پکار کر۔ اور ان دونوں رکعتوں میں قرأت کی درازی افضل ہے۔ اس لئے کہ اس میں نبی علیہ السلام کی متابعت ہے، کیونکہ ثابت ہوا ہے کہ نبی علیہ السلام کا قیام پہلی رکعت میں سورہ بقرہ کے پڑھنے کا مقدار تھا اور دوسری رکعت میں سورہ آل عمران کے پڑھنے کے مقدار تھا۔ اور اس میں تخفیف بھی جائز ہے، اسلئے کہ نماز اور دعا میں سارے وقت کا ختم کر دینا مسنون ہے، کیونکہ مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے:

روی عن مغیرۃ ابن شعبۃ انہ علیہ السلام قال ان الشمس والقمر ایتان من ایٰت اللہ تعالیٰ لا ینکسفان لموت احد ولا لحیاتہ فاذا رأیتموھا فادعوا اللہ تعالیٰ حتی تنجلی الشمس۔

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالےٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ کسی کی موت سے ان گہن نہیں لگتا، اور نہ کسی کی حیات سے جب تم اس کو دیکھو، تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور نماز پڑھتے رہو، یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔

یہ حدیث نماز اور دعا میں پورے وقت کو ختم کر دینے کا فائدہ دیتی ہے۔ پس اگر ایک میں تخفیف کرے تو دوسری میں بڑھائے۔ اور نماز کے بعد دعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ سورج صاف ہو جائے۔

کیونکہ دعاؤں کو نماز سے مؤخر کرنا مسنون ہے۔ پھر امام کو دعا میں اختیار ہے چاہے قبلہ رخ بیٹھ کر دعا مانگے، اور چاہے کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف اپنا منہ کر کے یا رو بقبلہ ہو کر دعا مانگے، اور لوگ ہر حال قبلہ رخ بیٹھے رہیں۔

اور اگر امام جمعہ موجود نہ ہو، تو لوگ علیحدہ علیحدہ پڑھیں، چاہیں دو رکعت، چاہیں چار رکعت۔ کیونکہ یہ نماز نفل ہے۔ اور نوافل میں اصل یہی ہے۔

اور ایسے ہی چاند گرہن میں لوگ جدا جدا نماز پڑھیں۔ اور اس میں جماعت نہیں ہے۔ کیونکہ رات کے وقت آدمیوں کا جمع کرنا دشوار ہے، اور بعضے وقت فتنہ کا سبب ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہر ایک خود نماز پڑھ لے۔

ایسے ہی ستاروں کے ٹوٹنے میں اور ان کی خوفناک روشنی میں، اور دن کو خوفناک اندھیری میں اور تند آندھیوں اور برابر کی بارش اور بجلی کے گرنے اور بھونچال اور بیماریوں کی کثرت اور دشمن کے سخت خوف میں، اس کے سوا اور ہولناک باتوں میں ہر ایک خود جدا جدا نماز پڑھے۔

اور اس ارشاد نبی علیہ السلام کے عام ہونے کی وجہ سے کہ جب تم یہ خوفناک باتیں دیکھو تو ڈر کر نماز شروع کر دو کیونکہ یہ سب خوف کے علامات ہیں، جن سے اللہ تعالٰے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰے نے فرمایا ہے:

وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۔ (اور نہیں بھیجتے ہیں ہم علامات کو مگر ڈرانے کے لئے۔)

اور حدیث شریف میں آیا ہے،

انہ علیہ السلام قال ھذہ الایات التی یرسل اللہ تعالیٰ بھا لا تکون لموت احد ولا لحیاتہ ولکن یخوف بھا عبادہ فاذا رأیتم شیأ من ذلک فافزعوا الی ذکر اللہ تعالیٰ ودعائہ واستغفارہ۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے، کسی کی موت سے نہیں ہوتیں، اور نہ کسی کی حیات سے۔ بلکہ اپنے بندوں کو اس سے ڈراتا ہے، پس جب تم ان میں کوئی بات دیکھو تو ڈر کر خدا کی یاد اور اس سے دعا اور استغفار کرو۔

اور ایک حدیث میں ہے۔

انه علیه الصلوٰة والسلام قال ان الشمس والقمر اٰیتان من اٰیات الله تعالیٰ لا یخسفان لموت احد ولا لحیاته فاذا رأیتم من ذٰلک شیئاً فادعوا الله وکبروا وصلوا وتصدقوا فان کل خیر فی مثل هذه الاهوال والافزاع مامور به لکون الخیرات دافعة للبلیات۔

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ دو نشانیاں۔ کسی کی موت سے ان کو گہن نہیں لگتا، اور نہ کسی کی حیات سے پس جب تم اس کو دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اللہ اکبر کہو، اور نماز پڑھو، اور خیرات کرو۔ کیونکہ ہر ایک نیک کام ان ہولناک اور خوفناک باتوں میں مامور ہے۔ اس لئے کہ نیک کام آفتوں کو دور کرتے ہیں۔

وروی عن ابن عمر انه علیه السلام کان اذا سمع صوت الرعد والصواعق یقول اللهم لا تقتلنا بغضبک ولا تهلکنا بعذابک وعافنا قبل ذٰلک۔

اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب گرج اور بجلیوں کی آواز سنتے تو کہتے الٰہی! ہم کو اپنے غضب سے مت قتل کر اور اپنے عذاب سے مت ہلاک کر۔ اور ہم کو اس سے پہلے عافیت عطا فرما۔

وروی عن عائشه انه علیه السلام کان اذا بصر سحابا ترک عمله واستقبله وقال اللهم انی اعوذ بک من شر ما فیه فان کشفه

اللہ تعالیٰ حمد اللہ تعالیٰ و ان مطر قال اللھم سقیا نافعاً ہ

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام جب ابر دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو جاتے، اور یہ فرماتے کہ الہٰی! میں تیری پناہ لیتا ہوں، اس برائی سے جو اس میں ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ اس کو کھول دیتا، تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے۔ اور اگر برستا تو یہ فرماتے کہ الہٰی! بارش سیرابی اور بہرہ مند دیجیو۔

و روی عن عائشۃ ایضا انہ علیہ السلام کان اذا عصفت الرِّیح قال اللھم انی اسئلک خیرھا و خیر ما فیھا و خیر ما ارسلت بہ و اعوذ بک من شرھا و شر ما فیھا و شر ما ارسلت بھا۔

اور حضرت عائشہ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب تند ہوا چلتی تو نبی علیہ السلام کہا کرتے تھے، یا اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی مانگتا ہوں۔ اور اس کی بھلائی جو اس کے اندر ہے، اور اس کی بھلائی جس کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی بُرائی سے، اور اس کی برائی سے، جو اس کی برائی سے، جو اس کے اندر ہے، اور اس کی برائی سے جس کے لئے یہ بھیجی گئی ہے۔

و روی عن ابن عباس ان رجلا لعن الریح عند النبی علیہ السلام فقال لہ النبی علیہ السلام لا تلعن الریح فانھا مامورۃ و انہ من لعن شیأ لیس لہ باھل رجعت اللعنۃ علیہ۔

اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی علیہ السلام کے روبرو ہوا پر لعنت کی۔ تب نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہوا پر مت لعنت کر۔ کیونکہ وہ مامور ہے۔ اور جو شخص ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے کہ اس کے لائق نہیں، تو وہ لعنت اسی پر لوٹ کر آتی ہے۔

و روی عن ابی ھریرۃ انہ علیہ السلام قال الریح من روح

اللہ تاتی بالرحمۃ و بالعذاب فلا تسبوھا و اسئلوا اللہ خیرھا و عوذوا من شرھا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہوا اللہ کی مہربانی ہے کہ کبھی رحمت لاتی ہے کبھی عذاب۔ سو اس کو برا نہ کہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی طلب کرو۔ اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔

یعنی ہوا ان چیزوں میں سے ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے، جیسے مینہ اور سردی اور گرمی اور علاوہ اس کے کہ کبھی رحمت کے واسطے آتی ہے۔ اور کبھی عذاب کے لئے۔ تو جب اس کا آنا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا، تو کسی ضرر ہونے سے اس کو برا کہنا جائز نہیں۔ بلکہ جس میں اس کا وہم ہے۔ اس کے بارے میں بندوں کا طریق اللہ تعالیٰ کی طرف التجا کرنا ہے۔ اور اس کی رسی کو مضبوط پکڑنا ہے۔ اور اس کے شر سے جو اس کے اندر ہے، خدا کی پناہ مانگنا جیسا کہ:

روی عن ابی بن کعب قال لاتسبوا الریح فاذا رأیتم ما تکرھون فقولوا اللھم انا نسئلک خیر ھذہ الریح وخیر ما فیھا وخیر ما امرت بہ ونعوذ بک من شر ھذہ الریح وشر ما فیھا وشر ما امرت بہ ط

ابی بن کعب سے روایت ہے، کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، ہوا کو برا مت کہو۔ پس جب ایسی چیز دیکھو جو تم پسند نہیں کرتے تو یہ کہو کہ الٰہی! ہم تجھ سے ہوا کی خوبی مانگتے ہیں اور خوبی اس کی جو اس کے اندر ہے اور خوبی اس کی، جس کا اس کو حکم ہے۔ اور اس ہوا سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اور اس برائی سے جو اس کے اندر ہے۔ اور اس برائی سے جس کا اس کو حکم ہے۔ اور اسی طرح جو کوئی کہیں منزل کرے، تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگے۔

روی انہ علیہ السلام قال من نزل منزلا فقال اعوذ بکلمات اللہ

التامۃ من شر ما خلق لم یضرہ شیٔ حتی یرتحل منہ منزلا اخر

وروی عن ابن عباس انہ علیہ السلام کان یقول عند الکرب لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم، لا الٰہ الا اللہ رب السمٰوٰت السبع ورب الارض ورب العرش الکریم۔

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، جو کوئی کسی منزل میں اترے اور یہ کہے کہ میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے اس کی برائی سے، جس کو خدا نے پیدا کیا، تو اس کو کوئی ضرر نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہاں سے چل کر دوسرا مکان بدلے۔ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام سختی کے وقت فرمایا کرتے تھے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ عظیم بردبار کے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ پروردگار عرش بزرگ کے، نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ پروردگار ساتوں آسمانوں کے۔ اور پروردگار زمین اور پروردگار عرش بزرگ کے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بزرگ اوصاف کا ذکر کرنا عقوبت کے دور ہونے کا سبب ہے۔

وقد روی انہ علیہ السلام قال الا اخبرکم بشیٔ اذا نزل بکم کرب او بلاء فدعا بہ فرج اللہ تعالیٰ عنہ قیل بلیٰ یا رسول اللہ قال دعا ذی النون لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین فاستجبنا لہ ونجّینٰہ من الغم وکذٰلک ننجی المومنین۔

اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعا بتا دوں کہ جب تم پر کوئی سختی یا بلا آوے، پھر وہ دعا پڑھے، تو اللہ تعالیٰ اس سے کشائش دے گا، عرض کیا گیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا ذوالنون کی دعا، کوئی معبود نہیں سوائے تیرے، تو بے عیب ہے۔ میں ہوں گنہگاروں سے، پھر سن لی ہم نے اس کی پکار، اور بچا دیا، اس کو غم سے۔ اور یوں ہی ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو۔

ورُوی انه علیه السلام قال ما من مکروب یدعو بھذا الدعاء إلّا استجیب لہ۔ راور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا، نہیں کوئی مصیبت زدہ جو یہ دعا پڑھے، مگر قبول ہی ہوئی۔

یسرنا اللّٰہ تعالیٰ دعوۃ مستجابۃ بلطفہٖ وکرمہٖ۔ الٰہی! ہم پر دعائے مستجاب اپنے لطف وکرم سے آسان کیجیو۔

استغفار کا طریقہ

ہر ایک مسلمان خصوصاً طالب اللہ کے لئے معتبر کتابوں سے سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق مرقوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کو قرآن حمید میں یہ بشارت دے دی تھی کہ اے محمد! میں نے تم کو معصوم پیدا کیا ہے۔ مگر باوجود معصوم ہونے کے جو گناہ ماضی یا آئندہ برسوں میں ہوں گے ان کو میں نے بخش دیا ہے۔

ماضی اور آئندہ گناہ کے بارے میں مفسرین نے اسی طرح سے بیان کیا ہے، کہ تبلیغ رسالت کی کوتاہی اگر کسی قسم کی تم سے سابقہ یا آئندہ زمانہ میں ہوگی، تو میں نے معاف کردی ہے۔ اس واسطے ہمارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دن رات میں سو بار استغفار دائمی کرتے تھے۔

خیر اس میں مفسرین کی گفتگو طول طویل ہے۔ اور خداوند کریم نے قرآن حمید میں اس طرح سے فرمایا ہے،

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا۔

اور یہ خطاب استغفار کی نسبت خاص مومنین کے واسطے ہے۔ اسی واسطے مختصر استغفار کا طریقہ ہر ایک مسلمان اعلیٰ وادنیٰ کے لئے تحریر کیا جاتا ہے، جیسا کہ حسب

ذیل ہے۔ مگر طالب استغفار کنندہ کو چاہیئے کہ وظیفہ ہذا کو بوقت عصر بروز سہ شنبہ یعنی منگل وار کی عصر کے وقت کسی تنہا یا پاکیزہ جگہ میں بیٹھ کر حضور قلبی رجوعات روحانی سے اپنے ماضی کے گناہوں کو مدنظر رکھ کر شروع کرے۔ اور اول و آخر درود شریف یازدہ ۱۱ بار پڑھے۔ پھر بروز دو شنبہ یعنی سوموار کے دن عصر کے وقت اخیر منزل کو ختم کر کے اپنے صغیرہ و کبیرہ گناہوں ماضی و آیندہ کے لئے بخشش اپنے پروردگار سے مانگے۔ اور ہر ایک حاجات کے لئے خشوع و خضوع سے دعا کرے۔

امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بفضل خود استغفار کنندہ کے لیے دریائے رحمت بے پایاں سے اس کی زمین پژمردہ زنگار خوردہ کے لئے باران کا نزول کرے گا۔ آمین یا رب العٰلمین۔

منزل اوّل

منزل اول بروز سہ شنبہ یعنی منگل وار کے دن عصر کے وقت شروع کرنی چاہیئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبَّ الْاِنْسِ وَالْجَانِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ نَّفْسِیْ وَشَیْطَانِیْ

میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے، جو رب ہے انسانوں کا اور جنوں۔ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے اپنے نفس اور اپنے شیطان سے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ بِاسْمِ اللّٰہِ مُبْتَدِیْ

تَبَرُّکًا بِاسْمِ مَنْ بِالْفَضْلِ اَغْنَانِیْ

میں مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے ساتھ نام اللہ کے برکت کے لئے جو میرے لئے جائے شروع ہے۔ واسطے تبرک کے ساتھ نام اس ذات، جس نے اپنے فضل سے مجھے غنی کر دیا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَحْمٰنًا بِنَا اَبَدًا

فَرَحْمَۃُ اللّٰہِ عَمَّتْ کُلَّ اِنْسَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جو کہ ہم تمام پر رحم کرنے والا ہے، اس لئے کہ اللہ

کی رحمت شامل ہے ہر انسان کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا الرَّحِيْمُ بِنَا
بَلْ أَرْحَمُ النَّاسِ مِنْ أُمِّ الْوِلْدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جو ہمارا مولا ہے ہم پر مہربان ہے بلکہ تمام لوگوں پر زیادہ رحم کرنے والا ہے، بہ نسبت ماں کے جو اپنے بچوں پر رحم کرتی ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ بِنَا
اَلْحَيُّ لَا غَيْرُهٗ اَلْقَيُّوْمُ ذَا الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا عظمت والا ہے۔ زندہ ہے۔ نہ اس کے سوا کوئی جو تدبیر خلق میں زیادہ قیام کرنے والا ہے، اور بے مثل شان والا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْصُوْلَ الْمَتَابِ بِهٖ
مَتَابُ عَبْدٍ مُسِيْئٍ، مُسْرِفٍ جَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے، جس کے پاس بندوں کی توبہ پہنچائی جاتی ہے، جو جائے رجوع ہے بندہ گنہگار، اسراف کرنے والا معصیت کار کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَحْلُوا الْبَاقِيَاتُ بِهٖ
اَلصَّالِحَاتُ فَهِيَ رَوْحِيْ وَ رَيْحَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے کہ شیریں ہیں باقیات صالحات توجہ اس کی سے، جو پس وہ میری روح استراحت اور میرا رزاق وسیع ہیں اور میرے ریحان ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا شَيْئٌ يُسَبِّحُهٗ
سُبْحَانَ رَبِّيَ الَّذِيْ بِالْخَيْرِ رَبَّانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے، جس کے لائق کوئی چیز تسبیح نہیں کر سکتی۔ پاک ہے میرا رب جس نے تربیت اور تعلیم مجھے خیر کی کی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا الْمَخْلُوْقُ یَحْمَدُہٗ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فِیْ یُسْرٍ وَّ فِیْ حِرْمَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں اللہ سے جب تک کہ مخلوق اس کی حمد کرے۔ تمام حمد اللہ کے لئے ہے ہماری غنا اور فقر میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا خَلْقٌ یُّوَحِّدُہٗ
اِذْ لَا اِلٰہَ سِوٰی رَبِّیْ وَ دَیَّانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک مخلوق اس کی توحید بیان کرے۔ اس لئے کہ نہیں مستحق عبادت کا سوائے میرے رب اور پورے جزا دینے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا عَبْدٌ یُّکَبِّرُہٗ
اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَرْدًا مَّا لَـہٗ ثَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک بندہ اس کی بڑائی بیان کرے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، یکتا ہے، بے نظیر ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا یُتْلٰی اِسْمُ سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْقَاصِیْ مَعَ الدَّانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک تلاوت کیا جاوے نام مبارک ہمارے سردار محمدؐ کا جو سردار اعلیٰ اور ادنیٰ کے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَابْعَثْ رَبَّنَا کَرَمًا
اَزْکَی الصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ طُوْلَ اَزْمَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اور بھیج ہمارے رب اپنے کرم سے نہایت پاکیزہ اور افضل رحمت ان پر تمام زمانہ میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَامْنُنْ بِالسَّلَامِ لَـہٗ

یَارَبِّ مَعَ بَرَکَاتٍ وَّامْحُ عِصْیَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اور احسان کر ساتھ ان کی سلامتی کے، اے میرے رب مع برکات کے اور مٹا میرے گناہوں کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَامْنَحْ لَہٗ بِرَضٰی
وَالْمُؤْمِنِیْنَ تَغَمَّدْھُمْ بِرِضْوَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اور بخش اس کی اولاد کو خوشنودی، اور مومنین کو چھپا اپنی خوشنودی سے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا عَبْدٌ وَّمَا اَمَۃٌ
یَسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ یَرْجُوْا نَیْلَ غُفْرَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک عبد اور امہ مغفرت خدا سے چاہیں، مغفرت کے حصول کی امید کرتے ہوئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ حَنَّانًا وَّذَا مِنَنٍ
اِنِّیْ اسْتَخَرْتُ بِحَنَّانٍ وَّمَنَّانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو بخشش اور احسان کرنے والا ہے۔ بے شک میں نے خیر چاہا بخشش اور احسان کرنے والے سے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْجُوْدًا وَّذَا قِدَمٍ
لَہُ الْبَقَاءُ وَکُلٌّ دُوْنَہٗ فَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جو موجود اور قدیم ہے۔ اس کے لئے بقا ہے، اور اس کے ماسوا ہر ایک فانی ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا اللّٰہُ مِنْ صِفَۃٍ
حَقَّتْ عَلَی النَّاسِ مِنْ اُنْثٰی وَّذُکْرَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے نہیں اللہ کی کوئی صفت ثابت انسان مؤنث اور مذکر کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَادَامَ الْوُجُوْدُ لَهٗ

وَمِثْلُهٗ قِدَمٌ لِلدَّائِمِ الذَّاتِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک وجود اس کے لئے ہے۔ اور مثل وجود کے قدم ہے واسطے دائم ذاتی کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَادَامَ الْبَقَاءُ لَهٗ

كَذَا مُخَالِفُهٗ لِلْحَادِثِ الْفَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک بقا اس کے لئے ہے۔ ایسے ہی مخالفِ بقا کا واسطے حادث فنا ہونے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَادَامَ الْقِيَامُ لَهٗ

بِالنَّفْسِ فَهُوَ اِذًا فِی الْمُلْكِ وُحْدَانٌ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کے لئے نفس میں قیام ہے، اس لئے کہ اس وقت وہ ملک میں یکتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ دَوْمَ قُدْرَتِهٖ

بِلَا تَعَدُّدٍ كَالْبَانِیْ بِاِتْقَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو میرا ایسا رب ہے کہ اس کی قدرت بے شمار، بڑا درخت مثل باقی باستحکام کے ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ دَوْمَ وَحْدَتِهٖ

فِی الذَّاتِ مَعَ صِفَةٍ وَالْفِعْلُ فِی اٰنٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو میرا ایسا رب ہے کہ بڑا درخت اس کی یکتائی

ذاتی اور صفتی اور ان میں فعل کا ثابت ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا دَامَتْ اِرَادَتُہٗ
لَہُ الْاِرَادَۃُ فِیْ اِعْطَاءٍ وَّحِرْمَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں، خدا سے، جب تک اس کا ارادہ یعنی اس کے لئے ارادہ ہے، دینے اور محروم کرنے کا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ دَوْمُ الْعِلْمِ فِیْ مَدَدٍ
مَعَ الْحَیَاتِ بِلَا مَوْتٍ وَّ فُقْدَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ جس کے علم کا بڑا درخت زیادتی میں ہے مع اس کی زندگی بلا موت و بغیر کمی واقع ہونے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ دَوْمُ السَّمْعِ مَعْ بَصَرٍ
کَذَا الْکَلَامُ اَتٰی فِیْ نَصِّ قُرْاٰنٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جس کی سماعت اور بینائی کا درخت بڑا ثابت ہے۔ ایسے ہی اس کا کلام آیا نص قرآن میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کَوْنُ اللّٰہِ سَیِّدَنَا
ذَا قُدْرَۃٍ مُّرِیْدًا عَالِمًا شَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جس کا ہمارا سردار ہونا قدرت والا اور ارادہ والا اور ہمارے حال کا جاننے والا ثابت ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کَوْنُ اللّٰہِ ذَا بَصَرٍ
وَّذَا حَیَاۃٍ ذَا سَمْعٍ وَّ سُلْطَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جس کا صاحب بینائی اور صاحب زندگی اور سماعت اور غلبہ والا ہونا ثابت ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كَوْنَ اللّٰهِ سَيِّدَنَا
مُتَكَلِّمًا لَا بِالْفَاظٍ وَّ اَلْحَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جس کا سردار کلام کرنے والا ہونا ثابت ہے، نہ ساتھ الفاظ اور خوش آواز کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَيْسَ اللّٰهُ فِيْ جِهَةٍ
وَّلَا مَكَانٍ وَّلَا مَاوٰى وَّ بُنْيَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ نہیں ہے خدا کسی جہت میں اور نہ مکان میں، اور نہ جائے پناہ میں اور نہ دیواروں کے اندر۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا شَيْءٌ يُّشَابِهُهٗ
وَلَا يُخَيَّلُ فِيْ عَقْلٍ لِّاِنْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ جس کے مشابہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ کسی انسان کے عقل میں آسکتا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ كُلِّ الْكَمَالِ لَهٗ
وَيَسْتَحِيْلُ عَلَيْهِ كُلَّ نُقْصَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے کہ جس کے لئے کل کمال ہے۔ اور ہر قسم کا نقصان اس پر محال اور ناممکن ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَادَامَ الْجَوَازُ لَهٗ
فِي الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ مِنْ فَقْدٍ وَّوِجْدَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کے لئے امکان ہے فعل اور ترک کا، یعنی گم کر دینے کا یا پا لینے کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا بِالْمُمْكِنَاتِ كَذَا

اِرَادَۃٌ وَّھُوَ تَنْجِیْزِیْ کَالْاِیْمَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک ایسے ہے یعنی مثل قدرت کے ارادہ متعلق ہے، اور وہ میری استغفار کی تنجیز ہے جیسا کہ تنجیز ایمان کی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا بِالْوَاجِبَاتِ لَہٗ
تَعَلُّقُ الْعِلْمِ کَالرَّحْمٰنِ وَحْدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کی صفات واجبہ کے ساتھ علم متعلق ہے، ہے، جیسا کہ صفت رحمان یعنی یہ تعبیر صفات واجبہ کے ہے صفات یکتا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا بِالْجَائِزَاتِ کَذَا
تَعَلَّقَ الْعِلْمُ کَالْاِبْقَاءِ وَفُقْدَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک ساتھ ممکنات کے ایسے ہے یعنی مثل متعلق علم صفات واجبہ کے، علم متعلق ہے جیسا کہ ابقا اور فقدان کو تعلق بالممکنات ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا بِالْمُسْتَحِیْلِ لَقَدْ
تَعَلَّقَ الْعِلْمُ کَالْاُنْثٰی لِلرَّحْمٰنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک ساتھ مستحیل کے علم متعلق ہے، جیسا کہ مؤنث مستحیل ہے واسطے رحمان کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا انْفَکَّ التَّعَلُّقُ عَنْ
حَیَاۃِ رَبِّ الْبَرَایَا کُلَّ الْاَحْیَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے یعنی علم خدا کا حیات رب البرایا جس حال میں کہ نہیں خدا تعلق علم کا حیات تمام مخلوق کے رب سے تمام زمانہ کے ساتھ ہمیشہ متعلق۔ کیونکہ رب البرایا ہمیشہ زندہ ہے۔[۵]

---

۵ اشارہ ہے طرف خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ الخ وَلَئِنْ سَئَلْتَہُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

منزلِ دوم بروز چہار شنبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا سَمْعٌ وَّمَا بَصَرٌ
تَعَلَّقَا بِعِزِّی الْمَوْجُوْدِ فِی الْاٰنِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک کان اور آنکھ متعلق ہیں ساتھ نکمہ موجود فی الآن کے

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَادَامَ الْکَلَامُ لَہٗ
تَعَلَّقَ الْعِلْمُ لَمْ یُوْصَفْ بِعِرْفَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک اس کے لئے کلام ہے۔ اور تعلق ہے علم اس سے بلا اس کے کہ کیا موصوف کیا جاوے ساتھ پہچانے جانے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لَا یُقْضٰی اِنْتِہَاءُ کَمَا
لَا مُنْتَہٰی لِبَقَاءٍ مَنْ دُوْنَہٗ فَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا کی اس کی انتہا تک حکم نہیں کیا جاتا، جب تمہیں ہی منتہیٰ اس کی بقا کے واسطے، اس کے فانی ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا وَ سَیِّدَنَا
مَا اَبْرَزَتْ قُدْرَۃُ الْخَلَّاقِ مِنْ شَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جو میرا مولیٰ اور سردار ہے، جب تک خلاق کی قدرت ظاہر کرے کوئی حال۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ عَدَّ الْکَائِنَاتِ وَمَا
وَ مَا اِرَادَۃٌ خُصِّصَتْ مِنْ اَمْرِ رَحْمَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار موجودات کے اور شمار اس چیز کے کہ ارادہ خاص کیا گیا ساتھ اس کے اور رحمان کے

أَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعْدَادَ الصِّفَاتِ وَمَا
أَحَاطَهُ الْعِلْمُ مِنْ سِرٍّ وَإِعْلَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار صفات کے اور شمار اس چیز کے، جس کو گھیرا اس کے علم نے پوشیدہ اور ظاہر سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ وُسْعَ السَّمْعِ مَعَ بَصَرٍ
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ كَأَصْوَاتٍ وَأَلْوَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے بقدر طاقت اور مقدور سمعہ معہ بصر کے ہر شئے سے، جیسے آوازیں اور انواع رنگ کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعْدَادَ الْكَمَالِ كَذَا
عَدَّ الْكَلَامِ كَمَا فِيْ آيِ لُقْمَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار کمال کی، ایسے ہی شمار کلام کے جیسا کہ آیتوں سے لقمان میں ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ عَدَّ الْفِعْلِ مَعَ نِعَمٍ
لَا مُنْتَهَى لَهُمَا مِنْ غَيْرِ كُفْرَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے شمار فعل کے معہ شمار نعمتوں کے، نہیں ہے منتہی دونوں کے بلا انکار کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللهَ مَادَامَ الدَّلِيْلُ عَلٰى
وُجُوْدِ رَبِّيْ حُدُوْثَ الْعَالَمِ الْفَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل میرے رب کے وجود پر حدوث عالم فانی

کا حدوث ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا قَامَ الدَّلِیْلُ عَلٰی
بَقَاءِ رَبِّیْ فَنَاءِ خَلْقٍ وَّ اَکْوَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل قائم ہے امیرے رب کی بقا پر مخلوق اور موجودات کا فنا ہونا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا جَاءَ الدَّلِیْلُ لَنَا
فِیْ قُدْرَۃِ اللّٰہِ رَبِّیْ خَلْقَ اِنْسَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل ہمارے لئے ہے اللہ کی قدرت پر جو میرا رب ہے۔ قدرت پر انسان کا پیدا کیا جانا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا کَانَ الدَّلِیْلُ عَلٰی
بَاقِی الصِّفَاتِ کِتَابُ اللّٰہِ ذُوالشَّانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک دلیل ہے باقی صفات پر اللہ ذی شان کی کتاب۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا اَسْمَاءُہٗ ذُکِرَتْ
وَکُلُّ اَسْمَآئِہٖ حُسْنٰی بِتِبْیَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک اس کے ناموں کا ذکر کیا جاتا ہے اور کل نام اس کے حسنیٰ ہیں ساتھ تبیان کے۔ [1]

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا بِالرُّسُلِ مِنْ صِفَۃٍ
حَقَّتْ عَلَیْنَا فَاِنَّا اَھْلُ اِیْمَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک ساتھ رسولوں کے کوئی صفت ہے جو ثابت

---

[1] اشارہ ہے طرف آیت وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْا بِھَا کے ۱۲

ہوئی ہمارے نزدیک پھر ہم اہل اسلام اس کے ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَتْ أَمَانَتُهُمْ
وَصِدْقُهُمْ مَعَ تَبْلِيغٍ بِبُرْهَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب رسولوں کی امانت اور ان کا صدق معہ تبلیغ احکام کے ثابت ہے ساتھ برہان کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَتْ فَطَانَتُهُمْ
مَوْلَايَ صَلِّ عَلَيْهِمْ طُولَ أَزْمَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک زیرکی ان کی ثابت ہے۔ اے میرے مولیٰ! رحمت بھیج رسولوں پر تمام زمانہ میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَ الْكَمَالُ لَهُمْ
وَمَا اسْتَحَالَ عَلَيْهِمْ ضِدُّهُ الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں جب تک کمال ثابت ہے رسولوں کے واسطے اور جب تک محال ان پر وہ حال، جو کمال کا ضد ہے

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا كَانَ الْجَوَازُ عَلَى
رُسُلِ الْإِلٰهِ كَاَسْقَامٍ وَأَحْزَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب جواز ہے اللہ کے رسولوں پر مثل بیماریوں اور غموں کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا نَصَّ الدَّلِيلُ عَلَى
مَا جَاءَ فِي الرُّسُلِ قَوْمٌ أَهْلُ عِرْفَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب تک نص صریح کریں دلیل کی جو ان احکام اور قصص پر۔ ہیں جو رسولوں پر آئے وہ قوم جو اہل عرفاں ہے۔

منزل سوئم بروز پنجشنبہ

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلرُّسُلِ الْكِرَامِ وَلَوْ
لَمْ يُذْنِبُوْا بَلْ زِيَادَةً لِّلْإِحْسَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے واسطے رسولوں بزرگوں کے، اگرچہ گناہ نہیں کیا انہوں نے بلکہ واسطے فضائل اچھے کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَالْمُؤْمِنِيْنَ بِهِمْ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ تَغْشَاهُمْ وَتَغْشَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اپنے لئے اور ان کے واسطے جو رسولوں پر ایمان لائے، اور رحمت سے اللہ ڈھانکے اون کو اور مجھ کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِيْ وَأَشْهَدُهٗ
بِأَنَّهُ اللّٰهُ فَرْدٌ مَالَهٗ ثَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اپنے گناہ کی اور گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ یکتا ہے۔ نہیں ہے اس کی کوئی نظیر۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِنِّيْ قَدْ رَضِيْتُ بِهٖ
رَبًّا عَسَاهُ بِفَضْلٍ مِّنْهُ يَرْضَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، بیشک میں راضی ہوا اس کے رب ہونے کے ساتھ، قریب ہے کہ وہ اپنے فضل اور کرم کے ساتھ مجھے راضی کرے گا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِنِّيْ قَدْ رَضِيْتُ بِهٖ
• بِأَنَّ الْإِسْلَامَ دِيْنٌ خَيْرُ الْأَدْيَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، بیشک میں راضی ہوا، اس کی خوشنودی کے لئے ساتھ اس کے کہ اسلام دین ہے تمام دینوں سے بہتر۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ إِنِّيْ قَدْ رَضِيْتُ كَذَا
بِأَنَّ طٰهٰ رَسُوْلٌ خَيْرُ إِنْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، بیشک میں راضی ہوا ایسے ہی اس کے ساتھ کہ طٰہٰ رسولؐ، بہتر انسان ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَوَّابًا وَّ ذَا كَرَمٍ
وَحِلْمُهٗ لِاقْتِرَافِ الذَّنْبِ الْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب کہ نہایت رحم کرنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ اور اس کا حلم سبب ہے گناہ کرنے گنہ گار کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ دَيَّانًا فَيُحْكِمُ بِهٖ
فَصْلَ الْقِيٰمَةِ بَيْنَ الْإِنْسِ وَالْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جب کہ کامل جزا دینے والا، بس حکم کرے گا فیصلہ قیامت میں انسان اور جن کے درمیان۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ إِنَّهٗ مَالِكٌ
يُشْقِيْ وَيُسْعِدُ فِيْ عِزٍّ وَّسُلْطَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو میرا رب ہے، بیشک وہ بادشاہ ہے۔ بدبخت کرتا ہے، سعادت مند کرتا ہے عزّت اور غلبہ میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ قُدُّوْسًا تَنَزَّهَ عَنْ
ضِدٍّ وَّ نِدٍّ وَّعَنْ زَوْجٍ وَّ وِلْدَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے نہایت صاحب پاکی کا ہے۔ منزّہ ہے ضد اور مثل

اور زوجہ اور اولاد سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلٰنَا السَّلَامُ لَنَا
مِنْهُ السَّلَامُ وَمِنْهُ كُلُّ إِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، جو ہمارا مولیٰ ہے۔ سالم ہے تمام عیوب سے، ہمارے لئے۔ اُسی سے سلامتی اور اُسی سے ہر احسان ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ خَلَّاقًا لِأَنْفُسِنَا
وَمَا عَلَيْهَا قَضٰى مِنْ قَبْلِ أَكْوَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو خالقِ کامل ہمارے نفسوں کا ہے۔ اور ان کا جو زمین پر ہیں، قضا کی ان کی موجودات سے پہلے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ سَتَّارًا قَبَائِحَنَا
حَاشَاهُ يَنْشُرُهَا مِنْ بَعْدِ كِتْمَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب کہ ڈھانکنے والا ہے ہمارے عیبوں کو، تنزیہ ہے اس کے لئے تمام نقصانوں سے، پھیلا دے گا عیبوں کو چھپانے کے بعد۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ غَفَّارًا لِمُذْنِبِنَا
مَوْلَايَ بَدِّلْ إِسَاءَتِي بِإِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے۔ بخشنے والا گناہ ہم میں سے گناہ گار کا۔ اے میرے مولا، بدل دے میری برائیوں کو ساتھ نیکی کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ قَهَّارًا لِأَجْمَعِنَا
بِالْمَوْتِ حَتْمًا عَلٰى أُنْثٰى وَذُكْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب کہ غلبہ کرنے والا ہے ہم تمام پر ساتھ موت کے وجوبًا عورتوں اور مردوں پر۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَهَّابُ الْعَطَاءِ لِمَنْ
يَّشَاءُ نَسْأَلُ مِنْهُ فَيْضَ رِضْوَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب بہت بخشش کرنے والا عطا کا، جس کو چاہے۔ سوال کرتا ہوں میں اس سے رضوان بہانے کا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَزَّاقُ الْاَجِنَّةِ فِيْ
بُطُوْنِ اُمَّهَاتِهَا مِنْ غَيْرِ نُكْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب کہ روزی دینے والا بچوں کو پیٹوں میں ماؤں کے بلا انکار کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فَتَّاحًا لِرَحْمَتِهٖ
لِتَشْمُلَ الطَّائِعَ النَّاجِيْ مَعَ الْجَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جب کہ کشادہ کرنے والا ہے اپنی رحمت کا، تاکہ شامل ہو جاوے مطیع صاحب نجات اور گنہ گار کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نِعْمَ اللّٰهُ خَالِقُنَا
تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْاِنْسِ وَالْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ ہمارا رازق۔ بزرگ اور صاحب برکت ہے اللہ جو رب ہے انسان اور جن کا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نِعْمَ اللّٰهُ رَازِقُنَا
عَلَيْهِ لَا غَيْرِهٖ رِزْقِيْ وَتُكْلَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے اللہ ہمارا رازق۔ اسی پر نہ غیر پر ہے میرا رزق اور میرا بھروسہ۔

منزلِ چہارم بروزِ جمعۃ المبارک

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ اَنْشَأَنَا

مِنْ نُّطْفَۃٍ وَّ بَرَأَنِیْ لَیْسَ بِنَسَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ پیدا کیا ہم کو نطفے سے اور پیدا کیا مجھ کو اور مجھے نہیں بھولتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ صَوَّرَنَا

فَاَحْسَنَ الْخَلْقَ تَصْوِیْرًا بِاِتْقَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے ذی صورت کیا ہے ہم کو۔ پھر اچھی کی ہماری پیدائش بحیثیت صورت دار کرنے استواری کے ساتھ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ فَضَّلَنَا

عَلٰی کَثِیْرٍ وَّ سَوَّانِیْ وَ قَوَّانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ بزرگی دی ہم کو بہت لوگوں پر۔ اور درست اور برابر کیا اور قوت دی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ اَطْعَمَنَا

مِنْ رِّزْقِہِ الْوَافِرِ الْوَافِیْ وَ اٰوَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے اللہ۔ دیا ہم کو رزق اپنا جو کثیر کافی ہے اور جگہ دی مجھ کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ اَشْبَعَنَا

مِنْ تَمَائِہِ الْغَدِقِ الصَّافِیْ وَرَوَّانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، اچھا ہے اللہ، سیراب کیا ہم کو اپنے پانی کثیر صاف سے اور سیراب کیا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ كَمْ لِلّٰهِ مِنْ نِعَمٍ
مِنْهَا أَزَلَ الْأَذٰى عَنِّيْ وَعَافَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، بہت ہیں اللہ کی نعمتیں۔ انہی نعمتوں میں سے ہے کہ دور کیا مجھ سے ایذا کو اور عافیت دی۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نِعْمَ اللّٰهُ يَبْعَثُنَا
بَعْدَ الْمَمَاتِ لِجَنَّاتٍ وَنِيْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، اچھا ہے اللہ، اٹھائے گا ہم کو بعد مرنے کے جنتوں اور د۔۔خوں میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَ النَّعِيْمُ لَنَا
فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ لَا شَيْءٌ بِهَا فَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، جب تک نعمتیں ہمارے لئے ہیں جنت الخلد میں۔ نہیں ہے کوئی چیز اس میں فنا ہونے والی۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا دَامَ الْعَذَابُ عَلٰى
أَهْلِ الْجُحُوْدِ بِلَا غَايَاتِ أَزْمَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، جب تک عذاب منکرین پر ہے بے انتہا زمانہ

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا اللّٰهُ الْعَفُوُّ عَفٰى
وَإِنَّهٗ أَهْلُ إِكْرَامٍ وَغُفْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، جب تک زیادہ عفو کرنے والا عفو کرے۔ اور بے شک وہ اہلِ بخشش اور اہلِ غفران ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا لَطَفَ اللَّطِيْفُ وَفَا

وَحِلْمُهٗ عَنْ ذَا اِثْمٍ وَّعُدْوَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جب تک مہربانی کرنے والے کی مہربانی وفا کرے، اور اس کی
بردباری غالب ہوئی گنہگار پر اور ظالم پر۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَا فَضْلُ الْكَرِيْمِ نَمٰى

وَ اَنَالَهٗ كُلَّ صَبَّارٍ وَّخَوَّانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے بیشک خدا بخشش کرنے والا، احسان زیادہ ہوئے۔ اور پلے
اس کو ہر صبر کرنے والا اور خیانت کرنے والا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ حَسْبِيْ وَحْدَهٗ وَكَفٰى

نِعْمَ الْوَكِيْلُ الَّذِيْ يَجْلِيْ لِأَحْزَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، کافی ہے میرے لئے تنہا، اور کافی ہے اچھا ہے مختار کار، جو
دور کرتا ہے میرے غموں کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بَرًّا سَيِّدًا صَمَدًا

مُهَيْمِنًا عَالِمًا سِرِّيْ وَعَلَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جبکہ وہ نیکوں کا سردار بے نیاز ہے۔ نگاہ رکھنے والا دانا
میرے باطن اور ظاہر کا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ حَقٌّ مُقْسِطٌ حَكَمٌ

عَدْلٌ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ مُنْقِذُ الْجَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے وہ حق اور انصاف کرنے والا، فیصلہ کرنے والا ہے، عادل
مہربان دانا، رہا کرنے والا گنہ گار کا ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ دَائِمًا أَبَدًا

لَهُ الثَّنَاءُ كَمَا يَرْضٰى بِأَرْكَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو میرا رب ہے ہمیشہ ہمیشہ اس کے لئے تعریف ہے جیسے پسند کرے ساتھ ارکان، یعنی میرے تمام اجزا کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا أُحْصِي الثَّنَاءَ لَهُ
وَمَنْ يُطِيقُ يَفِي الْمَوْلٰى بِشُكْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے نہیں شمار کر سکتا ہوں اس کی تعریف کو، اور کس کو طاقت ہے ادا کرے شکر مولیٰ کا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لَا أَبْغِي بِهِ بَدَلًا
فَكَيْفَ وَهُوَ مَعِيْ فِيْ كُلِّ أَحْيَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، طالب نہیں ان کے بدلے کا۔ اس لئے کہ کیونکر بدل طلب کیا جاوے جب کہ وہ میرے ساتھ ہے تمام اوقات میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نِعْمَ اللّٰهُ شَرَّفَنَا
بِالْمُصْطَفَى الْمُجْتَبٰى طٰهٰ ابْنِ عَدْنَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، اچھا ہے اللہ بزرگی دی ہم کو بوجہ برگزیدہ نبیؐ طٰہٰ ابن عدنان کے

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نِعْمَ اللّٰهُ ظَهَّرَهُ
فَلَمْ يَهُمَّ وَلَمْ يَقْرُبْ بِعِصْيَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے اچھا ہے خدا ظاہر کیا اس نے محمد کو، پس نہ قصد کیا اور نہ قریب ہوئے وہ گناہ کے۔

منزلِ پنجم بروز شنبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ کَمَّلَہٗ
بِالْخَلْقِ وَالْخُلُقِ الْمُرْتَضٰی بِاِحْسَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے خدا، کامل کیا اپنے نبیؐ کو ساتھ پیدائش اور خلق پسندیدہ کے بڑے احسان۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ اَرْسَلَہٗ
حَتّٰی اِلٰی مَالِکٍ وَالْاِنْسِ وَالْجَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، اچھا ہے خدا، بھیجا اس نے اپنے نبیؐ کو، یہاں تک کہ طرف ملک بادشاہ اور انس اور جان کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نِعْمَ اللّٰہُ فَضَّلَہٗ
عَلَی الْخَلَائِقِ اِجْمَاعًا بِاِتْقَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے اچھا ہے خدا بزرگی دی اس نے نبیؐ کو تمام مخلوقات پر استحکام کے ساتھ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَرْشِ الْکُرَمَا
اٰبَائِہٖ وَاجْزِھِمْ رَبِّیْ بِاِحْسَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو صاحب عرش ہے واسطے بزرگوں نبیؐ کے آباء کے اور جزا دے رب ان کو اے رب اچھی جزا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِاُمَّتِہٖ
مِنْ فَضْلِھِمْ ثَابِتٌ فِیْ نَصِّ قُرْاٰنٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰے سے جو میرا مولٰی ہے امت نبیؐ کے واسطے، وہ جن کا فضل ثابت ہے نص قرآن میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْمَلَائِكْ صَفْوَتَهٗ
يَا رَبِّ صَلِّ عَلَيْهِمْ كُلَّ أَحْيَانْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے واسطے اس کے بادشاہوں برگزیدہ کے۔ اے رب رحمت کر ان پر تمام زمانوں میں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا لِآدَمَ مَعَ
حَوَّا وَمِنْ وُلْدِ مِنْ أَهْلِ إِيمَانْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰے سے جو ہمارا مولٰی ہے حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کے لئے اور ان کی اولاد کے واسطے جو اہل ایمان ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلصِّدِّيقِ مَعَ عُمَرَ
كَذَا وَعُثْمَانَ وَالْكَرَّارِ ذَا الشَّانْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰے سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے مع حضرت عمرؓ کے لئے۔
ایسے ہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علی کرارؓ ذی شان کے لئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِابْنَيْهِ وَأُمِّهِمَا
وَمَنْ لَهُمْ مِنْ أُنَاثٍ ثُمَّ ذُكْرَانْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے دونوں بیٹوں حضرت علیؓ کے اور ان کی ماں کے لئے اور ان کی عورتوں پھر ان کے مردوں کے لئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلَانَا بِطَلْحَتِهِمْ
وَلِلزُّبَيْرِ كَذَا عَبْدِ الرَّحْمٰنْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا ہے ان کے طلحہؓ کے واسطے۔ اور واسطے زبیرؓ کے

ایسے ہی عبدالرحمٰنؓ کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِسَعْدِھِمْ
کَذَا سَعِیْدُ فَھُمْ سَعْدِیْ وَبُرْھَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا ہے ان کے سعد کے واسطے۔ ایسے ہی سعید کے لئے، اس لئے کہ وہ میرے لئے نیکی اور دلیل ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِعَامِرِھِمْ
مَنْ بُشِّرَ وَبِجِنَانٍ طَلْعُھَا دَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولا ہے، ان کے عامر کے لئے، جو بشارت دیئے گئے ساتھ جنتیوں کے جن کے شگوفے قریب ہونے والے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِجَعْفَرِھِمْ
وَحَمْزَۃَ وَلِعَبَّاسٍ وَوِلْدَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے جو ہمارا مولا ہے، ان کے جعفرؓ کے واسطے اور حمزہؓ اور عباس اور بچوں کے واسطے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِزَیْدِھِمْ
کَذَا اُسَامَۃَ مَوْلَی الْمُصْطَفَی الدَّانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے جو ہمارا مولا ہے ان کے زید کے واسطے۔ ایسے ہی اسامہ کے لئے جو آزاد ہوئے ہیں مصطفےٰؐ کے جو مقرب خدا کے ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِعَائِشَۃَ
کَذَا خَدِیْجَۃَ وَامْنَحْنِیْ بِاِحْصَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے حضرت عائشہ کے واسطے، یعنی ازواج ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی، ایسے ہی حضرت خدیجہؓ کے لئے اور بخش تو میرے لئے پارسائی۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِزَیْنَبَ مَعَ
ھِنْدٍ وَحَفْصَۃَ وَاحْفِظْنِیْ وَاِخْوَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولیٰ ہے، زینبؓ معہ ہند اور حفصہ کے واسطے۔ اور نگاہ رکھ تو مجھے اور میرے بھائیوں کو اپنی حفاظت میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِلْحَسْنَا جُوَیْرِیَۃً
کَذَا صَفِیَّۃً وَامْحَقْ وَصُفْ عِصْیَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، واسطے صاحب جمال جویریہؓ کے، ایسے ہی صفیہؓ کے۔ اور مٹا تو اے خدا، میرے عصیان کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِسَوْدَۃَؓ مَعَ
مَیْمُوْنَۃٍؓ وَاَدِمْ اَمْنِیْ وَاِیْمَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو ہمارا مولیٰ ہے واسطے سودہؓ کے معہ میمونہ کے اور ہمیشگی دے میرے امن ایمان کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِرَمْلَتِنَا
اَلْاُمَّھَاتِ لَنَا مِنْ غَیْرِ نُکْرَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے، واسطے رملہ ہمارے یعنی ام حبیبہ رضؓ (یعنی ازواج ہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو یہ سب ہماری مائیں ہیں بلا انکار کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِاِبْرَاھِیْمَؓ سَیِّدِنَا
وَقَاسِمٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ ذَا الشَّانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے واسطے ابراہیمؓ جو ہمارے سردار ہیں، اور قاسم اور عبد اللہ شان والے۔

منزل ششم بروز یکشنبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا بِفَاطِمَۃَ

کَذَا رُقَیَّۃَ وَارْفَعْ رَبِّیْ مِیْزَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے واسطے فاطمہ رضؓ کے، ایسے ہی رقیہ رضؓ کے اور بلند قدر کر اے میرے رب میرے وزن اعمال نیک کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِزَیْنَبِنَا

وَاُمِّ کُلْثُوْمٍ اَوْلَادِ ابْنِ عَدْنَانَ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، جو ہمارا مولیٰ ہے، واسطے اپنی زینبؓ اور ام کلثومؓ کے واسطے، جو اولاد ہیں ابن عدنان کے (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِلْاٰلِ الَّذِیْنَ ھَدَوْا

اِلٰی طَرِیْقِ الْھُدٰی اَلدَّاعِیْ لِدَیَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے آلِ پیغمبر کے جو راہنما ہیں طرف راہ ہدایت کے جو بلانے والے ہیں طرف جزا کا ل دینے والے کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِلصَّحْبِ الَّذِیْنَ لَھُمْ

دَارُ السَّلَامِ لَقَدْ فَازُوْا بِرِضْوَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے اصحاب محمدؐ کے جن کے لئے دار السلام یعنی جنت ہے، بلیشک کامیاب ہوئے وہ اللہ کی خوشنودی کے ساتھ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ لِلْاَنْصَارِ وَالشُّھَدَاءِ

اُولِی الْحَیٰوۃِ دَارَ اَنْوَاعٍ بِدَارِ ذَاتِ اَفْنَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے واسطے انصار اور شہیدوں کے، جو زندہ ہیں دار انواع آرائش والے جنت میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ لِلْاَتْبَاعِ جَمْعِهِمْ
وَتَابِعِيْهِمْ مد الدُّنْيَا بِاِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے تمام تابعین سرور کائنات اور ان کے تابعین خوبی کے ساتھ دنیا تک۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبَّ الْعَرْشِ لِلْقَرْنِيْ
اَعْنِيْ اُوَيْسًا يَغِيْضُ الْعَاجِلَ الْفَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے جو صاحب عرش ہے، واسطے قرنی یعنی اویسؓ کے جو دشمن تھے عاجل اور دنیا فانی کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ لِلْبَصَرِيِّ التَّقِيِّ حَسَنٍ
وَلِلسَّعِيْدِ وَالثَّوْرِيِّ سُفْيَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ واسطے حسن بصری پرہیزگار کے۔ اور دونوں سعیدؒ اور سفیان ثوری کے لئے۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ مَوْلَانَا لِزَيْنِهِمْ
وَبَاقِرِ الْعِلْمِ مَعَ اٰيَاتِ قُرْاٰنٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے علی زین العابدینؓ اور محمد باقر کے لئے، جو علم قرآن معہ آیات کے ماہر تھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللهَ مَوْلٰنَا لِجَعْفَرِهِمْ
الصَّادِقِ اِذْ بِهِمْ يَارَبِّ شَيْطَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو ہمارا مولیٰ ہے، ان کے جعفر صادق کے واسطے

دفع کر تو اے میرے رب ان سب کے وسیلہ سے میرے شیطان کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِکَاظِمِہِمْ
لِلْغَیْظِ مُوْسیٰ فَھُمْ رَوْحِیْ وَرَیْحَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے موسیٰ کاظم کے واسطے جو ضبط کرنے والے غصّہ کے تھے، پس وہ میری روح اور ریحان ہیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلٰنَا لِنَجْلِہِمْ
عَلِیِّ الرِّضٰی عَمَّہُمْ رَبِّیْ بِرِضْوَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے فرزند علی رضاؓ کے واسطے اے میرے رب اُن سب کے لئے عام کر خوشنودی کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِزَیْنَبَ مَعَ
نَفِیْسَۃِ الْوَقْتِ وَاکْشِفْ رَبِّ اَحْزَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے زینبؓ مع نفیسہ وقت کے واسطے۔ اور اے رب میرے! دور کر میرے غموں کو۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِرَابِعَۃٍ
کَذَا سَکِیْنَۃَ وَارْحَمْ عَبْدَکَ الْفَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے جو ہمارا مولا ہے، رابعہ، ایسے ہی سکینہ کے واسطے۔ اور رحم کر تو اے خدا اپنے فانی بندہ پر۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَوْلَانَا لِاَحْمَدِنَا
وَمَالِکٍ وَّابْنِ اِدْرِیْسٍ وَّنُعْمَانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے جو ہمارا مولیٰ ہے، احمدؒ اور مالکؒ، ابن ادریسؒ امام شافعی اور نعمان امام ابوحنیفہؒ کے لئے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْجِيلَانِ وَالْبَدَوِيِّ
وَلِلرِّفَاعِيِّ ؓ وَ إِبْرَاهِيمَ ذَا الشَّانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالے سے جیلان اور بدوی سے اور رفاعی اور ابراہیم شان والے کے واسطے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ لِابْنِ أَدْهَمِنَا
وَلِلْجُنَيْدِ وَبُسْطَامِيْ ؒ وَ شَيْبَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو میرا رب ہے اپنے ابراہیم ادہم اور جنید و بسطامی اور شیبانی کے واسطے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْقُطْبِ الشَّهِيرِ عَلِيِّ
الشَّاذِلِيِّ وَمُرِيدَيْهِ بِإِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالے سے واسطے قطب مشہور علی شاذلی اور ان کے دونوں مرید ارادت مند احسان کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِلْخَصَّافِ سَيِّدِنَا
كَذَا الْجَوَالِقِ وَاغْسِلْ رَبِّ أَدْرَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے واسطے خصاف کے جو ہمارے سردار ہیں۔ ایسے ہی جوالق کے لئے۔ اے میرے رب دھوتو میری میل کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَوْلٰنَا لِوَالِدَتِيْ
وَوَالِدِيْ وَلِذِيْ قُرْبِيْ وَجِيْرَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالے سے جو میرا مولیٰ اور مالک ہے، اپنی والدہ اور والد اور قرابتدار اور ہمسایہ کے واسطے۔

منزل ہفتم بروز دوشنبہ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ لِلَّذِیْنَ لَھُمْ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ حَقِّ الْاِنْسَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو میرا رب ہے، ان لوگوں کے لیے، جن کا، مغفرت چاہتا ہوں خدا سے حق سے جو کسی انسان کا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ حَقِّ عَلَیَّ لَھُمْ
عَلَیَّ حَقٌّ فَھُمْ اَوْلٰی بِغُفْرَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے ان کے حق سے جو مجھ پر ہے۔ مجھ پر حق ہے اس لئے کہ وہ سزاوار ہیں واسطے طلبِ غفران کے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُو الْعَفْوَ مِنْہُ وَاِنْ
تَقْصُرْتُ فِیْ حَقِّ رُحْمَانِیْ وَاِخْوَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، امید عفو کی رکھتا ہوں، اس سے۔ اگرچہ کمی کی ہے میں نے حق اپنے رحمان اور اخوان میں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُوْ مَنْ ظَلَمْتُھُمْ
بِاَیِّ ظُلْمٍ یُکَافِیْھُمْ بِاِحْسَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اس سے کہ جن لوگوں پر میں نے کوئی ظلم کیا، ان کی مکافات کرے احسان کے ساتھ۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُو اللّٰہَ یَرْحَمُنِیْ
مَادُمْتُ حَیًّا وَحِیْنَ الْمَوْتُ یَلْقَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اس کی کہ مجھ پر رحم کرے جب زندہ ہوں اور بوقت موت اپنی ملاقات سے مشرف کرے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَرْجُوْ أَنْ يُّسَهِّلَ لِيْ

خُرُوْجَ رُوْحِيْ عَلٰى تَقْوٰى وَّإِيْمَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ سہل کرے میرے واسطے میری روح کا تقویٰ اور ایمان پر نکلنا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَرْجُوْ أَنْ يُّنَجِّيَنِيْ

مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ مَعَ رَوْعَانِ فَتَّانٖ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے گناہوں کی، امید کرتا ہوں اس سے اس کی کہ نجات دے مجھے ضغط قبر اور خوف فتنہ میں ڈالنے والے کے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَرْجُو اللّٰهَ أَنْ يُّلْهِمَنِيْ

رَدَّ الْجَوَابِ إِذَا جَاءَ النَّكِيْرَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، امید کرتا ہوں اللہ سے کہ ڈال دے میرے دل میں جواب دینا منکر نکیر کا جب دونوں آویں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَرْجُو اللّٰهَ أَنْ يُّوَسِّعَ لِيْ

فِي الْقَبْرِ رَوْضَةَ جَنَّةٍ بِرَيْحَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں کہ فراخ کرے میرے لئے قبر میں جنتوں میں سے ایک باغ اپنی رحمت سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَرْجُوْ أَنْ يُّوَانِسَنِيْ

مَا دُمْتُ فِي الْقَبْرِ وَالْأَنْوَارُ تَغْشَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے، امید کرتا ہوں کہ وحشت سے مجھے بچادے، جب تک

قبر میں رہوں اور نور کے انواع مجھ کو ڈھانکیں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُوْ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ

مِنْ حِیْنَ بَعَثَنِیْ اِلٰی اَنْ یَّنْقَضِیَ شَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰے سے امید کرتا ہوں کہ محفوظ رکھے مجھے، جس وقت اٹھائے مجھے قبر سے میرا حال اخیر ہونے تک۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُوْ اَنْ یُّیَسِّرَ لِیْ

صَعْبَ الْحِسَابِ وَتَثْقِیْلًا لِمِیْزَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں کہ آسان کرے میرے لئے حساب کی دشواری، اور امید کرتا ہوں بوجھل کرنے پلہ ترازو اعمال نیک کا۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُوْ اَنْ یُّقَوِّیَنِیْ

عَلَی الصِّرَاطِ وَعَیْنُ اللّٰہِ تَرْعَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰے سے امید کرتا ہوں کہ توانائی دے پل صراط پر گذرنے کی، اور یہ کہ ذاتِ الٰہی میری نگران رہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُوْ اَنْ یُّسَلِّمَنِیْ

مِنْ کُلِّ ھَوْلٍ وَّمِنْ اِحْرَاقِ نِیْرَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰے سے، امید کرتا ہوں یہ کہ بچائے مجھے ہر خوف اور دوزخ کی آگ کے احراق وسوخت سے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَرْجُو اللّٰہَ اُدْخُلُ فِیْ

شَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰی مِنْ فَضْلِ رَحْمَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالٰی سے امید کرتا ہوں اللہ سے یہ کہ داخل ہوں میں شفاعت رحمت کرنے والے کے فضل سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُو الرِّيَّ مِنْ ظَمَاءٍ
مِنْ حَوْضِ طٰهٰ رَسُوْلِ الْاِنْسِ وَالْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں تشنگی سے سیراب ہونے کی حوض طٰہٰ سے جو رسول انسان اور جنوں کے ہیں۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْ اَنْ يُّوَرِّثَنِيْ
دَارَ الْجِنَانِ الَّتِيْ رَبِّيْ لَهَا بَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، امید کرتا ہوں کہ وارث کرے مجھ کو دار کا جنتوں سے، جس کا بنانے والا میرا رب ہے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْ اَنْ يُّسْمِعَنِيْ
كَلَامَهٗ جَلَّ عَنْ تَصْوِيْرِ اَذْهَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا سے امید کرتا ہوں کہ سنائے مجھے اپنا کلام برتر ہے وہ ذہنوں کی تصویر سے۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَرْجُوْ اَنْ يُّمَتِّعَنِيْ
بِوَجْهِهِ الدَّائِمِ الْبَاقِيْ بِاِتْقَانٍ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ، امید کرتا ہوں کہ فائدہ مند کرے مجھ کو دیکھنے اپنے وجہ (ذات) سے جو ہمیشہ باقی ہے استحکام کے ساتھ۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ مِنْ كُلِّ سَيِّئَةٍ
وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ تَعُمُّ الْبَارَّ وَالْجَانِيْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، اپنے اور مومنین کے واسطے ہر گناہ سے۔ جو شامل ہو نیکوکار اور گنہ گار کو۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مَغْمُوْرًا بِكُلِّ شَدٍ

مَا دَامَ مُلْکُکَ یَا فَرْدُ بِلَا ثَانِیْ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، جب کہ ڈھانکا ہوا ہوں ہر صدمہ سے، جب تک تیرا ملک ہے، اے یکتائے بے نظیر۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مَا الْعَبْدُ الْمُسِیْئُ تَلَا

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبَّ الْاِنْسِ وَالْجَانِ

مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالےٰ سے، جب تک کہ بندہ گنہ گار پڑھے کہ مغفرت چاہتا ہوں خدا تعالیٰ سے، جو رب ہے انسان اور جن کا۔

مصنف کی کسرِ نفسی کا بیان

حقیر پر تقصیر تصنیف کنندہ کتاب ہذا نے اپنی تمامی عمر کو غنیمت جان کر در سیئات خرچ کی۔ علاوہ ازیں اگر کسی قسم کی اطاعت کرنے میں کثیر قلیل میں سعی کی، تو وہ بغیر ریائے کدورت آمیزی سے خالی نہیں ہوئی، کہ میں اپنی بے توفیقی اور بے حاصلی کو کیا ظاہر کروں، جو کام پروردگار کو مقبول ہے، وہ اس گنہ گار کے حق میں عنقائے روزگار ہے۔ اور وہ عمل جو کردگار کی نظر کے لائق ہے، اس کا ظہور اس مغرور سے دور از کار ہے۔

میرے کام کا ماحصل خودکامی اور ہوس روائی ہے۔ اور زمانہ کی مجلس خودستائی اور خود آرائی کی وجہ ہے۔ اور میری طاعت حرص و ہوا کی اطاعت ہے، اور میری عبادت ریا سے پر ہے۔ اور میرا کلام نفسانی غرض کے سوا نہیں۔ اور میرا چپ رہنا بغیر وسوسہ شیطانی کے نہیں ہے۔

میرا استغفار طمع آمیز ہے، اور میری عاجزی کبر انگیز ہے۔ میری ہمت نعمتوں اور

لذتوں کے حاصل کرنے اور اپنی نزدیکیوں پر فوقیت لے جانے اور شہوت کی تابعداری کرتا ہے۔
اگرچہ میں زبان سے استغفار کرتا ہوں، لیکن میرا اندر گناہوں سے پُر ہے۔ اور اگر آنکھیں بند حبس دم کیا ہے، تو اس واسطے کہ میں نامحرم ہوں۔ بہت سے سر آنکھوں پر منظور ہیں۔ اگر ذکر اور ورد میں مشغول ہوتا ہوں، تو صاحب الورد ملعون کا مورد بنتا ہوں۔ اور اگر بے ورد اور ذکر رہتا ہوں، تو تارک الورد ملعون کا مصداق بنتا ہوں۔ مختصر یہ کہ میں دنیا کا طالب اور عقبیٰ کا تارک ہوں اور اپنے آقا سے کھیل اور ہنسی ٹھٹھول والا معاملہ کرتا ہے۔

ے
کس نہ کند باکس بیگانگاں
آنچہ تو با حضرت حق می کنی

ظاہر میں تو میں محبت کا دعویٰ کرتا ہوں، لیکن میرا معاملہ فرنگستان کے کافر کا سا ہے۔ اب خیال کرنا چاہیئے کہ اس قسم کے دعوے میں کیا بھلائی ہو سکتی ہے۔ اور اس قسم کے معاملے کا کیا عوض ہو سکتا ہے۔ کسی اور کو اس سیاہ کار سے نسبت نہیں۔ چھوٹے معاملے کو تمام گناہوں سے کیا مساوات۔ ے

مئے خوار و خود پرست فاسق بودن   بر کام ہوا نفس عاشق بودن
در کوئے خرابات موافق بودن   بہ زانکہ بخرقہ درمنافق بودن

اس تکلیف دینے اور التماس کے لکھنے سے میری غرض یہ ہے، چونکہ عزیز و حبیب اس شرمندہ کار کو محض حُسن ظن سے نیک اطوار خیال کئے بیٹھے ہیں۔ اور پیروی کر رہے ہیں۔ اب ان سطروں کو ملاحظہ کر کے جب میرے واقعی حال سے واقف ہوں تو جو خیال مجھ آوارہ کے ان کے دلوں میں ہیں انہیں دور کر دیں۔ اور مندرجہ بالا سطور کے موافق تصوّر کریں۔ اور میری آشنائی سے ڈریں۔

ع
صد مرحلہ بگریزلے اہل جہاں

چونکہ اشخاص سے جو میری نسبت گمان رکھتے ہیں، اصلی خیالات کا چھپانا داخل

خیانت تھا۔ اس لئے میں نے اپنی حقیقت کو پورا پورا ذکر کر دیا ہے۔ تاکہ دوست اس سے آگاہ ہو جائیں، اور چند سادہ دلوں کو اس کی اطلاع دے دیں۔ تاکہ صرف نام ہی سُن کر از خود رفتہ ہو جائیں اور نہ لوگوں کو از خود رفتہ کریں۔

ے شیریں مثلے است گشتہ مشہور
آواز دُہل خوش است از دور

کراماً کاتبین یہ دو ملائک ہر ایک انسان کے ساتھ یمین و یسار کے رہتے ہیں۔ کہ یمین والا یعنی دائیں والا افعال و اقوال حُسنیٰ کی کتابت کرتا ہے۔ اور یسار والا یعنی بائیں والا ملک افعال و اقوال سیئہ کی کتابت کرتا ہے۔ اور ہمارے یمین والے نے اپنی کتابت کے دفتر کو ہر ایک حرکات سے بند کر کے فارغ و خاموش ہے۔ تو جو یسار والا ہے اس نے اپنے دفتر کتابت کو پھیلایا ہوا ہے۔ اور اس کو کتابت کرنے سے دن رات میں بالکل فرصت نہیں ہے۔ تو جس شخص کا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا ہوں اُسے سخن پکڑنے اور قلم پردازی سے کیا مناسبت۔ ے

گر عاقلی حدیث خود کم کنی — قفل در گفتگوئے محکم کنی
ماتم زدہ چند فراہم کنی — بر گفتہ بگریہ و ماتم کنی

اس نیاز نامہ کی تحریر کے بعد میرے دل میں خیال آیا، کہ اپنی حقیقت بیان کرنے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کچھ ذکر جو اپنے بارے میں مشاہدہ کی ہیں اس وقت درج نہیں کیا، تو ایسا نہ ہو کہ ناشکری میں داخل نہ ہو۔ اس واسطے وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے بموجب ان میں سے بھی تھوڑی سی ظاہر کرتا ہوں۔

میرے مخدوم! باوجود اس خواری اور تباہ کاری کے مجھے اس قدر کہ معلوم ہے کہ اپنی بلند نگاہ سے اس خاک رہ میں کچھ معنیٰ رکھتے ہیں۔ اور کچھ بطور ودیعت رکھا گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا خاص منظور نظر ہے۔ یہ خفی عنائتیں اسی واقعہ کے بارے میں ہیں۔ اس سے

زیادہ میں اور کچھ نہیں لکھ سکتا۔ اور نہ اس کی تفصیل بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ بات کرنے والے کو اس کے کہنے کی تاب اور سننے والے کو اس کے سننے کی ہوش نہیں۔

اسی وجہ سے مجھے ابتدا میں ان معنوں کے ظہور سے بیشتر اپنے آپ میں حقیقی جذب اور کشش اور محبت اور عشق معلوم ہوتا تھا۔ اور طبیعت خلقت سے متنفر تھی اور خلوت اور جنگل کی طرف مائل تھی۔ اور میں اپنے دل میں کہتا تھا ؎

بہ شاہی چنیں میل دلم چیست　　وزیں تنہا نشستن حاصلم چیست

اور اس محبت اور عشق کی بابت مجھے کچھ معلوم نہ تھا کہ کس کوچے کا عشق ہے اور یہ کس طرف کو کشش ہو رہی ہے ؎

میدید بہ چشم خود غبارے　　در دیدہ نہفتہ خار خارے
گہ گہ گر دامن چیست　　واں غنچہ زخارے گلشن کیست
در جیب گلشن کہ ایں خسک ریخت　　وز چشم دلش کہ ایں نمک ریخت
آتش کہ در سقف خانہ در زد　　ویں فتنہ زد امیکہ سر زد
ایں تلوہ چیست در شکیبش　　جادوے کہ میدہد فریبش
شورے است ز عشق در سر　　تیغے است نہاں در بگوہر
از جنبش غمزہ ہائے خونی　　دارد نگرانئے درونی
جانے بسر خیال میداشت　　چشمے براہ اشتمال میداشت
سرمست نظارہ سود لبو بود　　ہمدیدہ از و براہ او بود

ہم گوش تیمنش پر آواز
کز قافلہ رسد صدائے آواز

میں اس حالت میں مغلوب تھا، اور ارادہ یہ تھا کہ یہ عشق کسی سفلی معشوق پر جاؤں لیکن نہیں جمتا تھا۔ یہ ایک جنون آمیز سودا اور آتش انگیز شوق تھا اور یہ کچھ معلوم نہ تھا

کہ اس جنون کو بھڑکانے والا کون ہے۔ میں اپنے کام کی نسبت خود حیران تھا، اور زبانِ حال سے یہ پڑھتا تھا۔

دارد کہ مو لمو یم آزار وز ناخن کیست جنبش تار
تنہا مرا خلد کزاں سو دارد خلہ بہر بن مو
در دیدہ من کہ می زند برق آں شعلہ کیست دشنہ برفرق
از سوز کہ ایں شرار برخاست واز راہ کہ ایں غبار برخاست
بر ہر شرام جدا نگاہے است در ہم نگہم جدا بہائے است
آں کیست کہ در دروں سینہ بشکست ہزار آبگینہ
ایں باد زند امن کہ برخاست ویں دود ز خرمن کہ برخاست
ایں مرغ کہ می پرد بریں بام وایں بوسہ کہ می دہد بہ پیغام
ایں عشق ندانم از کجا خاست واز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست
آں روز کہ خاک من سرشتند سودائے جنوں لبسر نوشتند
از طرّہ بینی فگندہ دام است لیکن لشناشمش کدام است
تا عشق کہ شد مساعد من واندر کفِ کیست ساعد من
از خندہ کیست نوبہارم وز ناز کئے خار خارم
ایں عشق ز عاشقاں عجب نیست معشوق شناشی از ادب نیست
اے عشق خوش آمدی چنیں چیست در دل بنشیں کہ منزل کیست
بنشیں بنشیں مشیں از تست جان و خرد و دل و تن از تست
روز از تو شب سیاہ مرا بس تخت از تو خاکِ راہ مرا بس
بے دیر تحفہ جاں بنشیں بکشا کمر از میاں بنشیں
بنشیں وز عشق خوش بنشاں وز خون جوش و بنشاں

از آمدنت چو گل شگفتم　　دامن دامن بہار رفتم

گل کرد بہار بختم امروز

بر تخت شہے نشستم امروز

اب ہم اصلی بات کرتے ہیں۔ اس کے بعد کہ یہ چھپے ہوئے معنیٰ مدت دراز کے بعد چمک اٹھے۔ اور پیشتر اس کے کہ کامل ظہور میں آتے، مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اس محبت کے متعلق تھا۔ اور یہ کشش اور جذبہ کس طرف تھا، ایک ایسا محبوب ظاہر ہوا، جو حسن و خوبی، محبوبیت اور مرغوبیت میں لاثانی تھا۔ بلکہ اس کی نزاکت منزل اس قسم کی ہے کہ حسن و جمال کا اطلاق اس کی چار دیواری پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اس سے ہر ایک کمال و جمال ہو سکتا ہے، جہاں کہیں کوئی کمال ہے، وہ اسی کمال کا اثر ہے، اور جہاں کہیں حسن و جمال منظور ہے، وہ اسی کے حسن و جمال کا ثمرہ ہے۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ واقعی وہی محبوب بننے کے لائق ہے۔ اور مطلوب بنانے کے شایان ہے۔ اس لئے میں نے سب سے منہ پھیر لیا۔ اور عنایت کی باگ اس طرف پھیری اور ہمت کی کمر اس کی خدمت میں مضبوط باندھ لی۔

جب میں معلوم کر چکا تو معلوم ہوا کہ وہاں باگ کا پھیرنا کسی کام نہیں آتا۔ اور یہ خدمت اس مقدس بارگاہ کے شایان نہیں ہے اور کوئی کوشش اور سعی اس کے فضل کے بغیر بار آور نہیں ہو سکتی۔ صرف اس کی سابقہ عنایت درکار ہے۔ اور اس کی کشش کارگر باقی ہے۔ باقی سب ہیچ ہے۔ اس لئے میں سب چیزوں سے عاجز رہ گیا اور معاملہ اس کے سپرد کر دیا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

مرا گر توسن دل نیست در راہ

کمندِ زلف او ہم نیست کوتاہ

اس کی عنایت ازلی آ پہنچی اور اپنی مہربانی سے اس پس ماندہ کی نوازش فرمائی۔ اور سابقہ فضل و کرم سے اس خاک پر گرے ہوئے کو اپنے مقدس چار دیواری کے گرد

جلوہ دی۔ وہ چھپا ہوا اور پوشیدہ اس بارگاہ پُر نور میں ظاہر اور ہویدا ہے۔ اور بڑی آب و تاب سے امید کے گلشن کے صحن میں رقص کرتا ہے، اور ہمیشہ خوش کرتا ہے۔ بڑے ناز سے ساغر دیتا ہے۔ اور بڑے بانہ سے قدم اٹھاتا ہے۔ اور بڑی خوشی و خورمی اور خندہ پیشانی سے اس سے بغل گیر ہوئی۔ اور باوجود بندگی کے نہ زائل ہونے والی شراب کا مست ہے، اور یہ گیت گاتا ہے ؎

ہم از در باز کردی باز نوروز | کہ من بوئے گل خود دارم امروز
بیش شب از ماہ بادۂ اکنوں | کہ مشہور خود شادیم اکنوں
گر اوّل می برد با گریۂ ایم | کنوں خوش میرود در باز خیام

اگر وہ خود اپنے آپ پر ہی عاشق ہو کر عاشقی کرے تو مناسب ہے۔ کیونکہ اس کی نوازش خود محبوب نے فرمائی ہے۔ اور اگر اپنے حسن پر خود شیفتہ ہو جائے تو لائق ہے۔ کیونکہ وہ مطلوب کا منظور ہے۔

اے عزیز! اس زلف کو، جو خوشبو سے معطر ہے۔ اس ناپاک بدن سے کیا نسبت۔ اور اس علوی معنیٰ کو اس سفلی وجود سے پس ماندہ آوارہ بے چارہ یار سے جدا اور دشمنوں کی ولایت میں گرفتار ہے۔ کیا مناسبت یہ عنصری وجود ہے، جو حیرت اور حسرت کے جنگل میں مارا مارا پھرتا ہے۔ اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اور چھ طرفوں سے ہوا اس کے چہرے پر طمانچے مارتی ہے اور وہ حواس خمسہ کے گرد کو پکڑتا ہے۔

ہم یار زدہ طمانچہ بردئے
ہم خاک فشردہ پنجہ درموئے

کار اور اذکار سے رہا ہوا۔ شوق اور گرمی سے ناکارہ بدمزگی اور دل مردہ کونے میں گمنام ہمت کی باگ ہاتھ سے چھوڑے ہوئے، اگر ہمت کھولے ہوئے، حیرانی کی وجہ سے کسی چیز پر نہیں جمتا، اور مارے ڈر کے کسی دروازے سے بھیک بھی نہیں مانگ سکتا۔

گو یہ ساری باتیں تھیں، تاہم اس نے دلیری کی۔ اور اس دوری کی منزلوں کو طے کرنا منظور کر لیا، بعد المشرقین کا فاصلہ بیچ میں آ گیا۔

از بادِ صبا دلم چو بوئے تو گرفت　　بگذاشت مرا و جستجوئے تو گرفت

اکنوں زمن خستہ نمی آرد یاد　　بوئے تو گرفتہ بود ہی خوئی تو گرفت

تو وہ محبت کے جڑاؤ تخت پر بیٹھا ہوا، اور یہ وجود سیاہ خاک میں گرا ہوا، وہ خوشی خوشی بازو پھیلائے ہوئے اور بہ حیرت اور حسرت سے زخمی سینے والا یہ زاری اور نیاز کرتا ہے۔ اور وہ سو طرح کا ناز اور بے پرواہی کرتا ہے۔ یہ ہزاروں آہوں اور دردوں سے اس کا راز ڈھونڈتا ہے۔ اور سخت بے سروسامانی سے اپنے دل میں کہتا ہے اور یہ سفلی وجود بایں معنیٰ علوی معنیٰ بیان کرتا ہے ؎

من بے تو بہ خاک راہ مژہ باز　　تو خواب گزیں بہ بستر ناز

من بے تو زخواں دیدہ گل بار　　تو خندہ زناں بہ صحنِ گلزار

من بے تو بخوں کشیدہ دامان　　تو رفتہ بطرف گل خرامان

من بے تو بہ خاک غصہ پامال　　تو رقص کناں بہ بانگ خلخال

من بے تو چو رشتہ تاب در یاب　　تو رشتہ گسل چو دُرِّ نایاب

من بے تو بہ سوز و دل گدازی　　تو عاشق خود بہ حسن بازی

من بے تو گرفتہ ترک ہستی

تو کردہ بہ خویش و ناز ہستی

تنبیہ

اے عزیز! اگر کوئی شخص کتاب کے شروع کو اس کے اخیر کا مناقض اور متدافع نہیں لکھتا۔ اس واسطے جو ممکن کی طرف منسوب ہے، وہ محض اس واسطے کہ ممکن ہے، از روئے اعتبار وہ قابل طعن ہے، وہ کس طرح درگاہِ الٰہی کے لائق ہو سکتی ہے۔ یہاں معاملہ فضل الٰہی

سے ہے۔ اگر اس قسم کی ناکارہ کی نوازش فرمائے تو عین اس کی بندہ نوازی ہے۔ ورنہ بندہ اور اس کے افعال ایسے ہی ہیں، جیسے کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

اس کی بخشش اور عنائت نیک کاموں پر موقوف نہیں۔ جو کچھ میں نے اوپر بیان کیا ہے، وہ وارداتِ الٰہی میں سے ایک وارد ہے۔ اور جب یہ درود غالب ہوتی ہے تو انسان کو اپنے تمام اعمال اور عبادات قابل طعن اور لعن معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کی اصل حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ کتاب کے آخر میں لکھا ہے، وہ بھی ایک واردات ہے۔ ان میں کسی قسم کا تناقض یا تدافع نہیں۔ پہلے اسے مغلوب دیکھا، اور بعدازاں خود اس کی دید کا مغلوب ہو گیا۔

ایک بزرگ نے شروع میں لکھا کہ میرے بائیں طرف کا فرشتہ ہمیشہ کام میں مشغول ہے۔ یعنی مجھ سے بداعمالیاں کثرت سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور دائیں طرف والے کو لکھنے کے لئے کوئی نیکی ہی نہیں ملتی۔

یہ کارخانہ صرف عارف کی دید میں ہے۔ اور دیدار منشا رہے۔ اور اس سے معاملہ وابستہ ہیں، جن میں سے تھوڑا سا لکھا جائے گا۔ چونکہ قاصد جلدی کر رہا ہے اس لئے اس کو مفصل طور پر میں بیان نہیں کر سکتا۔

وہی بزرگ ایک اور جگہ اپنی دید کے موافق لکھتا ہے کہ مجھے اپنے کاتبین دکھائی دیتے ہیں۔ پہلے جو حالت دائیں والے کی تھی اب وہ بائیں والے کی ہے۔

یعنی بائیں والے کو کوئی برائی نہیں ملتی، تاکہ وہ لکھے۔ کِلْتَا یَدَیْهِ شِمَالُهٗ یَمِیْنٌ۔ ان کے کراماً کاتبین میں سے ان کا بایاں بھی دائیاں ہے۔ اس واسطے کہ بائیں طرف والا عدم کی مقتضیات سے ہے۔ اور جب دائیں والے کا عدم اور عارف کے شر لے زائل ہوتے ہیں، اس کے حق میں ظاہر کرتا ہے اور تخلق باخلاق اللہ کے موجب بایاں دایاں کا سا بن جاتا ہے۔ اور یہ بات جو ہم نے کہی ہے کہ اس دید کا منشا رخاص ہے، اور اس سے ایک خاص معاملہ وابستہ ہے۔

واضح رہے کہ جو کچھ اس جناب مقدس سے منسوب ہے، وہ خیر اور کمال ہے، کوئی آئینہ

ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس خیر اور کمال کا ظہور ہو سکے، کسی شئی کے تقابل کا آئینہ نہیں ہوتا، اور خیر اور کمال کا تقابل شرّ اور نقص ہیں، جو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قدر آئینہ کامل ہوگا، اسی قدر اس میں عکس اچھا دکھائی دے گا۔ پس جس قدر عارف کی دید زیادہ ہوگی، اسی قدر خیر اور کمال کا ظہور بھی اس میں زیادہ ہوگا۔ اس واسطے کہ ممکن بذات خود شرّ و نقص کا منشاء ہے۔ کیونکہ خود اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ۔ (جو بھلائی تجھے پہنچے وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے، اور جو تجھے برائی پہنچے، وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔)

خیریت کے ظہور کے لئے دید کافی ہے۔ چنانچہ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ۔ (جو اللہ کی خاطر تواضع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلند مرتبہ عنایت کرتا ہے۔)

حاصل یہ کہ جو خیر و کلام و حسن و جمال روئے زمین پر ظاہر ہے، سب مستفاد اور مستعار ہے۔ صرف واجب الوجوب کو مرتبہ حاصل ہے۔ ممکن الوجود کی ذات بمنزلۂ عدم ہے۔ جو کچھ بھی نہیں۔ اور ہیچ، ہیچ کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

از تست طلسم این خزانہ　　من ہیچ نیم در میانہ
از شیشۂ تست این مئے ناب　　من خاک بلب در آتش و آب
ہم گنج ز تست ہم تو گنجور　　مسند ہستی فشاندم از دور
معنیٰ تو ہی چنیں شگرف　　من جلد کتاب صوت و حرفم
من در رہ خاک آستانم　　تو می طلبی بر آسمانم
از مور چہ تست فیض این جوش　　من مہر بلب نہادہ خاموش
از جوش و خروش خود چہ گویم　　این بادہ قوی و من سبونم

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْاِتْمَامِ اَكْمَلَانِ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهِ الْاَطْهَارِ وَاَصْحَابِهِ الْاَخْبَارِ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اَهْلِ الطَّاعَةِ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

اے پاک پروردگار! جو کچھ ہم سے بھول چوک ہوئی ہے، اس کی بابت مؤاخذہ نہ کر۔ اول و آخر میں اللہ تعالےٰ کا شکر ہے۔ اے بہت رحم کرنے والے، تیری رحمت سے تیرے رسول ہمارے سردار محمد اور اس کی آلِ پاک نیک اصحاب اور تمام انبیا و مرسلین اور تمام اہل طاعت پر سلام اور درود ہو۔

کتاب ہذا کے خاتمہ کے قریب متفرق شرائط کا بیان

جاننا چاہئے کہ ایمان حقیقی و ارکان معرفت ولباس باطنی سلوکیہ وغذائے روحانیہ ہر ایک سالک کے لئے بڑی شرائط میں سے ہیں۔ اول ایمان شریعت کے نزدیک جب تک کوئی بندہ نہ لائے گا، تب تک مسلمانوں کے زمرہ میں شمار نہیں کیا جائے گا۔

ایمان شریعت والوں کے نزدیک یہ ہے کہ جس وقت کوئی بندہ بلوغت کو پہنچ گیا تو خداوند کریم کی وحدانیت اور ہر ایک رسول کی رسالت اور کتب سماویہ کے ساتھ تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کرنا ہے۔

بلوغت دو قسم پر منحصر ہے۔ ظاہراً یہ ہے کہ جب کوئی بندہ باراں سال کو پہنچ گیا یا کم بیشی سے نشانی بلوغت پائی گئی تو وہ ظاہراً بالغ ہوگیا۔ مگر سلوک والوں کے نزدیک جب تک کوئی مذکر یا مؤنث شہوات نفسانی و منی سے باہر نہ آئے گا تو حقیقتاً بالغ نہ ہوگا۔ جیسا کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے،

خلق اطفال اند جز مست خدا

نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا

اسی واسطے سلوک والوں کے نزدیک ایمانِ حقیقی و تحقیقی لانا بڑی شرائط سے ایک شرط ہے کیونکہ وہ ایمان حقیقی و تحقیقی لانے میں اس آیت کریمہ کے مستحق و مدعی ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ الخ (اے وہ لوگو! کہ ایمان لے آئے ہو ساتھ خداوند کریم و رسول کے تو اٰمِنُوْا ایمان لاؤ) (۵ پارہ)

دوبارہ ایک جگہ خداوند کریم مسلمانوں کو اس واسطے فرماتا ہے کہ اگر تم ظاہراً ایمان لے آئے ہو تو جلدی جلدی حقیقی و تحقیقی ایمان کی خلعت سے مشرف ہونا چاہیئے۔

مفسرین کا اختلاف ہے اس آیت کریمہ کی نسبت۔ بعضے کہتے ہیں کہ خطاب صرف مسلمانوں کو ہے۔ بعضے کہتے ہیں منافقوں کو ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ خطاب کافروں کو ہے۔ اور سلوک والے فرماتے ہیں کہ یہ خطاب خاص مسلمانوں کو ہے۔ مگر اشارہ حقیقی و تحقیقی ایمان کی طرف ہے۔ کہ اے مسلمانو! اگر تم ایمان لے آئے ہو، برہان و حیثیت سے تو پھر ایمان لے آؤ بطریقہ حقیقی و تحقیقی کے۔ دوبارہ خطاب بطریقہ امر خداوند کریم اس واسطے فرماتا ہے۔

اور حضرت ولایت مآب خواجہ شاہ نقشبند مولانا بہاؤ الدین قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ الخ اشارت است کہ در طرفۃ العین نفی ایں وجود بشری میباید کرد، و اثبات واجب الوجود جلّ ذکرہٗ میباید نمود۔

یعنی ہر وقت و ہر لحظہ وجود بشری کی نفی کرنی چاہیئے اور رتبہ ملک حقیقی کی ہر وقت اور ہر لحظہ اثبات کرنی اور دیکھنے میں اپنے وجود خاکی کو محو و نیست و نابود و خاکستر کر دینا چاہیئے۔ تاکہ تیرے وجود خاکی سے ایمان حقیقی و تحقیقی کی شاخ ظاہر ہوگی۔

اور حضرت مولانا جنید بغدادی فرماتے ہیں، یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا الخ کا خطاب جب میرے گوش گذار ہوا تو معلوم ہوا کہ ہمارے مالک حقیقی سے خطاب حقیقی و تحقیقی

ایمان کی طرف ہے تو پھر ہم کو ایمان حقیقی و تحقیقی لانے میں پچاس سال گذر گئے، تو پھر ہم نے عرصہ پچاس سال تک ایمان حقیقی و تحقیقی کو تازہ کیا، مگر آج بھی تازہ کرنے سے فراغت نہیں پائی ہے، لیکن آخر کار اپنی ہمت کا گھوڑا اس راستہ میں لنگڑا دیکھ کر حیران ہو کر بیٹھ گیا۔

حضرت جنیدؒ کے قول سے اشارہ کمال ریاضت و عبادت شاقہ کی طرف ہے۔ کہ جب تک تم اپنے مالک حقیقی کے عشق میں پروانہ کی طرح جل کر خاکستر نہ ہوں گے، تب تک ایمان حقیقی کی شاخ نمودار نہ ہوگی۔ اور جب تک ایمان حقیقی کی شاخ نمودار نہ ہوگی تو پھر قول فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلاً بَعِیْدًا ہ کے مصداق ہو جائیں گے، اور حقیقی ایمان کی نسبت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دم بے حق زدن محض گناہ است	بخود مشغول گشتن کفر راہ است
ترا ہر دم کشد پندار ہستی	سوئے ظلمت سرائے خود پرستی
خودی کفر است نفی خویش کن زود	کہ جز حق در حقیقت نیست موجود
جہد کن تا نور تو رخشاں شود	تا سلوک و خدمتت آساں شود

ایمان حقیقی و تحقیقی ہرگز حاصل نہ ہوگا، جب تک تو اپنے نفس کو قتل نہ کرے گا۔ اسی واسطے امام قشیریؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح سے بنی اسرائیلیوں کی استغفار ظاہراً اپنے نفس کو قتل کرنا تھا جبکہ ارتکاب گناہ کنندہ کی گردن کو نبی یا اس کا خلیفہ قتل کر دیتا تھا، تو امت محمدی پر بھی منسوخ نہیں ہے۔ اگرچہ ظاہراً امت محمدی کے ارتکاب گناہ کنندہ کی استغفار لسانی ہے، مگر درحقیقت غائبانہ قتل کرنا اپنے نفس کا ہے در ریاضات شاقہ۔

اس واسطے ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ

مگر نفس کا قتل کرنا خالص مومن کے سوا میسر نمی شود۔ اور نفس کا قتل کرنا کیا ہے، بقطع آرزوہا و مرادہا باشد۔

اسی واسطے حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نفس خود را کُش جہاں را زندہ کُن — خواجہ را کشتہ ہست او را بندہ کن

تو طمع داری کہ او را بے جفا — بستہ داری در وقار و در وفا

ہر خسے را ایں تمنا کے رسد — موسیٰؑ باید کہ اژدہائے را کشد

اور قطع آرزوہا و مرادہا بغیر مرشد کامل ہرگز ممکن نہ ہوگا، جیسا کہ شعر بُلّہا شاہؒ کسی شاعر کی کتاب سے مرقوم کئے جاتے ہیں،

پھڑ مرشد عبد خدائی ہو — اندر دل دے خوب صفائی ہو

بے خواہش بے نوائی ہو — وچہ دلدے خوب صفائی ہو

بُلّھیا بات سچی کدوں رُکدی اے

اک نقطے وچہ گل مُکدی اے

کسی اور شاعر نے کیا خوب کہا ہے !

بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوے

بناں دُدھ نہ پکدی کھیر سائیں

اور مرشد کی چھاتی سے رازِ نہانی و ہنر عرفانی کو تو اپنی نسبت ہرگز جریان نہ کر سکے گا، کہ جب تک اپنے آپ کو مرشد کی ذات میں نیست و نابود نہ کر دے گا۔ اسی واسطے حضرت مولانا عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تا نہ گردی بے خبر از جسم و جاں

کے خبر یابی نشاں از بے نشاں

اور جب تک تو پنبہ غفلت کو اپنے گوش سے باہر نہ نکالے گا۔ تب تک تیرے گوش میں رازہائے نہانی و خروشہائے معرفت کا آواز داخل نہ ہوگا۔ اسی واسطے مولانا روم رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پنبہ وسواس بیروں کن ز گوش — تا بگوشت آید ز گردوں خروش

گر بگویم شمۂ زاں نغمہ ہا　　جانہا سر برزند از دخمہ ہا

حضرت نیاز رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

حیف در بند جسم در امانی　　نشنوی صوتِ پاک رحمانی

ہمہ عالم پُر است از آواز　　لیک در ہائے گوشِ خود کن باز

اور جب تک تو در سایۂ مرشد کامل داخل نہ ہوگا، تب تک ایمان حقیقی و تحقیقی کی شاخ تیرے وجود میں نمودار نہ ہوگی۔ قتل نفس خود آزدہا و مراوہا سے غیر ممکن ہوگا۔ اسی واسطے حضرت بلھا شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

پھڑ نقطہ چھوڑ حساباں نوں　　کر دور کفر دیاں باباں نوں

لا، دوزخ گور عذاباں نوں　　کر صاف دلیدیاں خواباں نوں

گل اسس گھر وچہ ڈھکدی اے

اک نقطے وچہ گل مکدی اے

اینویں متھاں زمین گھسا ئیدا　　لماں پاء محراب دکھا ئیدا

پڑھ کلمہ لوک ہسا ئیدا　　دل اندر نہ سمجھ لیا ئیدا

کدی بات سچی بھی لکدی اے

اک نقطے وچہ گل مکدی اے

کئی حاجی بن بن آئے جی　　گل نیلے جامے پائے جی

ج دیچ ٹکے لے کھائے جی　　بلھا ایہہ گل کیوں بھائے جی

کدی بات سچی بھی لکدی اے

اک نقطے وچہ گل مکدی اے

اک جنگل بحریں جاندے نی　　اک دانہ روز لے کھاندے نی

بے سمجھ وجود تھکاندے نی　　گھر آون ہوکے ماندے نی

اینویں چلیاں وچہ جند سُکدی اے

اک نقطے وچہ گل مُکدی اے

اگر تو ظاہراً و باطناً قولاً و فعلاً در سفینہ مرشد سواری شود۔ تو پھر تم کو وہ سفینہ مرشد کی سواری اپنے ساتھ دار الاسلام لایزال میں بے خوف اور بیم غم و الم کے خود ہی داخل کر دے گی۔ جیسا کہ تفاسیر میں لکھا ہے کہ عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کمال اصحاب میں سے تھے۔ اور صاحب اذان و مستجاب الدعوات بھی تھے۔ ایک روز بہت ہی سخت گریہ و زاری کرتے ہوئے آنحضرت جہاں پناہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے استفسار گریہ زاری و غمزدگی کی نسبت فرمایا کہ اے عبداللہ انصاری! تم کو ایسا گریہ و زاری و غمزدگی کس سبب سے لاحق ہوئی ہے۔

عبداللہ انصاری نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آج ہم کو آپ کی محبت و دوستی اپنی جان و نفس مال و اولاد و والدین سے بھی زیادہ تر ہے۔ بلکہ ہمارا دین اسلام و ایمان صرف آپ ہی کی محبت و دوستی ہے۔ مبادا فردا روز قیامت کے دن آپ خود ہی جنت الفردوس و مقاماً محموداً کے مستحق و وارث ہوں گے۔ خدا جانے کہ میں کس جگہ میں اپنے وبال کے ذریعہ سے گرفتار و سزاوار ہوں گا۔ تو پھر میں دیدار پُرانوار کی صحبت سے خود ہی مہجور و رنجور و مقہور ہوں گا۔

تو پھر آپ عبداللہ انصاری کی عرض گوش گذاری کے منتظر وحی آسمانی کے ہوئے کہ پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے برائے شکستہ دلان و فراق کے ثمرہ وصال شادماں کی خاطر جمعیت کی نسبت وحی کو منزل کیا۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ۝

(ترجمہ جو کوئی اللہ پاک کی تابعداری اور اس کے رسول کی، پس وہ گروہ ان لوگوں کے ہمراہ

ہوں گے کہ جن پر خداوند کریم نے احسان نعمت اپنی جانب سے کیا ہے، از پیغمبراں وصدیقاں و شہیداں وصالحاں کو بہت اچھا مقصود مند کیا ہے۔ اس گروہ کو رفیق وہمنشین ہونا۔

مفسرین کرام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مراد مِنَ النَّبِيِّينَ سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور وَالصِّدِّيقِينَ سے اشارت بطرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہے۔ وَالشُّهَدَآءِ سے اشارت حضرت عمر، عثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین کے ہے۔ اور صَالِحِيْن سے مراد جمیع اصحاب ہیں۔

اہل سلوک اس آیت کریمہ کی دستاویزی وتشریح اس طرح سے کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے مع جمیع اولیاؤں کا سلسلہ دست بدست لگا تار تا آخر انتہا تک مراد ہے۔ اس واسطے وہ فرماتے ہیں کہ رفیقی وہمنشینی اس گروہ کی بہت اچھی ہے کہ آج جس گروہ کے ساتھ جو دوستی رکھے گا، وہ فردا قیامت حشر با و خواہد بود۔ اسی کے مطابق حضرت مولانا روم فرماتے ہیں،

ہم چوں بلبل دوستی د گل گزیں تا شوی باخرمن گل ہم نشیں

زاغ چوں مردار را شد ہم نفس یار او مردار خواہد بود و بس

ہر ایک طالب کو چاہیئے کہ وجود بشری بواسطہ مرشد در تجلیات و ربوبیت و در انوار محمدی کے محبت شاقہ کی نسبت کمالیت کو پہنچ کر اپنے آپ کو پروانہ کی طرح محبت لایزال بواسطہ راہنمائی خود کرے گا، تب ثمرۂ واصلاں کے راز سے آگاہ ہو کر واصل ہوگا۔

مدارک میں لکھا ہے کہ خداوند کریم اپنے بندے کو جستجو کے وقت خطاب کرتا ہے کہ جب تک بندہ ظاہر آنکھوں کو فانی نہ کرے گا۔ اور چشم قلبی سے غفلت کے پردے کو اتار کر باز نہ کرے گا، اور چشم قلبی سے غفلت کے پردے کو اتار کر باز نہ کرے گا، کہ جرعہ ذوق وشوق محبت من نوش نہ کرے گا، تب تک مشاہدہ جمال من محال ہوگا۔ ؎

دے بسا بلبل کہ پیش از نوبہار می سرائید بہر گل بر شاخسار

اور جب تک تو میری قضا پر رضا نہ ہوگا، در مکان لن ترانی سے مشاہدہ نہ کرے گا۔

بیت:
لن ترانی میرسد از طور موسیٰؑ را جواب
ہر چہ آں از دوست آید سر بنہ گردن متاب

اور وجود خاکی بواسطہ برہان خود قطع کر کے دستاویزی در راہ صاف نوریوں میں کرے گا، تو پھر اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ کے مکان سے خود ہی مشاہدہ کرے گا۔ اور اس مکان کی راز افشانی کی نسبت حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ جرعہ ذوق سے جامِ توحید ثمرہ واصلان کی نسبت تقسیم کرتے ہیں۔

مثنوی

جان ہا بستہ اندر آب و گل　　چوں رہند از آب و گلہا شاد دل
در ہوائے مہر حق رقصاں شوند　　ہم چوں قرص بدر بے نقصاں شوند
چوں نقاب تن برفت از روئے روح　　از لقائے دوست یابد صد فتوح
می زند جان در جہان آب و گوں
نعرۂ یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

اور کتاب فصل الخطاب میں حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بسط کے مقام میں رکھا تھا۔ تا بجمال ربوبیت میں انس سے مشاہدہ کیا، بار بار حضرت موسیٰ کا سوال کرنا اور کلام بے واسطہ سننا کوئی ترکِ ادب نہ تھا۔ اس واسطے کہ گستاخی عاشق پیش معشوق ترک ادب نیست۔

بیت:
ہر کہ کرد از جام حق یک جرعہ نوش
نے ادب ماند درونے عقل و ہوش

مگر اے جستجو کنندہ عرفاں کے جبتک تو اپنے برہان کی تصویر میں فنا نہ ہوگا، تب تک مرتبہ موصوف کے بحر بے کنار سے گمنام و بے نوش رہے۔ اور برہان کے لفظ سے مراد

مرشد کمال ہے کہ جب تک تو فنا فی الشیخ میں محو نہ ہوگا، دریائے بے کنار کا سفر طے کرنا دشوار ہو گا۔ اور فنا فی الشیخ کی نسبت اکثر لوگ اس طرح سے کہتے ہیں کہ اس میں کوئی صریحاً نص کا ناطق نہیں ہے۔ مگر گروہ سلوکیہ صریحاً نص ناطق فنا فی الشیخ کی نسبت دستاویزی کرتے ہیں۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ سُوْرَةِ يُوْسُفَ[۴]:

لَوْلَآ اَنْ رَّاٰى بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اگر اللہ جلّ شانہٗ کا برہان نہ دیکھتے تو البتہ بی بی زلیخا کی طرف قصد کرتے۔

اس مقام پر مفسرین کا اختلاف ہے کہ برہان سے کیا مراد ہے۔ بعض نے یہ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس گھر کے ایک جانب میں یہ آیت شریفہ لکھی ہوئی دیکھی:

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى الخ (اے یوسف! نہ نزدیکی کرو زناء کی۔)

ایک فرشتہ نے کہا کہ تو بے وقوفی کا کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے، حالانکہ انبیاء کے دفتر میں تیرا نام لکھا ہوا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شکل مبارک آپ کو نظر آئی تھی۔ اس طرح سے کہ اپنے ہاتھ تأسف سے کاٹتے تھے۔

تفسیر کبیر میں ابن عباس سے یوں ہی آیا ہے۔ نیز تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ قتادہؒ اور اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مبارک کو دیکھا، اور وہ کہتے تھے:

يُوْسُفُ! اَتَعْمَلُ عَمَلَ السُّفَهَاءِ وَاَنْتَ مَكْتُوْبٌ فِي الْاَنْبِيَاءِ۔[۲]

اور حسنؒ، سعیدؒ بن جبیرؒ و مجاہدؒ و عکرمہؒ اور ضحاکؒ فرماتے ہیں کہ گھر کا چھت پھٹ گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے دیکھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی انگلی مبارک کو کاٹتے ہیں۔ اور ابن عباسؓ سے یوں آیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ کی شکل مبارک نے اس کے سینے میں ہاتھ مارا، جس سے آپ کی شہوت انگوٹھوں کے راستے نکل گئی۔

معلوم ہوا کہ وہ برہان جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھائی گئی، وہ شکل مبارک حضرت

یعقوب کی تھی، جو عبارت از تصوّر ہے۔ پس جب حضرت یوسف علیہ السّلام اسی تصوّر کے سبب سے گناہ سے بچ گئے، تو پھر کون اہل ایمان کہہ سکتا ہے کہ تصوّر شرک ہے۔ بھلا شرک بھی موجب ہدایت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو عین گمراہی ہے، جس سے گروہ انبیاء علیہم السّلام بالکل پاک تھے۔

برہان سے مراد ہر ایک طالب کے لئے مرشد کامل کا تصوّر ہے۔ تصوّر شیخ ہرگز ہرگز شرک نہیں ہے۔ اس کے شرک نہ ہونے کی ایک بڑی دلیل یہی کافی ہے کہ بزرگان دین میں کابراً عن کابر اس کی تعلیم چلی آئی ہے۔ اور مشائخ علیہم الرحمۃ نے اس کو ایک وسیلۂ ہدایت و رہنمائی سمجھا ہے۔ اور بالیقین اکثر طالبانِ حق کو اس طریق سے فیض پہنچا ہے۔ پس اگر یہ شرک یا حرام ہوتا (معاذ اللہ منہ) تو اس پر عمل کرنے سے انسان گمراہ ہو جاتا، نہ کہ مراتب سلوک طے کرتا چلا جاتا۔ پس اس کو شرک یا حرام کہنا کوتاہ فہمی ہے۔ طالب صادق جب اپنے شیخ کا تصوّر کرتا ہے، تو وہ اس کو معبود نہیں سمجھتا، نہ شیخ کا ذکر کرتا ہے، نہ اس کا نام لیتا ہے۔ نہ یہ سمجھتا ہے کہ شیخ میرے حالات کو دیکھ رہا ہے۔ بلکہ وہ ذکر خدا کرتا ہے۔ صرف اپنے پراگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لیتا ہے۔ اور مرشد کو درمیان اپنے اور ہادی کے ایک رابطہ اور واسطہ سمجھتا ہے۔ جیسے کہ کعبہ درمیان عابد و معبود کے رابطہ ہے۔ اسی طرح مرشد درمیان ہادی اور ہدایت یابندہ کے رابطہ ہے۔ اور جب تک تصوّر شیخ کی تعلیم کی منزل طے نہ کرے گا، تب تک دریائے عرفان بے کنار کا عبور کرنا ممکن نہ ہوگا۔

مثنوی

من کہ دارم از ہمہ عالم فراغ ۔۔۔ مہر کامل کردہ ام در سینہ داغ
من کہ از سیرِ دو عالم رستہ ام ۔۔۔ بر درِ اہلِ دلاں خاکِ درم
من کہ بر فرق سلاطین افسرم ۔۔۔ پیش ایشاں از گدایاں کمترم
من کہ عرش و فرش ہر دم زیر پا ۔۔۔ میکنم از خاکِ ایشاں توتیا

۵ اگر در جستجوئی من شتابی
مرا در خود بزودی بازیابی

اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا مَعَ اَحْبَابِنَا وَاِخْوَانِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِیْ زُمْرَةِ الْاَوْلِیَاءِ اَجْمَعِیْنَ ۵

روزانہ کے وظائف کا بیان

ہر ایک دن کے لئے علیحدہ علیحدہ مقررہ وظائف رقم کئے جاتے ہیں. اگر کوئی طالب ان کے پڑھنے پر پابندی سے استقامت کرے گا، تو اس کو چاہئے کہ روزانہ پڑھنے کے وقت کسی تنہا پاک جگہ میں بیٹھ کر حضور قلبی و رجوعات روحانیہ و حواس خمسہ قائم کر کے باطل خیالات کو ایک طرف باندھ کر اول آخر درود شریف طاق طاق بار یعنی تین یا پانچ یا سات یا یازدہ بار وظائف مقررہ کی منزل کو ختم کرے۔ اور مسکین مصنف ہذا کی طرف سے اجازت عام ہے۔

اسبوع شریف مصنفہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

وظیفہ بروز یک شنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْجَمِیْلُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۵
وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں مگر وہی بزرگ بڑا مہربان نہایت رحم والا

اللَّطِیْفُ ۵ الْحَلِیْمُ ۵ الرَّءُوْفُ ۵ الْعَفُوُّ ۵ الْمُؤْمِنُ ۵ النَّصِیْرُ ۵
لطف کرنے والا صاحب حلم مہربان معاف کرنے والا امن دینے والا مددگار

اَلْمُجِیْبُ ٥ اَلْمُغِیْثُ ٥ اَلْقَرِیْبُ ٥ اَلسَّرِیْعُ ٥ اَلْکَرِیْمُ ٥
دعا قبول کرنے والا، فریاد سننے والا نزدیک جلدی حساب لینے والا کرم کرنے والا
ذُوالْاِکْرَامِ ٥ ذُوالطَّوْلِ ٥ رَبِّ اکْسُنِیْ مِنْ جَمَالِ
صاحب اکرام صاحب حشمت اے میرے پروردگار! مجھے ایسے جمال بدیع انوار
بَدِیْعِ الْاَنْوَارِ الْجَمَالِیَّةِ مَا یُدْهِشُ اَبْوَابَ الذَّرَّاتِ
کے خوبصورت لباس پہنا جو اپنی روشنی سے پیدائشی ذرات کے دروازے بند
الْکَوْنِیَّةِ فَتَتَوَجَّهَ اِلَیَّ حَقَائِقُ الْمُکَوَّنَاتِ
کر دیں۔ یعنی تمام اندھیرے مجھ سے دور ہو جائیں۔ پس حقائق کائنات کی مجھ پر
تَوَجُّهَ الْمَحَبَّةِ الذَّاتِیَّةِ الْجَاذِبَةِ اِلٰی شُهُوْدِ مُطْلَقِ
ذاتی محبت مطلق جمال کے شہود کی طرف کھینچنے والا، توجہ مجھ پر کریں۔
الْجَمَالِ الَّذِیْ لَا یُضَادُّهٗ قُبْحٌ وَّلَا یَقْطَعُ عَنْهُ اِیْلَامٌ
وہ جمال کہ جس کو کوئی کلنگ نہیں لگتا۔ اور نہ اس سے خوشی کبھی منقطع ہوتی ہے۔
وَاجْعَلْنِیْ مَرْحُوْمًا مِنْ کُلِّ رَاحِمٍ بِحُکْمِ الْعَطْفِ الْحُبِّیِّ
اور مجھے ہر ایک رحمت سے ساتھ حکم ایسے محبت کرنے والے مہربان کے
الَّذِیْ لَا یَشُوْبُهٗ انْتِقَامٌ وَّلَا یُنَقِّصُهٗ غَضَبٌ وَّلَا یَقْطَعُ
کہ جس میں انتقام کا کوئی شائبہ نہیں اور نہ اس کو کوئی غضب ناخوش کرتا ہے، اور نہ
مَدَدَهٗ سَبَبٌ وَتَوَلَّ ذٰلِكَ بِحُکْمِ اَبَدِیَّةِ وَارِثِیَّتِكَ
اس کی یاوری کو کوئی سبب کاٹ سکتا ہے۔ اور اس بات کی کارسازی اپنی ابدیت اور اپنی
اِلٰی غَیْرِ نِهَایَةٍ لَا تَقْطَعُهَا غَایَةٌ ٥ یَا رَحِیْمُ هُوَ الرَّحِیْمُ
لانہایت دوام اور ہمیشگی کے ہمراہ کہ جس کو کوئی حد ختم نہیں کرتی۔ اے نہایت مہربان، تو

رَبَّاهُ، رَبَّاهُ، غَوْثَاهُ، يَاخَفِيًّا لَا يَظْهَرُ

ہی مہربان ہے۔ جو قیامت میں رحم کرے گا۔ اے میرے پروردگار، اے میرے پروردگار، اے میرے

يَا ظَاهِرًا لَا يَخْفٰى لَطُفَتْ اَسْرَارُ وُجُوْدِكَ

فریادرس! اے پوشیدہ جو ظاہر نہیں ہوتا۔ اے ظاہر! جو پوشیدہ نہیں ہوتا۔ تیرے

الْاَعْلٰى فَتَرٰى فِىْ كُلِّ مَوْجُوْدٍ وَعَلَتْ اَنْوَارُ

اعلیٰ وجود کے اسرار باریک ہیں۔ پس تو ہر ایک موجودات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اور تیری نہایت

ظُهُوْرِكَ الْاَقْدَسِ فَبَدَتْ فِىْ كُلِّ مَشْهُوْدٍ وَاَنْتَ

پاک ظہور کے انوار بلند ہیں۔ پس ہر ایک مشہود میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور تو

الْحَلِيْمُ الْمَنَّانُ بِالرَّاْفَةِ وَالْعَفُوُّ السَّرِيْعُ بِالْمَغْفِرَةِ

حلم کرنے والا مہربانی سے احسان لانے والے اور جلدی معافی بخشش کے ساتھ کرنے والا

مُؤْمِنُ الْخَائِفِيْنَ نَصِيْرُ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ الْقَرِيْبُ بِمَحْوِ

ہے۔ خوف کرنے والے کو امن دینے والا، فریاد کرنے والوں کا مددگار قریب اور بعید کے جہات

جِهَاتِ الْقُرْبِ وَالْبُعْدِ عَنْ عُيُوْنِ الْعَارِفِيْنَ ۝

دور کر کے قرب دینے والا، عارفوں کی آنکھوں سے پردہ اٹھانے والا۔

يَا كَرِيْمُ ۝ يَا كَرِيْمُ ۝ يَا ذَا الطَّوْلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

اے کرم کرنے والے اے کرم کرنے والے اے صاحب حشمت اور بزرگی کے۔

سَلَامٌ ۝ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

سلام کہا گیا ہے رب رحیم کی طرف سے اور سب تعریف واسطے اللہ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

پاک کے ہے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا۔

وظیفہ بروز دوشنبہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَلِیْمُ الرَّحِیْمُ الْفَعَّالُ
وہی اللہ پاک ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں صاحب حلم، نہایت مہربان، کارکن،
اللَّطِیْفُ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ الصَّبُوْرُ الرَّشِیْدُ الرَّحْمٰنُ رَبِّ
باریک بین کارساز سراہا گیا متحمل ہدایت والا مہربان اے پروردگار
اَذِقْنِیْ مِنْ بَرْدِ حِلْمِكَ عَلٰى مَا اَبْتَهِجُ بِهٖ فِیْ عَوَالِمِیْ
میرے! مجھے اپنے حلم کی ٹھنڈک چکھا، جو میرے حق میں ہو، جس کے ساتھ میں اپنے معلومات کی
فَلَآ اَشْهَدُ فِی الْكَوْنِ اِلَّا مَا یَقْتَضِیْ سُكُوْنِیْ وَرِضَائِیْ
رو سے خوش ہو جاؤں۔ پس جہاں میں اپنی سکون اور رضا کی اقتضاء مجھے دکھائی دیں۔
فَاِنَّكَ الْحَقُّ وَاَمْرُكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ الْحَكِیْمُ الرَّحِیْمُ ۝ رَبِّ
کیونکہ تو حق ہے اور تیرا امر حق ہے۔ اور تو پکے کام والا مہربان ہے۔ اے
اَشْهِدْنِیْ مُطْلَقَ فَاعِلِیَّتِكَ فِیْ كُلِّ مَفْعُوْلٍ حَتّٰى لَآ اَرٰى
میرے پروردگار! مجھے ہر ایک مفعول میں اپنی فاعلیت دکھا یعنی ایسا کر کہ اپنی کمال قدرت
فَاعِلًا غَیْرَكَ لِاَكُوْنَ مُطْمَئِنًّا تَحْتَ جَرَیَانِ اَقْدَارِكَ
کے سوا کسی فاعلیت کو خیال میں نہ لاؤں یہاں تک کہ تیرے سوا کوئی فاعل نہ دیکھوں۔ تاکہ تیری
مُنْقَادًا لِكُلِّ حُكْمٍ وُّجُوْدِیٍّ عَیْنِیٍّ وَّغَیْبِیٍّ وَّ
تقدیروں کے نیچے ثابت و مطمئن دل ہو جاؤں۔ اور تیرے ہر ایک حکم وجودی عینی اور غیبی اور
بَرْزَخِیٍّ ۝ یَا نَافِخَ رُوْحِ اَمْرِهٖ فِیْ كُلِّ عَیْنٍ اِجْعَلْنِیْ
برزخی کا فرماں بردار ہو جاؤں۔ اے امر کا روح ہر ایک وجود میں پھونکنے والے مجھے

مُنْفَعِلًا فِیْ کُلِّ حَالٍ لِّمَا یُحَوِّلُنِیْ عَنْ ظُلُمٰتِ

امر قبول کرنے والا بنا ہر حال میں جو مجھے جہان بھر کے اندھیروں سے

تَکْوِیْنَاتِیْ وَامْحَقْ فِعْلِیْ وَفِعْلَ الْفَاعِلِیْنَ فِیْ اَحَدِیَّةِ

برگشتہ کرے اور اپنے فعل کے اکیلا پن میں میرا فعل اور تمام فاعلین کا فعل نیست

فِعْلِكَ وَتَوَلَّنِیْ بِجَمِیْلِ حَمِیْدِ اِخْتِیَارِكَ لِیْ فِیْ جَمِیْعِ

کر دے۔ اور اپنے بزرگ اور نکوئی والے اختیار سے جو تو میرے لئے رکھتا ہے میری

تَوَجُّهَاتِیْ وَافْنِ مِنِّیْ اِرَادَتِیْ وَصَبِّرْنِیْ وَسَدِّدْنِیْ

کارسازی کر تمام توجہات سے اور میرے ارادہ کو مجھ سے فانی کر اور مجھے صبر دے۔ اور

وَارْحَمْنِیْ وَاصْحَبْنِیْ بِاللُّطْفِ وَالْعِنَایَاتِ بِمَعِیَّةٍ

مجھے خواہشوں سے بند کر اور مجھ پر رحم کر۔ اور لطف و عنایات سے میری ہمراہی

خَاصَّةٍ مِّنْكَ وَحَقِّقْنِیْ بِقُرْبِكَ الَّذِیْ لَا وَحْشَةَ

اور مددگاری ساتھ ہمراہی خاص کے اور جو مجھے تیرے ساتھ ہو فرما۔ اور مجھے اپنے اس قرب کے لائق کر

مَعَهٗ یَا رَحْمٰنُ یَا سَلَامُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

جس میں میرے کوئی وحشت نہ رہے۔ اے رحمان اے سلامتی دینے والے اور سب تعریف اللہ پاک کے

واسطے ہے، جو پروردگار ہے تمام جہان کا۔

وظیفہ بروز سہ شنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِلٰهِیْ مَا اَحْلَمَكَ عَلٰی مَنْ عَصَاكَ وَمَا اَقْرَبَكَ مِمَّنْ دَعَاكَ

اے میرے معبود برحق! تو کیا بردبار ہے جو تیری نافرمانی کرے۔ اور تو کیا قریب ہے جو تجھے پکارے۔

وَمَا اَعْطَفَكَ عَلٰى مَنْ سَاَلَكَ وَمَا اَرْاَفَكَ بِمَنْ اَمَّلَكَ

اور تو کیا مہربان ہے اس پر جو تجھ سے سوال کرے، اور تو بڑا رحیم ہے اس کے ساتھ جو تجھ سے

مَنْ ذَا الَّذِیْ سَاَلَكَ فَحَرَمْتَهٗ اَوْ لَجَاَ اِلَيْكَ

امید رکھے۔ وہ کون ہے جس نے تجھ سے سوال کیا، پس تو نے اس کو محروم رکھا۔ اور تیری طرف

فَاَهْمَلْتَهٗ اَوْ تَقَرَّبَ مِنْكَ فَاَبْعَدْتَهٗ اَوْ هَرَبَ

ملتجی ہوا، پس تو نے اس کو بے کار چھوڑ دیا۔ یا تجھ سے ملاپ چاہا، اور تو نے اس کو

اِلَيْكَ فَطَرَدْتَهٗ لَكَ الْخَلْقُ وَلَكَ الْاَمْرُ

دور کردیا۔ یا تیری طرف دوڑ کر گیا، پس تو نے اس کو دھتکار دیا۔ سب تیری خلقت ہے۔

اِلٰهِیْ اَتَرَاكَ تُعَذِّبُنَا وَتَوْحِيْدُكَ فِیْ قُلُوْبِنَا

سب امر تیرے ہیں۔ اے میرے معبود! کیا تو مناسب سمجھتا ہے کہ تو ہمیں عذاب دے

وَمَا اَخَالُكَ اَنْ تَفْعَلَ وَلَئِنْ فَعَلْتَ اَتَجْمَعُنَا

درانحالیکہ تیری توحید ہمارے دلوں میں ہو۔ اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو ایسا کرے۔ اور اگر تو

مَعَ قَوْمٍ طَالَمَا بَغَضْنَاهُمْ لَكَ

ایسا کرے گا تو کیا تو ہم کو ان لوگوں کے ساتھ اکٹھا کرے گا، جن کو ہم بڑی مدت سے خاص تیری

فَبِالْمَكْنُوْنِ مِنْ اَسْمَآئِكَ وَمَا وَارَتْهُ

محبت کے سبب دشمن جانتے ہیں۔ پس اپنے ناموں کی پوشیدہ تاثیرات کے سبب سے

الْحُجُبُ مِنْ بَهَآئِكَ اَنْ تَغْفِرَ لِهٰذِهِ النَّفْسِ

اور اپنے پوشیدہ چمک دمک کے طفیل پر قادر، اس حریص نفس اور اس بے صبر دل

الْهَلُوْعِ وَلِهٰذَا الْقَلْبِ الْجَزُوْعِ الَّذِیْ لَا يَصْبِرُ لِحَرِّ

کو بخش جو کہ دھوپ کی گرمی میں صبر نہیں کرسکتا، تیری آگ کی گرمی میں کس طرح

الشَّمْسِ فَكَيْفَ يَصْبِرُ لِحَرِّ نَارِكَ يَا حَلِيْمُ يَا عَظِيْمُ
صبر کر سکے گا۔ اے حلم کرنے والے اے بڑے مرتبے والے

يَا كَرِيْمُ يَا رَحِيْمُ ٥ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنَ الذُّلِّ
اے سخی مہربان۔ اے اللہ پاک! ہم تیرے ساتھ پناہ مانگتے ہیں ذلت سے

اِلَّا لَكَ وَمِنَ الْخَوْفِ اِلَّا مِنْكَ وَمِنَ الْفَقْرِ اِلَّا اِلَيْكَ
مگر جو تیرے لئے ہو اور خوف سے مگر جو تجھ سے ہو اور فقر و فاقہ سے پناہ مانگتے ہیں

اَللّٰهُمَّ كَمَا صُنْتَ وُجُوْهَنَا اَنْ تَسْجُدَ لِغَيْرِكَ
مگر جو تیری طرف سے ہو۔ اے اللہ پاک جیسا تو نے ہمارے مونہوں کو غیر کے آگے سجدہ کرنے

فَصُنْ اَيْدِيَنَا اَنْ تَمُتَدَّ بِالسُّوَالِ لِغَيْرِكَ. لَآ اِلٰهَ
سے بچایا، ایسا ہی ہمارے ہاتھوں کو بچا کہ تیرے غیر کے آگے سوال نہ کریں۔ کوئی معبود

اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ وَالْحَمْدُ
نہیں مگر تو ہی ہے۔ تجھے پاکی ہے۔ ٹھیک میں ظالموں سے ہوں۔ اور سب صفت ثنا

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥
پروردگار جہانوں کے لئے ہے۔

وظیفہ بروز چہار شنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِلٰهِيْ عَمَّ قِدَمُكَ حَدَثِيْ فَلَا اَنَا وَاَشْرَقَ سُلْطَانُ
یا اللہ پاک تیری ہمیشگی نے میری پیدائش پر عام احسانات کئے۔ پس میرا تو کچھ نہیں۔ اور تیری

نُوْرِ وَجْهِكَ فَاَضَاءَ هَيْكَلَ بَشَرِيَّتِيْ وَلَا سِوَاكَ
ذات کا نور مجھ پر چمکا پس میری بشریت کے ہیکل کو روشن کر دیا۔ اب تیرے سوا کوئی نظر نہیں

فَمَا دَامَ مِنِّیْ فَبِدَوَامِكَ وَ مَتٰی فَنٰی عَنِّیْ فَبِرُوْبِنِكَ

اسما۔ پس میں جب تک رہوں گا تیری بقا کے ساتھ قائم رہوں گا اور جب میں فنا ہوں گا، تو

اِیَّایَ وَ اَنْتَ الدَّائِمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. اَسْئَلُكَ بِالْاَلِفِ

تیرا دیدار مجھے نصیب ہو اور تو دائم ہے۔ نہیں کوئی معبود تیرے سوا۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں،

اِذَا تَقَدَّمَتْ وَ بِالْهَاءِ اِذَا تَاَخَّرَتْ وَ بِالْهَا مِنِّیْ اِذَا

طفیل الف کے جب مقدم کیا جاتا ہے۔ اور طفیل ہا کے جب پیچھے آتی ہے۔ اور ساتھ ہا،

انْقَلَبَتْ لَامًا اَنْ تُفْنِیَنِیْ بِكَ عَنِّیْ حَتّٰی تَلْتَحِقَ

کے مجھ سے جب لام سے بدل جاتی ہے۔ یہ کہ اپنی ذات کے ساتھ مجھے محو کر دے۔ یہاں

الصِّفَةُ بِالصِّفَةِ. وَتَقَعَ الرَّابِطَةُ بِالذَّاتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا

تک کہ صفت کے ساتھ صفت مل جائے اور ذات کے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے۔ نہیں کوئی معبود

اَنْتَ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ وَصَلَّی

تیرے سوا اے زندہ اے قائم اے صاحب بزرگی اور اکرام کے اور ہمارے

اللّٰهُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهٖ

سردار محمد علیہ السلام اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور

وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

سلام ہو۔ اور سب تعریفیں اللہ پاک کو لائق ہیں جو عالمین کا پروردگار ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ ۝

اور سب ستائش اسی ایک کو لائق ہے۔

وظیفہ بروز پنج شنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ الٓـمّٓ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ

اللہ پاک وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ دائم ہے اور ہمیشہ قائم۔ اللہ پاک وہ ہے

اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۝ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ۝

کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں برحق زندہ قائم ہے سب مونہہ زندہ قائم خدا پاک کے آگے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ بِمَا سَئَلَكَ

ذلیل ہوں گے۔ یا اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں یا اللہ یا اللہ یا اللہ وہ کچھ جو تجھ سے سوال

بِهٖ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَ

کیا تیرے نبی نے جس کا نام پاک مُحَمَّدٌ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

سَلَّمَ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا وَدُوْدُ یَا ذَا الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ

ہے اے مہربان، اے مہربان اے مہربان اے صاحب عرش بزرگ کے

یَا مُبْدِئُ یَا مُعِیْدُ یَا فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ۝ اَسْئَلُكَ

اے پہلی بار پیدا کرنے والے، اے دوسری بار پیدا کرنے والے، اے جو چاہے کرنے والے۔

بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ مَلَاَ اَرْكَانَ عَرْشِكَ ، وَ

تیرے ذاتی نور کے طفیل تجھ سے سوال کرتا ہوں، وہ نور جس نے تیرے عرش کے ارکان کو

بِقُدْرَتِكَ الَّتِیْ قَدَرْتَ بِهَا عَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِكَ وَ

پُر کر دیا۔ اور تیری قدرت کے طفیل جس کے ساتھ تو تمام مخلوقات پر قادر اور غالب

بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا

ہے۔ اور تیری رحمت کے طفیل جو کہ ہر چیز پر واسع اور فراخ ہے۔ نہیں کوئی معبود

اَنْتَ یَا مُغِیْثُ اَغِثْنِیْ (ثلاثا) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ

برحق تیرے سوا اے فریاد رس میرے، میری فریاد رسی کر (تین بار کہے) اے اللہ! میں

اَسْئَلُكَ يَا لَطِيْفُ قَبْلَ كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفُ بَعْدَ

تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے باریک بین ہر ایک باریک بین سے پہلے اور اے مہربان ہر ایک

كُلِّ لَطِيْفٍ يَا لَطِيْفُ (ثَلَاثًا) لَطُفْتَ بِخَلْقِ

مہربان کے بعد یا لطیف (تین بار کہے) تو نے آسمانوں اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَسْئَلُكَ يَا رَبِّ كَمَا لَطُفْتَ

زمینوں کی پیدائش میں لطف کیا۔ اے میرے اللہ میں سوال کرتا ہوں مہربانی کا، جیسا کہ

بِيْ فِيْ ظُلُمَاتِ الْاَحْشَاءِ اُلْطُفْ بِيْ

تو نے مجھ پر ماں کے پیٹ کے اندھیروں میں لطف کیا۔ ایسے ہی مجھ پر

فِيْ قَضَائِكَ وَقَدْرِكَ وَفَرِّجْ عَنِّيَ الضِّيْقَ وَلَا تُحَمِّلْنِيْ

اپنی قضاء اور قدر میں مہربانی کر اور مجھ سے تنگی دور کر دے۔ اور جس تکلیف کی

مَا لَا اُطِيْقُ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ

میں طاقت نہیں رکھتا، وہ مجھ پر نہ ڈالیو۔ بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ تعالیٰ

وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

کی رحمت اور سلام ہوا ان پر اور ان کی آل پر۔ اور بحرمت ابی بکر صدیق خدائے تعالیٰ اس سے

عَنْهُ يَا لَطِيْفُ يَا لَطِيْفُ يَا لَطِيْفُ اُلْطُفْ بِيْ بِخَفِيِّ

راضی ہو اے مہربان، اے مہربان اے مہربان مجھ پر مہربانی کر ساتھ باریک در باریک

خَفِيِّ خَفِيِّ لُطْفِكَ الْخَفِيِّ الْخَفِيِّ الْخَفِيِّ اِنَّكَ قُلْتَ وَ

در باریک لطف اپنے کے جو نہایت مخفی در مخفی ہے۔ تو نے فرمایا ہے اور

قَوْلُكَ الْحَقُّ اَللّٰهُ لَطِيْفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاءُ

تیرا فرمان سچ ہے، اللہ مہربان ہے اپنے بندوں پر رزق دیتا ہے، جس کو چاہے۔

وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ه وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

اور وہ قوت والا غالب ہے۔ اور ہم کو اللہ پاک کافی ہے اور اچھا کارساز ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ه

اور سب تعریفیں اللہ کو ہیں جو پروردگار جہانوں کا ہے۔

وظیفہ بروز جمعۃ المبارک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ بِعَظِيْمِ قَدِيْمِ كَرِيْمِ مَكْنُوْنِ مَخْزُوْنِ

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں طفیل بزرگ قدیم صاحب عزت پوشید پاک

اَسْمَآئِكَ وَبِاَنْوَاعِ اَجْنَاسِ رُقُوْمِ نُقُوْشِ اَنْوَارِكَ وَ

ناموں تیرے کے اور طفیل قسموں جنسوں رقموں نقشوں نوروں تیرے کے اور

بِعَزِيْزِ اِعْزَازِ تَعَزُّزِ عِزَّتِكَ وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِيْدِ

طفیل عزت والے اعزاز بزرگ عزت تیرے کے۔ اور طفیل طاقت غلبے حملے شدید

قُوَّتِكَ وَبِقَدْرِ مِقْدَارِ اِقْتِدَارِ قُدْرَتِكَ وَبِتَائِيْدِ تَحْمِيْدِ

قوت تیری کے اور طفیل قدر اندازے اقتدار قوت تیری کے اور طفیل تائید تعریف

تَمْجِيْدِ تَعْظِيْمِ عَظَمَتِكَ وَبِسُمُوِّ نُمُوِّ عُلُوِّ رِفْعَتِكَ وَبِقَيُّوْمِ

بزرگی بیان کرنے تعظیم عظمت تیری کے۔ اور طفیل اونچائی بڑھنے بلندی رفعت تیری کے اور

دَيْمُوْمِ دَوَامِ مُدَّتِكَ وَبِرِضْوَانِ غُفْرَانِ اَمَانِ مَغْفِرَتِكَ

طفیل قائم رکھنے والے ہمیشگی دوام مدت تیری کے اور رضامندی بخشش امان مغفرت

وَبِرَفِيْعِ بَدِيْعِ مَنِيْعِ سُلْطَانِكَ وَسَطْوَتِكَ وَبِرَهَبُوْتِ

تیری کے اور طفیل بلند عجائب پختہ حکومت اور غلبے تیرے کے۔ اور طفیل دبدبے

عَظَمُوْتِ جَبَرُوْتِ جَلَالِكَ وَبِصَلَاةِ سُعَاةِ سِعَةِ بِسَاطِ

عظمت تکبر جلال تیرے کے   اور طفیل رحمت پاک فراخی فرش رحمت

رَحْمَتِكَ وَبِلَوَامِعِ بَوَارِقِ صَوَاعِقِ عَجِيْجِ هَجِيْجِ

تیری کے   اور طفیل چمکنے والے روشن بجلیوں گرج   اور صاف   خوش نما

رَهِيْجِ وَهِيْجِ بَهِيْجِ نُوْرِ ذَاتِكَ وَبِبَهْرِ قَهْرِ جَهْرِ

روشن نور ذات تیری کے   اور طفیل روشن غلبے ظاہر

مَيْمُوْنِ اِرْتِبَاطِ وَاحِدَانِيَّتِكَ وَبِهَدِيْرِ هَتَّارِ تَبَّادِ نَبَّارِ

مبارک رابطے توحید تیری کے۔ اور طفیل برحق زور آور جوش زن موجوں

اَمْوَاجِ بَحْرِكَ الْمُحِيْطِ بِمَلَكُوْتِكَ وَبِاتِّسَاعِ اِنْفِسَاحِ

دریا تیرے کے جو تیری بادشاہی کا محیط ہے   اور طفیل فراخی فراخ میدانوں

مَيَادِيْنِ بَرَازِخِ كُرْسِيِّكَ وَبِهَيْكَلِيَّاتِ عُلْوِيَّاتِ

حدود   کرسی تیری کے   اور طفیل پاک مقامات بلند روحانیات

رُوْحَانِيَّةِ اَمْلَاكِ اَفْلَاكِ عَرْشِكَ وَبِاَمْلَاكِ

ملکوں   افلاک عرش تیرے کے   اور طفیل فرشتوں

الرُّوْحَانِيِّيْنَ الْمُدَبِّرِيْنَ لِلْكَوَاكِبِ الْمُدِيْرَةِ

روحانیوں   کواکب کی تدبیر کرنے والے   تیرے آسمانوں کے

بِاَفْلَاكِكَ وَبِحَنِيْنِ اَنِيْنِ تَسْكِيْنِ قُلُوْبِ الْمُرِيْدِيْنَ

کارخانہ داروں کے۔ اور طفیل گریہ زاری تسکین دلوں تیرے قرب کے خواہشمندوں کی

لِقُرْبِكَ وَبِخَضَعَاتِ حَرَقَاتِ زَفَرَاتِ الْخَائِفِيْنَ

اور طفیل عاجزیوں سوزشوں مناجات آہ وزاری تیری ہیبت سے

مِنْ سَطْوَتِكَ وَ بِآمَالِ نَوَالِ اَقْوَالِ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِيْ

ڈرنے والوں کے اور طفیل بخشش کے امیدوں تیری رضامندی میں کوشش

فِيْ مَرْضَاتِكَ وَ بِتَخْضِيْعِ تَفْظِيْعِ تَفَظُّعِ تَعْظِيْمِ مَرَآبِرِ

کرنے والوں کے۔ اور طفیل عجز و نیاز بھاری تکلیف کے تنگی تلخیوں صابر

الصَّابِرِيْنَ عَلٰى بَلْوَائِكَ وَ بِتَعَبُّدِ تَمَجُّدِ تَجَلُّدِ الْعَابِدِيْنَ

لوگوں کے تیری بلاؤں پر۔ اور طفیل بندگی بزرگی بہادری عابد لوگوں

عَلٰى اِطَاعَتِكَ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ

کے تیری اطاعت پر اے اوّل اے آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم

يَا مُقِيْمُ يَا قَوِيْمُ اِطْمِسْ بِطِلَسْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

اے مقیم اے قائم رہنے والے محو کردے برکت طلسم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے

الرَّحِيْمِ شَرَّ سُوَيْدَاءِ قُلُوْبِ اَعْدَائِنَا وَاَعْدَائِكَ

شر سیاہی دلوں دشمنوں دلوں ہمارے اور اپنے دشمنوں کے

وَدُقَّ اَعْنَاقَ رُءُوْسِ الظَّلَمَةِ بِسُيُوْفِ نَشَاتِ قَهْرِكَ

اور اپنے قہر و غلبہ کی تیز تلواروں سے ظالموں کے سروں سے گردنیں کاٹ دے۔

وَ سَطْوَتِكَ وَاحْجُبْنَا بِحُجُبِكَ الْكَثِيْفَةِ بِحَوْلِكَ وَ

اور ہم کو اپنے محکم پردوں میں طفیل اپنی طاقت اور

قُوَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ عَنْ لَحَظَاتِ لَمَحَاتِ لَمَعَاتِ اَبْصَارِهِمُ

قوت اور قدرت کے ان کی آنکھوں کے بدنظروں کے چمکاروں سے ڈھانپ

الضَّعِيْفَةِ بِعِزَّتِكَ وَقُدْرَتِكَ وَسَطْوَتِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ

لے اپنی عزت اور قدرت اور غلبے کے ساتھ اے اللہ پاک، اے اللہ پاک،

يَا اَللّٰهُ وَصُبَّ عَلَيْنَا مِنْ اَنَابِيْبِ مَيَازِيْبِ التَّوْفِيْقِ

اے اللہ پاک اور ہم پر توفیق کے فواروں کے نلکوں کے

فِيْ رَوْضَاتِ السَّعَادَاتِ اٰنَاءَ لَيْلِكَ وَاَطْرَافَ نَهَارِكَ

نیک بختوں کے باغوں میں رات دن

وَاغْمِسْنَا فِيْ اَحْوَاضِ سَوَاقِيْ مَسَاقِيْ بِرِّ بِرِّكَ دَ

اور ہم کو اپنی نکوئی و احسان کے جاری و سیراب حوضوں میں نہلا۔

رَحْمَتِكَ وَقَيِّدْنَا بِقُيُوْدِ السَّلَامَةِ عَنِ الْوُقُوْعِ فِيْ

اور ہم کو گناہوں سے بچنے کی قیدوں میں رکھ۔

مَعْصِيَتِكَ يَا اَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ

اے اوّل اے آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم

يَا قَوِيْمُ يَا مُقِيْمُ يَا مَوْلَائِيْ يَا قَادِرُ يَا مَوْلَائِيْ

اے قائم اے مقیم اے میرے مولیٰ اے قادر اے میرے مولا

يَا غَافِرُ يَا لَطِيْفُ يَا خَبِيْرُ اَللّٰهُمَّ ذَهَلَتِ الْعُقُوْلُ

اے گناہ بخشنے والے اے لطف کرنے والے اے خبر رکھنے والے۔ اے اللہ! عقل جاتی رہی۔

وَانْحَصَرَتِ الْاَبْصَارُ وَحَارَتِ الْاَوْهَامُ وَضَاقَتِ

اور آنکھیں تھک گئیں۔ اور وہم حیران ہو گئی اور فہم تنگ

الْاَفْهَامُ وَبَعُدَتِ الْخَوَاطِرُ وَقَصُرَتِ الظُّنُوْنُ

ہو گئی اور دل کی باتیں دور جا پڑیں اور ظن کم ہمت ہو گئی

عَنْ اِدْرَاكِ كُنْهِ كَيْفِيَّةِ ذَاتِكَ وَمَا ظَهَرَ مِنْ بَوَادِيْ

تیری ذات کی کنہ کی کیفیت معلوم کرنے سے اور تیرے قسم قسم کے عجائبات کے

عَجَائِبِ اَنْوَاعِ قُدْرَتِكَ دُوْنَ الْبُلُوْغِ اِلٰی تَلَاْلُؤِ لَمَعَاتِ
جنگلوں سے کچھ ظاہر نہ ہوا سوائے چمکنے چمکار روشنیوں

لَمَحَاتِ بُرُوْقِ شُرُوْقِ اَسْمَائِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَوَّلُ يَا
چمک دمک ناموں تیرے کے اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے اول اے

اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ يَا قَدِيْمُ يَا قَوِيُّ يَا مُقِيْمُ يَا نُوْرُ
آخر اے ظاہر اے باطن اے قدیم اے پختہ کار اے مقیم اے نور

يَا هَادِيُ يَا بَدِيْعُ يَا بَاقِيُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ
اے ہادی اے پیدا کرنے والے اے باقی اے صاحب جلال اور عظمت و انعام عام کے۔ تیرے

اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ
سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ ہم تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتے ہیں۔ اے فریاد

اَغِثْنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ بِرَحْمَتِكَ اِرْحَمْنَا اَللّٰهُمَّ
کرنے والوں کے فریاد رس، ہماری فریاد سن۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اپنی رحمت

مُحَرِّكَ الْحَرَكَاتِ وَمُبْدِئَ نِهَايَاتِ
کے طفیل ہم پر رحمت کر۔ اے اللہ! تحریک دینے والے تمام حرکات کے، تمام مقاصد

الْغَايَاتِ وَمُخْرِجَ يَنَابِيْعَ قُضْبَانِ قَصَبَاتِ
کے انتہا کو شروع کرنے والے۔ اور چشمے زمین سے نکالنے والے، بوٹیوں کی شاخیں

النَّبَاتَاتِ وَمُشَقِّقَ صُمِّ جَلَامِيْدِ الصُّخُوْرِ الرَّاسِيَاتِ
اُگانے والے اور اے ٹھوس اور سخت پتھروں اور محکم پہاڑوں کے پھاڑنے والے

وَالْمُنْبِعُ مِنْهَا مَاءً مَّعِيْنًا لِلْمَخْلُوْقَاتِ وَالْمُحْيِيْ بِهٖ
اور ان میں سے مخلوقات کے لیئے میٹھے پانی کے چشمے نکالنے والے اور اس پانی سے

سَائِرِ الْحَيَوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَالْعَالِمُ بِمَا اخْتَلَجَ

تمام جانداروں اور بوٹیوں کے زندہ کرنے والے اور لوگوں کے سینوں کے

فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ اَسْرَارِهِمْ وَاَفْكَارِهِمْ وَفَكِّ

بھیدوں اور فکروں کو جاننے والے اور باریک رمز و اشارے

رَمْزِ نُطْقِ اِشَارَاتِ خَفِيَّاتِ لُغَاتِ النَّمْلِ السَّارِحَاتِ

زمین پر چلنے والی چیونٹیوں کی لغتوں اور بولیوں کو سمجھنے والے

يَا مَنْ سَبَّحَتْ وَقَدَّسَتْ وَعَظَّمَتْ وَكَبَّرَتْ وَ

وہ پاک ذات کہ تیری تسبیحیں بیان کیں اور مجھے پاکی سے یاد کیا اور تیری عظمت بیان کی۔ اور

مَجَّدَتْ لِجَلَالِ جَمَالِ كَمَالِ اَقْدَامِ اَقْوَالِ اَعْظَامِ

تجھے بڑائی سے یاد کیا اور تیری بزرگی بیان کی ساتھ بزرگی خوبصورتی کمال بمشیر د اقوال بڑے

عِزَّةِ جَبَرُوْتِ مَلَائِكَ سَبْعِ سَمٰوٰتِكَ اِجْعَلْنَا فِيْ

بڑے کے، جو تیری عزت اور جبروت کے لائق ہیں، سات آسمانوں کے فرشتوں نے

هٰذَا الْعَامِ وَفِيْ هٰذَا الشَّهْرِ وَفِيْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَفِيْ هٰذَا

کرادی۔ ہم کو اس سال اس مہینے اور اس جمعہ اور اس

الْيَوْمِ وَفِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ هٰذَا الْوَقْتِ الْمُبَارَكِ

دن اور اس ساعت اور اس وقت مبارک میں

مِمَّنْ دَعَاكَ فَاَجَبْتَهٗ وَ سَئَلَكَ فَاَعْطَيْتَهٗ وَ

ان لوگوں سے جن کی تو دعا قبول کرتا ہے اور جو سوال کریں، تو تو عطا کرتا ہے۔ اور

تَضَرَّعَ اِلَيْكَ فَرَحِمْتَهٗ وَاِلٰى دَارِكَ دَارِ السَّلَامِ

ان کی عاجزی پر رحم کرتا ہے اور اپنی سلامتی کے گھر میں ان کو

أَذْنَبْتَهُ بِفَضْلِكَ يَا جَوَّادُ يَا جَوَّادُ يَا جَوَّادُ جُدْ عَلَيْنَا

پہنچاتا ہے اپنے فضل سے اے سخی اے سخی اے سخی ہم پر سخاوت کر

وَعَامِلْنَا بِمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَلَا تُقَابِلْنَا بِمَا نَحْنُ أَهْلُهُ

اور ہمارے ساتھ وہ معاملہ کر جس کے تو لائق ہے اور اس بات کی ہم پر گرفت نہ کر،

إِنَّكَ أَهْلُ التَّقْوٰى وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥

جس کے ہم لائق ہیں تو ہی پرہیزگاری اور بخشش کے لائق ہے اے تمام مہربانوں سے زیادہ

يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا اللّٰهُ يَا أَوَّلُ يَا اٰخِرُ يَا ظَاهِرُ يَا بَاطِنُ

مہربان۔ اے اللہ اے اللہ اے اللہ اے اول اے آخر اے ظاہر اے باطن

يَا قَدِيْمُ يَا قَيُّوْمُ يَا مُقِيْمُ يَا نُوْرُ يَا هَادِيْ يَا بَدِيْعُ

اے قدیم اے قائم اے مقیم اے نور اے ہادی اے بدیع

يَا بَاقِيْ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ

اے باقی اے صاحب جلال اور عظمت تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ أَغِثْنَا لَا إِلٰهَ

ہم تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتے ہیں اے فریاد کرنے والوں کی فریاد سننے والے ہم فریاد سن۔

إِلَّا أَنْتَ وَبِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ٥ نَسْئَلُكَ اللّٰهُمَّ

تیرے سوا کوئی لائق بندگی کے نہیں اور ساتھ رحمت تیری کے اے سب سے زیادہ رحمت کرنے والے

أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَتُسَلِّمَ

رحمت کرنے والوں سے۔ ہم سوال کرتے ہیں یا اللہ یہ کہ رحمت بھیجے ہمارے سردار محمدؐ

وَأَنْ تَقْضِيَ حَوَائِجَنَا يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥

اور اس کی آل اور اس کے اصحاب پر اور سلام بھیج تو۔ اور یہ کہ ہماری حاجتیں پوری کر

اے اللہ اے اللہ اے اللہ اور سب تعریفیں اللہ جہانوں کے پروردگار کو لائق ہیں۔

وظیفہ بروز شنبہ یعنی ہفتہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰھُمَّ یَا مَنْ نِعَمُہٗ لَا تُحْصٰی وَاَمْرُہٗ لَا یُعْصٰی وَنُوْرُہٗ

اے اللہ! وہ ذات کہ تیری نعمتیں کوئی گن نہیں سکتا اور تیرے امر کو کوئی نافرمانی نہیں کر

لَا یُطْفٰی وَلُطْفُہٗ لَا یَخْفٰی یَا مَنْ فَلَقَ الْبَحْرَ لِمُوْسٰی وَاَحْیَ

سکتا۔ اور تیرا نور بجھ نہیں سکتا۔ اور تیرا لطف پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ اے وہ ذات کہ تو نے حضرت

الْمَیِّتَ لِعِیْسٰی وَجَعَلَ النَّارَ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

موسیٰ کے لئے دریا میں راستہ کر دیا۔ اور حضرت عیسیٰ کے لئے مردے زندہ کر دیئے اور حضرت

صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ

ابراہیم کے آگ کو سرد اور سلامت کر دیا، رحمت نازل کر ہمارے سردار محمد اور اس

اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا اَللّٰھُمَّ

آل پر اور کر ہمارے لئے اپنے امر کو خوشی اور سلامتی کا باعث بنا۔ یا اللہ

بِتَلَأْلُؤِ نُوْرِ بَھَآءِ حُجُبِ عَرْشِکَ مِنْ اَعْدَآئِیْ

طفیل چمکار نور پردوں عرش تیرے کے میں اپنے دشمنوں سے پردہ

اِحْتَجَبْتُ وَبِسَطْوَۃِ الْجَبَرُوْتِ مِمَّنْ یَّکِیْدُنِیْ تَحَصَّنْتُ

مانگتا ہوں اور طفیل غلبے جلالیت کے۔ جو مجھ سے فریب کرے، اس سے قلعہ گیر

وَبِحَوْلِ طَوْلِ جَوْلِ شَدِیْدِ قُوَّتِکَ مِنْ کُلِّ سُلْطَانٍ

ہوتا ہوں۔ اور ساتھ برکت طاقت غلبے حملے شدید قوت تیری کے ہر ایک بادشاہ سے

تَحَصَّنْتُ وَبِدَیْمُوْمِ قَیُّوْمِ دَوَامِ اَبَدِیَّتِکَ مِنْ کُلِّ

قلعہ گیر ہوتا ہوں اور ساتھ برکت اور ہمیشگی قائم رہنے والے دوام ابدیت تیری

شَيْطَانٍ اِسْتَعَذْتُ وَبِمَكْنُوْنِ السِّرِّ مِنْ سِرِّ سِرِّكَ مِنْ

کے ہر ایک شیطان سے میں نے پناہ مانگی اور ساتھ برکت پوشیدہ بھید سرّی کے

كُلِّ هَامَّةٍ تَخَلَّصْتُ وَتَحَصَّنْتُ يَا حَامِلَ الْعَرْشِ

میں ہر ایک شیطان سے خلاص اور قلعہ گیر ہوا۔ اے عرش کے اٹھانے والے

عَنْ حَمَلَةِ الْعَرْشِ يَا حَابِسَ الْوَحْشِ يَا شَدِيْدَ الْبَطْشِ

حاملان عرش سے ۔ اے بند کرنے والے وحشت کے اے شدید حملے

عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ اِحْبِسْ عَنِّيْ مَنْ

والے تجھ پر میں نے توکل کی اور تیری طرف میں رجوع لایا۔ مجھ سے ظالموں کو

ظَلَمَنِيْ وَاَغْلِبْ مَنْ غَلَبَنِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا

بند کر اور جو مجھ پر غالب ہے اس پر تو اللہ نے لکھ دیا، البتہ میں ضرور

وَرُسُلِيْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

غالب ہوں گا اور میرے رسول غالب ہوں گے تحقیق اللہ قوت والا غالب ہے۔ اللہ بڑا ہے۔ اللہ

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَاَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا وَاللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ

بڑا ہے، اللہ بڑا ہے اور اپنی تمام خلقت سے بڑی عزت والا ہے۔ اور بڑا غالب

وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۝

ہے اس سے، جس میں خوف کرتا ہوں اور ڈرتا ہوں۔ پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے جس

مُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ

کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے سات آسمانوں کو زمین پر گرنے سے روکا ہوا ہے۔

مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَ

مگر اس کے اذن سے شر بندے فلانے تیرے سے اور اس کے لشکروں اور تابعداروں

اَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا

فرماں برداروں جنوں اور آدمیوں سے اے اللہ! تو میرا پڑوسی بن جا

مِنْ شَرِّهِمْ جَمِيْعًا ط جَلَّ ثَنَآؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ

ان تمام کے شر سے تیری صفت بزرگ اور تیرا پڑوسی عزت والا ہے اور

اسْمُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ تَفْعَلُ مَا تَشَآءُ وَاَنْتَ عَلٰى

تیرا نام برکت والا اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے۔ تو جو چاہے کر سکتا ہے اور تو

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ اور سب تعریف اللہ پروردگار جہانوں کے لائق ہے۔

دُعائے ماثورہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ
اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا
اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ، رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ، وَاعْفُ
عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ط رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ
مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ط رَبَّنَآ اِنَّنَا
اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط رَبَّنَا
اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا

عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا
سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى
رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ رَبَّنَا
اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ
اٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝
رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِىْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ
رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ
يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

ہرکس کہ بعد ہر نماز ایں آیات شریفہ بخواند و بعد از خواندن بالتجا دلی دعا کند انشاءاللہ تعالیٰ مقبول خواہد شد۔

هٰذِهٖ تَرْكِيْبُ النَّوَافِلِ مَعَ الْاَدْعِيَةِ

دُعائے شکر اللہ

بعد از فاتحہ شریفہ در اول رکعت آیت الکرسی تا خٰلِدُوْنَ ۝ یہ ترکیب نوافل اور ادعیات کی ہے۔ نوافل اشراق کے بارہ رکعتیں ہیں۔ و در ثانی رکعت از اٰمَنَ الرَّسُوْلُ تا تمام سورہ شریفہ اور آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تا عَلِيْمٌ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَصْبَحْتُ لَكَ لَآ اَسْتَطِيْعُ دَفْعَ مَآ اَكْرَهُ وَمَآ اَمْلِكُ

اے اللہ! بحقیق صبح کی میں نے واسطے تیرے نہیں طاقت رکھتا ہوں رد کرنا اس چیز کا کہ برا جانوں

نَفْعَ مَا اَرْجُوْ مِنْ رَّحْمَتِكَ. اَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِيْ وَ

میں اور نہیں قدرت رکھتا ہوں میں فائدہ لینے کے اس چیز سے جو امید رکھتا ہوں تیری

اَصْبَحَ اَمْرِیْ بِيَدِ غَيْرِيْ فَلَا فَقِيْرًا اَفْقَرُ مِنِّيْ

رحمت سے صبح کی میں نے گروی پڑے ہوئے اپنے عمل میں۔ اور صبح کی میرے کام نے

لَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوِّيْ وَلَا تَسُوْءْ لِيْ صَدِيْقِيْ وَلَا تَجْعَلْ

غیر کے قبضے میں۔ پس نہیں کوئی فقیر بہت محتاج میرے سے۔ نہ خوش کر تو میرے دشمنوں

مُصِيْبَتِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا تَجْعَلِ

کو اور نہ تکلیف دے میرے دوستوں کو، اور نہ کر مصیبت میرے دین اور میری دنیا

الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّيْ وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِيْ وَلَا تُسَلِّطْ

میں اور نہ آخرت میں۔ اور نہ کر تو دنیا کو بڑا بھاری مقصود میرا۔ اور نہ جگہ پہنچے علم

عَلَيَّ مَنْ لَّا يَرْحَمُنِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ

کا میرے کا اور نہ غالب کر دے مجھ پر وہ شخص جو مجھ پر رحم نہ کرے دنیا اور آخرت میں۔

اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الذُّنُوْبِ الَّتِيْ تُزِيْلُ بِهَا النِّعَمَ وَمِنَ

اے اللہ! میں تحقیق پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے وہ گناہ کہ دور کر دے تو بسبب ان کے

الذُّنُوْبِ الَّتِيْ تُوْجِبُ بِهَا النِّقَمَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ

نعمتوں کو اور ایسے گناہوں سے جو واجب کر دے بسبب ان کے عذاب کو ساتھ

الرَّاحِمِيْنَ ۝

اپنی رحمت کے اے سب سے زیادہ رحمت کرنے والے۔

دعائے استعاذہ

در اول رکعت سورہ فلق شریف و در دوم رکعت سورہ ناس شریف یکبار بخواند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ بِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ

اے بار خدایا تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے، ساتھ تیرے بزرگ نام کے اور ساتھ کلموں

مِنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ وَاَعُوْذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ

تیرے کاملہ کے شرارت خزندوں اور گزندوں سے اور میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے بذریعہ نام

التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَمِنْ شَرِّ عَذَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ بِاسْمِكَ

بزرگ تیرے کے اور کلمات کاملہ تیرے کے شرارت تیرے بندوں سے اور شرارت عذاب تیرے

الْاَعْظَمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ مَرِيْدٍ

سے۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ تیرے بذریعہ اسم بزرگ تیرے کے۔ اور کلمات کاملہ تیرے کے،

وَمِنْ شَرِّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ وَاَعُوْذُ بِكَ بِاسْمِكَ الْاَعْظَمِ

شرارت ہر شیطان اور راندہ سے اور شرارت ہر سرکش عداوتی سے۔ اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ

وَكَلِمٰتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ مَا يَجْرِيْ بِهِ اللَّيْلُ

تیرے بذریعہ نام بزرگ تیرے کے اور کلمات کاملہ تیرے کے شرارت اس چیز سے جو چلاتے ہیں،

وَالنَّهَارُ اِنَّ رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ

اس کو رات اور دن۔ تحقیق میرا پروردگار اللہ ہے۔ وہ اللہ کہ جو نہیں کوئی معبود اس کے سوا۔ اس

وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِنَّكَ سَلَّطْتَ عَلَيْنَا عَدُوًّا

پر توکل کی میں نے وہی پروردگار عرش بزرگ کا۔ اے اللہ! تحقیق تو نے غالب کیا ہم پر ایسے

بَصِيْرًا بِنَا يَعِيْبُنَا هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا نَرَاهُمْ

دشمن کو دیکھنے والا کہ دیکھتا ہے ہمارے عیبوں کو وہ اور اس کا قبیلہ اس مکان سے کہ نہیں

اَللّٰهُمَّ فَاٰيِسْهُ مِنَّا كَمَا اٰيَسْتَهٗ مِنْ رَحْمَتِكَ وَ

دیکھتے ہم ان [illegible] اللہ! پس ناامید کر دے اس کو ہم سے جیسا کہ ناامید کیا تو نے اس کو

فَنَطَهُ مِنَّا كَمَا قَنَطْتَهُ مِنْ عَفْوِكَ وَأَبْعِدْ بَيْنَنَا

اپنی رحمت سے۔ اور نا امید کر دے اس کو ہم سے جیسا کہ نا امید کیا تو نے اس کو اپنی بخشش

وَ بَيْنَهُ كَمَا أَبْعَدْتَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَنَّتِكَ إِنَّكَ

سے۔ اور دوری ڈال دے درمیان ہمارے اور درمیان اس کے جیسا کہ دوری ڈالی تو نے اس

عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ہ وَ بِالْإِجَابَةِ جَدِيرٌ ہ وَلَا

کے اور اپنی جنت کے درمیان تحقیق تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور ساتھ دعاؤں کے قبول

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط

کرنے کے لائق ہے۔ اور پھر مانگتا ہوں اور نہ طاقت بندگی کی مگر ساتھ اللہ بلند بزرگ کے۔

دُعائے استخارہ

دراوّل رکعت سورہ کافرون شریف دردوم رکعت سورہ اخلاص شریف بخواند یک بار۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ط

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا ہے مہربان

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ

اے اللہ! تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے بذریعہ علم تیرے کے اور طاقت مانگتا ہوں

وَأَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ

میں تجھ سے ساتھ قدرت تیری کے اور مانگتا ہوں میں تیرے فضل بزرگ سے۔ پس تحقیق

وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ہ اَللّٰهُمَّ

تو قدرت رکھتا ہے۔ اور میں نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا۔ اور تو بہت جاننے والا ہے

إِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً

پوشیدہ باتوں کا۔ اے بارخدایا! میں اپنے نفس کے لئے نقصان دینے کے اور نہ نفع پہنچانے کے

وَّلَا نُشُوْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ كُلَّ اَمْرٍ

اور نہیں موت دینے اور نہیں زندگی بخشنے کے اور نہ پھر اُٹھانے کے ۔ اے بار خدایا ! اگر تو جانتا

خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ

ہے، تحقیق ہر کام اچھا ہے میرے دین میں اور میرے جینے میں اور انجام کار میں

فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ

پس مقدر کر تو اس کو میرے لئے اور آسان کردے تو اس کو میرے واسطے ۔ پھر برکت

وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ كُلَّ اَمْرٍ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ

ڈال دے تو اس میں میرے لئے ۔ اگر تو جانتا ہے کہ تحقیق برے میرے لئے ہر کام دین

وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ

اور زندگی اور انجام کار میرے میں پس پھر تو اس کو میرے سے

وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ

اور پھیر تو مجھ کو اس سے اور مقدر کر دے میرے واسطے بھلائی جہاں ہو

ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝

پھر راضی کردے مجھ کو ساتھ اس کے اور ساتھ رحمت اپنی کے اے بڑے مہربان بڑے مہربانوں سے۔

دُعائے استجاب

در اول رکعت سَبِّحِ اسْمَ شریف یک بار و در دوم رکعت سورہ قدر شریف پنج بار بخواند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں ساتھ اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَآءِ اِلَيَّ وَاجْعَلْ خَوْفَكَ

اے اللہ کردے تو دوستی اپنی بہت محبوب چیزوں کی طرف میرے ۔ اور کردے ڈر اپنا

أَخْوَفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدِي. اَللّٰهُمَّ إِذَا أَقْرَرْتَ عُيُونَ أَهْلِ
سخت ڈرانے والی چیزوں سے نزدیک میرے۔ اے اللہ! جب ٹھنڈا کیا تو نے دنیا داروں
الدُّنْيَا بِدُنْيَاهُمْ فَأَقْرِرْ عَيْنِيَّ بِكَ وَبِعِبَادَتِكَ
کی آنکھوں کو ساتھ مال دنیا ان کی کے، پس ٹھنڈا کر دے تو میری دونوں آنکھوں کو ساتھ
وَاقْطَعْ عَنِّي لَذَّاتِ الدُّنْيَا بِأُنْسِكَ وَالشَّوْقِ إِلٰى
اپنے اور ساتھ اپنی عبادت کے اور توڑ ڈال مجھ سے لذتیں دنیا کی ساتھ محبت اپنی کے اور
لِقَآئِكَ وَاجْعَلْ طَاعَتَكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ مِّنِّي يَا ذَا
شوق پیدا کرنے کے اپنی لقاء کی طرف اور کر دے اپنی عبادت کو ہر چیز میں میرے سے اے صاحب
الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ
بزرگی اور عزت کے۔ اے اللہ! نصیب کر دے مجھے اپنی اور ان شخصوں کی محبت
مَنْ أَحَبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِي إِلٰى
جو دوست رکھا انہوں نے تجھ کو، اور محبت ان کی جو دوست رکھیں گے تجھ کو۔ اور محبت
حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ
ایسے عمل کی جو قریب کر دے مجھے محبت تیری کے۔ اور کر دے اپنی محبت کو بہت پیاری چیزوں
لِلْعَطْشَانِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ اَللّٰهُمَّ اسْقِنِي بِكَأْسِ
سے طرف ہمارے ٹھنڈے پانی سے پیاسوں کے واسطے۔ اے صاحب بزرگی کے اور بڑی عزت
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً لَا أَظْمَأُ بَعْدَهَا
والے۔ اے بارِ خدایا: پلا مجھے ساتھ پیالے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے، ایسا پلا نا کہ
أَبَدًا هُ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ۝
نہ پیاسا ہوں میں پیچھے اس کے کبھی ساتھ رحمت اپنی کے۔ اے بڑے مہربان، بڑے
مہربانوں سے۔

دعائے شکر النہار

درہر دو رکعت سورہ اخلاص بخواند۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الصَّبَاحِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْمَسَآءِ

سب تعریف اللہ کو اوپر نیک گذرنے صبح کے اور سب تعریف اللہ کو اوپر نیک ہونے شام

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْمَبِيْتِ ۝ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا

کے اور سب تعریف اللہ اوپر اچھا ہونے رات گذرنے کے۔ یا اللہ تیرے لیے ہے تعریف ہمیشہ ہونے

دَآئِمًا مَّعَ دَوَامِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَهٰى لَهٗ دُوْنَ

والی ساتھ ہمیشہ ہونے تیرے کے اور تیرے واسطے ہی سب تعریف کہ نہیں کوئی انتہا اس کی، سوا

مَشِيَّتِكَ وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا عِنْدَ كُلِّ طَرْفَةِ عَيْنٍ وَّتَنَفُّسِ

تیرے ارادے کے اور تیرے واسطے ہی سب تعریف نزدیک ہر پھڑکنے آنکھ اور نکالنے

كُلِّ نَفَسٍ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا دَآئِمًا عَدَدَ الْقَطَرَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَ

ہر سانس کے۔ سب تعریف اللہ کو تعریف ہمیشہ ہونے والی گنتی قطروں اور انگوریوں اور

الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ وَالْاَوْرَاقِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَفَاهُ وَالصَّلٰوةُ

پتھروں اور درختوں اور پتوں کے۔ سب تعریف ثابت واسطے اللہ کے کہ پوری ہو اس

عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ۝ اِلٰهِىْ

کو۔ اور نازل ہو اوپر پیغمبر اس کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاک کے۔ اے اللہ: ساتھ

بِرَحْمَتِكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ وَلَا اِلٰى

رحمت تیری کے امید رکھتا ہوں میں۔ پس نہ سونپ مجھ کو طرف نفس میرے کے اور نہ طرف

غَيْرِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّلَا اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَاَصْلِحْ لِىْ

غیر اپنے کے پھڑکنے آنکھ کا اور نہ اس سے کم اور سنوار دے

شَانِیْ کُلَّہٗ بِلَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ
میرے کاموں تمامیوں کو ساتھ برکت اس کے کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے۔ ایک سے تو
لَکَ وَتُبْ عَلَیَّ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ اَنْتَ
نہیں کوئی شریک واسطے تیرے اور توبہ قبول کر میری۔ اور بخش دے مجھ اور رحم کر مجھ پر
خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ ہ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَاِلَیْکَ
تو بہت اچھا ہے سب مہربانوں سے۔ اے اللہ واسطے تیرے ہے سب تعریف اور طرف
الْمُشْتَکٰی وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا
تیری ہے شکایت۔ اور تو ہی مدد مانگا گیا۔ اور نہیں پھرنا اور نہیں طاقت مگر توفیق
بِکَ ۔
تیری کے۔

دُعا برائے حق الوالدین

در ہر دو رکعت آیۃ الکرسی یک بار و سورہ اخلاص شریف سہ بار بخواند۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

یَا لَطِیْفُ اُلْطُفْ بِیْ وَلِوَالِدَیَّ فِیْ جَمِیْعِ الْاَحْوَالِ
اے مہربان مہربانی کر ساتھ میرے اور ساتھ ماں باپ میرے کے تمام حالوں میں
کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی یَا عَلِیْمُ یَا قَدِیْرُ وَاغْفِرْلِیْ
جیسا کہ تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے۔ اے علم والے، اے قدرت والے بخش دے
وَلِوَالِدَیَّ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہ
مجھ کو اور میرے ماں باپ کو تحقیق تو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

مُسبّعاتِ عشرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ

سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب ہے سارے جہان کا، مہربان نہایت رحم والا۔ مالک ہے

الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا

قیامت کے دن کا۔ خاص تیری بندگی کرتے ہیں اور تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

راہ سیدھی، راہ ان کی جن پر تو نے فضل کیا، نہ کہ جن پر تو غصے ہوا

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

ساتوں دفعہ

اور نہ گمراہوں کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ

تو کہہ میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ پروردگار صبح کے برائی اس چیز کی سے کہ اس نے پیدا کیا ہے اور

غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ

برائی اندھیرا کرنے والے کی جب چھپ جائے اور برائی پھونک مارنے والیوں کی سے بیچ گرہوں کے

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

ساتوں دفعہ

اور برائی حسد کرنے والے کی سے جب حسد کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ

تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ لوگوں کے معبود کی

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ

برائی سے اس کے جو سنگارے اور چھپ جائے جو خیال ڈالتا ہے

صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ؕ

لوگوں کے دلوں میں، جنوں میں سے اور آدمیوں میں سے۔ سات دفعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ؕ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ؕ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ

تو کہہ وہ اللہ پاک ہے اللہ نرا دھار ہے نہ کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا۔

وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ؕ

اور نہیں اس کے جوڑ کا کوئی۔ سات دفعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَاۤ

تو کہہ اے منکرو! میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجو اور نہ

اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ

تم پوجو جس کو میں پوجوں۔ اور نہ مجھ کو پوجنا ہے جس کو تم نے پوجا

وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ ؕ

اور نہ تم کو پوجنا ہے، جس کو میں پوجوں۔ تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ۔

سات دفعہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ

اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ جیتا ہے سب کا تھامنے والا۔ نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند۔

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ

اسی کا ہے جو کچھ آسمان میں اور زمین میں ہے۔ کون ایسا ہے جو سفارش

یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ

کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے۔ جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے،

وَمَا خَلْفَہُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ

اور جو ان کی پیٹھ پیچھے اور نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر وہ جو چاہے۔

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُہٗ حِفْظُہُمَا ۚ

گنجائش ہے اس کی کرسی میں آسمان اور زمین کو۔ اور تھکتا نہیں ان کے تھامنے

وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ

سے۔ اور وہی ہے اوپر سب سے بڑا۔ زور نہیں دین کی بات میں۔ تحقیق

تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ

کھل چکی ہے صلاحیت اور گمراہی اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے اور یقین

بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی ۚ لَا انْفِصَامَ لَہَا ؕ

لادے اللہ پر پکڑی رسی اس نے مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں۔

وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُہُمْ

اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔ اللہ ہر کام بنانے والا ہے ایمان والوں کا، نکالتا ہے

مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۝ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـُٔہُمُ

ان کو اندھیروں سے اُجالے کی طرف۔ اور وہ جو منکر ہیں ان کے رفیق

الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ط

طاغوت ہیں جو ان کو اُجالے سے اندھیروں میں

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ہ

اور وہ ہیں دوزخ والے اور وہ اسی میں ہمیشہ پڑے رہیں گے۔

ساتدفعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ

پاکی ہے اللہ، سب تعریف واسطے اللہ کے ہے۔ اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور اللہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہ ساتدفعہ

بزرگ تر ہے۔ اور نہیں طاقت پھرنے کی گناہوں سے اور نہیں طاقت عبادت سوائے توفیق اللہ بزرگ کے۔

عَدَدَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَ زِنَةَ مَا عَلِمَ اللّٰهُ وَ مِلْاَ مَا عَلِمَ

گنتی اس چیز کی جو جانتا ہے اللہ اور وزن جو جانتا ہے اللہ اور پورے سے جو جانتا

اللّٰهُ تَبَرَّءْتُ مِنْ حَوْلِيْ وَقُوَّتِيْ وَاَلْجَاْتُ اِلٰى

ہے اللہ بیزار ہوں میں پھرنے سے اپنے کے اور قوت سے اور پناہ پکڑی میں نے طرف

حَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ فِيْ اُمُوْرِيْ۔

پھرنے اور قوت اللہ کی کے بیچ اپنے تمام کاموں کے۔ (ایکبار بخواند)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ

یا اللہ! رحمت بھیج اوپر محمد بندے اپنے اور نبی اپنے کے اور حبیب اور رسول اپنے کے

النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

نبی امی اور ان کی آل اور اصحاب پر برکت اور سلام بھیج ۔

(سات دفعہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

اے اللہ ! بخش مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور رحم کر ان پر جیسا پالا انہوں نے مجھے

وَاغْفِرِ اللّٰهُمَّ لِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ

لڑکپن میں . اور بخش اے اللہ ! تمام ایمان والوں اور ایمان والیوں کو اور تمام مسلمان مردوں

وَالْمُسْلِمٰتِ اَلْاَحْيَآءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ يَا

اور مسلمان عورتوں کو ، ان میں سے زندوں کو بھی اور مرے ہوؤں کو بھی اپنی رحمت کے ساتھ

اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؕ

اے بڑے رحم کرنے والے سب رحم کرنے والوں سے ۔ (سات دفعہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے ۔

اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ افْعَلْ لِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّ اٰجِلًا فِي الدِّيْنِ

اے اللہ ! اے رب کر میرے ساتھ اور ان کے ساتھ جلدی اور آہستگی سے دین

وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَآ اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَّلَا تَفْعَلْ بِنَا

اور دنیا اور آخرت میں وہ بات جو تو اس کے لائق ہے اور نہ کر ہمارے ساتھ

يَا مَوْلٰنَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ ، اِنَّكَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جَوَادٌ كَرِيْمٌ

اے ہمارے آقا ! وہ کام جو ہم لائق ہیں اس کے ۔ تحقیق تو بخشنے والا ہے ، متحمل ، سخی ، بزرگ

مَلِكٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَحِيْمٌ ۝

بادشاہ پاک مہربان رحم فرمانے والا۔ (سات دفعہ)

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِرَاْفَتِكَ يَا نَافِعُ وَ مُرَافِعُ تَوَفَّنِيْ

اے اللہ! ہدایت کر مجھ کو ساتھ مہربانی اپنی کے اے نفع دینے والے اے بلندی دینے والے

مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝

اور فوت کر مجھ کو مسلمان اور ملا مجھ کو ساتھ نیکوں کے۔ (چھ دفعہ)

يَا جَبَّارُ (اے زبردست) (اکیس دفعہ)

هٰذِهِ الْاَسْمَاءُ السَّبْعَةُ مِنْ اَوْرَادِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ (معنو توجہات ہست در)

ہست کلید در گنج حکیم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

سب تعریف واسطے اللہ پروردگار عالموں کے اور درجہ عاقبت واسطے پرہیزگاروں کے

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ ۝

اور درود اور سلام ہو اس کے رسول پر جو خاتم ہیں نبیوں کے۔

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝

اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب تمامیوں پر۔

اَمَّا بَعْدُ: سیدنا و مولانا حجۃ الحق الی الخلق شیخ عبد القادر الجیلی قدس اللہ سرہ و اسمائے آنحضرت التزام دعوت آنہا فرمود برائے ہر اسمے توجہی ساختہ کہ آں توجہ را بعد از صد بار یا پانصد بار اسم خواندہ خواہد شود، و برکات آں ظاہر و باہر است۔

اسمِ اوّل

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ   یک لک توجہش اینست۔

اِلٰھِیْ اَظْھِرْ عَلٰی ظَاھِرِیْ سُلْطَانَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ
اے میرے اللہ! ظاہر کر میرے ظاہر حال پر بادشاہی، نہیں کوئی خدا لائق عبادت کے نہیں کوئی
اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحَقِّقْ بَاطِنِیْ بِحَقَآئِقِ
سوائے خدا لائق عبادت کے نہیں کوئی سوائے خدا لائق عبادت کے اور تحقیق کر باطن میرے پر حقیقتوں
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْرِقْ
کے ساتھ کوئی لائق عبادت کے نہیں اللہ کے سوا، کوئی عبادت کے لائق نہیں سوا اللہ کے، نہیں کوئی معبود
فِیْكَ ظَاھِرِیْ بِاِحَاطَةِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ
سوا اللہ کے۔ اور مشغول طرف اپنی ظاہر میرا ساتھ گھیر لینے کے، نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے، نہیں کوئی
اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحْفَظْنِیْ اَللّٰھُمَّ بِكَ لَكَ فِیْ
معبود سوا اللہ کے نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے اور نگاہ رکھ مجھ کو اے اللہ ساتھ تیرے مرتبوں
مَرَاتِبِ وُجُوْدِكَ وَشُھُوْدِكَ حَتّٰی لَآ اَشْھَدَ غَیْرَ اَفْعَالِكَ
ذات تیری کے اور تیرے مشاہدہ کے، تاکہ نہ دیکھوں میں سوا تیرے کاموں کے اور
وَصِفَاتِكَ بِوَجْهِ الْحَقِّ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا
تیری صفتوں کے ساتھ ذات حق کے وہ ذات کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے، نہیں کوئی
اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔
معبود سوا اللہ کے، نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے۔

اسمِ ثانی

اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ   یک لک بار توجہش اینست۔
اے اللہ، اے اللہ اے اللہ

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ دُلَّنِيْ بِكَ عَلَيْكَ وَارْزُقْنِيَ الثَّبَاتَ
اے اللہ اے اللہ اے اللہ راستہ بتلا مجھ کو اپنے پر، نصیب کر مجھ کو ثابت رہنا

عِنْدَ وُجُوْدِكَ مَا اَكُوْنُ مُتَأَدِّبًا بَيْنَ يَدَيْكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ
نزدیک ذات اپنی کے۔ یہ کہ ہو جاؤں میں ادب کرنے والا تیرے سامنے اے اللہ اے اللہ

يَا اَللّٰهُ اِلٰهِيْ بِعَظْمَتِكَ وَجَلَالِكَ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ يَا اَللّٰهُ
اے اللہ اے بار خدایا ساتھ بزرگی اور شان تیرے کے۔ نصیب کر مجھے اپنی محبت اے اللہ

يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اِلٰهِيْ اِجْعَلْ قَلْبَ عَبْدِكَ الضَّعِيْفِ
اے اللہ اے اللہ اے بار خدایا! کر دل اپنے ضعیف بندے کا جگہ ظاہر

مَظْهَرًا لِذَاتِكَ وَ مَنْبَعًا لِاٰيَاتِكَ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ۔
ہونے کی واسطے ذات تیری کے اور جگہ پیدا ہونے آیات تیری کے اے اللہ اے اللہ اے اللہ۔

اسمِ ثالث

حَیٌّ حَیٌّ حَیٌّ یک لک بار توجہش این است۔

اے زندہ اے زندہ اے زندہ

يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ اَحْيِنِيْ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَّاَسْقِنِيْ
اے حی اے حی اے حی زندہ رکھ مجھ کو زندگی پاک اور پلا مجھ کو

مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِكَ اَعْذَبَهٗ وَاَطْيَبَهٗ يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ
شراب محبت اپنی سے بہت میٹھا اور بہت صاف اے حی اے حی اے حی

اِلٰهِيْ حَقِّقْ حَيَاتِيْ بِكَ يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ اِلٰهِيْ اَظْهِرْ
اے اللہ! ثابت کر زندگانی میری اپنے ساتھ اے حی اے حی اے حی اے اللہ ظاہر کر

نُوْرَ حَيَاتِكَ فِيْ حَيَاتِيْ يَا حَيُّ يَا حَيُّ يَا حَيُّ اَحْيِ رُوْحِيْ
نور زندگانی اپنی کا میری زندگانی میں اے حی اے حی اے حی زندہ کر روح میرا

حَیٰوۃً اَبْدِیَّۃً وَ مَتِّعْ سِرِّیْ بِسِرِّكَ فِی الْحَضَرَاتِ

ساتھ حیاتی قدیم کے اور نفع مند کر بھید میرا ساتھ بھید اپنے کے وقت حاضر ہونے

الشُّھُوْدِیَّۃِ وَامْلَأْ قَلْبِیْ بِالْمَعَارِفِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَ

قیامت کے اور پُر کر دل میرا ساتھ معرفت خدائی کے اور

اَطْلِقْ لِسَانِیْ بِالْعُلُوْمِ اللَّدُنِّیَّۃِ یَا حَیُّ یَا حَیُّ یَا حَیُّ۔

کُھلا زبان میری ساتھ علم لدنّی کے اے حی اے حی اے حی

اسم رابع

وَاحِدُ وَاحِدُ وَاحِدُ یک لک بار توجہش اینست۔

واحد واحد واحد

یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ اِجْعَلْنِیْ مُوَحِّدًا بِنُوْرِ

اے اکیلے اے اکیلے اے اکیلے کر مجھ کو توحید والوں سے ساتھ نور

وَحْدَانِیَّتِكَ مُؤَیَّدًا بِالشُّھُوْدِ فَرْدَانِیَّتِكَ یَا وَاحِدُ

وحدانیّت اپنی کے مدد دیا گیا ساتھ دیکھنے تنہائی تیری کے اے اکیلے

یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ اِلٰھِیْ اَنْتَ الْمُتَوَحِّدُ فِیْ ذَاتِكَ بِاُلُوْھِیَّتِكَ

اے اکیلے اے اکیلے اے اللہ تو اکیلا ہے اپنی ذات بس ساتھ خدائی اپنی کے۔

یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ یَا وَاحِدُ

اے اکیلے اے اکیلے اے اکیلے

اسم خامس

عَزِیْزُ عَزِیْزُ عَزِیْزُ (عزیز، عزیز عزیز)۔ یک لک بار توجہش اینست۔

یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ یَا عَزِیْزُ اِجْعَلْنِیْ بِعِزَّتِكَ مِنَ الْاَعِزِّیْنَ

اے عزیز اے عزیز اے عزیز کر مجھ کو ساتھ عزّت اپنی کے عزّت والوں

بَیْنَ یَدَیْکَ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ اِسْتَعْمِلْنِیْ بِاَعْمَالِ

سے سامنے اپنے اے عزیز اے عزیز اے عزیز کرا مجھ سے کام

الْاَعَزِّیْنَ لَدَیْکَ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ اِلٰھِیْ اَعِزَّنِیْ

عزت والوں کے اپنی مہربانی سے اے عزیز اے عزیز اے عزیز یا اللہ عزت دے

بِعِزَّتِکَ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ اِجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِکَ

مجھ کو طفیل اپنی عزت کے اے عزیز اے عزیز اے عزیز کر مجھے بندوں اپنے

الْاَعَزِّیْنَ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ یَاعَزِیْزُ۔

عزت والوں سے اے عزیز اے عزیز اے عزیز۔

اسم سادس

وَھَّابُ وَھَّابُ وَھَّابُ۔ یک لک بار توجہش اینست۔

وہاب وہاب وہاب

یَاوَھَّابُ یَاوَھَّابُ یَاوَھَّابُ ھَبْ لِیْ مِنْ جَزِیْلِ ھِبَاتِکَ

اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے بخش دے مجھ کو اپنی بڑی بخشش سے

یُبَلِّغُنِیْ اِلٰی مَرْضِیَّتِکَ یَاوَھَّابُ یَاوَھَّابُ یَاوَھَّابُ

وہ جو پہنچائے مجھ کو طرف رضامندی تیری کے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے۔

اِلٰھِیْ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ

اے اللہ بخش میرے لئے اپنی سی رحمت تحقیق تو ہی ہے بخشنے والا۔

یَاوَھَّابُ یَاوَھَّابُ یَاوَھَّابُ اِلٰھِیْ یَاوَاھِبَ الْاَسْرَارِ

اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے اللہ اے بخشنے والے بھیدوں کے

ھَبْ لِیْ مِنْ اَسْرَارِکَ فَیْضًا تَجْعَلُنِیْ بِہٖ دَائِمًا مُسْتَحْفِظًا

بخش مجھ کو اپنے بھیدوں سے فیض کو کر مجھ کو ساتھ اس کے ہمیشہ حفاظت

لِمَوَاهِبِكَ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ اَللّٰهُمَّ حَقِّقْنِيْ

کو نے والا واسطے بخششوں تیری کے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے اللہ

بِمَوَاهِبِ حَقِيْقَتِكَ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ اِلٰهِيْ

محقق کر مجھ کو ساتھ بخششوں ٹھیک حقیقت اپنی کے اے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے

كُنْ شَاهِدًا عَلَيَّ بِالْاِفْتِقَارِ اِلٰى غِنَائِكَ الْمُطْلَقِ

والے۔ اے اللہ! ہو تو گواہ مجھ پر ساتھ پنجہ مارنے کے طرف بے پرواہی خاص کامل کے

الْكَامِلِ بِالذَّاتِ فَامْنُنْ عَلٰى عَبْدِكَ الضَّعِيْفِ بِغَنِيٍّ

ذات کے ساتھ پس احسان کر اپنے بندے ضعیف پر بے پرواہی کے ساتھ

اَكُنْ بِهٖ غَنِيًّا مُّغْنِيًا مَّنْ شِئْتَ غِنَاهُ بِوَصْفِ الْفَقْرِ

ہو جاؤں میں اس سے غنی بے پرواہ جس سے تو چاہے بے پرواہی دے ساتھ صفت فقر کے

بَيْنَ يَدَيْكَ اَنْتَ الْغَنِيُّ الْوَهَّابُ يَا وَهَّابُ يَا وَهَّابُ

سامنے اپنے تو غنی ہے بخشنے والے اے بخشنے والے اے بخشنے والے

يَا وَهَّابُ۔

اے بخشنے والے۔

اسم سابع

وَدُوْدٌ وَدُوْدٌ وَدُوْدٌ عدد آں یک لک بار توجہش اینست۔

ودود ودود ودود گنتی اس کی ایک لاکھ بار توجہ اس کی ہے۔

يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ اِجْعَلْنِيْ قَلْبِيْ وَادًّا لَّكَ

اے دوست اے دوست اے دوست کر میرے دل کو دوستدار واسطے

يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ اِلٰهِيْ اَعْطِنِيْ وُدًّا فِيْ قُلُوْبِ

اپنے اے دوست اے دوست اے دوست یا اللہ بخش مجھ سے دوستی بیچ دلوں بندے اپنے

عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ اِلٰهِیْ

اپنے مومنوں کے اے ودود اے ودود اے ودود اے اللہ!

اَكْفِنِیْ شَرَّ مَنْ كَفَيْتَهٗ بِيَدِكَ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ يَا وَدُوْدُ۔

بند کر مجھ سے شرارت اس کی، جس کا بند کرنا تیرے ہاتھ میں ہے۔ یا ودود، یا ودود، یا ودود۔

دُعائے سُنّت عصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا دَائِمَ الْفَضْلِ عَلَى الْبَرِيَّةِ يَا بَاسِطَ الْيَدَيْنِ بِالْعَطِيَّةِ

اے ہمیشہ فضل کرنے والے خلقت پر، اے کھلے ہاتھوں والے ساتھ بخشش کے

وَيَا صَاحِبَ الْمَوَاهِبِ السَّنِيَّةِ وَيَا دَافِعَ الْبَلَاءِ اللَّيْلَةِ صَلِّ

اور اے صاحب بڑی بخشش عام کے اور اے دور کرنے والے بلا اور مصیبتوں کے

عَلٰى مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰى السَّجِيَّةِ وَعَلٰى اٰلِهِ الْبَرَرَةِ النَّقِيَّةِ وَ

کے بھیج محمد صاحب پر جو بہتر ہیں مخلوقات کے دانا اور اوپر آل اس کی پاک صاف

اغْفِرْ لَنَا يَا ذَا الْهُدٰى الْعُلٰى فِیْ هٰذَا الْعَصْرِ وَالْعَشِيَّةِ

اور بخش ہم کو اے صاحب ہدایت بلندی کے اس عصر میں اور عشاء میں

رَبَّنَا تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ ہ صَلِّ عَلٰى

اے رب ہمارے فوت کر ہم کو اسلام کی حالت میں اور ملا ہم کو نیکوں سے اور رحمت بھیج

مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ

محمدؐ صاحب پر اور ان کی آل اور تمام اصحاب پر اپنی رحمت سے اے بڑے رحم

الرَّاحِمِيْنَ ہ

کرنے والے رحم کرنے والوں سے۔

چہل کاف

چہل کاف دراصل حضور غوث اعظم کے تین اشعار کا مجموعہ ہیں۔ ان کو با ترجمہ فارسی درج کیا جاتا ہے۔ ترجمہ شاہ محمد غوث لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔

(۱) كَفَاكَ رَبُّكَ كَمْ يَكْفِيْكَ وَاكِفَةٌ
كِفْكَافُهَا كَكَمِيْنٍ كَانَ مِنْ كَلَكَا

(پہلے مصرعہ کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ دوسرے کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔) فرود آمدن آن حادثہ مانند کمین گاہ ست کہ باشد آن کمین گاہ از شیر۔

(۲) تَكَرُّ كَرًّا كَكَرِّ الْكَرِّ فِي كَبَدٍ
تَحْكِي مُشَكْشَكَةً بِلُكْلُكٍ لَكَكَا

حملہ کند آں حادثہ حملہ کردن مثل حملہ کردن کارد در جگر۔ مانند است آں حادثہ از روئے منقار زدن با ہُدہُد کہ منقار زند۔

(۳) كَفَاكَ مَا بِيْ كَفَاكَ الْكَافُ كُرْبَتَهُ
يَا كَوْكَبًا كُنْتَ تَحْكِيْ كَوْكَبَ الْفَلَكَا

بس است ترا آنچہ با من است از عطیۂ حق بس کردہ است، ترا باز دارندہ از اندوہ مقدرۂ خود، اے ستارۂ دلِ من ہستی تو مانند و مشابہ با ستارۂ آسمان کہ آفتاب است۔

اے عزیز! اس جگہ پر چہل کاف کی ترتیب وا جازت لکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص برائے کسی حاجات کے چہل کاف با ترتیب پڑھے، تو اوّل اس سے حلال روزی کھانے کے لئے کوشش کرے۔ بعدہ ہر ایک قسم کی بیہودہ فاحش غیبت وغیرہ وغیرہ سے اپنے آپ کو بچائے۔ تو جب چہل کاف کو پڑھنا شروع کرے کہ پہلے غسل کرکے پاک صاف کپڑے پہن کر دوگانہ نفل جس میں سورہ الحمد شریف کے بعد قرأت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ

پڑھیئے۔اور ان کا ثواب آں حضرت قبلہ عالم مولانا غوث اعظم کی روح مبارک کو بخشئے۔ مگر متقدمین مشائخ کا یہ دستور چلا آیا ہے کہ جس کلام مبارک کو در چلہ پڑھتے تھے، تو روزانہ بوقت رات ایک دفعہ غسل کر کے پھر پنجگانہ نماز کو تازہ وضو سے گذارتے تھے۔

چہل کاف پڑھنے والے کو چاہیئے کہ آتے ہوئے بدھ وار کو پہلے غسل کر کے پاک جامہ پہن کر پھر دوگانہ نماز با ترتیب مذکورہ ادا کرے۔ پھر ایک ہزار بار درود شریف مشہور پڑھے۔اگر یاراں روز کوئی شخص چلہ میں رہے، تو یاراں صد (۱۱۰۰) بار پڑھے۔ پھر ختم ہونے چلہ پہلے کے اخیر بھی ایک ہزار بار درود شریف مشہور پڑھ کر دوگانہ نفل ادا کرے۔اور اُن کا ثواب حضرت غوث الاعظم قبلہ عالم کے روح مبارک کو بخشئے۔

اگر کوئی دوسرا چلہ کرنا چاہے، تو اکیس روز کا کرے اور کلام مذکور اکیس صدبار (۲۱۰۰) روزانہ مذکورہ بالا ترتیب سے پڑھے۔اگر کوئی شخص تیسرا چلہ کرنا چاہے تو چہل و یک[۴۱] روز کا کرے اور مذکورہ کلام چہل و یک صد (۴۱۰۰) بار روزانہ مذکورہ بالا ترتیب سے پڑھے کیونکہ متقدمین مشائخ نے اسی طریقہ پر کلام مبارک کو پڑھ کر فیض و شرف حاصل کیے ہیں۔ مگر خصوصاً ہر ایک قسم کی پرہیزگاری اور پاکیزگی ہونی چاہیئے۔

اجازتِ قصیدہ غوثیہ

اے عزیز! اب اس جگہ ترتیب و اجازت قصیدہ غوثیہ شریف کے پڑھنے کی تحریر کی جاتی ہے۔اگر کوئی شخص قصیدہ شریف کو پڑھنا چاہے تو اس کو اختیار ہے کہ پہلے ہر ایک قسم کے کھانے پینے اور زبان و لباس و چال چلن وغیرہ وغیرہ سے پرہیزگاری اختیار کرے۔ پھر آتے ہوئے بروز بدھ وار بوقت آں کلام قصیدہ شریف کو پڑھنا شروع کرے۔ مگر اس سے پہلے غسل کر کے دوگانہ نماز نفل ادا کرے۔اور ان کا ثواب آنحضرت غوث اعظم قبلہ عالم موصوف کے روح مبارک بخشئے۔ پھر ایک ہزار بار درود شریف مشہور پڑھے۔ پھر چلہ

گیارہ روز کے درمیان روزانہ گیارہ مرتبہ قصیدہ شریف کو پڑھا کرے۔ اگر روزانہ قصیدہ شریفہ کی منزل ختم ہونے کے بعد کچھ وقت باقی رہ جاوے تو ثُمَّ اَنْزَلَ نا عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ تک جتنی بار پڑھ سکے، پڑھے، اس کو اختیار ہے کہ جب گیارہ روز کا چلّہ ختم کر چکے تو ایک بار روزانہ کم کرتا جاوے۔ حتیٰ کہ جب ایک دفعہ پر پہنچے تو بوقت عشا یا سحر کی نماز کے بعد غسل کر کے پڑھے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو تازہ وضوء کر کے پڑھے، تو بہتر ہے مگر یہ طریقہ بہت سہل ہے۔ اگر صاحبِ ہمّت کوئی شخص ہو تو روزانہ ایک دفعہ زیادہ کرتا جائے، تا اکیس مرتبہ اکیس روز تک پہنچ جائے، مذکورہ بالا طریقہ سے پھر ایک مرتبہ روزانہ کم کرتے ہوئے ایک مرتبہ کے اوپر روزانہ مقررہ رکھے۔ انشاء اللہ واثق امید ہے کہ خداوند کریم کے فضل و کرم سے آنحضرت قبلہ عالم غوث اعظم در خواب جلوہ گری سے مذکورہ بالا کلام پڑھنے والے کو پورے طور سے آگاہی فرمائیں گے۔ فقط والسّلام۔ مسنون السّلام۔

یا اللہ — دُعا برائے دفع وَباء وطاعون — یا محمد

تنبیہ

برادرانِ دینی: از راہِ کرم و مہربانی اس دعا کو زمین پر نہ رکھیں۔ اور بے ادبی سے بچائیں۔ اور باوضوء پڑھیں اور نہایت عجز و انکساری کے ساتھ باری تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ، یہ بلاد دُور ہو۔

مروی ہے کہ اس دعائے متبرکہ کو ایک دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اوپر گوسفند کے دَم کرے اور اس گوسفند کو ذبح کر کے اس کا گوشت یا آبِ گوشت جس کسی کو کھلاوے، حق سبحانہٗ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے اس کو وبائے طاعون سے محفوظ رکھے۔ روایت ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے زمانہ میں مرض وباء و طاعون سخت واقع

ہوا تھا۔ حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ملول ہوئے۔ اور سر مبارک سجدہ میں رکھ کر درگاہِ رب العزت میں زاری کی۔ ناگاہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور یہ دعا لائے۔ اور فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے، وبا اس سے دور ہو۔ اور جس مکان میں یہ دعا ہو، وہ مکان وبا و طاعون اور موت مفاجات سے محفوظ رہے۔

دعائے معظم و مکرم یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم انا نسئلک باسمائک یا مؤمن یا مھیمن یا مزین خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا خالق یا رازق یا دائم خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا ذا النعمۃ السابقۃ یا ذا الکرامۃ الظاھرۃ یا ذا الحجۃ البالغۃ خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا ملیک لا یرام یا عزیز لا یضام یا قیوم لا ینام خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا حی لا یموت یا صمد لا یطعم یا غنی لا یفتقر خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا عالم لا ینسٰی یا باقی لا یفنٰی یا دائم لا یزول خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا ارحم من کل رحیم یا اعلم من کل علیم یا احکم من کل حکیم یا اقدم من کل قدیم یا اعظم من کل عظیم یا اکرم من کل کریم خلصنا من الطاعون والوباء یا اللہ یا اللہ یا اللہ الامان الامان الامان یا من ھو

فِیْ سُلْطَانِہٖ قَدِیْمٌ یَامَنْ ھُوَ فِیْ ذَاتِہٖ قَدِیْمٌ یَامَنْ
ھُوَ فِیْ عِلْمِہٖ مُحِیْطٌ یَامَنْ ھُوَ فِیْ عِزَّتِہٖ لَطِیْفٌ یَامَنْ ھُوَ
فِیْ لُطْفِہٖ شَرِیْفٌ یَامَنْ ھُوَ فِیْ مُلْکِہٖ غَنِیٌّ خَلِّصْنَا مِنَ
الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ یَامَنْ ھُوَ یَرْھَبُ اِلَیْہِ الْعَالِمُوْنَ یَامَنْ عَلَیْہِ
یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ یَامَنْ اِلَیْہِ یَرْغَبُ الزَّاھِدُوْنَ یَا
مَنْ اِلَیْہِ یَلْجَأُ الْمُلْجَاؤُوْنَ یَامَنْ اِلَیْہِ یَتَضَرَّعُ الْمُذْنِبُوْنَ
خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ وَنَسْئَلُکَ بِاَسْمَائِکَ یَا عَالِمُ یَا قَائِمُ یَا حَاکِمُ یَا عَفُوُّ
یَا غَفُوْرُ یَا شَکُوْرُ یَا صَبُوْرُ یَا وَدُوْدُ یَا رَؤُوْفُ یَا نُوْرُ یَا
قُدُّوْسُ یَا قَیُّوْمُ یَا سَمِیْعُ یَا مُرْتَفِعُ یَا شَفِیْعُ یَا بَدِیْعُ یَا وَاسِعُ
یَا حَافِظُ یَا مُغِیْثُ یَا مُمِیْتُ یَا خَالِقَ النُّوْرِ یَا نُوْرُ قَبْلَ کُلِّ
نُوْرٍ یَا نُوْرُ بَعْدَ کُلِّ نُوْرٍ یَا نُوْرُ مَعَ کُلِّ نُوْرٍ خَلِّصْنَا مِنَ
الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
یَامَنْ ھُوَ فِعْلُہٗ فَضْلٌ یَامَنْ ھُوَ ذِکْرُہٗ حُلْوٌ یَامَنْ ھُوَ اِسْمُہٗ
لَذِیْذٌ یَامَنْ ھُوَ مُلْکُہٗ قَدِیْمٌ یَامَنْ ھُوَ قَوْلُہٗ لَطِیْفٌ یَامَنْ
ھُوَ عَطَاءُہٗ شَرِیْفٌ یَامَنْ اَمْرُہٗ حُکْمٌ یَامَنْ ھُوَ عَذَابُہٗ عَدْلٌ
خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَالْوَبَآءِ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ یَا اَللّٰہُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ
اَلْاَمَانُ یَامَنْ ھُوَ فِی الْاَمْوَاتِ قُدْرَتُہٗ یَامَنْ ھُوَ فِی الْقُبُوْرِ
قَضَاءُہٗ یَامَنْ ھُوَ فِی الْقِیَامَۃِ حِکْمَتُہٗ یَامَنْ فِی الْمَوْقِفِ
ھَیْبَتُہٗ یَامَنْ ھُوَ فِی النَّارِ عَذَابُہٗ یَامَنْ ھُوَ فِی الْعُقُوْبَۃِ

عَدْلُهٗ يَا مَنْ هُوَ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ خَلِّصْنَا مِنَ الطَّاعُوْنِ وَ
الْوَبَآءِ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ يَا اَللّٰهُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا
نَسْئَلُكَ يَا اَوَّلَ الْاَوَّلِيْنَ يَا اٰخِرَ الْاٰخِرِيْنَ يَا مَنْ هُوَ اَرْحَمُ
الرَّاحِمِيْنَ ه‍ نَسْئَلُكَ بِحَقِّ هٰذِهِ الْاَسْمَآءِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَالِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ يَا مَنْ اَنْتَ الَّذِيْ نَجَّيْتَ اِبْرٰهِيْمَ
يَا مَنْ اَنْتَ الَّذِيْ كَشَفَ الضُّرَّ عَنْ اَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ وَهَبْتَ
لَهٗ وَ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَ ذِكْرٰى لِلْعَابِدِيْنَ
يَا مَنْ اَنْتَ الَّذِيْ سَمِعْتَ نِدَآءَ زَكَرِيَّا وَ وَهَبْتَ لَهٗ فِي الْكِبَرِ
غُلَامًا زَكِيًّا. يَا مَنْ اَنْتَ الَّذِيْ مَنَنْتَ عَلٰى مُوْسٰى وَ هَارُوْنَ
وَ نَجَّيْتَهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ه‍ يَا مَنْ اَنْتَ الَّذِيْ
اَخْرَجْتَ يُوْسُفَ مِنَ الْجُبِّ وَ السِّجْنِ وَ يَا مَنْ اَنْتَ الَّذِيْ رَدَدْتَ
عَلٰى يَعْقُوْبَ بَصَرَهٗ بَعْدَ اَنِ ابْيَضَّ اَنْ تُنَجِّيَنَا مِنْ شَرِّ الطَّاعُوْنِ
وَ الْوَبَآءِ وَ اٰفَةِ الدُّنْيَا وَ تُجِيْرَنَا مِنْ عَذَابٍ وَ تُنْقِذَنَا مِنْ اَهْوَالِ
الْقِيَامَةِ وَ تُسَلِّمَنَا مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَ اَنْ تُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ ه‍
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ وَ اَنْتَ الْقَوِيُّ وَ نَحْنُ الضَّعِيْفُ
وَ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفَقِيْرُ وَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ وَ نَحْنُ الْخَاطِيْ
وَ اَنْتَ الْبَاقِيْ وَ نَحْنُ الْفَانِيْ وَ اَنْتَ الْمُعْطِيْ وَ نَحْنُ السَّآئِلُ وَ اَنْتَ
الْبَاعِثُ وَ نَحْنُ الْمَبْعُوْثُ وَ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ نَحْنُ
عِبَادٌ سَوْفَ نَمُوْتُ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ بِعَفْوِكَ وَ اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ
بِرَحْمَتِكَ وَ ارْزُقْنَا النَّظَرَ اِلٰى لِقَآءِ وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ فِي
الْاٰخِرَةِ بِكَرَمِكَ وَ اصْرِفْ عَنَّا الْوَبَآءَ وَ الطَّاعُوْنَ فِي الدُّنْيَا

بِفَضْلِكَ وَاغْفِرْلَنَا وَلِاٰبَآئِنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا وَلِجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ عَامَّةً اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ ۝ بِحَقِّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ۝

(کتاب الرحمۃ للعلامہ السیوطی ص ۹۶ مصری)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ دَآءٍ وَّدَوَآءٍ بِعَدَدِ كُلِّ عِلَّةٍ وَّشِفَآءٍ ط برائے دفع وباء وطاعون صد دفعہ۔

(روح البیان ص ۱۵۴ ج ۴)

الکافی	الله	بحق کہیعص کیفیت				الله	الرزاق
الله ١	ح	ی	ف	ی	و	م	الله ١
مالک الملک	ی	ق	ی	و	م	ح	وله الحق
	ق	ی	و	م	ح	ی	
	ی	و	م	ح	ی •	ق	
	و	م	ح .	ی	ف	ی	
الله ١	م	ح	ی	ف	ی	و	الله ١
الغنی	۱۴۴	[illegible]				۱۴۴	۱۷۹ ع

لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً وَّاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ

اٰبَائِنَا الْغَافِلُوْنَ ہ رَبِّ نَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہ وَصَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

لَنَا شُفَعَاءُ بِالْكِرَامِ الثَّمَانِیَۃ اُطْفِیْ بِهَا حَرَّ الْوَبَاءِ النَّازِلَۃ

اَلْمُصْطَفٰی وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَۃ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَاُمُّهُمَا الْفَاطِمَۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ وبحرمت حضرت خواجہ محمد صادق سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ از آفت وباء و طاعون نگہدار

دعائے دافع طاعون

محدث ابوالفرج ابن جوزی حنبلی نے اپنی کتاب یاقوتیۃ الوعظ والموعظہ مطبوعہ مصر میں رسالہ شفاء کبریٰ زادہ سے نقل کیا ہے کہ ایک زمانہ میں شہر بغداد میں طاعون کی یہ کثرت ہوئی کہ صرف بچے حافظ بارہ ہزار مرے۔ اور دوسرے بوڑھوں اور جوان زن و مرد کا شمار ہی نہیں لیکن صرف ایک گھر مبارک نامی سوداگر کا طاعون سے محفوظ رہا، اس پر خلیفۂ وقت نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تمہارا گھر طاعون سے محفوظ رہا۔ حالانکہ کوئی گھر بغداد میں ایسا نہیں ہے، جس کو طاعون سے صدمہ نہ پہنچا ہو۔ اس نے کہا کہ مجھ کو ایک دعا حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ سے پہنچی ہے کہ جو اس کو باوضو پڑھے، یا اپنے پاس رکھے یا جس گھر میں ہو انشاء اللہ تعالیٰ وہ محفوظ رہیں گے۔ دعا یہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہ

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِعَدَدِ خَلْقِكَ بِعِزَّۃِ عَرْشِكَ بِرِضَاءِ نَفْسِكَ بِنُوْرِ وَجْهِكَ بِمَبْلَغِ عِلْمِكَ بِغَایَۃِ قُدْرَتِكَ بِبَسْطِ قُدْرَتِكَ بِحَقِّ

حَقِیقَۃِ شُکرِکَ بِمُنتَہٰی رَحمَتِکَ بِاِدرَاکِ مَشِیَّتِکَ بِکُلِّیَّۃِ ذَاتِکَ
بِکُلِّ صِفَاتِکَ بِتَمَامِ وَصفِکَ بِنِہَایَۃِ اَسمَآئِکَ بِمَکنُونِ
سِرِّکَ بِجَمِیلِ سِترِکَ بِجَزِیلِ سِرِّکَ بِکَمَالِ مَنِّکَ بِفَیضِ
جُودِکَ بِشَدِیدِ غَضَبِکَ بِسَابِقِ رَحمَتِکَ بِاَعدَادِ کَلِمَاتِکَ بِغَایَۃِ
بُلُوغِکَ بِتَفرِیدِ فَردَانِیَّتِکَ بِتَوحِیدِ وَحدَانِیَّتِکَ بِبَقَآءِ
بَقَآئِکَ بِسَرمَدِیَّۃِ اَوقَاتِکَ بِعِزَّۃِ رَبُوبِیَّتِکَ بِعَظمَۃِ کِبرِیَآئِکَ
بِجَاہِکَ بِجَلَالِکَ بِکَمَالِکَ بِاَفعَالِکَ بِاَنعَامِکَ بِسِیَادَتِکَ
بِمَلَکُوتِیَّتِکَ بِجَبَّارِیَّتِکَ بِمَنَّانِیَّتِکَ بِعَطفِکَ بِلُطفِکَ
بِسِرِّکَ بِاِحسَانِکَ بِحَقِّکَ اَن تَجعَلَ فَرَجًا وَّ مَخرَجًا وَّ شِفَآءً
مِّنَ الھُمُومِ وَالغُمُومِ وَالوَبَآءِ وَالبَلَآءِ وَالعَنَآءِ وَجَمِیعِ الاٰفَاتِ
وَالعَاھَاتِ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ بِحَقِّ کٓھٰیٰعٓصٓ وَبِحَقِّ طٰہٰ
وَیٰسٓ وَصٓ وَبِحَقِّ حٰمٓ عٓسٓقٓ وَبِحَقِّ اِنَّا فَتَحنَا لَکَ فَتحًا مُّبِینًا ۝
بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ ۝

نعت شریف

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ۝

اے خوشا جانے کہ مادام از صفا — می برد فیض از درودِ مصطفےٰ
مصطفیٰ آں آفتابِ لامکاں — مصطفیٰ آں گنجِ اسرارِ نہاں
آں مشعشع اخترِ برجِ فلاح — زاں منور چہرۂ درجِ فلاح
آں گلِ سیرابِ گلزارِ عرب — آنکہ زد گرم است بازارِ عرب

از رسالت تا رد ابرو سر فگند
زاں رواں شد شانِ اہلِ دیں بلند

از نبوّت تا کہ پوشیدہ او عبا
جان و دل گردند عُشّاق فدا

تا دہانش دید آب و زندگی
شد نہاں در ظلمت از شرمندگی

آفتاب از نور رویش یک شرر
حلقہ گوشش در دندانش گوہر

چیست جنّت یک کنایہ زاں جمال او
چیست کوثر زاں تبسم وصف حالِ او

چیست والشمس آیتے زاں ماہ رو
چیست واللیل آیتے زاں مشک مُو

چیست گل عکسِ جمالِ روئے اُو
چیست سنبل عنبرِ گیسوئے اُو

روح چہ بود بودی آں قدسی صفات
روح آں بر روح او دادن صلوات

چیست یادِ اُو حیاتِ جاوداں
بے کراں از ما درودش ہر زماں

از درودش پے بری در ہر چہ ہست
ہم ازاں یابی بقربِ دوست دست

از درودش راہبری در سرّ ذات
وز درودِ او کنی حل مشکلات

از درودش برفروزد شمع جاں
کشف گردد بروے اسرار نہاں

از درودش در مقام دل رسی
وز درودش زود در منزل رسی

از درودش ہم ز شیطان جان بری
وز درودش وقتِ مرگ ایمان بُری

از درودش قفل جان بکشائدت
وز درودش زنگ دل بزائدت

باز اے دل بزمِ جان پُرنور کن
وز درودش مُلک جان معمور کن

یٰسٓ بدہ صلوات از حسنِ صفا
بر جمال زاں جانفزائے مصطفیٰ

خوش در آمد بزم اخلاص قبول
پس بدہ صلوات بر روح رسول

ترک دنیائے پر آفات دہ
بر جمالِ مصطفیٰ صلوات دہ

السلام اے سروِ بستانِ عرب
السلام اے ماہِ کیوانِ عرب

السلام اے سروِ نازِ باغِ جناں
السلام اے شہبازِ لا مکاں

السلام اے شاخ شمشادِ وجود | السلام اے سروِ آزادِ وجود
السلام اے آفتابِ کائنات | السلام اے ذاتِ قدسی صفات
السلام اے شاہِ دولت برمزید | السلام اے برتر از عرش مجید
السلام اے خواجہ کون و مکاں | السلام اے سیّد آخر زماں
السلام اے نور عرش خاکپایت | السلام اے جانِ درویشان فدایت
السلام اے غنچۂ گلزارِ جان | السلام اے رونقِ بازارِ جان
السلام اے طائرِ برجِ وجود | السلام اے گوہرِ دُرجِ وجود
السلام اے از تو عالم باطرب | السلام اے نورِ تابانِ عرب
اے گلِ برگِ گلزارِ عرب | جانِ عشاق از جمالش باطرب
تا بود جان مرغ دامت باد دل | غرقہ در بحرِ سلامت باد دل
از سلامت دل پر از اقبال باد | وز سلامت جانِ ما خوشحال باد

چوں از عطر نعت نسرین سلام
شد خوشی عشاق را مشکیں مشام

+

بر موقع ولادت مبارکہ قبلہ عالم حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مبارک ہو وہ شہ پردہ سے باہر آنے والا ہے | گدائی کو زمانہ سے جس کے در پر آنے والا ہے
کہو پروانوں سے شمع ہدایت اب چمکنے والی ہے | خبر دو بلبلوں کو وہ گل تر آنے والا ہے
چکوروں سے کہو ماہ دل آرا جلوہ گر ہو گا | خبر ذرّوں کو دو ماہِ منور آنے والا ہے
کہاں ہیں ٹوٹی امیدیں کہاں ہیں بے سہارے دل | کہ وہ فریاد رس بے کس کا یاور آنے والا ہے

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا　　غریبوں کی مدد بیکس کا یاور آنے والا ہے
فقیروں سے کہو حاضر جو مانگیں گے وہ پائیں گے　　کہ سلطانِ زماں محتاج پرور آنے والا ہے
بر آئیں گی مرادیں حسرتیں ہو جائیں گی پوری　　کہ وہ مختارِ دین و دنیا کا راہبر آنے والا ہے
یہ ساماں ہو رہے تھے مدتوں سے جس کی آمد کے　　وہ شاہِ وقت باصد شوکت و فر آنے والا ہے
وہ آتا ہے کہ جس کا فدا ہے عالمِ بالا　　وہ آتا ہے کہ دل عالم کا جس پر آنے والا ہے
مبارک دردمندوں کو ہو مژدہ بے قراروں کو　　قرارِ دل شکیبِ جانِ مضطر آنے والا ہے

نہ کیوں ذرّوں کو لمعت کر چمکا آخر قسمت
سحر ہوتی ہے خورشیدِ منور آنے والا ہے

+

غزل دیگر

نہ کیوں ان کی طرف اللہ اللہ سو سو پیار سے دیکھے　　جو آنکھیں اپنی ملتی ہیں نبیؐ کے آستانے سے
کوئی فردوس ہو یا خلد بریں ہو ہم کو غرض مطلب　　لگایا اب تو بستر آپ ہی کے آستانے سے
تمہارے در کے ٹکڑوں سے پڑا پلتا ہے اک عالم　　گذارہ سب کا ہوتا ہے اُسی محتاج خانے سے
زمیں تھوڑی سی دیجئے بہر مدفن اپنے کوچہ میں　　لگا دیجئے میرے آقا مری مٹی ٹھکانے سے

بلا لیجئے در اقدس پہ اپنے اس گداگر کو
پھرے کب تک ذلیل و خوار در در بے ٹھکانے سے

+

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد

از سیہ بختی بہ چشم حال دارم روز بد | چار سوئے دل گرفتہ فوج غم بے حد و عد
نیست ہنگام نوائب غیر ذاتت مستند | چشم دارم از نگاہ لطف تو بہر صمد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

اے نگاہت فقل دشوارے عالم را کلید | خود عیاں می بینم آنجا لیک کس نتواں شنید
وا دریغا بستہ شد از چار سوئے باب امید | خستگی از حد گذشتہ چارہ ام شد ناپدید

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

تخم تدبیرے کہ اندر کشت عالم کاشتند | کاشتکاراں از نمویش یاسہا برداشتند
آخر الامر ایں مرض چوں لا دوا پنداشتند | چارہ سازاں چارہ سازی را بنو بگذاشتند

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

داد و داد از دست بے داد حوادث داد داد | کیستم در بحر غم از تلاطم افتاد
کشت امید از پامال مصائب شد بباد | آدمم سوئیت الغرض حال و انجاح مراد

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بندگانت را کمینہ بندہ ام قربان شوم | از خطا و جرم بس آگندہ ام قربان شوم
از ندامت سر بہ پیش افگندہ ام قربان شوم | شد بدل از گریہ یکسر خندہ ام قربان شوم

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

بستگی ہا را کشاد از حق بدست پاک تست | آنکہ ہمسر شد باوج چرخ پست خاک تست
مطمئن از ہول محشر بندۂ بے باک تست | باادب حاضر بباب عالیت غمناک تست

المدد یا شیخ احمد یا مجدد المدد

درد دل را خاک کوئی پاک تو خاک شفاعت   دردِ نام نام بت اعلال ردحی را دوا ست
یک نگاہ لطف تو صد عقدۂ مشکل کشاست   رد بتو آوردیم دانم مراحاجت رواست

المدد یا شیخ احمد یا مجدّد المدد

اے بردل از حد دانش رتبۂ والائے تو   خلعتِ فضل الٰہی راست بر بالائے تو
ایستادہ بندۂ بے برگ وبے کالائے تو   ریزۂ دارد ہوس از خوان پر آلائے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدّد المدد

رو سپیدہ چشم دارم با سیاہ کاری دریغ   آبروئے خویش خواہم با ہمہ خواری دریغ
دہرد بس ناتوانم با گران باری دریغ   داردم از خفیہ بختی چشم بیداری بے دریغ

المدد یا شیخ احمد یا مجدّد المدد

ای من وصد ہم چو من بادا فدائے روئے تو   کیست در عالم کہ روئے دل ندارد سوئے تو
در طریق ہاست طوافِ کعبہ طواف کوئے تو   شد نجانم را برت از قوت بازوئے تو

المدد یا شیخ احمد یا مجدّد المدد

مضمحل افسردہ خاطر بستہ دام محن   آں کہ با سوئے عملہا نامزد شد با حسن
بے کس وبے چارہ پژمردہ جان خستہ تن   چارہ جو آمد بہر رب ذو المنن

المدد یا شیخ احمد یا مجدّد المدد

+

قصیدہ مبارکہ در شان حضرت مجدد الف ثانی از حافظ فتح محمد حقیر دہلوی

ہوا ہوں جب سے دیوانہ مجدّد الف ثانی کا   میں ہوں مشہور مستانہ مجدّد الف ثانی کا
چلو اے تشنگانِ بادۂ وحدت یہ چل کر   رواں ہے فیض مئے خانہ مجدّد الف ثانی کا

وہ فاروقی نسب ہیں مشرب ان کا نقشبندی ہے
طریقہ ہے شریفانہ مجدد الف ثانی کا

وہ شمع دین احمد ہیں اور احمد ہے نام اُن کا
دلِ عالم پروانہ مجدّد الف ثانی کا

محبّت جن کو اہل اللہ سے ہوگی وہی دل سے
سُنا کرتے ہیں افسانہ مجدّد الف ثانی کا

سلاسل چار ہیں جو سب کے سب آپس میں یک دل ہیں
نہیں ہے کوئی بیگانہ مجدّد الف ثانی کا

خودی سے دور ہے ہر دم رہا کرتا ہے وہ بیخود
پیا ہے جس نے پیمانہ مجدّد الف ثانی کا

خُدا اور مصطفٰی کا اور وہ ہے اصحاب کا پیرو
بجا لاوے جو فرمانہ مجدّد الف ثانی کا

حقیر اہل قیامت کہیں گے دیکھ کر مجھ کو
وُہ دیکھو آیا دیوانہ مجدّد الف ثانی کا

معروضہ بخدمت حضرت قیوم ثانی از شیخ عبدالاحد

در گل از رنگِ تو اثر یافتہ ایم
بلبل از بوئے تو چو شد خبر یافتہ ایم

سرد پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم
ابر ریختہ چوں شمع گوہر یافتہ ایم

نالہ می کند از تربتِ فرھاد ہنوز
ما ز شیریں دھاں طرفہ اثر یافتہ ایم

دل بہر نقش نہ بندیم برنگِ وحدت
نقشبند یست کز فیض نظر یافتہ ایم

حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے آخری نماز ادا کی تو فرمایا کہ اس وقت مجھ پر عرش کا انکشاف ہوا ہے۔ میری اور میرے موجودہ یاروں کی نماز عرش پر واقع ہوئی ہے۔ آنحضرت کی نماز از روئے باطن ہمیشہ عرش پر ادا ہوا کرتی تھی۔ لیکن یہ بشارت اس وقت اور یاروں کے حق میں بھی فرمائی۔ آنحضرت رضی

اللہ عنہ پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹، ربیع الاول ۱۰۹۶ھ ہجری کو جہان سے فردوس اعلیٰ میں تشریف فرما ہوئے وصال کے وقت آنحضرت مسکرا رہے تھے۔ چاروں طرف سے آہ و فغاں ہونے لگا:

فغاں افتاد در عالم زہر سو | کہ ختم اولیاء از اولیا رفت
در ارشاد بستہ شد ہدایت | چوں آن راہ حقیقت رہنما رفت
نجات طالباں چوں بود مقصود | ہماناں بہر ایں نزد خدا رفت
دل اندر سینہ ام دیوانہ اش بود | ز دست غم نمیدانم کجا رفت
ز ختم اولیاء نُہ سال افگند | پس انگہ گفت ختم اولیا رفت
میں فرزند احمد خواجہ معصوم | نسیم آسابان گلشن سرا رفت
چرا صبح قیامت برنیاید | کزیں ظلمت کدہ شمع ہدا رفت
بقا باللہ فانی بود فی اللہ | ازیں دار الفنا سوئے بقا رفت

بسال تسع تسعین ز الف ثانی
چنیں فرزند شاہ اولیاء رفت

*

نصف شنبہ نہم ربیع الاول مسیح | دنیا رحلت نمود بخدا پیوست بجنت
خوابید خلوت بگزیدا ز مایان ملول | شد ماہ با خلوت آہ کہ شد مقام تو جنت
حضرت مروج الشریعت نے یہ تاریخ کہی | ھو عند ملیك مقتدر
عالمگیر بادشاہ نے یہ تاریخ کہی ہے | نور عالم برفت عالم تاریک شد

*

مرشدی گر کلک قضاد | نام پاکش را بہ معصومی رقم
اے کہ در سایہ نشیند آفتاب | قد او آنجا کہ افراز د علم

میزد ذکرے بروئے احسانِ او　　کاسہ دریوزہ گردد جام جم
چشم ہمت را ز دنیا بست و زد　　چوں فزائے گلبن رضوان قدم

خواند تاریخش ز دل امّ الکتاب
نور بہارے شد بہ گلزارے ارم

+

چراغ خاندان شرع اسلام　　فروغ دین احمد خواجہ معصوم
بسوئے گلشنِ جنت قدم زد　　ازیں ویرانہ آباد کہن بوم
دلم از گفتم از سال وصالش　　ندا آمد ز عالم رفت معصوم
قیوم زماں خلیفۃُ اللہ　　دانندۂ سرہائے مکتوم
در دائرہ وجودِ نابود　　بودش بہ جہاں مثال معدوم
نقاش از بصفحۂ کون　　نقشے بہ ازد نہ کردہ مرقوم
اسرارِ صفاتِ ذاتِ والا　　حقا کہ جز او نہ کردہ مفہوم
خورد او بر ربیع الاول ماہ　　چوں شاہِ رسل رحیق مختوم
چایک قدم بکوہِ وحدت　　ہرگز بہ ازد نہ گشتہ معلوم
تاریخ وصال او خرد گفت　　رفتہ ز جہاں امام معصوم

غریو از شش جہت برخواست آندم
کہ مرغ گلشنِ حق گشتہ معلوم

+

ازیں زنداں فانی در گذشتہ　　شہے کیں نہ طبق را بود پیر نوش
ز داغِ غم بہ صحرا رو نہادہ　　چو لالہ نازنینان خانہ بردوش
جہاں را آتشِ خرمن افگند　　خود اندر خلوتِ وصلش ہم آغوش

بسا کیں خانماں برباد دادہ بسا کیں رفتہ رفتہ از ہوش
پئے تالوت آں قطب زمانہ چو رعد نعرہ زن احباب در جوش
نبات النعش شد امروز ہیہات ہماں مجمع کہ سر ایں دیدش دوش
در پیر مغاں بستند افسوس
کنوں گویند کہ میخانہ درگو نوش

+

بیا اے سخن در زمن یادگیر حدیث عجب از امام کبیر
خدا نام آں نامدار بلند نہادہ شاہ عارفان نقشبند
بہ محبوبیت حق گواہی دہند بہ قیومیت آسماں سر نہند
نگین ید خاتم انبیاء
کنوں دارد ایں خسرو اولیاء

+

گرچہ ہستم احرار عزیزے محب قادری آفاق سیری
نہ از بندیم من نہ از نصیری ولے از جان و دل ہستم زبیری
زبیریم زبیریم زبیری
زبیراں آفتاب شرع دیں است بجائے مصطفےٰ او جانشیں است
بصدر قرب رب العٰلمین است غلام درگہش را درد ایں است
زبیریم زبیریم زبیری
یقین کان قطب الاقطاب زمانہ بعصر خویش قیوم زمانہ
بود رونق دہ ایں کارخانہ بجان و دل ہمیں دارم نشانہ
زبیریم زبیریم زبیری

بغفلت ساز ما را دستگیری   یقین دانم کہ پیری دستگیری
جوان بختم بکن عین پیری   نگہہ دارم زبیری و ظہیری

زبیریم زبیریم زبیری

غلام حضرت خواجہ زبیرم   بعشقش مائل و فارغ زغیرم
بہ صاحب رازہا در ذکر خیرم   ز عبدالقادر احرار و عزیزم

زبیریم زبیریم زبیری

تا کہ منم زندہ دریں کہنہ دیر   بندۂ احرار غلام عزیر
کلب ابوالقادر آفاق سیر   بر ہمہ جن و بشر و وحش و طیر

پیر کبیر است محمد زبیر

ہم چو مجدد بود او راہنما   ثانی معصوم بہ نشو و نما
بعد شہے خواجہ جی باصفا   بر سر سجادہ دین مقتدا

پیر کبیر است محمد زبیر

مجمع گنجینہ اسرار اوست   مطلعِ سرچشمۂ انوار اوست
شب ہمہ ذاکر و بیدار اوست   عارفِ کامل شہِ دیندار اوست

پیرِ کبیر است محمد زبیر

ازاں شہ دیگر کنم ذکر خیر   آنکہ بحق مائل و فارغ زغیر
ہست یقین کامل آفاق سیر   دستِ مرا گیر نمانم بغیر

پیر کبیر است محمد زبیر

٭

غزل نوع دیگر

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت
نمے پوشد ز چشم اہل دید آں مہرباں صورت

بدیں حسن و بدیں خوبی و محبوبی و مطلوبی
چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہاں صورت

ز ہر یک گل چو رنگ و بوئے گل گلزد دہد جلوہ
نماید او ز ہر یک جسم خاکی مثل جاں صورت

دریں جلوہ گاہ ندیدہ دیدہ عالم
چنیں حسن و چناں خوبی چنیں شکل و چناں صورت

ز حسن و چہرہ تصویر صورت گر دہد جلوہ
ز روئے ہر گل رنگیں نماید باغباں صورت

بقائے نیست در دنیائے فانی اہل صورت را
کہ ایں صورت ہو شد آخر از چشم جہاں صورت

گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب
دگر پیدا کند از غیب خلاق جہاں صورت

جہاں ہر وقت نقش تازہ می سازد عیاں ہندی
کند دور زمانہ تازہ ہر زمان صورت

+

عرض بخدمت حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ

الا اے ہدہد فرخ سر فرازے سخندانی
کہ بادا بر سرت زیبندہ دیہیم سلیمانی

اے سرفرازی و سخندانی کے مبارک ہُدہُد! تمہارے سر پر تاج سلیمانی زینت ہو۔

رساں احساں سلام عجز آنجائے بدرگاہے
کہ بگذارد در آنجا کلی در سجدہ پیشانی

احساں کی طرف سے عجز آموز سلام اس درگاہ میں پہنچانا، جہاں عقل کل سر بسجود ہوتی ہے۔

امام المسلمین شیخ الشیوخ ہادی عالم

گرامی دودۂ فاروق را شمع است لمعانی

اس بارگاہ کے مسلمانوں کے امام شیخ الشیوخ جہان کے راہنما فاروق کے معزز گھرانے کے روشن شمع منور۔

امیر المومنین سلطان صدیقین زیب دیں

محمد زبیر آں قیوم رابعہ مجدّد ثانی

مومنین کے امیر صدیقوں کے بادشاہ دین کے زیب محمد زبیر قیوم رابع مجدد ثانی ہیں۔

رئیس الواصلین قائم مقام انبیائے دین

کہ تاج العارفین و اولیاء را قبلہ ثانی

واصلین کے سردار، انبیائے دین کے قائم مقام، عارفوں کے تاج اور اولیاء کے قبلہ ثانی ہیں۔

برائے اتقیا اشرف و رئیس اصفیاء سرور

نتیجۂ مرسلیں و مظہر اسرار ربانی

پرہیزگاروں کے لئے باعث شرف اور اصفیاء کے سردار ہیں۔ مرسلین کے نتیجہ اور اسرار ربانی کے مظہر ہیں۔

ولایت را بود معدن حقیقت را بود مخزن

شریعت را بود ناصر طریقت را بود بانی

آنحضرت ولایت کی کان اور حقیقت کے خزانے ہیں۔ شریعت کے مددگار اور طریقت کے بانی ہیں۔

ز دانشش مسند قیومیت را زینت تازہ

کہ نازل آمدہ در شان و آیات رحمانی

آنحضرت کے علم سے قیومیت کی مسند کو تازہ زینت حاصل ہے، جس کی شان میں رحمانی

آیات نازل ہوتی ہیں۔

بود بیت نبوّت را قد او مصرع زیبا
عیاں زو مطلع انوار کیفیاتِ یزدانی

نبوت کے گھر کا عمدہ اڈہ اور مصرع زیبا ہیں۔ آنحضرت سے کیفیات یزدانی کا مطلع انوار ظاہر ہے۔

کسے نتواں زاں قیوم رابع را ثنا کردن
کہ در اوصاف عاجز بود عرفی و خاقانی

کوئی حضرت قیوم چہارم کی ثنا نہیں کرسکتا۔ عرفی و خاقانی جیسے شاعر آنحضرت کی توصیف سے عاجز ہیں۔

میسر نیست بعد از انبیا رکس راچنیں شانے
کہ او آمد امام الحق و ہم محبوبِ سبحانی

انبیاء کو چھوڑ کر قیوم میں سے کسی کو یہ شان حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت امام الحق بھی ہیں اور محبوب صمدانی بھی ہیں۔

غلط گفتم کہ ذاتِ پاک او را نیست فخر و شاں
از یں عالی مقاماتے کہ در انفاس او دانی

میں نے غلط کہا ہے کہ اس ذات پاک کا فخر و شان نہیں۔ بلکہ جس قدر وہم و خیال میں آسکتا ہے، حضرت کے مقامات اعلیٰ ہیں۔

کمالاتِ رسالت را بود او جامع او لامع
صفات احمدی را سر بسر در ذات او خوانی

آنحضرت کمالات رسالت کے جامع اور روشن کنندہ ہیں۔ جناب کی ذات میں صفات احمدی کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

شہ قائم مقام انبیائے اولوالعزم آمد
معہ نائب مناب ایزد خلاق دوجہانی

آنجناب انبیاء اولوالعزم کے قائم مقام بادشاہ ہیں دونوں جہان کے خالق ایزد متعال کے نائب مناب ہیں۔

بدین وملت از ذاتش رواج ورونق د بگر
بید موسیٰؑ بدم عیسیٰؑ بخوبی ماہ کنعانی

دین وملت کو آنحضرت کے علم کے سبب خاص سے ہی رونق ورواج حاصل ہے۔ یوں سمجھو کہ بلحاظ ہاتھ موسیٰؑ، بلحاظ دم عیسیٰؑ اور بلحاظ خوبی حضرت یوسفؑ ہیں۔

دلِ او زمنظر نور تجلی از خدا یابی
ضمیرِ روشن او مورد آیات قرآنی

آنحضرت کا دل الٰہی نور کی تجلی کا منظر ہے۔ اور ضمیر روشن آیاتِ قرآنی کے ورود ہونے کا مقام ہے۔

مبرا تر بود انفاسش از دنیا و مافیہا
ملک پیشش نیارد کرد لاف پاک دامانی

آنحضرت کے انفاس دُنیا و مافیہا سے مبرا ہیں۔ فرشتہ آنجناب کے روبرو پاک دامانی کی لاف زنی نہیں کر سکتا ہے۔

برائے منصب خلت از و شد پایئہ برتر
زمحبوبیت ذاتی بود یکتائے سبحانی

خلت کے منصب کی قدر آنجناب کے طفیل زیادہ ہو گئی ہے۔ بلحاظ محبوبیت یکتائے زمانہ ہیں۔

بہ زہد و ورع باشد ناز انفاس پاک او
بہ تقویٰ وصلاح از ذات او چوں فخر انسانی

آنحضرت کے انفاس پاک بلحاظِ زہد و ورع ہمارے لئے باعث ناز ہیں۔ اور ہمیں آنحضرت کے تقوای و صالحیت پر فخر حاصل ہے۔

نجابت را ز والا گوہر او شرف حاصل
نقابت را ز عالی نسبتش فخر و فراوانی

نجابت کو آنجناب کی والا گوہری کے سبب شرف حاصل ہے۔ اور نقابت کو آنجناب کی عالی نسبت کے سبب بہت فخر حاصل ہے۔

فروغ شمع بزم معرفت اعنی خدیو من
جمال حق کمال احمدی قیوم ربانی

بزمِ معرفت کی شمع کا فروغ یعنی میرے بادشاہ، جمال حق کمال احمدی قیوم ربانی۔

محمد عزیز و عبد قادر را سلام بکن
کہ ہستند آں دو نجم روشن خورشید پیشانی

محمد عزیز اور عبد القادر کو میری طرف سے سلام وہ دونوں پیشانی والے روشن ستارے ہیں۔

بگو کز جوش استیلائے شوق آستاں بوسش
برنگ گل کند دل ہر زماں چاک گریبانی

آنحضرت کے آستاں بوسی کے غلبہ شوق کی وجہ سے دل ہر وقت پھول کی طرح گریباں چاک کرتا ہے۔

فلک رفعت جناب فیض پیر دستگیر من
ملک سیرت قدر قدرت خلیل کعبہ ربانی

میرے پیر دستگیر کی آسمان جیسی بلند بارگاہ ہے اور آنحضرت فرشتہ خصلت قدر قدرت اور ربانی کعبہ خلیل ہیں۔

چو ماہی ام کہ دور از آب بے قراری ہا
طپاں بر روہائے رنگ آتشیں افتادہ ہمدانی

میں ماہی بے آب کی طرح بے قرار ہوں۔ یوں سمجھو کہ میں انگاروں پر لوٹتا ہوں۔

دما دم چوں رگِ سیماب میدارم طپید نہاں

چو مرغ نیم بسمل می نمائم پر و بال جنبانی

میں دمبدم پارے کی طرح تڑپتا ہوں اور نیم بسمل پرند کی طرح پر و بال پھڑپھڑاتا ہوں۔

بر آں میداشتم شوقِ جمالِ پائے بوس او

کہ در رمضان رسم خدمت محبوب سُبحانی

مجھے آں حضرت کی پابوسی کا شوق اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ میں اس محبوب سُبحانی کی خدمت میں ماہ رمضان میں پہنچ جاؤں۔

چوں بشنید ایں ارادہ را ز من علی محمد خاں

بہ پیشم آمد و اظہار کرد از عجز و گریانی

جب اس میرے ارادے کی خبر علی محمد خاں کو ہوئی، تو اس نے عاجزی و منت سماجت سے کہا۔

نہ شاید کہ از برکات ایں ایام متبرک

مراد مسلمین را ایں ہمہ محروم گردانی

کہ یہ مناسب نہیں کہ اب یہاں متبرک ایاموں کی برکت سے مجھے اور مسلمانوں کو محروم کریں۔

چوں زینساں التجا آورد خاں دوست فقرا

ازیں معنیٰ بماند از دولت خدمت بجز عرفانی

جب اس فقراء کے دوست خان نے اس طرح التجا کی، اس واسطے میں آنحضرت کی دولت خدمت سے محروم رہ گیا۔

ہمہ از بعضے سعادتہا کہ حاصل می شد از خدمت

دریں ایام متبرک ازاں فیاض ے ذو رانی

اس فیض زمان سے ان مبارک دنوں میں بعض سعادتیں صرف حاضر خدمت ہی ہو کر حاصل ہو

سکتی ہے۔

کنوں مکاشفہائے خودرا بے شک شبہ
بہ پیشِ قبلۂ دیں منمایم داستاں رانی

اب میں اپنے مکاشفات بلا شک وشبہ اس قبلہ دین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔

بروز غرۂ رمضان فرح درمکاشفہ دام
زجسم من برآمد نور نہ آں شخص انسانی

ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو مجھ پر منکشف ہوا کہ میرے جسم سے نور نکلا ہے۔ لیکن وہ انسانی قالب نہیں۔

پس انگہ کہ در ہمہ ساعت ازاں قالب بروں گشتہ
بہ پیش چشم ایں گرفتہ شکلِ انسانی

بعد ازاں آناً فاناً اس قالب سے ایک انسانی شکل نکل کر مجھ عاجز کے سامنے آئے۔ اور

در آمد در تکلم آنکہ من نفسِ تومی باشم
کنوں گردیدہ ام من بہرا اندوز مسلمانی

کہنے لگے کہ میں تیرا نفس ہوں لیکن اب مجھے مسلمانی سے کچھ حصہ نصیب ہوا ہے۔

صلاحیت ازو پیدا توجہ تام می یابم
فلاحیت انو ظاہر چوں مقبولانِ ربانی

اس سے صلاحیت ٹپکتی ہے۔ اور اس میں توجہ تام پاتا ہوں۔ اور مقبولانِ ربانی کی طرح اس سے فلاحیت ظاہر ہوتی ہے۔

ازاں ساعت انانیت شدہ ہم سرکشی ہرگز
نمے آید زمن اے خسروِ ملکِ خدادانی

اس وقت سے انانیت جاتی رہی ہے اور سرکشی بھی۔ بعد ازاں اے ملک خدادانی کے بادشاہ

مجھ سے سرکشی نہیں ہوتی۔

زوالِ عین اثر الحال فوق الفوق می بینم
بحالِ خویش می یابم کمال لطف سُبحانی

میں اُسے عین زوال اور فوق الفوق حال کا اثر خیال کرتا ہوں۔ اور اپنی حالت پر لطفِ سبحانی بدرجہ کمال پاتا ہوں۔

گہے میدانم اعراض وجودِ خویش تا زینساں
کہ ملحق گشت گویا با وجودِ پاک جنابانی

کبھی میں جانتا ہوں کہ میرا وجود اس طرح بہشتی وجودِ پاک سے مل گیا ہے۔ اور اصلی حالت کو چھوڑ گیا۔

پس شد در شب آدینہ قدمن چناں اطول
کہ نتواں کرد شرح ایں چنیں بسیار طولانی

بعد ازاں جمعہ کی رات میرا قد اتنا لمبا ہو گیا کہ اس کے طول کی شرح ہی نہیں ہو سکتی۔

میانہ سایہ او عالمے دیدم بہ چشم خود
درعینِ سایہ سر یافتم خورشید نورانی

اوس کے سایہ میں مَیں نے اپنی آنکھوں سے ایک جہان کو دیکھا۔ اور عین سر سایہ میں نورانی آفتاب کو دیکھا۔

بدیدم پرتو بر جہان او اہل آں یکسر
دراں خورشید تاباں شہرہا و قصرہا دانی

میں نے اس کا پرتو سارے جہان پر پڑا ہوا دیکھا۔ اس چمکتی ہوئی سورج میں شہر اور محل موجود ہے۔

زمانے آمد الہامم کہ اے تو زاں با ہستی
ہر آنکس کہ گردد بیعت را زاں خوانی

کچھ دیر بعد مجھے الہام ہوا کہ ایک تو ہستی میں ہے، جس شخص کو تو بیعت کرے گا، گو یا وہ ہم سے ہو گا۔

بوقت از جناب سرورِ عالم توجہ را
کہ نتواں در قلم آورد شرحش از فراوانی

ایک وقت از جناب سرورِ عالم سے توجہ نصیب ہوئی کہ جس کی شرح بہ سبب کثرت احاطہ تحریر سے خارج ہے۔

بہ عنوانے کہ در حق بشر از باب می آید
بحالِ خویش دیدم بذل زاں ہمتائے ربانی

اس انسان کے حق میں جو تیرے دروازے سے آتا ہے، میں نے اپنی طرح اس ہمتائے ربانی کا بذلِ خاص دیکھا۔

چناں گشت از عنایات فراواں بر زباں جاری
کہ تو فرزندائی نورِ چشمی جسمی و جانی

بہ سبب کثرت عنایات زبان پر یوں جاری ہوا۔ کہ تو میرا فرزند اور میرا جسم و جانی نورِ چشم ہے

ازاں پس در تہجّد خود مجدّد الف ثانی ام
بساط سبز گسترده چو خضرای گلستانی

بعد ازاں میں تہجّد میں خود مجدّد الف ثانی ہوں۔ اور سبزہ باغ کی طرح بساط سبز بچھی ہوئی ہے۔

بر آں مسند نشستہ یافتم خود را ہماں ساعت
بہ تمکین کہ بنشیند شاہ بر تخت جہانی

میں نے اپنے آپ کو اسی وقت اس مسند پر اس طرح بیٹھا ہوا پایا جس طرح کہ تخت جہانبانی پر بادشاہ بیٹھا کرتے ہیں۔

دگر مسترشدیں من کہ بیند حالاتے
ز حیرت ہا ہمہ دل را فرد در قعر عمانی

مجھ سے ارشاد سیکھنے والے اُن حالات کو دیکھ کر بحرِ حیرت میں ڈوبے جاتے ہیں

نمے آید کہ من بظہور توفیق وارداتی

کہ نامنظور گردد در جناب پاک یزدانی

مجھ سے توفیق واردات ظہور میں نہیں آئیں۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی پاک جناب میں نامنظور نہ ہو جائے۔

سرانجامیکہ واصل جانب یزداں تواند شد

نمی آید سرانجام از راہِ بے سرو سامانی

وہ سامان جو یزدان کی طرف ملا سکتا ہے، وہ بسبب بے سرو سامانی سرانجام نہیں ہوتا۔

گرفتار تعجب ہم باز مانند متکبر

فرو ہستم بہائم وار در لذاتِ نفسانی

پھر میں متکبر کی طرح تعجب میں گرفتار ہوں۔ اور نفسانی لذتوں میں چوپائیوں کی طرح مستغرق ہوں۔

چناں دارم امید واثق از انفاس قدسیہ

کہ گردد از دلِ من مرتفع خطرات شیطانی

مجھے انفاس قدسیہ سے یہ امید واثق ہے کہ میرے دل سے خطرات شیطانی اُٹھ جائیں گے۔

چو ایں فدوی زماں زاں بودن در خدمت والا

در ایام صیام از عتبہ چوں بیت ربانی

جب یہ فدوی خدمت والا میں حاضر تھا تو ماہ رمضان میں کعبہ کی سی دہلیز ادر

بشاراتیکہ قدسیاں را آرزوئے اوست

بخود می یافتم زاں کعبہ معبود دو جہانی

معبودِ جہان کے کعبہ سے وہ بشارت حاصل کیا کرتا تھا جن کی آرزو فرشتوں کو بھی ہوا کرتی ہے۔

کنوں از مدت سہ سال زیں برکاتِ قدسیہ

محال خویشتن گردیدہ ام موسوم حرمانی

اب میں تین سال سے ان قدسیہ برکات سے محروم ہو گیا ہوں۔

امید از فضل آں دارم کہ از کرم بخشی
تلافی گذشتہ را بود از الطاف ارزانی

مجھے جناب کے فضل سے امید ہے کہ از راہِ کرم نوازش گذشتہ کی تلافی فرمائیں گے۔

بارشاداتِ کرم بنوازی احقر را
سر فخر مباہات تا ماہ برسانی

اگر ارشادات سے مجھ احقر کی نوازش فرمائیں، تو یہ سب فخر و ناز چاند تک پہنچ جائیگا۔

ورنہ خویشتن را بے نصیب دانم آں قبلہ
بیابم مہربانئے تو کمتر زاں فراوانی

نہیں تو اب میں بے نصیب اپنے آپ کو جان لوں گا۔ اگر آپ کی مہربانی کو فراوان سے کم پاؤں۔

روانہ کردہ ام اکنوں بخدمت نور محمد را
کہ باشد از مریدانِ اخص ایں فدوی جانی

میں نے خدمت والا میں اپنے خاص الخاص مرید اور فدوی جانی نور محمد کو روانہ کیا ہے۔

سرافرازم کنی از روئے مسترشد نوازی ہا
جواب باصواب نامہ ام را باز را گردانی

امید ہے کہ مجھے آنجناب از روئے غریب نوازی میرے نیاز نامہ کے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

ازیں بس جز دعا دیگر چہ آید از من عاجز
بود قائم عالم تو خود قائم در جہانبانی

بعد ازاں مجھ عاجز سے سوائے دعا کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ خدا کرے، آنجناب آخر تک جہان میں زندہ رہیں۔

تمامی دوستاں خانقاہِ فیض منزل را

رسد از من سلامِ شوق مسنون مسلمانی

فیض منزل تمامی خانقاہ کے تمام دوستوں کو میری طرف سے مسلمانی سلام قبول ہو۔

بادا کرد احسان عرصہ نشست پنجہ فرد آورد

امید فضل دارد از قیوم ربّانی

امید ہے کہ اس شش پنجہ کے دھندے سے نجات دیں گے۔ اور مجھے درگاہ قیوم سے امید قوی ہے۔

مکتوبِ گرامی حضرتِ قیومِ زمان دربجوابِ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان معصومی سرہندی

سلامِ ما رساں اے باد مقبولِ ربّانی

کہ در کشف و کرامت نیست او را در جہاں ثانی

اے ہوا! ہمارا سلام اس مقبول ربانی کو پہنچانا، جو جہاں بھر میں بلحاظ کشف و کرامات لاثانی ہے۔

بتاریخ ماہ شوال یوم پانزدہ رفتہ

بہ پیشِ چشم من نور محمد گشت نورانی

پندراں ماہ شوال کو نورانی شکل نور محمد میرے پاس آیا۔

چو نیکو گشت معلوم ز سوئے دوست می آید

سلامت را زبانش میل شکر افشانی

جب مجھے ٹھیک طور پر معلوم ہوا کہ یہ دوست کی طرف سے آرہا ہے۔ اور اس کی زبان تمہارے سلام سے شکر افشانی کرتی ہے۔

بہ بست عرضہست دیدم محبت در خروش آمد

کہ شرح حال خود بنوشتہ باشد مخلص جانی

اس کے ہاتھ میں تمہاری عرضی دیکھ کر محبت جوش زن ہوئی۔ کیونکہ اس میں مخلص جانی نے اپنے مفصل حالات درج کئے ہوئے تھے۔

کشودم عرضی رنگیں ترا گلزار معنی ہا
جوابش را مگر گوید دریں دم خسرو ثانی

میں نے تمہاری رنگین عرضی کو جو فی الحقیقت گلزار معنی تھے کھولا، اس کا جواب لکھنے کے لئے اب کوئی خسرو ثانی ہونا چاہیئے۔

نخستیں در رہ اخلاص را تحریر نمودی
خدا میداند و میدانم اجر تو ہم دانی

پہلے تم نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ سو اس امر کو اللہ جانتا ہے یا میں جانتا ہوں یا تم جانتے ہو۔

چہ حاجت شرح اخلاص و محبت در وفاداری
خموشی بہتر ست اینجا زباں دارد زبان رانی

وفاداری میں اخلاص و محبت کی شرح کی ضرورت نہیں۔ یہاں پر خموشی شرح حال سے مضمون کو ادا کرتی ہے۔

بشارتہائے پے در پے کہ عرضی رقم کردی
مبارک باشدت ہر یک ز تحریرات عرفانی

وہ بشارت، جس کا ذکر اس عرضی میں بار بار گیا ہے۔ وہ تمہیں تحریرات عرفانی سے ایک ایک کر کے مبارک ہوں۔

ز روئے کشف بنوشتی کہ میمونے ز خود دیدم
بجو آواز من جدا گردید ہرگشت نورانی

تم نے اپنے کشف کے لحاظ سے یہ لکھا ہے کہ میں نے اپنے آپ سے ایک شکل نکلتی ہوئی

دیکھی جب وہ مجھ سے جُدا ہوئی نورانی ہوگئی۔

باندک وقت آں ہمہ دوں برابر چشم خود دیدم
کہ شکل او بظاہر ہم چو شکل بود انسانی

تھوڑے وقت بعد میں نے اسے ظاہری آنکھوں میں دیکھا کہ اس کی شکل انسانی ہوگئی۔

ضمیر پاک سازم را چناں ظاہر شد از معنیٰ
کہ نفس کافرت آوردہ روئے بر مسلمانی

میرے پاک ضمیر میں یہ آتا ہے کہ تمہارا نفس کافر اب مسلمانی کا رُخ کئے ہوئے ہے۔

ہمہ از فیض پیرانِ طریقت می تواں گفتن
نمی آید بدست کس چنیں معنی بآسانی

یہ سب کچھ تمہیں پیرانِ طریقت کے فیض سے حاصل ہوا ہے۔ ایسی بات کسی کو بآسانی حاصل نہیں ہو سکتی۔

جناب سرورِ دیں بہ کشف خود اگر دیدی
ازیں دولت چہ بہتر اے برادر بر تو ارزانی

اگر تم نے اپنے کشف میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے، تو بس پھر بھائی جان اس سے بڑھ کر اور کیا دولت ہوگی۔

مجدد الف ثانی را بہ کشفِ خود اگر دیدی
رہیدی از بلاہائے خدا اداہٖ پریشانی

اگر تم نے اپنے کشف سے مجدد الف ثانی کی زیارت کی ہے، تو سمجھو کہ تم پریشانی اور بلاہائے خدا سے نجات پا گئے۔

ز تاثیر توجہ فیض باطن بود ایمائی
چہ مشکل باشد از فیض عموم پیر عرفانی

توجّہ کی تاثیر سے فیض باطنی حاصل ہوا کرتا ہے۔ سو یہ بات پیر خدا شناس کے عام فیض سے کچھ مشکل نہیں۔

تو ہم اولاد آں شاہباز بالا سیر لاہوتی
کہ خود را کردہ است از شوق بہر دوست قربانی

تم بھی لاہوتی سیر د شاہباز کی اولاد ہو، جس نے اپنے آپ کو بہ سبب شوق دوست کے واسطے قربان کر دیا ہے۔

زما ہم دمبدم یاد آوری خاطرت باشد
کہ دلہا را بدلہا راہ می باشد بہ پنہانی

ہم ہی تمہیں دم بدم یاد کرتے ہیں مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوا کرتی ہے۔

بوصل دوست آسان نیست تا واصل شود انساں
بغیر از رنگ زرد و آہ سرد و چشم گریانی

دوست کا وصل حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بغیر زرد رنگ، سرد آہ اور روتی ہوئی آنکھ کے انسان واصل نہیں ہو سکتا۔

بر فعت خویش را دیدی بکشف فایض مردم
شود قدرت بلند از پیش تو در سلک خدا دانی

پھر جو تم نے کشف میں اپنے آپ کو بلند اور لوگوں کو فیض پہنچانے ہوئے دیکھا ہے۔ سو سلک خدا دانی میں تمہاری قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔

زوال در عین عرضی من تحریر بنمودی
اثر شاید نمودت ظاہر از فیض سبحانی

اپنی عرضی میں جو تم نے زوال عین لکھا ہے۔ شاید فیض سبحانی نے ظاہر اثر دکھلایا ہو۔

بقدر خود اعتقاد کہ داری بر من عاجز

بحمد اللہ چہ دولتہائی عنایت کرد ربّانی

جس قدر تمہیں مجھ عاجز پر اعتقاد ہے اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ اُسی قدر اللہ تعالےٰ نے تمہیں دولتیں عنایت فرمائی ہیں۔

نصیحت بشنو از من ہمچو دُر در گوشِ خود جا دِہ
اگر در یافتن بر لب بنہ مہر سُلیمانی

میری نصیحت کو سُن کر موتی کی طرح کان میں پہن لو۔ وہ یہ کہ اگر تمہیں عرفان کا موتی ہاتھ آگیا ہے تو اپنے لبوں پر مہر سلیمانی لگا دو۔

کس از کشف و کرامت ایں قدر ظاہر نمی سازد
بکس ظاہر مکن باما من اُسرار پنہانی

کوئی شخص اس قدر کشف و کرامت کو ظاہر نہیں کرتا۔ مجھ سے یا کسی اور پر یہ اسرار پنہاں ظاہر نہ کرنا۔

ہمیں معنیٰ نشان پختگی را میکند باطل
چرا مانند طفلاں میشوی مشہور در نادانی

یہی بات (یعنی بھید کا ظاہر کرنا) پختگی کو باطل کر دیتا ہے۔ تم اپنے آپ کو بچوں کی طرح کیوں نادانی میں مشہور کرتے ہو۔

مکن باور کہ ایں نفس سگ آمارہ عاجز شد
بود چند مکرہا در پردہ زیر کاہ پنہانی

یہ ہرگز یقین نہ کرنا کہ نفس امارہ کا کتّا عاجز ہو گیا ہے۔ بلکہ اسے تنکوں تلے آگ سمجھنا۔

فریبِ نفس سرکش را مخور اے سادہ دل بشنو
کہ صنعان شیخ کامل کردہ خوکاں را نگہبانی

اے سادہ دل! نفس سرکش کے فریب میں نہ آنا سنو کہ شیخ صنعان جیسے کامل نے سوّر چرائے تھے۔

زحالِ شیخ برصیفان مگر نہ شنیدہ ہرگز
کہ او درچہ حال انداخت آں خطراتِ شیطانی

شاید تم نے نہیں سُنا کہ خطرات شیطانی نے شیخ صیفان کی کیا حالت بنادی، جب کہ اس نے شیخ کے حالات اس قسم کے پائے۔

بباعورا مگر کاندر زمان حضرتِ موسیٰؑ
بہ پیغمبر دعائے بد نمود از شرِ شیطانی

بلعم باعور نے حضرت موسیٰؑ کے وقت میں شر شیطانی سے (مغلوب ہوکر) پیغمبر وقت کے حق میں کیا دعائے بد کی۔

الٰہی جملہ مومن را ز شرِ نفس امّارہ
بہ فضل خود مرا ہم از فریب نفس بُرہانی

اے پروردگار! تمام مومنوں کو نفسِ امّارہ کے شر سے بچا۔ اور مجھے بھی اپنے فضل وکرم سے فریبِ نفس سے آزاد کر۔

زباں تنادغزل یک دم نشیں برسند شیخی
حدیثِ مخبر صادق بخواں وقصّہ کیدانی

غزل کے گانے سے ایک دم سند شیخی پر بیٹھ۔ مخبرِ صادق کی طرح حدیث وقصہ کیدانی پڑھ۔

بخواں وصرف بہائی را وتصریف مجرد را
نہ خواں درگوش مردم صفحہائے زنجانی

صرف بہائی اور تصریف مجرد کو پڑھ، لیکن زنجانی کے صفحات لوگوں کو نہ سُنا۔

زصاحبزادہ ہا را باد سلامی آں برادر را
سلامے آں برادر ہم رسید از فضلِ ربّانی

صاحبزادوں کی طرف سے اس بھائی کو سلام، اس بھائی کا سلام بھی فضل ربّانی سے

پہنچ گیا ہے۔

زا حقر آں سلامی آں رہبرِ شمع ہدایت را
کہ دارد رشتہ اخلاص محکم چوں سُلیمانی

مجھ احقر کی طرف سے اس شمع ہدایت کے راہبر کو سلام ہو۔ جو سلیمان کی اخلاص کا سلسلہ مضبوط رکھتا ہے۔

نعت شریف

خدا کی محبت کے ہیں راہنما — جنابِ محمد رسولِ خُدا
محمد ہے مرغوب دنیا و دیں — محمد ہے مطلوب اہلِ یقیں
محمد ہے معشوقِ پروردگار — محبت کا رکھا ہے جس پر مدار
اُسی شمع کے سارے پروانے ہیں — اُسی گل کے سب لوگ دیوانے ہیں
عباں نور کثرت محمد سے ہے — کہ اظہار وحدت محمد سے ہے

نبی سے محمد کی ہے ابتداء
اُسی پر ہوا خاتمہ عشق کا

چہار یارِ کبار کی منقبت

ابو بکر صدّیق رضؓ عالی جناب — کہ تھا اوج پر صدق کے آفتاب
شہنشاہِ عادل عمرؓ دادگر — بدریائے لطف و مروّت گوہر
خدا دوست عثمان رحیم و کریم — رہِ صدق و اخلاصِ پر مُستقیم

علی کرم اللہ وجہہ پہلوان شاہِ مشکل کُشا — محمد کا دلدار شیرِ خدا
غرض جتنے حضرت کے احباب ہیں — محمد کے وہ پیارے اصحاب ہیں
میرا ان پہ پہنچے درود و سلام — خدا اپنی رحمت کرے ان پہ عام
جہاں میں جتنی محمد کی آل — کرے ان پہ لُطف ایزد لایزال
خدایا میری ہان سے التجاء — طفیل محمد رسول خُدا
کروں جب میں دنیا سے عزمِ سفر — مرا خاتمہ ہووے ایمان پر
مرے تن سے جب جان جانے لگے — یہ دم اپنا جس دم ٹھکانے لگے
تیرا نام اس دم رہے بر زبان — تیرے غم میں آنکھیں ہوں گوہر فشاں
میرا نیک ہو خاتمہ یا اِلہٰ — بحق محمد رسالت پناہ

الٰہی میری عاجزی کر قبول
نہ رکھ مجھ دنیا و دین میں ملول

نوع دیگر

یہ کیا اچھا ہے سرورؐ کا حدیقہ — یہ کیا باغ و بہارِ اولیاء ہے
نہیں دخل خزاں کو اس بوستاں میں — کہ باغ اتقیا و اصفیاء ہے
کہاں ہے باغ کوئی اس کے ہمرنگ — کہ یہ گلزار فیض کبریاء ہے
یہ ہے سرسبز باغ عرفاں — کہ جس پر عندلیب دل سے فدا ہے
کہیں سبزہ کہیں غنچہ کہیں گُل — کہیں سنبل کہیں لالہ کھلا ہے
غرض روئے زمیں پر مثل فردوس — بنا سرور کا یہ بستاں سرا ہے

کہا رضوان نے بہرِ تالیف

کہ گوناگوں حدیقہ خوش نما ہے

*

غزل نوعِ دیگر

ختم جس دم یہ حدیقہ ہو گیا
ہو گیا تازہ شگفتہ لالہ زار

باغِ دُنیا میں نیا پھولا یہ پھول
رنگ پر آئی رنگیلی یہ بہار

کاٹ ڈالی باغباں دھرتی
جس قدر ہے گلشنِ عالم میں خار

بار بار آیا وہ اس کے سیر کو
غور سے دیکھا ہے جس نے ایک بار

اب تو لائق اس کا سال اختتام
لکھ گرامی تازہ گلشن بہار

*

غزل نوعِ دیگر

فرقت میں مرے دِل آزار خبر لے
ہوں سخت مصیبت میں گرفتار خبر لے

دے شربتِ دیدار مجھے آ کے مسیحا
ہوں نرگسِ بیمار کا بیمار خبر لے

کس قہر سے کاٹے ہیں تیرے ہجر میں دن رات
دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے

اغیار سے سُن سُن کر تیری گرمیِ صحبت
جی جلتا ہے اے غیرتِ گلزار خبر لے

دکھلا دے مجھے خواب میں اس ماہ کی صورت
بے چین ہے دل طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہے یہ وقت کہ ہے نزع میں رعنا
یا شیرِ خدا کل کے مددگار خبر لے

*

غزل نوع دیگر

تیغ کاری کوئی پڑ جائے نظر کے بدلے　　کاش ہو جائے شکست آج ظفر کے بدلے
صبح کو یار نے ہمراہ لیا طائرِ جاں　　کر گیا ذبح مجھے مرغِ سحر کے بدلے
دولتِ عشقِ حقیقی نے کیا مستغنی　　زردی رُخ مرے ہاتھ آ گئی زر کے بدلے
خرمنِ ہستی عاشق جو جلاتا ہے اُسے　　بجلیاں کان میں پہنی ہیں گوہر کے بدلے
جان گئی میں خبر آمدِ جاناں پہنچی　　پھر ہوا آج مقام اپنا سفر کے بدلے
رات دن فکرِ مضامین میں گذرتی ہے قبول
خوب تھی بے ہنری ایسے ہنر کے بدلے

+

غزل نوع دیگر

گر معالج مرا وہ عیسیٰ دوراں ہوگا　　حق میں مرے یہ مرادر دبھی درماں ہوگا
بزم میں وا جو نقابِ رُخِ جاناں ہوگا　　کوئی بے خود کوئی ششدر کوئی حیراں ہوگا
دست فریاد ہر اک قبر سے ہوئے گا بلند　　گذر اس کا جو سرِ گورِ غریباں ہوگا
کوئی غافل بھی ہے شاعر جو کسی نے پوچھا
بے دماغی سے وہ یہ کہنے لگے، ہاں ہوگا

+

غزل نوع دیگر

لب پہ وقتِ نزع آہوں کے شرارے رہ گئے　　اشکِ حسرت آ کے مژگاں کے کنارے رہ گئے

صف میں کشتوں کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے — چل چکے بجھے منزلِ ہستی سے بارے رہ گئے

بالاپن اس طفل کا گذرا بڑھے منت کے طوق — کان میں بالے نہیں پر گوشوارے رہ گئے

شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ زلفوں میں غیر — چلتے چلتے ہی سرِ عاشق پہ آرے رہ گئے

بزمِ خوباں اُس کے جانے سے ہے آنکھوں میں سیاہ؟ — ماہِ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے

پہنچے یارانِ عدم سب منزلِ مقصود پر — ہم سرِ راہِ عدم حسرت کے مارے رہ گئے

فارسِ گلگوں خوبی کو خراماں دیکھکر — جو کڑی بھولے ہرن رم سے چکارے رہ گئے

اور ہی قطرے میں گل رؤیوں نے اب کلیوں میں گل — سادے سادے پائجاموں کے غرارے رہ گئے

آتشِ عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی — مرتے مرتے ایک دو باقی شرارے رہ گئے

دین و ایماں جان و دل رعنا سب صدقے گئے
دیدہ گریاں مگر حسرت کے مارے رہ گئے

غزل نوعِ دیگر

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے — اس زلف کی بو د سونگھنے سودا ہے تو یہ ہے

قینچی نہیں چلوائی مرے نامے نے کس پر — پر دار کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

کچھ سرو کا رتب ہی نہیں قد سے تیرے پست — شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہے تو یہ ہے

ملتا جو نہیں یار تو ہم بھی نہیں ملتے — غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہے تو یہ ہے

اے نورِ نظر معجزہ حسن سے تیرے — اندھے بھی کہیں گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو دیدار کا پردہ نہ کرے یار — عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہوں جو آنکھیں تو رخِ یار کو دیکھیں — نظارے کے قابل جو تماشا ہے تو یہ ہے

مضمون دہنِ یار کا کیا فکر سے نکلے — لا حل جو معموں میں معما ہے تو یہ ہے

گرِ یادِ صنم دل میں ہے گر یادِ الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے، کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق و مئے و خانہ خالی و شبِ ماہ
عاشق کے لئے حاصلِ دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیوں کر غل و زنجیر پہنئے
سرکارِ جنوں کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو دل عشق کی خاطر
مئے ہے تو یہ ہے اور مینا ہے تو یہ ہے

دیوانہ قد کے کبھی نالوں کو تو سنیئے
ہنگامہ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہنِ یار دلیلوں سے گر آتش
حجت جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

غزل

شاخِ گل پر کب چہکتے ہیں یہ مرغانِ بہار
شکر کرتے ہیں گلستاں میں غزل خوانِ بہار

گل کھلے ہیں موسمِ گل میں ہے سامانِ بہار
عندلیبوں کو ہے لازم شکرِ احسانِ بہار

چاہیئے غنچے بلائیں لیں تصدق ہو نسیم
طشتِ گل میں دھوتے شبنم پائے مہمانِ بہار

گل ہے ساغر بادہ شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحنِ گلشن بہرِ مستانِ بہار

جوشِ مستی سے ہوا جوشِ جنوں کیونکر نہ ہوں
نشترِ فصاد کانٹے بہرِ مرغانِ بہار

رقصِ کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن
نرگسِ گلزار کا لقب ہے حور و غلمانِ بہار

ہر روش گلدستۂ گل اس سے ہیں آراستہ
تختۂ گلزار ہے اورنگِ سلطانِ بہار

برگ و بر کا ذکر کیا، ہیں خار تک زیرِ نگیں
کشورِ گلزار میں جاری ہے فرمانِ بہار

عندلیبوں کو گلوں سے ہم آغوشی ہے نصیب
وصل اب بے واسطہ ہے بہرِ مرغانِ بہار

فصلِ گل میں توبۂ مل سے ہے رعنا الم
بے مئے و ساقی ہے سب برباد سامانِ بہار

غزل

کہتے ہیں سن کے تذکرے مجھ غم رسیدہ کے — افسانے کون سنتا ہے حال شنیدہ کے
کیا اپنی مشتِ خاک کی ہم جستجو کریں — ملتے نہیں ہے نشان غبار پریدہ کے
میں خاک بھی ہوا نہ کسی اور میں کہاں — غصے وہی رہے میری دامن کشیدہ کے
جو تم میں بات ہے وہ کسی اور میں کہاں — جلوے کچھ اور ہی ہیں گلِ نو دمیدہ کے
سیلاب چشم تر سے زمانہ خراب ہے — شکوے کہاں کہاں ہیں مرے آبِ دیدہ کے
کچھ انتہا نہیں ہے کہاں تک سنائیے — قصے دراز ہیں دلِ نا آرمیدہ کے
قطرے ملے جو تیرے پسینے کے گلبدن — خواہاں نہ رہے لوگ گلاب چکیدہ کے
آہوں کی دھوم ہے کہیں نالوں کے غلغلے — سامان نئے ہیں روز ترے غم کشیدہ کے
آرام گاہ اشک ہے ویراں اے جنوں — دامن ہیں تار تار قبائے دریدہ کے
او مست ناز کیف یہ تیرے سخن میں ہے — دھوکے کلام پر ہیں شراب چکیدہ کے
لو آشیاں تن کی طرف میل تک نہیں — دیکھو مزاج طائرِ رنگ پریدہ کے
دیوان میں وصف ہے عرقِ جسم یار کا — مضمون کہاں کہاں ہیں گلاب چکیدہ کے

مژگاں سے بچ نسیم کہ ابرو کے پاس ہیں
یہ تیر بے خطا ہیں کمان کشیدہ کے

غزلِ دیگر

تم سے کیا تشبیہ دوں فکر دُوئی یک سو نہیں — ماہِ نو ابرو نہیں ہے ماہِ کامل رو نہیں
اس قدر مفلس ہوا ہوں دے جو گوہر سے مثال — مدتیں گذریں کہ میری آنکھ میں آنسو نہیں

آدمی کیا ہو گیا ہمزاد بھی تیرا مطیع
اے پری! کس کس پہ تیرا سایۂ جادو نہیں

ربطِ باہم کے مزے باہم رہیں تو خوب ہیں
یاد رکھنا جانِ جاں گر میں نہیں تو تو نہیں

آنکھ کے تل کی سیاہی مشک سے ہے کچھ زیاد
کس طرح اس کو کہیں ہم نافۂ آہو نہیں

یہ وہ سم ہے آتے آتے جو زبان تک جان لے
نوش کے قابل لعابِ افعیٔ گیسو نہیں

طوق ہو کر رہ گئی ہے ہاں کسی کی یہ نگاہ
حلقۂ نظارہ ہے یہ حلقۂ گیسو نہیں

بے ادب قائل نہ ہو تیغِ نگہ بس ہے ہمیں
سینہ اپنا آشنائے زحمتِ زانو نہیں

نوجوانوں کے سبب سے یارِ دیرینہ چھٹے
مدتیں گذریں کہ دل کو صحبتِ پہلو نہیں

ہیں وہ وحشی ہوں کہ بعد از مرگ بھی میرا غبار
کون سے دن طوطیائے دیدۂ آہو نہیں

ظاہر و باطن میں ہے روزِ ازل سے اتحاد
کوئی گل ایسا نہیں ہے کہ جس میں مطلق بو نہیں

کینۂ صیاد سے کیسی سبکدوشی ہوئی
سر نہیں گردن نہیں سینہ نہیں بازو نہیں

تیرہ بختوں کو شہادت کا اشارہ خال ہے
کچھ تو یہ ہے بے سبب نقطہ تہِ ابرو نہیں

ہر کدورت سے مصفا ہے لباسِ عاجزی
یہ وہ جامہ ہے کہ جو محتاجِ شست و شو نہیں

کیا کریں بے اختیاری سے نہیں کچھ اختیار
آپ پر قبضہ نہیں ہے موت پر قابو نہیں

کس گھڑی ہے ہم کو فرصت یادِ حق سے اے نسیم
کون سا دم ہے جو لب پر اپنے ذکرِ ہُو نہیں

غزل دیگر

میرا خوں اس پہ ناثابت نہ ہو مکار روتا ہے
مجھے مارا ہے ظاہر میں وہ عیار روتا ہے

میں اس صحرائے وحشت میں ہوں برگشتہ اے دلبر!
کہ چشمِ آبلہ سے ہر قدم ہر اک خار روتا ہے

بلا بھیجا ہے محبوبِ حقیقی نے چلا ہوں میں
ہنسی آتی ہے مجھ کو جب کوئی غمخوار روتا ہے

مرض اُلفت کا ہے تو مانع گریہ نہ ہو ناصح
مسلّط چشمہ ہو جاتا ہے، یہ آزار روتا ہے

میری گردن جُھکا دینے سے رحم آیا ہے قاتل کو
وُہ خود بے رحم کٹ کھینچے ہوئے تلوار روتا ہے

بہت اس کوچے میں نالاں رہا لیکن نہ یہ پوچھا
کوئی آفت رسیدہ کیا پس دیوار روتا ہے

ہمیشہ ہجر کا غم ہے تصوّر وصل کا گا ہے
جو دل اک بار ہنس دیتا ہے تو سو بار روتا ہے

مری حالت پہ دل بگڑا ہے تیور میں مگر کڑے
ترحم سے گلے ملتا نہیں پر یار روتا ہے

تیرے بیمار کو تیرے سوا صحت ملے کس سے
مسیحا کا بھی کچھ چارہ نہیں ناچار روتا ہے

مقابل ہو کے روتا ہے تو پھر تھم تھم کیوں رو دل
ہمارے کھیل میں کیا ابر دریا بار روتا ہے

دُعائیں مانگ کر ہنسنے پر اس کی موت مانگی تھی
خدایا اب جلا مجھ کو مرا دلدار روتا ہے

قبول اس دہر کو غفلت کدۂ جان اور نہ ناخوش رہنا
جو غافل ہے وہ ہنستا ہے یہاں ہوشیار روتا ہے

غزلِ دیگر

مرگ اغیار لب پہ لا نہ سکا
وہ قسم ہوں جو یار کھا نہ سکا

اس قدر ضعیف تھا کہ تیرا ناز
تھی تمنا مگر اٹھا نہ سکا

مر کے ٹھنڈا کہیں نہ ہو جائے
اس لئے وہ مجھے جلا نہ سکا

بخل دیکھو تو میری تربت پر
ایک آنسو بھی وہ گرا نہ سکا

اُٹھ نہ جائے رقیب محفل سے
مجھ کو پہلو میں وہ بٹھا نہ سکا

تھا جو اشک عزیز خاطر میں
دیدۂ تر مجھے بہا نہ سکا

حسن تیرا وہ ماہِ تاباں تھا!
ابر گیسو، جسے چھپا نہ سکا

دارِ فانی مقام لغزش ہے
کوئی اپنا قدم جما نہ سکا

نہ ملا کوئی وقت تنہائی — حالِ دل یار کو سنا نہ سکا

جانتا تھا پڑے رہیں گے وہیں — اس لیے یار گھر بتا نہ سکا

نہ منا لڑکے وہ بہت چاہا — ایسے بگڑے کہ پھر بنا نہ سکا

دیکھ کر بد دماغیاں ان کی — نامہ بر خط میرا پڑھا نہ سکا

کس طرح عرض مدعا کرتا — غیر کو پاس سے ہٹا نہ سکا

آرزومند رہ گیا مجنوں — میرے آگے فروغ پا نہ سکا

کینہ شوق رقیب تھا اے دوست — کہ طبیعت سے تیری جا نہ سکا

کیا ندامت ہوئی ہے قاتل سے — ناز خنجر گلو اٹھا نہ سکا

خوف تھا غش انہیں نہ آجائے — میں شگافِ جگر دکھا نہ سکا

ناتوانی تھا نسیم اس درجہ
کہ وہ زنجیرِ پا ہلا نہ سکا

غزل دیگر

نطفہ را انساں تو اے خلاق اکبر ساختی — قطرہ را گوہر نمودی خاک را زر ساختی

گاہ برّ را بحر کردی بحر را بر ساختی — گاہ تر را خشک کردی خشک را تر ساختی

مہر تاباں ساختی و ماہِ انور ساختی — شمع حسن خود بہر محفل منور ساختی

تابع فرمان خود کردی شہاں ملک را — گاہ دارا ساختی گاہے سکندر ساختی

اہل دولت را گہے کردی تو درویش فقیر — تنگدستاں را بمال و زر توانگر ساختی

گمرہان راہِ الفت را تو گشتی رہنما — خاکسارانِ جہاں را کیمیا گر ساختی

آب و آتش را تو کردی قائم اندر یک مقام — برق را آتش فشاں و ابر را تر ساختی

بے ستون قائم تو کردی سقف چرخِ نیلگوں — صورت ایں خانہ بے دیوار و بے در ساختی

گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار — گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی

در دلِ ہر سوختہ دل سوز دل کردی فزوں — گوہر افشاں در غمت ہر دیدۂ تر ساختی

کردہ تحریر دیوان در زبانِ پارسی

منسلک ہندی نظم ایں سلک گوہر ساختی

+

نظم

پھر محبت میں مزا آتا ہے — کیوں نہ کھائیں ہمیں غم بھاتا ہے

پھر کھجاتی ہے ہتھیلی دیکھوں — سیم تن کون سا ہاتھ آتا ہے

مدد اے کشمکش شوق کہ پھر — دل کہیں کھینچے لئے جاتا ہے

دل سے مطبوع مکاں میں ہر دم — جی پھر اب صبر کا گھبراتا ہے

عشق کی زمزمہ سنجی ہے — ولولہ ناک میں دم لاتا ہے

کس کی چشمک سے ہے اختر شمری — فلک آنکھیں مجھے دکھلاتا ہے

ہے غم پردہ نشیں جو ناصح — پھر زباں کھولنے سے شرماتا ہے

کس سے پھر وعدۂ وصلت ہے کہ دل — میرے ملنے کی قسم کھاتا ہے

پھر ہوں دیوانہ بے خود کس کا — خار تلوے میرے کھجلاتا ہے

پھر دل اک بت کو دیا مومن

کب وہ ان باتوں سے باز آتا ہے

+

غزل

جب سنو مشورہ ہے خلوت ہے　　یار کوئی بھی وقت فرصت ہے
تجھ سوا اور کس سے الفت ہے　　جھوٹ بہتان مجھ پہ تہمت ہے
خوش رہو تم وطن میں اہلِ وطن　　ہمیں سیرِ دشت غربت ہے
جان مدّت سے نذر فرقت کی　　اے اجل تجھ سے کیا ندامت ہے
مرض عشق کی شفا ہے موت　　غسل میّت بھی غسل صحت ہے
اپنے دیوانوں سے یہ اکڑ چلنا　　اوپری کوئی آدمیت ہے
روڑھی روڑھی نہ کیجیے باتیں　　ابھی تو بھولی بھولی صورت ہے
یوں خوشامد سے کچھ کہے کوئی　　سچ یہ ہے کتنا بے مروّت ہے
لاکھ بار اس طرح سے گذرا تو　　دفن جس جا شہید اُلفت ہے
فاتحہ در کنار یہ نہ کہنا　　مر گیا کون کس کی تربت ہے
یار صورت نہیں دکھاتا رشدؔ
کون سی زندگی کی صورت ہے

+

ایضاً

زبان غیر سے جب نام تیرا میری جان نکلا
لگی اک آگ تلوؤں سے کہ بس سر سے دُھواں نکلا
زمین میں گڑ گیا خجلت سے سرو اے قُمری
خراماں باغ میں جس دم میرا سرو رواں نکلا

فلک کے ہاتھ سے جس سرزمین پر بھاگ کر پہنچا
یہی واں بھی زمین پائی یہی واں آسمان نکلا

نہ دیکھی سرزمین ایسی نہ ہووے آسمان جس جا
مگر طبقہ زمین شعر کا بھی آسمان نکلا

نہ دکھلایا کسی دن بوند بھر پانی پسینے نے
ترا چاہ ذقن اے جانِ جاں! اندھا کنواں نکلا

دلا کش دشت پر آفت میں تنہائی چلا مجھ کو
کبھی اس راہ میں ہو کر سلامت کارواں نکلا

بڑا رتبہ بیاں کرتے تھے حاجی سنگ اسود کا
کیا تحقیق تو اس بت کا سنگِ آستاں نکلا

ترے عشاق کو پرواز دیکھے فقر والوں کے
مقام پختہ کارانِ محبت لامکاں نکلا

جہاں تک ہو سکے تجھ سے ستم کر آسماں مجھ پر
زباں کو کاٹ ڈالوں گا جو حرف اَلْاَمَاں نکلا

خوشا طالع ترے اے پیر کنعاں واہ رے قسمت
کہ تیرے صُلب کی دولت سے یوسفؑ سا جواں نکلا

تن خاکی میں دیکھا روح کو تو اک مسافر ہے
گماں تھا صاحب خانہ کا جس پر میہماں نکلا

خلش موجود ہے سینے میں اس کے تیر مژگاں کی
جگر کے رند کے عیسیٰؑ نفس! کانٹا کہاں نکلا

غزلِ دیگر

تیرے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برقِ طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو

نکلتا ہی نہیں آئینہ خانے سے باہر
غرورِ حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو

گلے میں یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو

گواریاں دل دشمن کے بھی شکست نہیں
ہمارے کفش سے مورے کو بھی گزند نہ ہو

زیادہ بوسے سے دشنام میں حلاوت ہے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

غرور کھوتی ہے تعلیم خاکساروں کی
اُگے جو سرو میری خاک سے، بلند نہ ہو

برابر اس کے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفریں نکلے
وہ گوش کر ہوں جو آتش سخن پسند نہ ہو

غزلِ دیگر

اس نیک کی ثنا میں جو صرف رقم ہوا
خنجر زبان بن گئی نیزہ قلم ہوا

گستاخ ہاتھ گردنِ دل بر میں خم ہوا
قد ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا

بے یار خانہ باغ بیمار ہوگیا
پھولا جو غنچہ، میں نے یہ سمجھا ورم ہوا

وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا
دیکھیں گے روٹھے یار جو آنکھوں میں دم ہوا

دنیا میں نیک سے ہے فزوں بد کا امتیاز
کیا کیا گراں نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا

نقش دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل
کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا

چرخ کہن نے داغ کیا اندر دل مدام
دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا

نکلے نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ، چھوٹا کمان سے تیر تو ہم پر کرم ہوا
چرخ کی سے بھی کیا کبھی نہ ہم کو سرافراز قاتل کی تیغ میں نہ تواضع کا خم ہوا
آثارِ عشق آنکھوں سے ہونے لگے عیاں بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا
راحت سے ایک دن نہ ہوا عشق میں بسر غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا
دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہیں قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و دہم ہوا

غزل دیگر

یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
زالِ دُنیا ہے عجب طرح کی علامہ دہر مردِ دیندار کو بھی دہریہ کر دیتی ہے
تیرہ بختی میری کرتی ہے پریشان مجھ کو تہمت اس زلف سیاہ فام پر دھر دیتی ہے
بڑھتی جاتی ہے جو مشق ستم اس ظالم کی کچھ محبت میری اصلاح مگر دیتی ہے
تپ دل شمع کی جب کم نہ ہوئی تب ناچار اس کو کافور سفیدی یہ سحر دیتی ہے
کوئی غمخوار نہیں میری طرف سے اے ذوقؔ!
کان اس کے میری فریاد ہی بھر دیتی ہے

غزل دیگر

کچھ تو تاثیر کرے سحر بیانی میری کیا کہوں وہ نہیں سنتا ہے کہانی میری
کوئی کہتا ہے میرا حال کوئی سنتا ہے عشقِ جاناں میں ہے مشہور کہانی میری

خون عاشق کا بھی دھونے سے کہیں چھٹتا ہے — رہ گئی خنجرِ قاتل نشانی میری

بحرِ ہستی میں حباب لب جو ہوں لاریب — ہے فنا سامنے بنیاد ہے فانی میری

آہ کے تیر تیرے سینہ سے کیا کیا گذرے — دیکھی اے ترک فلک سخت کمانی میری

اپنے کوچے میں جگہ دے نہ مجھے باد فنا — جان لی تم نے، مگر قدر نہ جانی میری

یہی لکھ بھیجو کہ خط بھیجنا منظور نہیں — قاصد آکہیو یہ پیغام زبانی میری

عشق نے گھیر لیا سن شباب آتی ہے — کٹ گئی آگ کے شعلوں میں جوانی میری

بس کر کوہ غم فرقت کے تلے دیکھے میرے — کوہ سے بھی ہے سوا لاش اٹھانی میری

میرے شعروں کی صفائی سے عدو کٹتے ہیں — تیغ ہے ان کے لئے سیف زبانی میری

نہ کیا ذبح، نہ کیا آزاد کیا مجھ کو قبول
ایک ہی بات نہ صیاد نے مانی میری

غزل دیگر

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ — ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر دیکھتے جاؤ

نسیم نو بہاری کی طرح آتے ہو گلشن میں — تماشائے گل سرو صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں یہ آواز آتی ہے — مسیحا ہو تو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر ہوئے جاتے ہیں صاحب کے — ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں وہ راہ میں اک تو کہتا ہوں جو ہو سو ہو — دکھا دو گھر مجھے اپنا، میرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو اس کا اشارہ بھی — کچھ اپنی تیغ ابرو کے جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں — خدا کے واسطے بہر پیغمبر دیکھتے جاؤ

کوئی ان سے کہے منہ پھیر کر کیوں قتل کرتے ہو — تڑپتا ہے تمہارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہِ لطف کا شائق ہے تخت فوق کا عالم ۔۔۔ کبھی نیچے نظر ہوگا اوپر دیکھتے جاؤ
کبھی مِل جاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو ۔۔۔ دکھاتے ہو ہمیں شمشیر خنجر دیکھتے جاؤ
نقاب اک دن اُلٹ کر تم نے منہ سے یہ فرمایا ۔۔۔ جمالِ آفتابِ ذرّہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے منہ آتشؔ جو کچھ درپیش آجائے،
دکھاتا ہے جو آنکھوں سے مقدّر دیکھتے جاؤ

غزل دیگر

جاتے تھے صبح رہ گئے بے تاب دیکھ کر ۔۔۔ طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھ کر
پایا جو دشمنوں نے تیرے پاس اعتبار ۔۔۔ آنکھیں مجھے چُراتی ہیں احباب دیکھ کر
بہ تشنہ کامی نگہ گرم دیکھنا ۔۔۔ حیرت سے رو دیا طرف آب دیکھ کر
تو بہ کہاں کدورت باطن کی ہوش تھی ۔۔۔ غش ہو گیا میں رنگ رباب دیکھ کر
اُٹھی نہ نعش بھی تیرے کوچے سے بعد قتل ۔۔۔ ہم رہ پڑے زمین کو شاداب دیکھ کر
روئے وہ میرے حال حیران پر کیوں نہ ہوں ۔۔۔ آنکھیں بھی کھل گئیں در نایاب دیکھ کر
شوقِ وصال دیکھ کے آیا عدو کے گھر ۔۔۔ سوجھا نہ مجھے شب ماہتاب دیکھ کر
بیٹھے ہیٹے تمیز عشق و ہوس آج تک نہیں ۔۔۔ وہ چھپتے پھرتے ہیں مجھے بیتاب دیکھ کر

مومنؔ یہ تاب کیا کہ تقاضائے جلوہ ہو
کافر ہوا میں دین کے آداب دیکھ کر

غزل دیگر

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا ۔۔۔ جواب نامہ میرے بعد یہ جواب آیا

گئی طفلی تو پھر عالمِ شباب آیا   گیا شباب اب موسم خضاب آیا

میں شوقِ وصل میں کیا میل پر شتاب آیا   کہ صبح ہند میں تھا شام پنجاب آیا

ہوا جب اہلِ زمانہ کی طینتوں میں فرق   سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا

نہیں وہ کعبہ کی ہو دید حشر پر موقوف   جو کوئی یاد میں پہنچا وہ کامیاب آیا

چلے بُراق پر وہ احمد تو سدرہ پر جبرئیلؑ   کمال شوق سے تھامے ہوئے رکاب آیا

کٹا تمام روز مصیبت خدا خدا کر کے   یہ رات آئی کہ میرے سر پر عذاب آیا

اُتار دو جوڑا کھلے بندوں شوق سے سوؤ   شبِ وصال میں کیوں آپ کو حجاب آیا

جمالِ یار لڑکپن میں آفتاب جان ہے   کوئی جھکائے گا یوسفؑ اگر شباب آیا

جواب منکر نکیریں کو میں کیا دوں گا   نہ ان کے پاس سے گر نامہ پر جواب آیا

کہاں ہے، اوس کو عبث ڈھونڈتے ہو پہلو میں   تمہارے کوچے میں مدت سے اس کو داب آیا

کسی کی تیغ تغافل کا میں وہ کشتہ ہوں   نہ جاگا تیرے سر پہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ میری رعب حسن سے رُخ پر   اگرچہ ہے سامنے میرے وہ بے نقاب آیا

گیا بہشت میں عصیان بے حساب ہے میں   خدا نہ حشر کے دن بر سرِ حساب آیا

ہمیشہ صورتِ انجم کھلی رہیں آنکھیں   فراقِ یار میں کس رات مجھ کو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن   وہ چہرے پہ جب ڈال کے نقاب آیا

ہوئے جو دیدۂ گریاں سے اپنے اشک رواں   گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا

بنا بہ صورتِ لیلیٰ بہ صورت تصویر   کبھی جو قیس کی آنکھوں میں شب کو خواب آیا

وہ تند در نج ہے اسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملو گے ہاتھ اگر بر سرِ عتاب آیا

+

غزل

بے مزہ ہو کر نمک کو بے وفا کہنے کو ہیں
گئے کھل زخموں کے منہ کس کو بڑا کہنے کو ہیں

سب جفا جو اس ستم گر کے سوا کہنے کو ہیں
جن کو چرخ و مرگ کہتے ہیں سنا کہنے کو ہیں

نالہ ہی نکلے ہے گو ہم مدعا کہنے کو ہیں
لب نہیں کہنے میں اب کیا جائیں کیا کہنے کو ہیں

تیری تیغ دو دشنہ کے کیوں لب پہ چھالے پڑ گئے
گرم خونی کا میرے کیا ماجرا کہنے کو ہیں

دوست کرتے ہیں ملامت غیر کرتے ہیں گلہ
کیا قیامت ہے مجھی کو سب بُرا کہنے کو ہیں

ترجمان التماس شوق ہے تغیّر رنگ
جو زبان شمع عاشق بے صدا کہنے کو ہیں

جل گیا ہے دل تو بھی اٹھتا ہے دھوواں سر کر اب
مرتبہ ہم اس چراغ کُشتہ کا کہنے کو ہیں

دیکھنا کس حال سے کِس حال کو پہنچا دیا
بخت تیرے عاشقوں کے نارسا کہنے کو ہیں

ایک دن کو تو زبان شعلہ دو تیغ قرض دے
قصۂ شبہائے غم روز جزا کہنے کو ہیں

شکوہ حرفِ تلخ کا یا شور بختی کا گلہ
ہم جو کچھ کہنے کو ہیں سو بے مزا کہنے کو ہیں

میں گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سُن غیروں کی بات
ہیں ہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں

وہ نہیں آتے نہ آویں مرگ ظالم! تو تو آ
یاں وہ لب شوق و تمنا مرحبا کہنے کو ہیں

غیر سے سرگوشیاں کر لیجئے پھر ہم بھی کچھ
آرزوہا دل رشک آشنا کہنے کو ہیں

تیغ غمزہ کو نکالے جلد سنگ سُرمہ پر
حرف مطلب آرزو مند جفا کہنے کو ہیں

ہو گئے نامِ بُتاں سُنتے ہی مومن بے قرار
ہم نہ کہتے تھے کہ حضرت پارسا کہنے کو ہیں

غزل دیگر

اس کا مقتول ہوں میں جس کا بدن دھرا ہے
گو اکہرا ہے میرا جسم کفن دوہرا ہے

ہم سے اقرار تھا آنے کا گیا غیر کے گھر
تجھ سے شکوہ مجھے اے عہد شکن دوھرا ہے

رنگ ہے پر نہ وہ پیچ اور نہ وہ بو تجھ میں
فوق اُن زلفوں کو اے مشک ختن دوہرا ہے

کوئے جاناں میں گیا ہے تو عدم کا ہے کوچ
روح ایک اور سفر اے اہل وطن دوہرا ہے

باغ میں سیر رخ یار یہی ہے مدت بعد
آج پھولا ہوا نظروں میں چمن دوہرا ہے

بکھری زلفوں میں جو ہیں چاند سے دونوں عارض
ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چاند گہن دوہرا ہے

ہوش بیہوش کو آجاتا ہے ہوشیار کو غش
ایک ہی پر مزہ سیب و ذقن دوہرا ہے

قد موزوں سے مکرر خجالت پایا
آج تو کس لئے اے سرو چمن دوہرا ہے

کان تک پہنچا تو عارض سے ملی اور چمک
اب میں آگے سے اب وہ دُرّ عدن دوہرا ہے

خارِ غم سینے میں اور پاؤں میں صحرا کے خار
غم یاد وطن و اہل وطن دوھرا ہے

کوئے جاناں کی فضا ہے نہ یہاں جاناں ہے
دشت غربت میں اے اہل وطن دوہرا ہے

شمع فانوس سے روشن وہ سراپا ہے قبول
گو کہ دوہر تلے پنہاں وہ بدن دوہرا ہے

غزل دیگر

اُٹھا سکے نہ مصیبت فراقِ یار میں روح
نکل گئی تنِ لاغر سے انتظار میں روح

نہیں ہے گور کی تنگی سے ہمیں کچھ وحشت
نکل نہ جائے کہیں تیرے انتظار میں روح

ہزار مرتبہ تجھ پر فدا میں کر دیتا
اگرچہ ہوتی میری پیاری اختیار میں روح

جو آتا ہو تجھے مدنظر تو آ ظالم
رہے گی بعد فنا کے یہی کوئے یار میں روح

جو آئی نزع کے عالم میں وہ مسیح جمال
مریض عشق کے آجائے جسم زار میں روح

ترے فراق میں یوں زندگی گذرتی ہے
ہے قرب قلب کو پیاری اور انتظار میں روح

اس کے حکم میں موت و زندگی محبوب
حقیقتاً ہے دستِ کردگار میں رُوح

+

غزل

یاد گر میں تجھے کوئی کیونکر مضطر نہ کرے — اے پری تیری طرح دل میں کوئی گھر نہ کرے
تیری پلکیں کہیں یاد آئیں نہ مجھ وحشی کو — اور بے خود مجھے فصّاد کا نشتر نہ کرے
صبحدم چونک کے آنکھ اپنی نہ وہ کھوئے پری — آئینہ جب تک سامنے سکندر نہ کرے
نوجوانو! یہ نصیحت ہے کسی عاشق کی — آگ میں کُود پڑے عشق کوئی پر نہ کرے
بے وفا کے لئے کی فرہاد نے کوہ کنی — دل کو شیریں کی طرح کوئی پتھر نہ کرے

کامیاب اور ہوئے، ہم رہے محرومِ قبول
کچھ ایسی کسی عاشق سے مقدر نہ کرے

+

مقولہ مصنف

بس عبدی ہن دس نہ رہیا ہتھ قلم نوں لاویں — آتی محبت دلبر والی نقطے چار لکھا دیں
شیریں سخن بہت لذیذے نے سوہنی شکل نورانی — کرن کلام زبانوں جیہڑی لکھدی قلم ربانی

اور لوح حقیقی بھائی نے قلم زبان بنا دن
سیاہی لب پیارے والی نال زبان لکھادن

+

نوع دیگر

خاکی آبی آتش تے ہوائوں جے کجھ عالم کہندے — لوگ طریقت والے اول چوتھاں ہک کریندے
باہجھ اتفاقاں پاس مخالف جے کر جاون — کرن جاسوسی ہور مخالف کیونکر مطلب پاون
جھیڑے جنگ جدالاں جاون پہلوں جلسہ کر دے — لے کے رائے سبھناں پاسوں تدھ نال شریکاں لڑدے
عقل علم ایمان حیا چارے جوہر دسیندے — چار راہنا ندے دشمن آکھن راہوں لٹ کھڑیندے
روح تے ہور اسرار الٰہی نفس شیطان نال رہندے — چارے آپس وچ مخالف عارف لوگ بتیندے
زمین آسمان تے دینہہ چن تارے اندر دل دے دسدے — تے چوداں طبق وچ سماون لوک سیانے دسدے
ہور مثالاں باہجھ حسابوں کیویں مغز کھپاوے — مختصر جے راہبر باہجوں مطلب ہتھ نہ آوے
بہت عجائب طریقہ بھائی ڈٹھا مرشد والا — وچ انسانے سِرّ الٰہی رکھیا حق تعالےٰ
دو نویں پیر تے دو نویں ہتھ کرن سخن زباناں — دونوں کن نے دونوں اکھیاں دسدے وانگ انساناں
رُو مبارک وانگ انساناں بینی ہور پیشانی — کردے کار خداوندوالی ڈٹھے یار نشانی
یارب اوہی وچہ بیداری دسن نے اوہی اندر خواباں — تے وقت نزع دے دسّن چھٹسن سب عذاباں
اوہی شمع قلب میرے دی اوہی ورد زبانی — اوہی خاتمہ اوپر دم دے یارب ڈیکھاں یار نشانی

ایہی عرض عاصی والی کر قبول خدایا
نال ندامت عرض کریندا انت ردرد حال ونجایا

\+

مناجاتِ مصنّف دربارگاہ مجیب الدعوات

تیرے در تے سائل آیا من طفیل حبیب پیارے — رد رد عبدی عرض کریندا ربا بخش کبائر سارے
ہور ابوبکر صدیق پیارے دے وسیلہ آنواں — کیتے پاپ بسیارے جیہڑے سبھے معاف کراواں

طفیل عمر فاروقؓ فاروقی دیویں جا رہائیاں ۔ تیرے باہجھ نہ بخشے کوئی ربا بخش برائیاں
نال وسیلے عثمان غنیؓ دے ہوئیا آن سوالی ۔ جھگڑے داری باہجھ ایمانوں جانواں ناہیں خالی
بحرمت حضرت شاہ علیؓ دے کر قبول دعائیاں ۔ طفیل حضرت جنت خاتونؓ بحرمت سبھے مائیاں
حضرت امام حسنؓ حسینؓ دے وسیلہ آنواں ۔ کسے سببوں یارب میرے مت شہادت پانواں
پیر پیغمبر تے ملک نورانی سب پیدائش تیری ۔ محشر اندر یارب سائیاں کرن شفاعت میری
وقت نزع دے فضل کرم تھیں کرنی اپنی یاری ۔ سفر لمیرا نال جدائیاں ہور مصیبت بھاری
ہن لگے وقت سوال جواباں والا نال قبراں آیا ۔ سخن کوڑا زبان نہ بولے رکھیں شرم خدایا!
آئی حالت نامیدی والی، رہی آس نہ کائی ۔ اَغِثْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، گو کال ہر ہر جائی
غوث الاعظم پیر جو آساڈا اوہدے در تے جانواں ۔ نال تعظیم تکریم ہزاراں قدم مبارک جانواں
باہجھ وسیلے قرب نہ حاصل نال وسیلے جادن ۔ راہبر کامل نال جنہاندے منزل تیک پہنچادن
راہبر باہجوں مولے یارا رستہ لبھدا ناہیں ۔ راہبر باہجوں وصل نہ ہووے ملدے یار کدائیں
باہجھ دلالاں لوگ سیانے کد پریت لگاندے ۔ کرن وکیل مکمل جیہڑے سو کھا مطلب پاندے
چوہاں سلسلیاں دے وچ فرق نہ کیتا دلوں غلام کہانواں ۔ طفیل اونہاندے بخشیں ربا تیرے پیش لیانواں
چلے شاخاں درخت رسولی نے اسوچہ شک نہ کائی ۔ پتے برگ ہور بہتیرے میوے ہر ہر جائی
سبھے عرق جسم محمدی تے قطرے پھٹ پھٹ آندے ۔ اوچے شان جیہاں دا ایسے اُسے جنابوں پاندے

ہک سمندروں نہراں چلے شہر لویں کوئی نہ خالی
نور محمدی جوش مریندا دیوے نت اُبالی

نوعِ دیگر

بہت عمیق رسالہ بھائی تے ہتھ قلم نوں لایا ۔ لکھن کارن ہمت کیتی سمجھ دے وچہ نہ آیا

رودن لگی قلم دِچاری لگی جد سیاہی — حیرت اندر کاغذ آیا لکھے سِرّ الٰہی
لِکھے حرف ہر کوئی تکے تے پڑھ پڑھ خوب سناون — تے باہجوں علم لدنی یارا بھید کدی نہ پاون
علم لدنی اوہ دسیندے جیہڑا علم انبیانواں — عاماں تائیں حاصل ناہیں باہجوں خاص اولیانواں
تینوں عاصی معلم ناہیں کیونکر کاذب ہوویں — ٹکہ پاس نہ بیڑی جوگا تے وِچ جہازاں پوویں
توشے باہجوں جے کر کوئی وِچ سمندر تردا — آوے موج طوفاناں والی اُلٹا ہو کے مَردا
اوہی سخن زبانوں بولیں جیہڑا علم تدھ پڑھیا — کدی بیٹھ صرافاں جاسی جھوٹ نہ بولیں اڑیا
تک کے تار دترن والے میں بھی قدم اٹھایا — پائے حجاب پہاڑاں وانگوں دسیں پھیر خدایا
کھوٹا درہم جے کر کدی پاس صرافاں تُلدا — وِچ خزانے پاون ناہیں قدماں اندر رُلدا
مرشد کامل وِچ مراقب تکن حال طلب دے — لوگ سیانے نظر رکھیندے ویکھن وِچ قلب دے
مرشد آئینہ خوب رکھاون تے چھپن کجھ نہ دیندے — تکن حکم شریعت والا ڈر کے مول نہ کہندے
اِک خوف شریعت والی دُوجی ہیبت دشمن والی — وانگ چمن دے سیر کریندے وِچ دلاں دے مالی
تحت الثریٰ تے عرش عظیماں سبھے سیر کریندے — مہر زبان شریعت والی ناہیں راز نہ کہندے
جنگل دِل مریداں والے شیراں وانگوں وِچ بہندے — کرن شکار خیالاں والے ہر گھڑی وِچ رہندے

اک ہور حکایت تینوں بہت عجیب سناواں
اس کھٹی تلخ بے مزی اندر تھوڑا شیر ملاواں

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت

ہم زا براہیم ادہم آمد ست — کو زراہے بر لب بحرے نشست
دلق خود میدوخت آں سلطان جاں — یک امیرے آمد آں جا ناگہاں
آں امیر از بندگانِ شیخ بود — شیخ را بشناخت سجدہ کرد زود

خیره شد در شیخ و اندر دلق او | گشته دیگر گوں ز خلوت خلق او
کو رہا کرد آنچناں ملک شگرف | بر گزید از فقر بس باریک حرف
ترک کرده ملک ہفت اقلیم را | میزند بر دلق سوزن چوں گدا
ملک ہفت اقلیم ضائع می کند | چوں گدا بر دلق سوزن میزند
شیخ واقف گشت از اندیشہ اش | شیخ چوں شیر است دلہا بیشہ اش
چوں رجا و خوف در دلہا رواں | نیست بر وے مخفی اسرار نہاں
دل نگہدارید اے بے حاصلاں | در حضور حضرتِ صاحبدلاں
پیش اہل تن ادب بر ظاہر ست | کہ خدا از ایشاں نہاں و ساتر ست
پیش اہل دل ادب بر باطن ست | زانکہ دلِ شاں بر سرائر فاطن ست
تو بعکس پیش کوراں بہر جاه | با حضور آئی نشینی پائے گاه
پیش بینایاں کنی ترک ادب | نار شہوت را ازاں گشتی حطب
چوں نہ داری فطنت و نور ہُدیٰ | بہر کوراں روئے را میزن جلا
پیش بینایاں حدث در روئے مال | ناز میکن تا چنیں گندیده حال
شیخ سوزن زود در دریا فگند | خواست سوزن را بآوازِ بلند
صد ہزاراں ماہیئے اللہیے | سوزن زر بر لبِ ہر ماہیئے
سر بر آوردند از دریائے حق | کہ بگیر اے شیخ سوزنہائے حق
رو بدو کرد و بگفتش کای امیر | ملک دِل بہ یا چنیں ملکِ حقیر
ایں نشان ظاہر است ایں ہیچ نیست | باطنے جوئی و بہ ظاہر برائیست
سوئے شہر از باغ شاخے آورند | باغ و بستاں را کجا آں جا برند
خاصہ باغے کہ ایں فلک یک برگ اوست | بلکہ آں مغز است و ایں عالم چو پوست
بر نمیداری سوئے آں باغ گام | بوئے افزوں جوئے و کن دفع کلام

تاکہ آں بُو جاذبِ جانت شود
تاکہ آں بُو نورِ چشمانت شود

+

الحمدللہ کہ آج بروز پیر بوقت ظہر سوا تین بجے بتاریخ ۹۰-۷-۲ اسرار کبیری، جلد سوئم کی کتابت اختتام پذیر ہوئی۔ کاتب: ابوالبلال

+

ختم شریف

حضرت خواجہ خواجگان رہنمائے سالکاں امام الطریقت خواجہ شاہ نقشبند مشکل کشا

۱- استغفار ۳- بار ۲- درود شریف ۱۰۰- بار
۳- سورۂ فاتحہ شریف ۷- بار ۴ سورہ الم نشرح مع بسم اللہ ۷۹- بار
۵- سورۂ اخلاص ۱۰۰۱- بار ۶ سورہ فاتحہ شریف ۷- بار
۷- درود شریف ۱۰۰- بار
۸- شیئاً للہ چوں گدائے مستمند
المدد خواہم زشاہِ نقشبند ۱۰۰- بار

+

منجانب

سید محمد قاسم شاہ راجوڑوی

گوجر ادبی بورڈ لاہور، پاکستان

کے زیر اہتمام طبع ہونے والی نئی کتابیں

نمبر	کتاب	مصنف	قیمت
۱	تاریخ شاہان گوجر (جدید ایڈیشن)	مولانا محمد عبدالمالک کھوڑی	۲۰۰.۰۰
۲	تاریخ گوجراں (جلد دوم۔ پہلی مرتبہ)	مولانا حافظ عبدالحق سیالکوٹی	۱۰۰.۰۰
۳	اسرار کبیری (۳ جلد) افادات و ملفوظات	معمولات و وظائف حضرت باباجی لارویؒ	(مکمل) ۳۵۰.۰۰
۴	بین الاقوامی معلومات عامہ	عبدالباقی نسیم	۲۰۰.۰۰
۵	محسن پاکستان چوہدری رحمت علی	پروفیسر محمد شریف بقاء لندن	۱۰۰.۰۰
۶	پیارا پاکستان	مرتبہ ادارہ گوجر گونج	۵۰.۰۰
۷	روشن ستارے (جلد اول)	چوہدری عبدالباقی نسیم	۱۰۰.۰۰
۸	زندہ مثالیں (جلد اول)	چوہدری عبدالباقی نسیم	۱۰۰.۰۰
۹	سانجھو کھلاڑو (گوجری شاعری)	پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی اور مخلص وجدانی	۵۰.۰۰
۱۰	دئیو (گوجری شاعری)	غلام یاسین غلام	۵۰.۰۰
۱۱	سیرت محبوب دو عالمؐ (بزبان گوجری)	از ابو العطاء فقیر محمد سعید چشتی	۱۵۰.۰۰
۱۲	گوجری ترجمہ قرآن مجید	ابو العطاء فقیر محمد سعید چشتی	۱۵۰.۰۰
۱۳	گوجری ترجمہ قرآن (تیسواں پارہ)	عبدالرحیم ندیم	۲۰.۰۰
۱۴	کلیات مہجور (اردو، گوجری، پنجابی، ہندکو، فارسی)	محمد اسرائیل مہجور	۱۰۰.۰۰
۱۵	خونی لکیر	محمد شریف طارق ایڈووکیٹ	۲۰۰.۰۰
۱۶	تاریخ انجمن گوجراں آل جموں و کشمیر	چوہدری احمد دین صدر انجمن	۱۰۰.۰۰
۱۷	شہدائے گوجراں	ادارہ گوجر گونج	۱۰۰.۰۰
۱۸	کچی تند پریت (گوجری شاعری)	عبدالرشید پریم کوٹی	۵۰.۰۰
۱۹	چوہدری رحمت علی مشاہیر کی نظر میں	چوہدری عبدالباقی نسیم	۱۰۰.۰۰
۲۰	آئینہ تاریخ	مولانا مہدی الزماں	۱۰۰.۰۰
۲۱	ذابلستان کے گوجر قبائل	انجینئر محمد اقبال بیلہ	۱۰۰.۰۰

ملنے کے پتے:

رحمٰن برادرز۔ رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

گوجری ادبی بورڈ رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

ماہنامہ "گوجر گونج" رحمٰن مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور فون ۳۱۰۴۲۶ - ۰۴۲

فہرست مضامین اسرار کبیری (جلد چہارم)

اے اللہ ج   یا فتّاح   یا محمدؐ

آغاز جلد چہارم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ؕ

حمدِ باری تعالیٰ

نقش کشائیٔ[1] کلک بریدہ زبان و پرداز پیکر تراشی خامہ یاوۂ بیان گذارش حمدِ حکیمیست کہ انار انوار صبح وجود از ظلمت آبادِ عدم بر آوردہ و بمقتضائے جود شجرۂ آن وجود در ابرتبت نفس رحمانی در آوردہ۔ کار فرمائیکہ بدستیاری قدرت کاملہ اش شگوفۂ نوحِ انسان از انواع اغصان این شجرہ وجود بر شگفت و علم جامعیت برافراشت عزیزیکہ ہویت ذاتش بواسطۂ انوار شموس صفحات و اسرار نجوم اسما از قلۂ قاف بشری رو نمود و سر برافراخت۔ کریمیکہ سوابق کرمش طائران ہمم اہل عرفان را با درج فلک اسرار معانی رسانید۔ حلیمیکہ کمال حلمش اعیان ثابتۂ موجودات را عیان نمودۂ جمالِ ذات خود را بہ سطوت عظمت محتجب گردانید۔ تا ہر خسے قصد جناب سرادقات کبریاء او نتواند کرد قدیمیکہ نسیم عنائیتش روائح لطافت اسرار قدم بمشام جان مشتاقان رسانید تا ہر انسے جز بہ ملاطفات اسرار جمالش نتواند دانست منزہیکہ سبحات انوار تنزیہش اجنحۂ طائران اوہام ارباب عقول سوختۂ و مقدسیکہ صولت

---

[1] نقش کشیدن کنایہ از آفریدن و تصویر کردن، و این محاورۂ فارسی است۔ ۱۲۔

اسرار تقدیسش بصائر کردہ۔ بیان را از ملاحظۂ اثار لطائف جمال بردوختہ وثنائے بیحد برآں خیر مقدمے است۔ کہ جبرئیلؑ در آرزوئ بوسہ خاک پائیش بااین ہمہ کہ بصد بہمد بال وپر کشود۔ لیکن سرمہ کش دیدہ اعتبار نہ گردید۔ وخورشید باقتباس نور مہر بنوتش صد مرتبہ در شفق غوطہ خورد اما ناخن امیدش حناء بند مدعا نہ شد وبرالؓ واصحابؓ او کہ پیرو آن آویند از حق درود واز خلق آمین باد۔

فائدہ اوّل

در اشکالاتیکہ علمائی قیشریؒ برامور مختلف از خاکہ کلامش تراشیدہ اند وشیخ را از آں درگمراہان شمردہ در تحت ہر سوال جواب نگاشتہ شد

فائدہ دوم

در نوع اشکالات کہ مبنائے آںہا بر وحدتِ وجود است

خاتمہ در بندے از فضائل حضرت شیخ

فائدہ اوّل

در اشکلات علمائے قیشریؒ

سوال اوّل

آنکہ حضرت شیخ در نص آدم علیہ السلام فرمود کہ انسان بہ منزلہ انسان العین است۔ مرحق را پس مردمک عین حق است علمائی رسمی برایں کلام طعن کلی کردہ اند۔

الجواب

راستانرا دامنگیرم دراستی پسندان را گریبان کہ شمۂ از غور بہ فرمائیند۔ کہ دریں قول اعتراض چیست۔ انسان مشتق از انس است ومعنیش ظاہر وعین گو لفظ مشترک است اما معنی متبادرش ذات پس آنچہ کہ ازیں

جملہ برے خیز دہمیں است ۔ کہ انسان بمنزلہ اُنس ذات واجبی است وہمیں اُنس بفحوائے حدیث شریف فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ[1] موجب ظہور ذاتیہ ذات در عالم کائنات شدہ است و بہ ایں سراست تفصیل انسان کامل پس انسان کامل چون علت غائیہ ایجاد شدہ لہذا طبیعت کلیہ انسان رانیز کہ فرد اوست داخل دران ساختہ وانسان را بہ منزلہ مردمک چشم رحمت او بندا شتہ دریں صورت اتصاف بالائے طاعت است کہ ازیں کلام کدام نامعقول لازم مے آید ۔ بلکہ نوع از اشعار است بہ معنے لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ[2] کہ ازیں ہم مفہوم میشود کہ انسان کامل سبب وجود عالم است و خود شیخ در فص آدمی میفرمائد ۔ فَهُوَ لِلْحَقِّ بِمَنْزِلَةِ اِنْسَانِ الْعَيْنِ مِنَ الْعَيْنِ[3] و دلیلش چنیں آوردہ کہ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِهِ الْحَقُّ اِلٰى خَلْقِهٖ فَرَحِمَهُمْ یعنی حق بہ سبب انسان کامل نظر بہ خلق کردہ ایشان را از صحرائے عدم بر جلوہ گاہ وجود آورد پس چنانکہ مردمک چشم علت[4] فاعلی نظر است ہمچنان انسان علت غائی[5] اوست تفصیل این اجمال آنکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ بذات خود

---

[1] پس دوست داشتم ایں کہ شناختہ شوم ۱۲

[2] اگر نہ بودی تو ہر آئینہ نہ پیدا کردم آسمانہا را ۱۲

[3] پس وے برائے حق بہ مرتبہ مردمک است از چشم ۱۲

[4] علت فاعلی آں را گویند کہ خارج باشد از شئے و آلہ صدور شئے بود ہم چوں نجار بہر تخت ۔

[5] علت غائی آں را گویند کہ خارج از معلول غیر صادر کنندۂ آں معلول بلکہ بہ سبب او صادر شود فعلے از مصدر مثل نشستہ برائے تخت ۔

مشاہد ذات وصفحات وافعال خود بودہ بہ حکم اولیّت و باطنیت پس خواست تا بہ حکم ظاہرّیت و آخریت مشاہدہ آن فرمایئد در مظاہر تا اوّل باخر و ظاہر بہ باطن رسد و مظہر ایں جملہ مرأت آن اِنسان بود کہ بہ جہت نسبت جمعیّت وجودی استعداد ایں معنے داشت کہ بہ وجود وی سرِ حق بر حق ظاہر گردد غیب مُطلق در مشاہدہ شہادت مطلقہ عیاں گردد لاجرم ایجاد وجود اِنسانی بہر آن فرمُود تا آئینہ جمال نما باشد۔

سوال اگر پُرسند کہ اللہ تعالیٰ پیش از آفرینش عالم و آدم بصیر بود چگونہ چیز یرا کہ می دید خواست کہ بہ بیند۔

جواب دیدن نفس خود را بہ خود در نفس خود چُنان نہ باشد کہ دیدن اونفس خود را در چیزے دیگر کہ آن چیز مانند آئینہ او باشد حقا کہ آئینہ را خاصیتے اُست کہ ظاہر میگرداند۔ بیبندہ را نفس او چنانچہ اوست کہ در صورتیکہ محل منظور فیہ بودی حق در ہیچ صورت تجلّی نہ کردی بآن محل پس ازیں سبب وجود اِنسان آئینہ جمال الٰہی گشت تا حضرت عزت تجلّی فرمایئد برآن اِنسان کہ آئینہ صِفت مستعد جمال نمائی ذات وصفات وافعال حق بحق است کہ اَلْمُؤمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤمِنِ[۱] واگر کسے گوید کہ براین تقدیر لازم می آیئد جلوہ گری حق بغیر گویم کہ مراتیتہ نیز کہ مظہر و مجلّی است مطلقاً عدم است وازیں سبب گفتم ہمچو مرأت و نہ گفتم کہ مرأت زیرا کہ مرأت بخودی خود وجودی متحقق ندارد بلکہ اصل جمیع تعینات وجود مطلق اُست جل جلالُہ کہ اعیان ثابتہ عالم را بوجود عینی موجود گردانید چوں کالبدرے کہ در وے

---

[۱] مومن آئینہ مومن است ۱۲

بیج روح بنا شدہ سنت آلہی چنان رفتہ کہ ہر چیزے کہ باد جود موجود گردد در دے قابلیت روح آلہی باشد تا حیات وکمال آن چیز بآن روح بود وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ[۱] عبارت ازآنست وآن نفخ نیست مگر بخشش از حق آن کاالبدر را بہ جہت قبول کردن[۲] فیض مقدس کہ آن تجلی دائم است از حضرت اسماء وصفات پس نفخ بہ حسب استعداد باشد موجودات را وآن ہارا وجود قابلے بیش نیست وآن نیز بخود نیست بلکہ بہ سبب فیض اقدس کہ از عین[۳] ذات حق است موجود گشت وآنچہ بقول کن پیدا شد بہ حکم اولیت چنانچہ مبداء اوست مرجع ومعاد وآخر ہمہ نیز اوست وتجلیاتے کہ از فیض مقدس لحظہ بہ لحظہ فائض می شوند بجہتہ تکمیل موجودات وایجاد معدومات اند وایں سیرو عالم انسانی تمام می شود کہ دی مجموعہ لطائف ملکوتی و ملکی است ودر ہر مرتبہ منصبغ شدہ بصبغہ وآثار آن در وے ظاہر وبا انصف دائرہ وجود تمام میگردد۔ باز چون قطع مراتب آخریت کند اقتضائے بطون کند تا ددبا انسلاخ (انقطاع) معنوی۔

---

[۱] دمیدم در وے از روح خود ۱۲

[۲] فیض مقدس عبارت است از تجلیات اسمائیہ کہ باعث شوق برائے ظہور مقتضیات استعداد ہائے اعیان در خارج ۱۲

[۳] فیض اقدس مراد است از تجلیات ذاتی کہ باعث باشد برائے اشیاء واستعداد ہائے مرتب می شود وبعض فیض حاصل می شوند واعیان اصلی شان در خانہ استعداد ہائے فیض مقدس آن۔ وبہ سبب اعیان در خارج یافتہ می شوند مع لوازم وتوابع خود کذا قال میر سید شریف الجرجانی فی تعریف الاشیاء

اللھم اغفر لکاتبہ ولمن سعی فی طبعہ وللمؤمنین والمؤمنات جمیعاً۔

بیت ؎

سرّے کہ مقرباں را نہ رسد
در نقطۂ آتش کدہ سینہ ماست

وجمیعکہ انسان را حاصل است از سہ جہت است اوّل ازیں جہتہ کہ راجع است بجناب الٰہی کہ آنحضرت واحدیت است و ہر موجودی را از آنحضرت نصیبے خاص است و دوم ازاں جہت کہ راجع است بحضرت امکانیہ کہ جامع حقائق ممکنات است و فارق است میاں ربوبیت و عبودیت و ایں را حضرت جامع جمیع وجود خوانند و ایں مرتبۂ انسان کامل است سوم ازان جہت کہ راجع است بہ مبدا رکہ مبداء آن فعل و افعال است و جمیع جواہر و قابل جملہ تاثیرات و دانستن آنکہ صور عالم قابل ارواح است طور لیست ورلئے طور عقل ایں معنے را درکے بائید مثل اہل کشف آلہٰی نہ کشف صوری و ملکی و جنی و خاطری و ضمیری تا بدان معلوم کنند کہ اصل صور عالم کہ قابل ارواح است و چیست و ظاہر دریں مظاہر کیست امّا عقل حکم بر صدق و کذب شئے بعد از ترکیب مقدمات و ترتیب قیاسات تواند کرد و اگر تعریف شئے کنند لابُد ابجزائے آن بیش ازان تعریف او را بائید کہ معلوم باشند اگر مرکب باشد و اگر بسیط باشد افراد او را جزو نباشد نہ در عقل و نہ در خارج تعریف ممکن نہ گردد۔ الّا بلوازم بینہ چون لوازم بینہ نباشد۔ حقائق مجہول بماند و از اولیٰ نقلیست در حالت وفات کہ گفتہ است ۔ یَمُوْتُ وَلَیْسَ حَاصِلٌ سِوَاے عِلْمِہٖ اَنَّہٗ مَا عَلِمَ[1] و جز بہ کشف الٰہی مشاہدہ نہ گردد کہ ذات آلہٰی است عزّ شانہٗ کہ بصور عالم شدہ و عالم مظہر آں حقیقت گشت و بودن انسان جامع و خلیفہ تام

---

[1] می میرد درانحالیکہ او را نیست حاصل بجز ایں علم کہ علمے ندارد ۱۲

از دو جہت است یکے مرتبہ نشاء او کہ مشتمل بود بر مراتب عالم وحضرۂ جمیع اسماء و مظاہر روحانی وجسمانی واز یں جہت است کہ با ہمہ چیز در ظاہر انس میگردد۔ دوم آنکہ حق چون از ذات خود بذات خود تجلی فرمود وجمیع اسماء وصفات خود را در ذاتِ خود مشاہدہ نمود خواست تا مجموع را چون مرآت مشاہدہ فرماید حقیقت محمدی کہ انسان کامل بود ایجاد کرد در علم خود بہ نظر لطف درو ئے نگریست وحقائق عالم وجودی مفصلہ بخشید پس جملہ اعیان ثابتہ گشتند و وجود محمدی عین اول شد کہ [1] اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ و ایں جا بدانی کہ چرا انسان کامل ہمچو انسان عین آمدہ بدانکہ ہمہ بدو دیدہ شد و او سبب وجود ہمہ گشت واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ ام الکتاب :۔

سوالِ دُوم

:۔ آنکہ نیز شیخ در فص آدمی گفتہ کہ انسان حادث ازلی است وعبارت شیخ آنست فَهُوَ الْحَادِثُ الْاَزَلِیُّ وَالنَّشْاَةُ الدَّائِمَةُ الْاَبَدِیُّ [2] معترضان گوئیند کہ ازیں سخن قدم عالم لازم می آید تا شیخ داؤد قیصری این عبارت را بر قدم المواح حل کردہ۔

الجوابُ

:۔ مراد عبارت ایں است کہ انسان با وجود خارجی حادث است و وجود علمی الٰہی از راہجت کہ آلہی است ازلیست زیرا کہ پیش ہر فہیم وذکی ثابت کہ جمیع موجودات را در علم حق ثبوتے و وجود علمی است پس ایں صفت ہم منجملہ اوصاف قدیمہ الٰہیہ خواہد بود و مراد از ازلیت لاغیر و خود حضرت شیخ در فص موسویؑ بایں تصریح

---

[1] نخستین چیزے کہ پیدا کرد خدا تعالیٰ نورِ من بود۔ [2] بس وے حادث ازلی ست ونشاتِ دائمی ابدی

کردہ است کہ [1] لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ الخ غایت مافی الباب ایں کہ ازیں سخن معلوم می شود کہ دیگر اشیاء نیز حادث اند بوجود خارجی و ازلی اند بوجود علمی ازیں چہ میخیزد کہ موجب وہم متوہم میشود باز ماندہ ایں جا سوالے و آن ایں کہ تخصیص انسان ایں جا چیست سائر اشیاء در وجود بہ ثبوت علمی ازلی اند جواب آن ہم باید دانست و دخاطر باید نہفت کہ انسان افضل است از دیگر مکونات چنانکہ در قرآن آمدہ است [2] وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ و در حدیث [3] اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اَیْ عَلٰی صُوْرَۃِ جَمِیْعِ اَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ پس مفہوم شد کہ جمع حقائق الٰہی موجود است۔ مگر وجواب بالذات کہ ایں البتہ در وی نیست و جمیع حقائق عالم در د مندرج است لہذا اورا عالم صغیر نامیدہ اند و اورا نسخۂ عالم نیز فرمودہ پس صورت معلومیۃ او در حضرت علم الٰہی جامع باشد تمامۂ صور معلومات تابشہ راپس تخصیص آدمؑ بقدم و ازلیت در وجود علمے بایں وجہ شد و مساوات نسبت علمیہ آلٰہی بسائر معلومات ایں تحقیق را قادح نیست زیرا کہ تقدم تاخر بہ نسبت معلومات است باہمدگر نہ بہ نسبت علم با معلومات ایں است معنے کلام شیخؒ و نیز فرمودہ است دریں عبارت۔ وَالْکَلِمَۃُ ۱ لْفَاصِلُ الْجَامِعَۃُ یعنی انسان کامل کلمہ جامع است باعتبار آنکہ محیط است بر حقائق علم و جامع روح است۔ و جسد و خلیفہ حق

---

[1] نیست، ہیچ تبدیل مر سخنانِ خدارا

[2] و ہر آئینہ ساختیم بزرگ فرزندان آدمؑ را و برداشتیم ایشاں را در بیاباں و در دریا۔ ۱۲

[3] تحقیق اللہ پیدا کرد آدمؑ را بر صورت خود یعنی بر صورت جمیع اسماء و صفاتِ خود ۱۲

است و خلیفہ جامع آں چیز باشد کہ در خزائن مستخلف باشد باقی در کلام شیخؒ خصوصاً در فتوحاتِ مکیہ کہ از اعظم مصنفاتِ شیخؒ است، از ہیچ جا قدمِ فردے از افرادِ عالم فہمیدہ نمی شود در فتوحات در مواضع متعددہ دیدہ شدُ کہ حضرت شیخ تصریح نمودہ است بحدوث ماسوائے اللہ خواہ ارواح باشند خواہ اجسام چوں نہ دانستہ شدُ کہ شیخ رضی اللہ عنہ بقدمِ عالم قائل نیست۔ و ایں عبارت کہ در فص آدمی فرمودہ خود شرح آن در فص موسوی نمودہ است چنانچہ سابقاً مذکور شد۔ پس معلوم شد کہ علماء کلامِ شیخ را نفہمیدہ اند۔ و چوں محقق شد کہ مذہبِ شیخؒ ازیست انسان است بوجودِ علمی نہ بوجود خارجی پس ابدیت او در وجودے اضافی اُخروی خواہد بود نہ دنیوی۔

هَذَا مَا تَيَسَّرَ لِي فِي هَذَا الْمَقَامِ وَلَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَالِكَ أَمْرًا[1]

سوال سوم شیخؒ دراں فص فرمود کہ ما وصف حق بہ ہیچ وصف نہ کردیم اِلّا کہ ما عین آن وصف بودیم و حق تعالیٰ نفس خود را از برائے ما فرمود پس ہرگاہ کہ ما او را مشاہدہ کنیم خود را مشاہدہ کردم باشیم و ہرگاہیکہ او مشاہدہ ما کند مشاہدہ خود کردہ باشد۔

الجواب چوں آفتاب روشن تر است کہ ایں سخن نہ تنہا شیخ راست بلکہ یکے از قواعد مقررہ اہل سنت ست کہ ایشان قائل باوجود صفات زائدہ حق سبحانہ تعالیٰ اند و گفتہ اند کہ حیوٰۃ و علم و قدرت و ارادت و سمع صفات ذات زائدہ بر ذات اند و ہمچنیں صفاتِ ما زائد اند بر ذاتِ ما و عینِ ما نیستند و چوں میانِ ما و حق تعالیٰ اشتراک در صفات بودہ است پس اعتبار ما صفات خویش

---

[1] ایں ست آنچہ آسان شد برائی من دریں مقام و شاید کہ اللہ پیدا کند بعد ایں امرے۔

را عین مشاہدِ صفات او باشد وہر وصفیکہ بہ آں، او را موصوف کنیم مثلاً حَیّ، سمیع و بصیر گویم آن وصف عین ما خواہد بود البتہ فرق ایں قدر است کہ آن صفات بذات باری واجب باشند و با ذات ما حادث چنان کہ خود حادث ایم و خود میفرمایند کہ اِلَّا وَجُوبَ الذَّاتِی الخَاصّ وچون بدانستیم کہ نظر کردن باثر موڈی میگردد بہ معرفت مؤثر و یکے از طرق معرفت حق این ست کہ استدلال کنند از خلق با خالق و از محدثات با قدیم و از مربوب با رب و از عبد با الٰہ ے

فَفِی کُلِّ شَیءٍ لَہٗ اٰیَۃٌ

تَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ وَاحِدٌ [۱]

پس چوں ما موصوف بصفات حق گشتیم و مظہر او شدیم و صفات حق اعیان شد پس ما وصف حق تعالیٰ نہ کردہ باشیم با صفتے الا آنکہ ما خود عین آن وصف بودہ باشیم بار خدایا صفت وجوب ذاتی خاص است کہ آن مارا نیست بلکہ آن ذات حق تعالیٰ را است وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔ مولانا جلال الحق رومی سلام اللہ علیہ دریں معنٰی کہ ما خود عین صفت حقیم غزلے گفتہ کہ مطلعش ہمانا این است ے

ہر کہ ز حور پرسدت رُخ بنما کہ ہمچنیں

ہر کہ ز ماہ پرسدت بام بر آ کہ ہمچنیں

و در بعضے سخنہائے چنیں یافتہ ام کہ الاِنْسَانُ ذَالِكَ الوَصْفُ و معنے ایں چنیں باشد کہ ہر وصفیکہ حق تعالیٰ بآن موصوف است و ما او را بدان وصف یاد کردیم ہماں وصف ما را نیز حاصل است الا وجوب کہ خاص حق را ست تعالیٰ شانہٗ و ایں سخن شیخ قیاس شاہد بر غائب نہ بود و اگر ہست از قبیل صحیح خواہد بود زیرا کہ غائب این جا

---

[۱] پس در ہر چیز از وی نشانی است کہ دلالت میکند بر وحدانیت وے۔

غائب بالکلیہ نیست بلکہ بوجہ من الوجوہ است یعنی این غائب خود حاضر است غیبوبت او از مثال غیبوبت شمس است باوجود ظہور او۔

پس معترض را تکفیر شیخ می رسد کہ این تکفیر راجع میشود بدیگر اکابر دین رحمہم اللہ تعالیٰ محبتہم واتباعہم ؂

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ... میلش اندر طعنۂ پاکان زند

در خدا خدا خواہد کہ پوشد عیب کس ... کم زند در عیب معیوبان نفس

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ دُعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذَالِکَ اِلَّا عَادَ عَلَیْہِ متفق در صحیح بخاری ومسلم از ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرویست کہ رسول خدا صلعم فرمود کہ ہر کسے کہ دیگر را بہ کفر نسبت کند یا عدو اللہ گوید و او چنین نہ باشد مگر آن کہ قول بر گوینده رجوع کند و در جامع الفتاوی گفتہ یَنْبَغِیْ لِلْعَالِمِ اِذَا رُفِعَ اِلَیْہِ ذِکْرُ الْمُؤْمِنِ اَنْ لَا یَتَبَادَرَ بِتَکْفِیْرِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ مَعَ اَنَّہٗ یُقْضٰی بِاِسْلَامِہٖ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ من الملتقط یعنی لائق است بر عالم را آنکہ بردہ شود پیش او ذکر کسے از مسلمین کہ دران احتمال کفر باشد در کافر گفتن جلدی نہ کند باوجود آنکہ حکم کردہ می شود باسلام کسی کے در سایہ شمشیر سلام آوردہ باشد وَقَالَ فِیْ فُصُوْلِ الْعِمَادِیْ اِذَا کَانَتْ فِیْ مَسْئَلَۃٍ وُجُوْہٌ یُوْجِبُ الْکُفْرَ وَوَجْہٌ وَاحِدٌ یَمْنَعُ التَّکْفِیْرَ فَعَلَی الْمُفْتِیْ اَنْ یَمِیْلَ اِلَی الْوَجْہِ الَّذِیْ یَمْنَعُ التَّکْفِیْرَ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِالْمُسْلِمِ و در فصول عمادی گفتہ وقتیکہ باشد در مسئلہ چند وجہ موجب کافر گفتن و یک وجہ باشد کہ از کافر گفتن منع کند پس واجب است بر مفتی آنکہ میل کند بسوئے وجہیکہ از کافر گفتن مانع باشد برائے گمان نیک بسوئے مسلم و چون این قدر از کافر گفتن از سر آن کار بر آ

نفی اولیاء مکن وائے برک نیکہ عمامہ ہائے تقلید از سر بیرون انداختہ فطرت اصلی را سرنگوں ساختہ اند نفی اولیاء و درویشاں بسیار نمائندہ و ہرچہ بگوش ایشاں رسد از کار کنند بہ ظاہر نبوت و توابع آں قانع نہ باشد و از خود سخن بیہودہ تراشندہ نہ طبع شان گذارد کہ بسر تقلید روند و نہ توفیق شان باشد کہ بوئی تحقیق شوند مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ لَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰی هٰۤؤُلَاۤءِ [1]

شعر

از بہر فساد و جنگ جمعی مردم کردند بگوئی گمرہی خود را گم

در مدرسہ ہر علم کہ آموختہ اند فِی الْقَبْرِ یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ [2]

تا چند چنیں جاہل و ابتر بودن ہر روز ز روز پیش بدتر بودن

در بند صفا باش کہ بسیار آبدست با مردم درویش مکدر بودن

شیخ شہاب الدین سہروردیؒ در رشف میفرمایند کہ تا چراغ فقرا فروختہ ام دہ شفا سوختہ ام و ایں نظم اوست۔

وَکَمْ قُلْتُ لِلْقَوْمِ اَنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِنْ کِتَابِ الشِّفَاءِ [3]

ے مکر بیہودہ خود ایدل مزدر دیگر کن درد عاشق نہ شود بہ بمداوائے حکیم

غنچہ گو تنگ دل از کار فرو بستہ مباش کز دم صبح مدد یابد و انفاس نسیم

دام سخت است مگر یار شود فضل خدا ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطان رجیم کسے از ہوا جنس نفسیانی و وساوس شیطانی نجات دارد کہ طفل مکتب وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ

---

[1] مترود درمیان این و آں، نہ بسوئے ایناں اند نہ بسوئے آناں۔

[2] در قبر ضرر خواہد شاں را و نافع نخواہد بود۔

[3] و بسیار گفتم برائے قوم کہ شما بر کنار مغاک ہستید بمعنی از کتاب شفاء۔

تکُنْ تَعلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا[1] باشد واشک نیاز بر
خاک راہ سالکان مسالک طریقت و مالکان ممالک حقیقت باشد ؎

به قیاسات عقل یونانی — نه رسد کس به ذوق ایمانی
عقل خود کیست تا به منطق ورائے — راه برد تا جناب پاک خدائے
گر به منطق کسے ولی بودی — شیخ سینا ابوعلی بودی
چشم عقل از حقائق ایمان — هست چون چشم اکمه از الوان

از چه که در طریق تصوف انوار آلہیٰ و فیوض نامتناہی است و معرفت اشیائے
کماہی از ماہ تا بماہی حضرت شیخ قدس سرہ درباب ہفتاد و سیوم از فتوحات
گوید که شیخ ابویزید با ابوموسیٰ دیلمی گفت که اے ابوموسیٰ چون بیابی تو کسی
را که ایمان به سخن اہل حق داشته باشد التماس کن که برائے تو دعا کند از برائے
آنکه دعائے او لاشبہہ مستجاب است۔

؎ تا چند طریق جاہ و حشمت طلبیم — برخیز که مفتاح سعادت طلبیم
تا باطن ما ز فیض معمور شود — از باطن اہل فقر ہمت طلبیم

تو از موسیٰؑ فاضل تر نه خواہی بود به بیں اورا با خضرؑ چه صور تہا رو نمود گفته اند
که پیش علماء محافظت زبان باید کرد و پیش سلاطین محافظت چشم و پیش اولیا
محافظت دل اگر ایشاں میل به بال کنند برائے راحت اہل فقر باشد کار مخصوص
با ایشاں ست خواہ کج باشد خواہ راست رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا
بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ گاہے آب به قوت از سر
چشمه جوش کند و گاہے آب بر وا فتد که گذارد که آب به چشمه راہ یابد نور یقین بشا به

---

[1] و آموخته است ترا آنچه نمی دانستی ، و ہست فضلِ خدا بر تو بزرگ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِکَاتِبِہٖ۔

آن آب است و دل عارف بشابہ دو دنیا بہ منزلہ کاہ با امام احمد غزالی قدس سرہ گفتند تو خود را درویش پنداری و چند طویلہ اسپ و اُشتر داری فرمود من میخ طویلہ در گِل زدہ ام نہ در دل ؎ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ القصہ بہ طولہا نفی درویشاں جہالت صرف و ضلالت محض است اگر ہمیدانی کسے را ازیں چہ نقصان تو از کمال خود باز می مانی لیکن چوں ملحد بہ صورت مواحدی برآید و زندیق بہیات صدیق می نماید تمیز میاں ایں طوائف مشکل است و طالبان صادق را ازیں تمیز خون در دل است۔

بیت

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
ہزار نکتہ باریکتر ز مو اینجا است نہ ہر کہ سر بہ تراشد قلندری داند
غلام ہمت آن رِند عافیت سوزم کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند

و چون کلام بدین مقام رسید لاجرم خمش گشتم و باز بسواد نگارش جواب تفصیلی و دیگر می پردازم بایدٔ دانست کہ صفاتِ باری دو قسم اند یکے ثبوتی مثل حیوٰۃ و علم و قدرت و دیگر سلبی ؎ لَیْسَ بِجِسْمٍ وَلَا جَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ وَغَیْرِهَا و اثبات ہر دو نوع موجود است زیرا کہ شے مادام کہ متصور نہ شود نفی و اثبات او ممکن نیست گاہے تصور حیات میکنم کہ در خود و امثال خود می یابم بعد از آں آں حیات را برائے حق اثبات کنم بریں قیاس سائر صفات ثبوتی اند پس ایں صفتیکہ برائے حق اثبات کردیم

لہ بہ تحقیق خدا نمی بیند بسوئی صورتہائے شما، و نہ بہ طرف اعمال شما۔ و لیکن می بیند بسُوئے قلوب شما و نیاتِ شما ۱۲

ٹہ نیست جسم و نہ جوہر و نہ عرض و غیر آن ۱۲

شامل صفات ماست درحقیقت اگرچه در لوازم مختلف اند و آن معنے در صفات سلبی ظاهر تر اند مثلاً جسم را تصور کنیم و دانیم که ممکن الوجود ست پس ازو واجب الوجود سلب کنیم پس سخن شیخ راست تر و به صواب نزدیک تر است اگرچه صفات ما حادث اند و صفات او قدیم ایں حدوث و قدم چیزے دیگر است وصفے دیگر در است شدند معنی حدیث اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهٖ بے تشبیه ۔

سوال اگر کسے گوید که جماعتے از مشائخ و علماء گفته اند که اطلاق صفات ثبوتیه بر حق و انسان به یک معنے نیست بلکه اشتراک مجرد لفظ است ۔

جواب گویم که مراد ایشان آنست که صفات او چوں صفات انسان عرض نیستند که در هر زمانے متجدد شوند بخلاف صفاتِ انسان که آنها عارض اند و حادث لاجرم ماهیت شخصیه آن افراد از صفات حق غیر ماهیت افراد انسانیه باشد و اگر این مراد نیست لازم می آید که ما از برائے حق صفاتے ثابت کنیم مطلقاً و تصور او بوجهی از وجوه نه کنیم و ازیں معنے جهل ما به صفات لازم می آید حالانکه علم وغیرها در واجب و ممکن یکیست بدیهةً وازیں جهت است که صوفیه گویند که هیچ چیز از حق جدا نیست و هیچ ذره بے نور خدا نیست نمی شنوی که میفرماید [1] مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ و میفرماید [2] لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ احاطهٔ ذاتی بر جمیع ارواح و اشباح دارد و در زمین استعداد هر موجود بذات خود تخم هستی کارد [3] اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ۝

---

[1] نمی باشد با یک دیگر راز گفتن سه شخص خدا تعالی چهارم ایشاں است ۔

[2] هر آئینه کافر شد کسانیکه گفتند خدا سه کس است ۔

[3] آگاه شو هر آئینه ایشاں در شبهه اند از طرف ملاقات پروردگار خویش ۔ آگاه شو هر آئینه خدا بهر چیز

در ذات وصفات ہر کہ را باشد سیر　　ہرگز نبود در نظرش صورت غیر
در مشرب او یکے شود بادہ و آب　　در مذہب او ریکے بود مسجد و دیر

اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ [1] وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ [2]
وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ [3] وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ [4]

دست او طوق گردنت جانت　　سر بر آورد از گریبانت
بتو نزدیک تر ز حبل ورید　　تو در افتادہ در ضلال بعید
چند گردی بہ گرد ہر سر کوئے　　درد خود را ہو دا ہم از خود جوئے
شیب [5] و بالا و پیش و پس منگر　　در کس اندر رہ گریبان سر
نرد بان　　پانہ سراچہ [6] غیب　　ہست از دامن تو پارہ جیب

وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ
رَبَّهٗ [7]

عاشق دیدار از دلِ پر تاب　　حضرت حق تعالیٰ اندر خواب
دامنش را گرفت آن غم خور　　کہ نہ دارم من از تو دست دگر
چون در آمد ز خواب خوش درویش　　دید محکم گرفتہ دامن خویش

---

[1] ہر سو کہ رو آرید ہمہ جا است روئے خدا تعالیٰ ہر آئینہ خدا فراخ نعمت است و دانا است۔

[2] او ہمراہ شما است ہر جا کہ باشید۔

[3] ما نزدیک تر ایم بآدمی از رگِ جان۔

[4] ما نزدیک تر ایم با او بہ نسبتِ شما ولیکن نمی

[5] شیب بمعنی نشیب۔

[6] سراچہ بمعنی خانۂ کوچک۔

[7] کسیکہ شناخت نفسِ خود را، پس بہ تحقیق شناخت رب خود را۔

ترمذیؒ روایت کند از ابوہریرہؓ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ[1] لَوْ اَنَّکُمْ وَلَیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَهَبَطَ عَلَی اللّٰہِ پس بخود اند[2] ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

گفت پیغمبر معراج مرا ۔۔۔ نیست بر معراج یونس اجتبا

آن من بر چرخ آن او بشیب ۔۔۔ زآنکہ قرب حق برون است از حسیب

قرب نے بالا و پستی رفتن است ۔۔۔ قرب حق از قید ہستی رستن است

حضرت نجم الدین کبریٰ گوید کہ غائب شدم و حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک را دیدم گفتم یا رسول اللہ چیست معنے رحمان فرمود اَلَّذِیْ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی[3] پس گفتم چیست معنے رحیم فرمود کَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا[4] حجاب میاں تو و حق نہ آسمان است ونہ زمین حجاب ہستی موہوم است۔ کہ تو بخود نسبت میکنی ؎

ایدل چہ ہرزہ گرد مردم گردی ۔۔۔ تا روشن و پر صفا چو انجم گردی

چیزے ز تو گم نیست کہ آنرا طلبی ۔۔۔ زنہار دریں کوش کہ خود گم گردی

اگر تو نہ باشی او باشد و بس تعالیٰ و تقدس لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ[5] آہ بقدر نیستی تو ہستی حق ظاہر می شود می بینی کہ در رکوع سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ سو ئی

---

[1] قسم بذاتیکہ نفس محمد بہ قبضۂ قدرت ویست کہ اگر شما دآرید بذریعہ رسن بسوئے طبقہ زیریں زمین ہرآئینہ فرود آید بر خدا۔

[2] اوست نخستین ہمہ و اوست آخر ہمہ، و اوست آشکار و اوست پنہاں و او بہر چیز دانا است۔

[3] کسیکہ بر عرش قرار گرفت۔

[4] و ہست بر مسلماناں مہربان۔

[5] پاک است و برتر ما و اینکہ بندۂ قرب جوید بسوئے من بذریعہ نوافل۔

و در سجود سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ؂

خواہم کہ شوم پاک وز ہستی برہم یا بم رہ معراج وز پستی برہم

ابرو ئے حبیب رکنم قبلۂ خویش باشد کہ زعجب وخود پرستی برہم

حضرت شیخ سعد الدینؒ حموی سوار بود و بر دو خانہ رسید داسپ او از آب نمی گذشت امر کرد کہ آب را تیرہ سازند و بہ گل آلودہ کنند اسپ در حال بگذشت فرمود تا خود را می دید از یں وادی عبور نمی کرد ؂

از ہستی خویش گر تو غافل نشوی ہرگز بمراد خویش واصل نشوی

از بحر ظہور تا بہ ساحل نہ شوی در مذہب اہل عشق کامل نہ شوی

هٰكَذَا سَمِعَ بِخَاطِرِیْ۔

سوال چہارم

حضرت شیخؒ در فص شیثیہ بیان بعضے از علوم کردہ گفتہ است کہ نیست ایں علم الا از برائے خاتم رسلؑ و خاتم اولیاءؒ و نمی بیند ہیچکس ایں علم را از انبیاء و رسلؑ از مشکوٰۃ خاتم الرسل صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین و نمی بیند ہیچ کس ایں علم را از اولیاء الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء حتیٰ آنکہ خاتم رسل نمی بیند ایں علم را کہ ہرگاہ کہ بیند الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء پس خاتم رسل از حیثیت ولایت خود نمی بیند آنچہ ذکر کردیم الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء پس خاتم رسلؑ از حیثیت ولایت خود نسبت او بخاتم ولایت نسبت انبیا است و رسل با او وہم در آں فص فرمود کہ چون پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم پاک نبوت را بدیوارے از خشت خام تشبیہ کرد و آن دیوار تمام شد مگر جائے یک خشت و پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم آں خشت بود پس دیوار نبوت با او کامل شد اما از وے دو خشت کم می بیند و آں خشت ہا از زر و نقرہ است

واں دو خشت یکے زراست و یکے نقرہ ۔ و خاتم اولیاء خود را در موضع آن دو خشت منطبع می بیند. پس دیوار باو تمام شد. و سبب دیدن او دو خشت آن ست کہ ـــــ ـــــ او تابع شرع خاتم رسلؑ است و ظاہر داو ست موضع خشت نقرہ وچون خاتم اولیاء شرع خاتم رسلؑ را از حق بہ طریق الہام می گیرد چنانچہ جبریل علیہ السلام می گرفت بر آئینہ آن موضع خشت زر باشد. در باطن و ہم دراں فص فرمودہ کہ آنچنا آنچنانکہ خاتم الانبیاء نبی بود و آدمؑ میاں آب و گل بود خاتم اولیاء نیز ولی بود و آدم میاں آب و گل و در فتوحات چند جا تصریح کردہ کہ من خاتم اولیاء ام و ہم فرمود کہ در واقعہ کعبہ شریفہ را دیدم کہ از خشت ہائے زر و نقرہ بنا کردہ شدہ دو خشت ناقص بود یکے از زر و یکے از نقرہ و خود را دران موضع منطبع دیدم انگہ دیوار بر من تمام شد علمائے قیشری بر شیخ انکار عالم کردہ اند و گفتہ اند کہ رسلؑ چگونہ از مشکوٰۃ خاتم اولیاء فیض گیرند و باو محتاج شدند و چگونہ شیخ خاتم اولیاء باشد و حالانکہ بعد او اولیائے بے شمار آمدند و چگونہ شود کہ رسالت خشت نقرہ باشد و ولایت خشت زر و چگونہ خاتم اولیاء ولی بود و آدم علیہ السلام میاں آب و گل ۔

الجواب

اولاً بہ تعریف نبوت ولایت مے پردازم بعد ازاں جواب سوال مے نگارم ۔ لہ قَالَ اللهُ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْهَا وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِوَكِیْلٍ ط متکلمان گویند کہ نبی انسانے

لہ حق تعالیٰ می فرماید کہ بگو ای مردمان آمدہ است بہ شما وحی راست از پروردگار شما. پس ہر کہ راہ یافت جز این نیست کہ راہ یافت برائے خود و ہر کہ گمراہ شد جز این نیست کہ گمراہ می شود بہ زیاں خود و نیستم من بر شما نگہبان ۱۲

است کہ خدا اورا برانگیختہ باشد برائے رسانیدن آنچہ باو وحی شدہ و رسول نبی کہ صاحب کتاب یا ناسخ بعضے از احکام شریعت سابقہ باشد و اولو العزم جمیعکہ بعد از تبلیغ رسالت مامور بودہ اند بقتال و جہاد۔

وَفِی الْبَابِ الرَّابِعِ عَشَرَ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ۔ اَلنَّبِیُّ هُوَ الَّذِیْ يَاْتِيْهِ الْوَحْیُ مِنْ عِنْدِ اللهِ۔ يَتَضَمَّنُ ذٰلِكَ الْوَحْیُ شَرِيْعَةً يَتَعَبَّدُ بِهَا فِیْ نَفْسِهٖ فَاِنْ بُعِثَ بِهَا اِلٰی غَيْرِهٖ كَانَ رَسُوْلاً [1]

بعضے در رسول و نبی فرق نہ کردہ اند چنانچہ ملا سعد الدین تفتازانی در شرح عقائد نوشتہ است و صوفیہ گویند نبوت را کہ اخبار است از ذات و صفات و اسماء و احکام آلہی اگر باسیاست است تشریعی است و اگرنہ تفریعی و قیصری در شرح فصوص گوید نبی آنست کہ مبعوث باشد بہ خلق تا ہدایت ایشان کند بکمالیکہ در حضرت علیہ برائے ایشان مقرر شدہ اند باقتضاء استعداد اعیان ثابتہ ایشان خواہ آن کمال ایمان باشد غیر آن چنانچہ حضرت رسالت الوجیل را بہ کمالیکہ بہ حسب اقتضائے بود رسانید ؎

در کار خانہ عشق از کفر ناگزیر است ٭ آتش کرا بہ سوزد گر بولہب باشد

در کیش عشق بازاں فضل و شرف بر نیست ٭ اینجا نسب نہ گنجد اینجا حسب نباشد

و حاکم حقیقی حقیقۃ محمدی است کہ نبی حقیقی و قطب ازلی و ابدی است ؎[2]

كُنْتُ نَبِيًّا وَّ اٰدَمُ بَيْنَ الْمَاۤءِ وَالطِّيْنِ۔ وَ اٰدَمُ وَ مَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ

---

[1] در باب چہار دہم از فتوحات است کہ نبی آں کس است کہ بیاید دے را وحی از نزد خدا تعالیٰ متضمن باشد آں وحی شریعت را کہ عبادت کند بآن در ذات خود۔ پس اگر مبعوث شد بآن بسوئے غیر باشد وی رسول ۱۲

[2] بودن من نبی در انحالیکہ بود آدم میان آب و گل ۱۲

لِوَائی۔ ۱ ۔ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ[۲] وَلَوْکَانَ مُوْسیٰ حَیًّا مَا وَسِعَہٗ اِلَّا اتِّبَاعِیْ[۳] وایں حدیث اشارت بہ آنست کہ آنحضرت بہ منزلۂ علتہ غائی ایجاد عالم و آدم اَسْت سے اِنَّ الْغَایَۃَ اَوَّلُ الْفِکْرِ وَ اٰخِرُ الْعَمَلِ[۴] معنے کلام آنست کہ نبوّت من بہ سبب آنکہ موجب ایجاد عالم و آدم ام مقدم اَسْت بر خلق آدم در مرتبہ تقدیر چنانچہ جلوس سلطان در تقدیر بجا رمقدم اَسْت بر اجزائے سر و بعضے گویند کہ روح آن سرور در عالم ارواح مکمل ارواح بوُد بنا براں روح آ سرور مقدم اَسْت در بنوّت آدم عالم اجسام سے

بحسن و خلق و وفا کس بہ یار ما نہ رسد
ترا دریں سخن از کار کار ما نہ رسد
ہزار نقش برآید ز کلک صنع یکے
بہ دلپذیرے نقش نگار ما نہ رسد

از ابن عباس رضی اللہ عنہما پرسیدند کہ من چیست فرمود کہ جَبَلٌ بِمَکَّۃَ کَانَ عَلَیْہِ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ[۵]

اے آنکہ محبان تو محبوبانند
عشاق تو از ہر طرفے خوبانند
جمعیکہ ربودۂ جمالت شدہ اند
در مذہب اہل عشق مجذوبانند

وسائر انبیاء کہ ظاہر شدند حاکم میان مظاہر بوُدند اسماء و ہر اسم را مظہر لیست درخارج کہ مربوب اوست و مظہر اسم اللہ حقیقت محمدی اَسْت وَمَا رَمَیْتَ اِذْ

---

۱ و آدم و ہر کہ سوائے اوست زیر رایت من است ۔

۲ من سردار اولاد آدم ہستم و نیست فخر بریں ۔

۳ و اگر موسیٰ زندہ بودے ، او را بجز متابعت من گنجائش نبودے ۔

۴ زیرا کہ علت غایت در فکر اوّل است و در عمل آخر ۔

۵ کوہے بود در مکہ کہ بود بر وے عرش رحمانی ۱۲ ۔

رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی[۱] یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ[۲] مراد از ید اللہ ید رسول اللہ است چنانچہ در کشاف باین معنے واقع شدہ است ؎

ملک در سجدۂ آدم زمیں بوس تو نیت کرد
کہ در حسنِ تو چیزی یافت بیش از حد انسانی

و او بہ نیابت حق تعالیٰ دخلافت او مزلی ظاہر و باطن است و ایں تصرف تام و انعام عام با عتبار حقیقت اوست و امّا با عتبار بشریت عبد محتاج است

[۳] قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ وَ اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ وَقَالَ اَنَا ابْنُ امْرَاَۃٍ تَاکُلُ الْقَدِیْدَ وَلَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی یُوْنُسَ ابْنِ مَتّٰی و ایں حقیقت در ہر زمان بصورتے مناسب اہل آن ظاہر می شود وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔ و در آخر باکمل صور ظاہر گشت و نبوت تشریعی باو ختم شد ؎

ای قصّہ بہشت زکویت حکایتے | شرح جمال حور زرویت روایتے
انفاس عیسیٰ از لب لعلت لطیفۂ | آب خضرؑ ز نوش دہانت کنایتے

و ہمہ بہ تبعیّتِ او ہدایت می نمودند و ابواب عنایت بر روئے ہر کہ و ہمہ می کشودند

ناظر روئے تو صاحب نظرے نیست کہ نیست
بوئے گیسوئے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست

وطباع سلیمہ بر دین او رمجبول اند فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ

---

[۱] تو یا محمد نیفگندی دقتے کہ افگندی ولیکن خدا افگند۔

[۲] دستِ خدا ہست بالائے دستِ ایشان۔

[۳] بگو جز ایں نیست کہ من آدمی ام مانند شما۔ وحی فرستادہ می شود بر من۔

محققان گویند کہ وجہ اطلاق امی بر وآں نست کہ می منسوب است بام الکتاب ؎

ستارہ بدرخشید و ماہ مجلس شد ! دل رمیدۂ ما را رفیق و مونس شد
نگار من کہ بمکتب نرفت و خط نہ نوشت بہ غمزۂ مسلۂ آموز صد مدرس شد

و قاضی عضدؒ در شرح مختصر ابن حاجب گوید ؎ قَدِ اخْتُلِفَ فِیْ اَنَّ الرَّسُوْلَ صلعم قَبْلَ الْبِعْثَةِ هَلْ كَانَ مُتَعَبِّدًا بِشَرْعٍ اَمْ لَا وَالْمُخْتَارُ اَنَّهٗ كَانَ مُتَعَبِّدًا فَقِيْلَ بِشَرْعِ نُوْحٍؑ وَقِيْلَ بِشَرْعِ اِبْرَاهِيْمَ وَقِيْلَ بِشَرْعِ مُوْسٰیؑ وَقِيْلَ بِشَرْعِ عِيْسٰیؑ اَوْ قِيْلَ مَا ثَبَتَ اَنَّهٗ بِشَرْعٍ وَمِنْهُمْ مَنْ مَنَعَ عَنْهُ وَتَوَقَّفَ الْغَزَالِیْ انتهی ؎

صبا ز زلف تو با ہر گلی حدیثی خواند رقیب کے رہ غماز داد در حرمت

و ولایت در لغت قرب است و در عرف تخلق با خلاق آلہی و فناء بعد البقاء و صحو بعد المحو و نبوتؐ ظاہر است زیرا کہ اختیار است و ولایت باطن زیرا کہ انکشاف است و ماخذ نبوتؐ نبیؐ ولایت است و ماخذ ولایت ولی نبوتؐ. نبیؐ است و رسول اکمل از نبی است. زیرا کہ رسولؐ جامع کمالات ثلثہ است ولایت و نبوتؐ و رسالت و نبیؐ جامع و مو کمال نبوتؐ ولایت و ولایت چار قسم است اوّل ولایتی کہ باطن نبوتؐ مطلق باشد ثانی ولایتی کہ مقید بر نبیؐ باشد ثالث ولایتی کہ مطلق باشد بر نبیؐ را و آں در محمدؐ مشکوٰۃ اقتباس ولایت انبیاء است و در دیگر انبیاء مشکوٰۃ اقتباس ولایت اولیاء است رابع ولایت مطلقہ عام است کہ مخصوص بہ نبوت بنیت و بر یک را خاتم است و ایں ولایت محمدؐ سہ قسم است نوع اوّل کہ جامع باشد میاں تصرف در عالم بر حسب معنے چنانکہ قطب را می باشد نوع دوم بہ حسب صورت چنانکہ سلاطین را می باشد و آں دو نوع است نوع اوّل آنکہ مقرون بہ خلافت بود نوع دوم آنکہ

مقرون بخلافت نہ بود نوع سوم آنکہ جامع نہ باشد میاں تصرف صوری ومعنوی باشد وبہ خلافت مقرون بود علی مرتضیٰ است زیرا کہ او آخر خلفائے راشدین است لہ وَذَكَرَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِ دِمِشْقَ فِيْ ذِكْرِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ لِيْ عَلِيٌّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَاَنْتَ يَا عَلِيُّ خَاتَمُ الْاَوْلِيَاءِ۔

وابن عساکر از کبار محدثین اہل سنّت وجماعت ست۔

وایں را خاتم کبیر گویند ولہذا علیؓ فرمود کہ اہل کتب اربعہ جمع شوند حکم کنم بر ہر یک از ایشان بہ کتاب او خاتم نوع دوم کہ جامع باشد میاں تصرف صوری ومعنوی ومقرون بہ خلافت نہ باشد مہدیؑ از نسل آنحضرت است وسید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ در حل فصوص میفرمائد کہ خاتم ولایت مقیدہ محمدؐ بہ مرتبہ قلب محمد رسد وخاتم نوع سوم کہ جامع نہ باشد میاں صوری ومعنوی بلکہ تصرف معنوی داشتہ باشد ومقرون بہ خلافت نہ بود شیخؒ بزعم خود است شیخ موید الدین جندی در شرح فصوص گوئد کہ شیخ در اوّل محرم در اشبیلیہ از بلاد اندوس بہ خلوت نشست و نہ ماہ طعام نہ خورد و در اوّل عید مامور شد بہ بیرون آمدن ومبشر شد بانکہ خاتم ولائیت محمدیہ است وہم در شرح فصوص گوئد۔ من دَلَائِلِ خَتْمِيَّتِهٖ اَنَّهٗ كَانَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلُ الْمَوْضِعِ الَّذِيْ كَانَ لِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَامَةٌ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ خَتْمِيَّةَ النُّبُوَّةِ ظَاهِرَةٌ وَخَتْمِيَّةَ الْوِلَايَةِ بَاطِنِيَّةٌ اِنْفِعَالِيَّةٌ شیخ در فتوحات میفرمائد:

اَنَا خَتْمُ الْوِلَايَةِ دُوْنَ شَكٍّ ۔۔۔ بِوِرْثِ الْهَاشِمِيِّ مَعَ الْمَسِيْحِ

وہم میفرمائد:

وَلَمَّا اَتَانِي الْحَقُّ لَيْلًا مُبَشِّرًا ۔۔۔ بِاَنِّيْ خِتَامُ الْاَمْرِ فِيْ غُرَّةِ الشَّهْرِ

وَقَالَ لِمَنْ قَدْ كَانَ فِي الْوَقْتِ حَاضِرًا ۔۔۔ مِنَ الْمَلَاءِ الْاَعْلٰى وَمِنْ عَالَمِ الْاَمْرِ

اَلَا فَانْظُرُوْا فِیْهِ فَاِنَّ عَلَامَتِیْ — عَلٰی خَتْمٍ فِیْ مَوْضِعِ الضَّرْبِ بِالظُّهْرِ
وَاَنَا وَارِثُ الْاَشْکِ عِلْمِ مُحَمَّدٍ — وَقَدْ نِلْتُ فِی السِّرِّ مِنِّیْ وَفِی الْجَهْرِ
وَاِنِّیْ لَاخْتِمُ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدٌ — خِتَامَ اخْتِصَاصٍ فِی الْبِدَایَةِ وَالْحَضَرِ

وایں را خاتم صغیر گویند و در فتوحات در فصل یزدہم در جواب سوالات حکیم ترمذیؒ و در فصل چہاردہم ایں بیان ستوفی ایزا دکردہ است مضمونش آنکہ ولایت بر دو قسم است مطلقہ و مقیدہ ولایت مطلقہ آن صفتے است۔ کہ بذات حضرت اللہ است کہ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ کہ مظہر آن در عالم ملک عیسٰی علیہ السلام است کہ خاتم ولاتت وے شود وابعد از وے ولی نہ باشد آخریت با ولیت پیوند و وصفت بموصوف حقیقی خاص گردد قیامت برخیزد و ولایت مقیدہ نیز صفتے است آلہی ازاں روے کہ مستند است بہ انبیاء و اولیاء و قوام ایں مقیدہ بآں مطلقہ است۔ یعنی فیض امتّ کہ از مطلق احدیت باشخاص انبیاء و اولیاء فائض میگردد۔ و آں مطلقہ کلیہ در مقیدہ جزدیہ بوجہی جزدیہ ظہور میکند و ظہور ایں فیض در مقید بہ حسب مرتبہ صاحب آنست پس ولایت مقیدہ محمدیؐ اتم واکمل ولاتت سائر انبیاء و اولیاء باشد چراکہ او بہتر و مہتر ہمہ آمد و نبوت جملہ انبیاء بہ ولائت ایشان کہ در تحت نبوت ولاتت محمدیؐ است چوں نور کواکب در تحت نور آفتاب و ولایت اولیا مندرج است در تحت ولایت انبیاء چراکہ ایشان افضل واکمل اند از اولیاء پس ولایت محمدی بہ نسبت با ولایت انبیاء بمشابہ مطلقہ بود و باز ولایت دیگر انبیاء بہ نسبت با ولایت اولیاء بمشابہ مطلقہ بود۔ و بریک ازیں ولایت مطلقہ و مقیدہ محمدیؐ و دیگر انبیاء مقتضی مظہریست کہ ختم آں مطلق و مقید در آں مظہر بود در عالم ملک شیخ می گوید کہ من خاتم ولایت مقیدہ محمدی ام و مہدی آخرالزماں کہ از نسل رسولؐ است خاتم ولایت مطلقہ محمدیؐ باشد پس نتیجہ ایں دہد کہ شیخ در ولایت بہ

مرتبہ قلب محمدی رسیدہ بود و بعد از وے ہیچ ولی بہ مرتبہ قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ رسد دایں معنے بروے ختم شد۔

ولیکن ولایت دیگر انبیاء ختم نہ شد و ایشانرا وارثان ہستند کسے باشد کہ در ولایت بمرتبہ قلب ابراہیم یا موسیٰ یا عیسیٰ علیہم السلام رسد تا زمان ظہور و نزول عیسیٰ ایں طائفہ باشند۔ لیکن عیسیٰ نزول کند و بولایت ظہور کند و ہر ولی کہ در زمان وے بود درگذرد و ختم ولایت شود۔ تا قیامت برخیزد و شیخ در اول فتوحات گوید کہ در مکاشفہ کہ مرا بود باروح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرا بر خاتم ولایت مطلقہ پیش نمود۔ یعنے عیسیٰ علیہ السلام کہ در پس قفا نقش ختم ولایت میداشت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم بوئی گفت کہ ایں پسر تو دخلیل تو و عدیل تو است۔ پس نہ دانستم کہ من خاتم ولایت مقیدہ محمدی ام و او خاتم ولایت علی الاطلاق چراکہ عدیل مساوی بود چوں از اں

مکاشفہ باز آمدم تعبیر آں ہمہ ایں کردم کہ من ختم ولایت محمدی ام بجہت تحقیق ایں تعبیر با مشائخ از ماں ایں واقعہ بہ گفتم و نہ گفتم کہ بینندہ آں واقعہ کیست مشائخ جملہ تعبیر بایں کردند کہ ایں بینندہ ختم ولایت محمدی خواہد بود واللہ اعلم۔ و خاتم نوع چہارم ولایت مطلقہ بہ مرتبہ روح و خاتم ولایت عام عیسیٰ علیہ السلام است و شیخ در جواب ترمذی گفتہ است کہ دنیارا ابتداء و انتہا است و آنکہ انتہا است۔ ہماں خاتم اوست۔ پس حکم فرمود حق تعالیٰ ایں کہ ہر آنچہ در وے باللہ حیثیت وے آنرا ابتدا و انتہا باشد۔ و منجملہ از اں تنزیل شرائع ہم بود پس ختم کرد حق تعالیٰ ایں تنزیل را بہ شرع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس گشت آں حضرت خاتم النبیین واللہ تعالیٰ بہر چیز دانا است و نیز منجملہ از اں ولایت عامہ بود کہ آں را ابتدا است از آدم علیہ السلام پس ختم کرد آں را خدائے تعالیٰ بہ عیسیٰ علیہ السلام پس انتہا مقابل ابتدا گشت و بہ تحقیق مثل عیسیٰ نزد خدائے تعالیٰ

مثل آدم است ختم کرد آنرا چنانکه شروع کرد پس. بود ابتدا برائے ایں امر
به نبیٔ مطلق و ختم هم بروے شد و بعضے برانند که روح عیسیٰ علیه السلام
در مهدیؑ علیه السلام بروز کند و نزول عیسیٰ علیه السلام عبارت ازیں بروز است
و مطابق ایں است حدیث لَا مَهْدِیَّ اِلَّا عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ و
بعد خاتم نوع چهارم که عیسیٰ علیه السلام است هیچ ولی پیدا نشود اصلاً و او خاتم
اکبر است پس ازیں بیاں دریافت شد که خاتماں ولایت چهار اند خاتم اکبر عیسیٰ
و خاتم اصغر حضرت شیخؒ و خاتم کبیر علی مرتضٰے و خاتم صغیر امام محمد مهدی رضی الله عنهم
فاما آنچه که شیخ در کتاب عنقاء مغرب و نیز فتوحات از برائے ولایت خاتمے دیگر اثبات
کرده چنانچه در باب بست و چهارم از فتوحات است که برائے ولایت محمدیه خصوصاً
نه که ولایت عام ختمے هر الست و او کم از مرتبه عیسیٰ آمده علیه السلام و در زمان
متولد شد من او را دیدم و با وے مجتمع شده و معائنه کردم علامتیکه در وست دیدم
پس هیچ ولی بعد او نباشد از اولیائیکه دون عیسیٰ علیه السلام باشد ازیں امت
الاکه دون او باشد و تحت حیطهٔ ولایت ایں ختم اصغر باشد و نسبت اولیائیکه بعد او
باشند به نسبت عیسیٰ در مقام نبوت محمدیؐ است که او خاتم انبیاء است پس هیچ
رسولے و نبیئے بعد او نیست در حکم هم چنین هر ولی که بعد ایں ختم آید و در باب هفتاد
و سوم در فصل دوازدهم فرموده که ختم دو ختم است ختمیکه الله تعالیٰ باو ولایت محمدیه
را ختم می کنند و ختمیکه ختم علی الاطلاق است اما ختم ولایت علی الاطلاق عیسیٰ است
پس او والی نبوت مطلقه باشد در زمان ایں امت زیراکه نبوت تشریعی و رسالت
ندارد پس در آخر زمان وارث خاتم نزول کنند و هیچ ولی بعد او نیست و لیکن ختم ولایت
محمدیه پس آں برائے مردے عربی است که خواهد بود از بزرگ ترین اصل و او مرد ز
در زمان ما موجود است او را شناختم دیدم علامت او و الله تعالیٰ او را از جسم

ہائے مردم پنہاں کرد وآں علامت از برائے من کشف کرد در مدینہ فارس حتی
آنکہ خاتم ولایت را دیدم کہ اللہ تعالیٰ اورا مبتلا باہل گردانیدہ باہل انکار بر وور
آنچہ او بآں متحقق است از حق در سر خود از علم باللہ تعالیٰ آں چناں کہ اللہ
ختم کرد بہ محمدؐ نبوت شرائع را ہمچناں ختم کرد حق سبحانہٗ بہ ختم محمدی آں ولایت را کہ از میراث
محمدی حاصل شود زیرا کہ بعضے از اولیاء وارث ابراہیم یا موسیٰ یا عیسیٰ علیہم السلام
شوند وایں نوع از اولیاء بعد از ختم محمدی پیدا شود و بعد او ولی کہ ہر قلب محمدی
باشد پیدا نہ شود ایں است معنے خاتم ولایت محمدی دانا خاتم ولایت عامہ کہ بعد
او ہیچ ولی پیدا نہ شود عیسیٰ علیہ السلام و جمع کردم میاں عبداللہ و اسمعیل تا اینجا
ترجمہ کلام حضرت شیخ است وایں بیاں منافی قول اول نیست چناں کہ بر صاحب
خبر پوشیدہ نخواہد بود وایں تنوع عبارت دلالت بر تنوع کشف شیخ داشتہ باشد
و چوں سابقہ مقرر شد کہ ارواح انبیاء از نور محمدی کہ عقل اول است فائض شدہ
اند و مقرر شد کہ ولایت او مشتمل است بر ولایت سائر اولیاء و علیٰ ہذا مشکوٰۃ خاتم
اولیاء از مشکوٰۃ خاتم انبیاء مفاض نیست بلکہ ظل اوست واگر خاتم رسلؐ از مشکوٰۃ
خاتم اولیاء چیزے اخذ کند سبب تفضیل خاتم اولیاء بر خاتم رسل نہ باشد مثال
ایں بہ ظاہر آنست کہ سلطان یکے از غلاماں خود را بواسطہ استعدادی و قابلیتی کہ در وے
دیدہ اورا خزانہ دار خزائن ساخت وہرگاہ کہ می خواہد کہ از وے بعضے از جواہر طلب می
کند واگر خواہد کہ بہ کسے از امرائے عظام چیزے آزاں بخشد بآں خازن میفرماید
کہ بادبدہ پس اگر جاہل شوند کہ سلطان آں جواہر را ازاں کس گرفتہ اند باامراء
ازاں کس گرفتہ اند توہم میکند کہ آں کس از سلطان وازاں امراء اعظم است
ایشاں بوے محتاج اند۔ واگر عالم آنرا شنیدہ میداند کہ آں کس بندہٗ مقبول است۔
کہ آں کس بندہ مقبول است نزد آں سلطان واز کمال تقرب

و امانت و دیانت او سلطان او را خزانه دار ساخت و بہر چه از وے اخذ می کند حق و ملک اوست که بہ آں خزانه دار سپرده است - ولہذا شیخؒ در فص شیثیہ علیہ السلام فرمود که ۱؎ خَاتَمُ الْاَوْلِیَاءِ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ خَاتَمِ الرُّسُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُقَدَّمٌ بِالْجَمَاعَةِ وَسَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ فِیْ فَتْحِ بَابِ الشَّفَاعَةِ فقولہٗ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ خَاتَمِ الرُّسُلِ اشارہ بہ آنست که او از وے مفاض است و مقدم بالجماعة اشارہ به آنکہ پیشوائے گروہ کاملاں است و ہیچ کس را تقدم و تفضیل بر او نیست و قولہ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ تصریح بہ آنست که نسبت جمیع بنی آدم با و نسبت غلاماں است و غلام از سید ہرگز نه باشد و اخذ خاتم الرسل از خاتم اولیاء شبیہ است بایں که در حدیث آمدہ که یکے از اصحاب در شب تلاوت قرآن می کرد و حضرت رسول اللہ صلعم فرمود ۲؎ رَحِمَ اللّٰہُ فُلَانًا ذَکَّرَنِیْ اٰیَةً اُنْسِیْتُھَا - پس قرآن از وے آمدہ و آں کس از وے گرفتہ و او در وقتے از اوقات آنچہ یاد دادہ از وے گرفتہ و ایں سبب تفضیل آں کس بر او نمی شود اگرچہ مذکر او بود و ازیں حیثیت که مذاکرات نوعے از انواع تقدم دارد زیرا که سبب نفع گشتہ بلاشک و اخذ حضرت رسالت از مشکوٰۃ خاتم اولیاء شبیہ بانیکہ کسے صورت خود را در مرأت بیند و از مرأت

۱؎ خاتم الاولیاء مظہر یکدرہ حسنہ است از درجات حسنات خاتم الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشوائے انبیاء است و سردار اولاد آدمؑ در کشادن دروازہ شفاعت ۱۲

۲؎ رحم کند خدا تعالیٰ فلاں را که یاد دہانید ما را آیتے که فراموش کردہ بودم ۱۲

حلیہ صورت خود آخذ کنند و آں سبب فضیلت مرأت نمی تواند شد خصوصاً اگر آں کس حدید مرأت را از معدن بیرون آوردہ و مرأت ساختہ باشد و از انواع خبثہا صاف کردہ ہم چنیں اخذ خاتم الرسل از خاتم اولیاء است۔

سوال

اگر گویند کہ چرا خاتم انبیاء آں علم از خاتم اولیاء گرفتہ و از خود نہ گرفتہ۔

جواب

ایں سوال مانند آنست کہ کسے گوید کہ چرا حلیہ صورت خود از مرأت گرفتہ و از خود نہ گرفتہ چہ کہ جائز است کہ بہ طریق حکمت الٰہی آں چناں باشد کہ مثل آں علم از مظہر خاص باشد گرفت نہ از خود و نہ از غیر آں مظہر چنانچہ در مرأت بلکہ اخذ خاتم الرسل از خاتم اولیاءؒ آں علم را مشابہتے تمام دارد با خد خاتم رسل قرآن را از جبرئیلؑ باوجودیکہ خاتم رسلؐ از جبرئیلؑ افضل است اگرچہ او معلم است او در نشاء عنصری و مولانا جلال الدینؒ محمد دوانی در شرح رباعیکہ باسم سلطان بایزیدؒ مرحوم تالیف کردہ بایں بحث تعرض کلی نمودہ گفتہ است کہ شیخ محی الدین در تصانیف خود ذکر خاتم الولایۃ بروجہی کردہ کہ ظاہرش ترجیح اوست در حقائق و معارف بر خاتم النبوت صلعم نہ بہ تلویح بلکہ توضیح اشعار نمودہ باں کہ خاتم الولایت خود اوست و بعد آزاں بر چند ورق گفتہ کہ ایں فقیر را چناں می نماید کہ حضرت شیخؒ مظہر ولایت محمدیؐ است نور ولایت محمدیؐ را در مرأۃ نشاء خود مشاہدہ نمودہ باشد و چوں نبوت از ولایت مستمد است پس خاتم نبوت ازیں حیثیت کہ خاتم نبوت است مستمد است

---

[۱] حِلیہ (بالکسر) خلقت و صورت و صفت و چیزی منتخب۔

از باطن خود که ولایت خاصهٔ اوست وہمہ اولیاء از باطن او استفاضہ می کند چناں که انبیاء از ظاہر او مستفیض اند وچوں عکس آں نور در باطن خود مشاہدہ کرد او راچناں نمود کہ مگر آں استفاضہ از دست کاتب الحروف گوید کہ قول مولنا جلال الدین کہ اورا ایں معنے ردی نمود وایں جواب خاص اوست بغایت عجب است زیرا کہ حضرت شیخ در ہماں فص کہ ذکر خاتم الانبیاء کردہ فرمود کہ نمی بینم از ہیچکس ایں علم را از انبیاء ورسل الا از مشکوٰۃ خاتم رسل دنے بیند ہیچ کس ایں علم را از اولیاء الا از مشکوٰۃ خاتم اولیاء ومولنا نورالدین عبدالرحمن الجامی در شرح فصوص گفتہ کہ مشکوٰۃ خاتم الاولیاء اوست مشکوٰۃ خاتم رسل والا ہر دو حصر صحیح نہ باشد حصر دیدن مرسلین اولًا در مشکوٰۃ خاتم الانبیاء. وحصر او ثانیاً در مشکوٰۃ خاتم الاولیاء.

پس مشکوٰۃ خاتم الانبیاء اوست

ولایت خاصۂ محمدیہ واوست بعینہ مشکوٰۃ خاتم الاولیاء زیرا کہ او قائم است بمظہریت او پس مولانا جلال الدین کہ گفت شیخ را چناں ردی نمودہ کہ مگر ایں استفاضہ کہ از دست تصریح است بایں کہ شیخ شعور نداشت بایں کہ او مظہر ولایت محمدی ہست ونور ولایت محمدی در نشاء او ظاہر است وحالانکہ شیخ آں دو حصر را از برائے آں آوردہ است کہ اظہار آن کند کہ مشکوٰۃ خاتم اولیا بعینہ مشکوٰۃ خاتم انبیاء است اما قول شیخ کہ جہت متابعت خشت نقرہ است وجہت اخذ از خدائے تعالیٰ جائے خشت زر وشک نیست کہ زر از نقرہ اشرف ست وچون خاتم الولایۃ اخذ شرع بواسطہ نبی کرد واخذ ہماں شرع باز از حق تعالیٰ بے واسطہ کرد پس او را دو اخذ باشند لہذا دو خشت بیند کہ اخذ بواسطہ خشت نقرہ است واخذ بے واسطہ خشت زر است وچوں رسول متبوع است تابع نیست ہر چند کہ از جبرئیل اخذ می کرد اما او تابع جبرئیل نیست لہذا بہ یک

تمثیل فرمود او را به فیضت و ذہبیت و طینیت وغیرہا مقید نہ کرد بلکہ او را مطلق گذاشت زیراکہ غرض ازاں تمثیل ختم نبوت است باو چنانچہ دیوار بہ آں خشت کامل شدہ بہ خلاف ختم ولایت کہ او تابع است و غرض نمودن آں دیوار اظہار ہے چیز است ختم ولایت باو و تابعیت او شرع خاتم رسلؐ را و اخذ او آں شرع را از حق بہ طریق الہام و اما بودن خاتم الاولیاء ولی و آدمؑ بین الماء والطین۔ پس معنیش ظاہر است زیراکہ مقرر شد کہ ولایت او عین ولایت خاتم الانبیاء است و خاتم الانبیاء نبیؐ بود و آدمؑ درمیان آب و گلؐ ہر آئینہ مظہر او بہ مثل او باشد لہ لِاَنَّ الْعَبْدَ مِنْ طِیْنَتِہٖ مَوْلَاہُ۔

سوال — اگر گویند علی کل حال تفضیل خاتم اولیاء بوجہ مافی شیٔ مالازم آمد و آں مقبول نیست جوابش آنکہ در تقریرات و تمثیلات سابقہ دفع ایں معنے واقع شدہ و آخر و را ساری بدربائد دیدکہ پیغمبر صلعم بران شد کہ از ایشاں فدیہ گیرد وار ہا کند و عمر رضی اللہ عنہ فرمود کہ ایشاں را می باید کشت وحی موافق قول عمرؓ نازل شد واللہ تعالیٰ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم را معاتبت کرد گفت ما[2] کان لنبیّ ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود کہ اگر عذابے از آسمان نازل مے شد ہیچ کس از وے خلاص نمی شد الا عمرؓ پس ازیں افضلیت عمرؓ بر پیغمبر لازم می

لہ چراکہ بندہ از سرشت آقائی خود است۔

[2] سزاوار نیست پیغمبر راکہ بدست وے اسیراں باشند تا آنکہ قتل بسیار بوجود آرد۔ و آں می خواہید مال دنیا را۔

آید باالجملہ بعد ازیں دانستن ایں ضروری است کہ تطابق میاں کلام شیخ قدس سرہ کہ جائے خود را خاتم گفتہ و جائے دیگر غیر را برچگونہ باشد ہمیں است کہ مراد از اَنَا ہم نام خود گرفتہ باشد یا ایں کہ اَنَا مُسْتَفِیْضٌ مِنْ خَاتَمِ الْوِلَایَۃِ کمِنْ حَیْثُ الْاَ خِذِ اَنَا خَاتَمُ الْاٰخِذِیْنَ فَیْضَ الْوِلَایَۃِ.

وازیں تاویل معنی کلام شیخ درست آمدند کَذَا وَقَعَ فِیْ صَدْرِیْ

سوال پنجم :- شیخ رضی اللہ عنہ در فص اسحاق علیہ السلام فرمود کہ ابراہیم بولد خود گفت کہ من درخواب دیدم کہ ترا ذبح می کنم و حالانکہ خواب حضرت[1] خیال است پس ابراہیمؑ تعبیر رویا نہ کرد حالانکہ کبشے بود کہ بصورت پسر ابراہیمؑ ظاہر شد درخواب و ابراہیمؑ تصدیق رویا نہ کرد الیٰ آخر القصہ علماء قیشری طعن کلی کردہ اند وگفتہ اند کہ چگونہ ایں وہم نسبت با ابراہیمؑ توان کرد باوجود آنکہ محمد صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم گفت نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّکِّ اِبْرَاهِيْمُ

الجواب در فص اسحاق است[2] اِعْلَمْ اَیَّدَنَا

---

[1] دانستنی است کہ دریں عبارت حضرت شیخ کہ خواب حضرت خیال است ۔ اضافت حضرت بسوئے خیال است نہ بسوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ۔

[2] بداں اے طالب کہ قوت دہد مارا و ترا اللہ تعالیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام گفت با پسر خود کہ بہ تحقیق دیدہ ام درخواب کہ من ترا ذبح می کنم ۔ و خواب حضرت خیال است ۔ پس نہ تعبیر کرد آں را ابراہیم علیہ السلام حالانکہ بود میش کہ ظاہر شدہ درصورت پسر ابراہیم درخواب پس تصدیق کرد ابراہیم علیہ السلام آں خواب را ۔ پس فدیہ اسحاق علیہ السلام داد رب وے از وہم ابراہیم علیہ السلام بذریعہ قربانی کہ ہماں تعبیر خواب حضرت ابراہیم علیہ السلام بود ، نزد حق و حضرت ابراہیم علیہ السلام نہ دانست ۔

اَللّٰهُ وَاِیَّاكَ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ لِابْنِهٖ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ وَالْمَنَامُ حَضْرَتُ الْخَیَالِ فَلَمْ یُعَبِّرْهَا وَكَانَ كَبْشٌ ظَهَرَ فِیْ صُوْرَةِ ابْنِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْمَنَامِ فَصَدَّقَ اِبْرَاهِیْمُ الرُّؤْیَا فَفَدَاهُ رَبُّهٗ مِنْ وَهْمِ اِبْرَاهِیْمَ بِالذِّبْحِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ هُوَ تَعْبِیْرُ رُؤْیَاهُ عِنْدَ اللّٰهِ وَهُوَ لَا یَشْعُرُ قولہ هو در وهو لا یشعر - عائد با ابراہیم است علیہ السلام وایں قصہ در قرآن مجید مذکور است کہ ابراہیم خلیل علیہ السلام چوں آں خواب بہ دید و دیدن آں مکرر شد و در خاطر ابراہیم مقرر گشت کہ ایں امر یست بہ کشتن فرزند وایں حال را با فرزند بہ گفت وحال آں بود کہ ابراہیم در منام کہ صورت مثال مقید است کہ انرا خیال خوانند ایں خواب دیدہ بود وخواب انبیاء ومکمل بیشتر آں باشد کہ امور واقعہ در عالم نقوش مختلفہ متنوعہ آں در عالم مثال مطلق مشاہدہ کنند وہرچہ در عالم مثال مطلق دیدہ شود آں بعینہ در عالم ملک واقع گردد وابراہیم علیہ السلام پنداشت کہ ایں واقعہ در عالم مثال مطلق مشاہدہ کردہ است در تدبیر تعبیر آں سعی نہ کرد و در ضمیر او تعبیر صورت واقعہ نگذشت پس خواست تا فی الواقع آں واقعہ را راست گرداند وبہ ذبح فرزند قیام نماید وحالانکہ آں چناں نہ بود کہ ظن ابراہیم بود علیہ السلام بلکہ آں صورت در عالم مثال مقید کہ خیال است دیدہ شدہ بود وخیال آنرا مشارکت وہم بہ صورت ولد او مصور کردہ با ابراہیم علیہ السلام نمودہ بود وبہ تعبیر محتاج بود چرا کہ حال خیال چناں می باشد کہ نفس معنے از معانی متنقشہ در ارواح عالیہ ادراک می کند وآں معنی در صورت لباس مناسب حضرت خیال او متشکل می گردد ودر مقابل بصر بینندہ می آید وامثال چنیں خیال را تعبیر باید کرد از آں صورت مرتبہ وبہ معنی مناسب در عالم ملک کہ عالمی از عوالم خواہ ملک خواہ ملکوت اورا صورتیست مخالف صورت آں دیگر پس ابراہیم بنا بر ظن خود قصد کشتن فرزند خود کرد تا خواب خود راست

گردانند حق عزوجل علیٰ کبشیکہ صورت پسر ابراہیمؑ در منام ابراہیم نمود و بود فرستاد مراد اللہ تعالیٰ آں بود کہ ظاہر گردانند تا از جہت وہم ابراہیم آں ذبح عظیم کہ تعبیر خواب او آں بود نزد حق تعالیٰ خدائے او سازد و ابراہیم علیہ السلام ایں معنے را در می یافت و نہ دانستہ بود بنا بر عادتے کہ او را بود بہ مشاہدہ اشیاء در عالم مثال مُطلق اگر قائلے گوید کہ شیخ دریں عبارتے چرا اسحاق گفت و اسمٰعیل نہ گفت۔

جواب دریں عبارت رعایت اختلاف قولین کردہ است کہ در ذبح اختلاف است نزد بعضے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بودند و نزد بعضے حضرت اسحاق علیہ السلام۔ واگر سائلے پرسد کہ وہم را با براہیم چرا مضاف گردانید۔

جواب ایں آنراں جہت است کہ وہم در منامات سلطنتے و مُدخلے دارد از ان سبب کہ در وہم ادراک معانی جزدیہ متصور می شود و رؤیا از قبیل معانی جزدیہ است وصاحب ایں وہم و متافر شدن از وے ابراہیمؑ بود یا گوئم کہ خود از اں جہت بود کہ ابراہیم علیہ السلام را وہم چناں بود کہ ہر چہ بہ خواب بیند آنرا بہ تعبیر حاجت بناشد بلکہ بعینہ باید کہ آں واقع گردد فی الواقعہ چنیں نیست۔ بلکہ بہ بعضے را بہ تعبیر حاجت است و مُلّا عبدالغفور لاری جواب ایں اعتراض بہ صورت عقلی چنیں نگاشتہ کہ حس مشترک آں چنانکہ صور از خارج بادمیرسند و او آں را ادراک می کند صور از داخل ہم بادمیرسند و او آں را نیز ادراک می کند گویا کہ در خارج است ولہذا صاحب سرسام و محرومِ صفرادی صور چند مشاہدہ می کند کہ در خارج وجودی ندارند و ہر چہ بنی آدمؑ درخواب بیند عبارت از صورتے است کہ قوت وہم در استعمال متخیلہ پیدا کردہ است مثلاً انسان دو سر و انسان بے سر و مثل ترکیب معنے بہ صورت آنچنانکہ

صداقت جزیہ از برائے زید اثبات کند یا صداقت جزیہ زید سلب کند واز یں قبیل است توہم علم بہ صورت لبن و دین بہ صورت قند و سلطان بہ صورت دریا و آفتاب یا الجملہ صور مشاہدہ در خواب استعمال وہم است قوت متخیلہ را و ظہور آں صور در حس مشترک و علی ہذا قوت وہم ابراہیم علیہ السلام قوۃ متخیلہ او را استعمال کرد و کبش را صورت پسر او در حس مشترک او ظاہر کرد و ہم بہ سبب آں شد کہ در ذبح پسر شروع کرد فَفَدَاهُ اللّٰہُ مِنْ وَهُوَ اِبْرَاهِیْمَ بِالذِّبْحِ الْعَظِیْمِ ۔ راست باشد و بیان واقع شد۔

سوال اگر گویند کہ مقام نبوّت ازاں منزّہ است کہ خواب ایشاں از یں قبیل باشد۔

جواب گویم قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ[1] در روایت صحیح آمدہ است کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را سحر کردہ اند چنانچہ او را مخیل می شد کہ کارے کردہ است و چنیں نہ بود قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی یعنی ساحران فرعون چناں سحر نمودند کہ نزد موسیٰ مخیل شد کہ ریسمانہائے ایشاں و عصاہائے ایشاں حرکت می کند پس جائز باشد کہ ساحر در قوت متخیلہ موسیٰؑ و آنحضرت صلعم بہ سحر اثر کند چنانکہ غیر واقع را واقع تخیل کند و آں سبب الخطاط مقام نبوّت نہ شود زیرا کہ مقتضائے بشریت است چگونہ الخطاطی در مرتبہ نبوت پیدا گردد و ہر کہ پیغمبران را از مقتضیات نشاء بشریت مسلوب کند رائحہ از علم بمشام جانش نہ رسیدہ است واللّٰہُ یقولُ

---

[1] اللہ تعالیٰ میفرمائید کہ بگو جزایں نیست کہ من آدم ام مانند شما وحی فرستادہ می شود بسوئے من۔

الحق وهو یهدی السبیل

سوال ششم آنست کہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ در فص اسمٰعیلیؑ و در فص آدمی و نیز در فتوحات گفتہ کہ کفار اگرچہ از دوزخ بیرون نمی آیند و درو ے ابداً لاباد مخلد اند فاما بعد از سالہائے بسیار و قرنہائے بے شمار ایشانرا عادتے و اُلفتے می شود چنانچہ عذاب نزد ایشان عذاب می شود بادمتلذرمی شود چنانکہ بہشتیاں بہ تنعم بہشت ملتذ می شوند

الجواب فی الوقعہ نہ اخلاق دار شقاوت لذتے دارند کہ آں مبائن لذت دار سعادت است زیرا کہ چنانچہ تلذذ تنعم نفوس طیبہ از طیبات است ہم چنیں تلذذ و تنعم نفوس خبیثہ از خبیثات باشد قیصریؒ در شرح فصوص می گوید۔ ؎ اِعْلَمْ اَنَّ کُلَّ مَنِ اکْتَحَلَتْ عَیْنُہٗ بِنُوْرِ الْحَقِّ یَعْلَمُ اَنَّ الْعَالَمَ بِاَسْرِہٖ عِبَادُ اللّٰہِ وَلَیْسَ لَھُمْ وُجُوْدٌ وَصِفَتُہٗ فِعْلٌ اِلَّا

لہ اللہ میگوید بر حق و ہدایت می کند راہ را ۱۲

ﷺ بدانکہ کسیکہ حق تعالیٰ در چشم وے سرمہ نور حق دادہ است می داند کہ عالم تمام تر بندگان حق اند و نیست برائے شان وجود و صفت و فعل مگر بخدا و حول وے و قوت وے و ہمہ محتاج اند بسوئے رحمت وے۔ و وے رحمٰن و رحیم است۔ و کسیکہ موصوف بایں صفات باشد کسے را عذاب ابدی نخواہد داد۔ و نیست ایں مقدار از عذاب مگر بجہت سازیدن شان بسوئے کمالات شان کہ مقدر شدہ اند برائے شان۔ چنانکہ گداختہ می شود زر و سیم بآتش برائے اخلاص انان چیز کہ عذاب سازد و برآتش دفن کند آں را۔ و آں متضمن بعین لطف و رحمت است ۱۲

بِاللّٰهِ وَحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ كُلُّهُمْ مُحْتَاجُوْنَ اِلٰى رَحْمَتِهٖ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَمِنْ شَانِ مَنْ هُوَ مَوْصُوْفٌ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ لَا يُعَذِّبُ اَحَدًا عَذَابًا اَبَدِيًّا وَلَيْسَ ذٰلِكَ الْمِقْدَارُ مِنَ الْعَذَابِ اِلَّا لِاَجْلِ اِيْصَالِهِمْ اِلٰى كَمَالَاتِهِمُ الْمُقَدَّرَةِ كَمَا يُذَابُ الذَّهَبُ وَ الْفِضَّةُ بِالنَّارِ لِاَجْلِ الْخَلَاصِ مِمَّا يُكَدِّرُهٗ وَ يُنْقِصُ مِعْيَارَهٗ وَ هُوَ مُتَضَمِّنٌ بِعَيْنِ اللُّطْفِ وَالرَّحْمَةِ ۔ انتہیٰ ۔

و شیخ در فص یونس میفرماید ۔ وَ اَمَّا اَهْلُ النَّارِ فَمَآلُهُمْ اِلَى النَّعِيْمِ وَ لٰكِنْ فِي النَّارِ اِذِ الْاَبَدُ بِصُوْرَةِ النَّارِ بَعْدَ انْتِهَاءِ مُدَّةِ الْعِقَابِ اَنْ تَكُوْنَ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰى مَنْ فِيْهَا وَهٰذَا نَعِيْمُهُمْ ۔

یعنی مال حال و عاقبت احوال دوزخیاں بآں رسد کہ ایشانرا در آتش نعیمی پیدا گردد کہ آں خلاص از عذاب باشد تا التذاذ بعذاب باشد بسبب آں کہ بعذاب معتود گشتہ باشد تا آنکہ حق تعالیٰ بایشان تجلّی فرمائید در عین آتش بصورت لطف [1] وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى ذَالِكَ ۔

ہم چنانکہ ابراہیمؑ را در عین آتش از تاب و سوزش آتش نگہداشت بایں ہمہ کہ خاصیت و طبیعت او سوزاں اسٔت و در حدیث آمدہ کہ دوزخیاں را چوں عذاب بسر آیڈ در قعر جہنم گیاہے کہ آنرا جرجیر گویند بروید و ہمہ کس دانند کہ گیاہ و آتش با یکدیگر جمع نہ گردند حق تعالیٰ بقدرت خود احراق از نار بستدہ باشد و نیز در فص اسمعیلؑ گوید ۔

اَلثَّنَاءُ بِصِدْقِ الْوَعْدِ لَا بِصِدْقِ الْوَعِيْدِ وَالْحَضْرَةُ الْاِلٰهِيَّةُ

---

[1] و وے قادر است بریں ۔

تَطْلُبُ الثَّنَآءَ لِلْمَحْمُوْدِ بِالذَّاتِ فَیُثْنیٰ عَلَیْهَا بِصِدْقِ الْوَعْدِ لَا بِصِدْقِ الْوَعِیْدِ بَلْ بِالتَّجَاوُزِ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ـ لَمْ یَقُلْ وَعِیْدَهٗ ـ بَلْ قَالَ ـ یَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّئَاتِهِمْ مَعَ اَنَّهٗ تَوَعَّدَ عَلٰی ذٰلِكَ ـ [1]

اَقُوْلُ شیخ قدس سرہ اسرار رضاء مطلق درضمن رضاء حق از اسمٰعیل علیہ السّلام کہ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا[2] است. بیان فرمود وچوں حق جل ذکرہ اسمٰعیلؑ را بصدق وعدہم ثناء فرمودہ بود خواست تا اسرار صدق وعد نیز بیان فرماید واز جملہ اسرار ولطائف آں یکے ایں ست کہ عرفاً وعقلاً باید کہ ثنائیکہ از مثنیٰ الصدور پیوند . ودر مقابل خیرات ومنافع واصلہ از مثنیٰ علیہ باشد نہ درمقابل عقوبات ومضار متواصلہ ازوے پس ہرکسیکہ باکسے بہ چیزے وراحتے وایصال نفعے وعدہ کنند وآں وعدہ را بجا آرد ویرا ثناء وبرسزا گوئیند وہرکرا ترس وبیم بعذاب الیم دہد ورا بداں مدح وثناء وشکر ودعاء نہ گوئیند ہرچند کہ مستحق آں وعید بودہ باشد. مگر تا وقتے کہ از آں وعیدے درگذرد وخلاف آنچہ وے مستحق آں بودے رساند ہر آئینہ بآں عفو مستحق ثناء باشد ہمچنیں حق عزّ شانہٗ کہ منبع خیرات و معدن مرات است بالذات از بندگان خود طالب ثناء است درمقابل نعم متوالیہ وعطایاء متتالیہ آن نعمی کہ بمقیاس قیاس درنیاید وبمکیال کیل ہر صاحب

[1] تعریف بصدقِ وعدہ است . نہ بصدقِ وعید. وحضرت الٰہی طلب می کند تعریف نیک را بالذات پس تعریف کردہ می شود بروے بصدقِ وعدہ نہ بصدقِ وعید. بلکہ بہ سبب درگزر کردن. پس گمان مکن حق را خلاف کنندۂ وعدہ بارسل خود وگفت کہ درگزر خواہد کرد اللہ تعالیٰ از گناہانِ بندۂ خود باوجود یکہ تحقیق حق تعالیٰ وعید کردہ است برآں.

[2] وبود نزدیک پروردگار خویش پسندیدہ ۱۲.

خیال در نہ گنجد اولش آنکہ نہ بودیم و مارا از عدم بوجود آورد و مارا ظاہر اسماء و صفات خود گردانید و آخرش آنکہ بعد از فناء اجسام باز مارا موجود گرداند و سجلات زلات مارا بآب عفو و مغفرت بشوئد و بدرجات عالیہ جنات و استیفا لذات و تنعمات آخرت برساند و در صدر جنت بہ لقا و بقاء مشرف گرداند و شرور کہ از قبیل امور اضافیہ اند و عبارت از آنچہ ملایم طباع ما نیفتد آنرا بہ حضرت ذات آلہیہ نسبت نہ تواں کرد بلکہ از ماست بر ماست۔ [1] وَمَا اَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ۔ بریں قضیہ گویا گواہ است دریں حالت ایں مقالہ است [2] اَلْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ موافق آنکہ فرمود [3] مَا اَصَابَكَ مِن حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ و اگر گوئی کہ ہم حق تعالیٰ فرمود [4] قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِندِ اللهِ و آں شامل خیر و شر است گوئم کہ مراد آنست کہ حسنات منسوبہ بہ حضرت اللہ و سیات مضافہ بہ نفس ما چوں جملہ مقتضیات و ذات استعدادات ما باشند کہ ہم از بہ تربیتہ اسماء اللہ بما میرسند ہر آئینہ صدور آں از اللہ باشد و آب چوں از منبع بر آئید ہمہ خیر محض باشد و چوں بجو ئبار استعدادات ما رسد و بما منسوب گردد آنچہ ملائم طبع ما افتد آنرا خیر گوئم و آنچہ ناملائم بود آں را شر خوانیم و ہم ازیں است کہ اول الطاف کہ منبع خیرات و اعطاف است بعد از آں کہ وعد و عید ہر دو فرمودہ بود با وعد خویش [5] انجاز کرد و با وعید خویش تجاوز قریں

---

[1] ہر آنچہ رسیدت محنت پس از نزدیک نفس تست۔

[2] نیکی ہم در قبضۂ قدرت تست و بدی بسوئے تو نیست۔

[3] آنچہ رسید بتو از نعمت پس از خدا است۔

[4] بگو از ہمہ نزدیک خدا است۔

[5] انجاز بمعنیٰ وفا کردن وعدہ را، و روا کردن حاجت را۔

فرموده و گفت [۱] فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ و در عید فرمود
که نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ [۲] واگر قائلے گوید که تجاوز متناول است
مومن و کافر را پس تجاوز نیز به نسبته الی الله وعده باشد مر سائر عبید را و او
مخلف وعد نیست باید که به همه برسد خواه اہل بہشت باشند و خواه اہل دوزخ
جواب گویم بلے تجاوز از همه خواهد بود و عمومے دارد و اما تجاوز از اہل جنت
ایں باشد که از صفات محدثه و وجودات مقیده ایشاں که درگذرند که دید خودی
خود گناہی بزرگ است ۔

شعر

[۳] فَقُلْتُ وَمَا ذَنْبِیْ فَقَالَتْ مُجِيْبَةً
وَجُوْدُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ

و اما تجاوز از اہل نار اگر مومناں عاصی باشند به شفاعت کنندگان باشد
واگر کافران باشند که مطلقاً عذاب از ایشاں بردارد واگرچه خلود در جہنم
باشد که آں منافی عدم عذاب نیست چنانچه در حدیث صحیح آمده که [۴]
يَنْبُتُ فِیْ قَعْرِ جَهَنَّمَ الْجَرْجِيْرُ۔ و ایں آں باشد که ایشاں بعذاب چناں معود گردند
که بیش از تالم متالم از عذاب نه گردند باآنکه ایشاں را صبرے کرامت فرماید که

---

[۱] پس نه پندار خدا تعالیٰ را خلاف کنندهٔ وعدهٔ خود با رسولان خود۔

[۲] و درگذریم از جرمہائے ایشاں۔

[۳] پس گفتم چیست گناه من پس بجواب گفت که وجود تو گناہے است که قیاس کرده نمی شود بروے گناه دیگر ۱۲

[۴] رویانده خواهد شد در قعر جہنم جرجیر۔ ۱۲

متحمل ان عقوبت تواند بود باری مقصود کلام این ست کہ وعدہ حق با نجاز ہم
در قرآن است و وعید او بتجاوز قرین ست فَاَثْنٰی عَلٰی اِسْمٰعِیْلَ بِاَنَّہٗ کَانَ
صَادِقَ الْوَعْدِ وَقَدْ زَالَ الْاِمْکَانُ فِیْ حَقِّ الْحَقِّ لِمَا فِیْہِ مِنْ طَلَبِ الْمُرَجِّحِ
یعنے سبب ثنائے حق تعالیٰ بر اسمٰعیلؑ آن بود کہ او ہم از عہد سابق را
وافی بود و ہم اظہار کمال لاحق را کافی مشارب شوارب عبودیتش از خلف
وعد و نقض عہد صافی بود و بندۂ صادق الوعد غیر جانی بود و سببے دیگر
آنکہ امکان وقوع وعید در حق مجید بہ سبب وجود طلب مرجح است کہ آن
تجاوز از سیّات است بعید بود لاجرم اسمٰعیلؑ با این دو سبب در ہر دو سرائے
سعید بود و چون در قرآن چند جا مکرر شد کہ وعدہ حق آنست کہ از سیّات
درگذرد وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِہِمْ وجائے دیگر فرمود کہ [2] یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ
از بیشتر سیّات درگذریم و درجائے را بہ مغفرت خویش شادمان و امیدوار گردانیدہ
کہ [3] اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا و آن مجمل را باز مفصل کرد [4] اِنَّ
اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ و این جملہ از حق وعدہ
باشد با خلق و فرمود کہ [5] اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ پس امکان وقوع وعید از

---

[1] پس تعریف کرد حق تعالیٰ بر اسمٰعیلؑ علیہ السلام باین طور بہ تحقیق بود بسوئے صادق وعدہ
بہ تحقیق زایل شد امکان وقوع وعید در حق اللہ تعالیٰ چراکہ در دلیست طلب ترجیح دہندہ ۱۲.

[2] معاف میگذارد بسیارے ۱۲

[3] ہر آئینہ می آمرزد گناہاں را ہمہ یکجا ۔ ۱۲

[4] ہر آئینہ خدا نمی آمرزد کہ او را شریک مقرر کردہ شود ۔ و می آمرزد غیر آں ۔

[5] ہر آئینہ خدا خلاف نمی کند وعدہ را ۔ ۱۲

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ ۔

صادق الوعد حمید زائل گشت و آنچہ موجب و مستدعی مغفرت است از طرف بندہ موجود کہ آن گناہ گاری و جرم و شرمساری است پس چوں انجاز وعدہ کردہ شود البتہ گناہ بندہ کہ علت وعید بود و نیز نماند پس وعید کہ معلول بود ہم نماند کہ عدم علت موجب عدم معلول است و اگر سائلے گوید پس وعید را چہ فائدہ بود۔

جواب فائدہ تخویف باشد و آنکہ بندگان از مخالفت آمور آلٰہی بپرہیزند و جرأت نہ کنند و در مخالفت نیاویزند تا بکمالات موعودہ در استعداد خویش برسند و آزاں محروم نمانند چنانچہ حق تعالیٰ فرمود کہ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا[1] یا چنانکہ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ[2] شیخ شرف الدین روحی گوید کہ سر در خلف ایعاد و انجاز وعد از کریم ایں ست کہ ہرگز بوفا بایعاد ثناء مترتب نہ گردد بلکہ بوفا بوعد و بتجاوز از وعید مستحق ثنا بہ سزا شود و حق جل و علا طالب ثناء است پس ایشان بموجب ثناء کہ آں عفو و مغفرت است و تجاوز بہ کرم خود لازم گردانید تا بندگان بقدر قدرت و امکان بجوارح و جوارح و زبان و جنان حضرت جلت عظمتہ را ثناء گویند و ایں ابیات گفتہ اوست دریں معنے۔

[3] يَا مَنْ بِلُطْفِ جُمْلَةَ خَلْقِ الْوَرٰى حَاشَاكَ اَنْ تَرْضٰى بِنَارٍ تُحْرَقُ
اَنْتَ رَحِيْمٌ بِكُلِّ مَنْ اَوْجَدْتَهٗ وَلِاَجْلِ رَحْمَتِكَ النَّعِيْمَةَ تُخْلَقُ

---

[1] و نمی فرستیم نشان ہا را مگر برائے ترسانیدن۔

[2] باشد کہ پرہیزگاری کنند۔

[3] معانی از اشعار ایں اند۔ ای کسے کہ بجملہ لُطف خو بیافرید خلق را۔ پاک است تو ازیں کہ راضی باشی بآتش سوزانندہ۔ تو رحیمی با ہمہ چیزے کہ ایجاد کردہ آنرا او بہ سبب

إِنْ كُنْتَ مُنْتَقِماً فَأَنْتَ مُؤَدِّبٌ　　وَمُعَذِّباً إِنْ كُنْتَ أَنْتَ الْمُشْفِقُ
فَاجْعَلْ عَذَابَكَ لِلْعِبَادِ عُذُوبَةً　　وَارْحَمْ بِرَحْمَتِكَ الَّتِي قَدْ تَسْبِقُ

و در اصطلات کاشے دیدہ ام کہ پیغمبر صلعم با صحاب در بعضے کو ہائے مدینہ میگذشت زنی سوگند داد کہ بخانہ او نزول فرمائید چوں در آمدند دیدند کہ آتش آفروختہ و اولاد او گرد آتش بازی می کردند گفت [1] یا نبی اللہ اَللّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ اَمْ اَنَا بِاَوْلَادِیْ فرمود بَلِ اللّٰہُ رَحِیْمٌ فَاِنَّہٗ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ گفت آتش اِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُحِبُّ اَنْ اُلْقِیَ وَلَدِیْ فِی النَّارِ فَکَیْفَ یُلْقِی اللّٰہُ عُبَیْدَہٗ فِیْہَا وَھُوَ اَرْحَمُ بِہِمْ پس پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم بہ گریست و فرمود [2] ھٰکَذَا اُوْحِیَ اِلَیَّ و صراط مستقیم آلنست کہ در امتثال اوامر و نواہی آلہی ہیچ تقصیر نہ کنی و در جمیع احوال امیدوار باشی چہ معلوم نیست کہ قبض روح کے خواہد شد و در آں وقت ہیچ نفع از رجاء نیست و اگر قائلے گوید کہ شرک ازاں گناہ است کہ آمرزیدہ نخواہد شد بہ حکم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ و باید کہ عذاب ایں واجب الوقوع باشد۔

جواب گویم کہ چون نیکو تامل کنی رسانیدن عذاب بر مشرک ہم انجاز

رحمت عامہ خود پیدا می کنی۔ اگر ہستی انتقام گیرندہ پس مؤدب ہستی۔ و اگر عذاب دہندہ پس شفقت کنندہ۔ نیز ہستی مگرداں عذاب خود را برائے بندگاں شیریں و رحم کن برحمتیکہ سبقت کردہ بداں ۱۲۔

[1] یا نبی اللہ، اللہ تعالیٰ رحم کنندہ تر است بہ بندگانِ خود یا من با اولاد خود۔ فرمود، بلکہ اللہ تعالیٰ رحم کنندہ تر است، چہ کہ وی ارحم الراحمین است۔ گفت آیا می بینی یا رسول اللہ کہ دوست دارم ایں کہ بیندازم طفل خود را در آتش۔ پس چساں بیندازد حق تعالیٰ بندگانِ خود را بداں درانحالیکہ وے رحم کنندہ تر است با دشمناں۔ ۱۲۔ [2] چنیں وحی کردہ شد بسوئے من۔

وعداست از بہر آنکہ استعداد مشرک ادا اسم المعذب است [1]

فَلَمْ یَبْقَ اِلَّا صَادِقُ الْوَعْدِ وَحْدَہٗ ۔ وَمَا لِوَعِیْدِ الْحَقِّ عَیْنٌ تُعَایَنُ

وَاِنْ دَخَلُوْا دَارَ الشَّقَاءِ فَاِنَّھُمْ ۔ عَلٰی لَذَّۃٍ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّبَایِنٌ

نَعِیْمُ جِنَانِ الْخُلْدِ فَالْاَمْرُ وَاحِدٌ ۔ وَبَیْنَھُمَا عِنْدَ التَّجَلِّیْ تَبَایُنٌ

یُسَمّٰی عَذَابًا مِّنْ عُذُوْبَۃِ طَعْمِہٖ ۔ وَذَاکَ لَہٗ کَالْقِشْرِ وَالْقِشْرُ صَائِنٌ

انتہی کذا فی الفصوص وتحقیق ایں آنکہ فاعل لم یبق در و ضمیر لیست راجع بحق وما در ما لوعید نافیہ است تعاین بصیغہ مبنی للمفعول باید خواند وضمیر در فیہا عائد است بدار الشقاء ونعیم در اول شعر منسوب باید خواند کہ مفعول بائن است ذاک اشارہ است بلطف عذاب وضمیر در لہ عائد بعذاب وصائن مشتق است از صون چون بائن از بون معنے ایں ابیات بر مفہوم کلام سابق متبنی است کہ چوں وعید زائل شد خبر وعد نماند از بہر آنکہ بہ سبب مغفرت زائل گشت ہم در حق مومن عاصی وہم کافر ومنافق اما از مومن از بہر آنکہ بہ سبب عفو او را دریافت ومغفرت ومغفر او گشت واما ثانی از بہر آنکہ عذاب ایشان مبدل گشت بہ نعیمے کہ مناسب ایشان ست چنانکہ در بیت دوم تقریر می کنند کہ داخلان دار الشقاوت لذتے دارند کہ آں مباین نعیم ساکنان دار سعاد

---

[1] پس نہ باقی ماند حق تعالیٰ مگر صادق وعدہ ونیست برائے وعید حق تعالیٰ چشمیکہ بیند دیرا۔ اگرچہ داخل شوند صاحب وعید در دوزخ از یں کہ بہ تحقیق آناں در لذت اند در دوزخ نعمتہا اند کہ مغائر اند نعمتہائے خلد را پس ہر تجلی یکے است ودرمیان بہشت ودوزخ بوقت تجلی جداگانہ خواہی دید۔ دی را نام نہادہ شد عذاب بعذاب بوجہ شیرینی ذائقہ دے۔ ولفظ عذاب برائے عذاب مانند پوست است د پوست برائے محافظت مغز می باشد۔

است و نفوس خبیثہ اشقیا را تنعم و تلذذ از خبیثات باشد۔ ہم چنانکہ نفوس طیبہ از طیبات و قولہٗ فالامرُ واحدٌ را معنی آنست کہ تجلّی الٰہی ازاں روئے کہ تجلی است بر سُعداء و اشقیا یکساں است کہ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ[1] اما قوابل و استعدادات مختلف اند بعد از قبول تجلی ہر یکے آنچہ در ایشاں است کہ غیر آں را نتوانند کہ بظہور رساند چوں ابر باراں کہ از آسمان فرود می آید۔ از جہت مائیت یک آب است صافی کہ از وے نیشکر روید و حنظل نیز آری ؎

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ می روید و در شورہ بوم خس

و آنچہ اشقیا است ظاہرش اگرچہ عذاب است اما باطنش عذاب ائست بہ نسبت بایشاں و اشتقاق عذاب از عذوبت است و لفظ عذاب مر معنے عذاب را ہم چو پوست است مر مغز را کہ پوست صیانت مغز می کنند او نیز حفاظت آں مغز می کنند و بعضے گویند کہ شاید ذالک اشارہ با نعیم اہل نار ہم چو قشر ائست مر نعیم اہل جنت را مثل کاہ و گندم نعیم انسان و کاہ نعیم حیوان آں سے[2] ہو آں ایں وایں لب آں سے[3] کَذَا لَخَّصْتُ عَنْ بَعْضِ الشُّرُوْحِ و تحقیق مقام کہ دفع اوہام منکرین خام تواند کرد ایں ست کہ منازل و مقامات آخرت سہ اند۔ جنت و جہنم و اعراف چنانکہ قرآن مجید برآں ناطق ائست و بر ہر یک ایں منازل دسمی اسماء اللہ تعالیٰ حاکم ائست کہ دائم بذات اہل آں مقام را طالب ائست و اہل آں رعایائے

---

[1] و نیست حکم ما مگر یک کلمہ مانند گردانیدن چشم ۱۲

[2] ہوان بالفتح لازم و آہستگی کردن و سبک شدن و ہمچنیں ہُوان بالضم خواری و نام مردی۔ ۱۲

[3] چنیں خلاصہ کردم از بعض شروح ۱۲

آں رسم اند و وعدہ ہائے حق بہ نسبت فرد آیندگان آں منازل جملہ را شامل است
و بہ حقیقت وعد حق عبارت است از رسانیدن کامل بکمال معین کہ استعداد ہر یکے
ازیں سہ طائفہ آنرا طالب است مثلاً موعود اہل صلاح جنت است و مراتب آں
و مواعد اہل فساد جہنم است و مناسب آں و طائفہ دیگر در ادکہ وَعَلَى الْاَعْرَافِ[1]
رِجَالٌ تعریف و تحقیق مناسب آنست وچنانکہ وعدہ کامل است وعید نیز شامل
است بہ حسب مراتب ایشاں پس شان الیعاد[2] اہل جنت آنست کہ ہر یکے را جاذبہ
سائقہ است تا ایشاں بہ جنت می آرد کہ[3] وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَّ
شَهِيدٌ واں جاذبات کہ ایشانرا می کشند وسائط ______ انداز انبیا
را اولیاء کہ آں مناسبت جامع بیتہا برایشاں کشودہ آں راہ می نمائند واں سائق
اسم رحمن است کہ بہ کثرت ابتلاء و نواع مصائب ایشاں را بہ جنت میرسانند[4]
ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع والعیاد اہل نار وجاذب شان بدار بوار مناسبتے
اند کہ میاں آتش و ایشاں اند و سائق ایشاں شیطان است والیعاد اہل اعراف
مناسب قصور است چنانکہ در اعراف نہ نعیم جنت است و نہ آلام جہنم در ایشاں
نیز نہ صفت کمال است و نہ بہت اعمال و افعال و احوال و سائق شان در آں مقام
اسم العدل است و عذاب از مقتضیات اسم المنتقم است احکام آں با پنجہ طائفہ ظاہر
گردند مشترک کافر و منافق و مومن و عاصی یا عارف غیر حامل باشد و یا غیر مجوب غیر
غیر عارف و بریں کساں چوں اسم المنتقم سلطنت خود براند و بہ نیران جہنم رسانند

---

[1] و بر اعراف مردمے باشند ۱۲

[2] ایعاد و وعدہ دادن و ترسیدن و ترسانیدن ۱۲

[3] و بیند ہر شخصے ہمراہ او رواں کنندہ است و گواہی دہندہ ۱۲

[4] ہر آئینہ بیازمائیم شمارا بہ چیزے از ترس و گرسنگی ۱۲

همه مجذب باشند و عذاب بریکے فراخور او باشد چنانکه کلام مجید بدین چند عبارت
از تنوع عذاب خبر بازمیدہد قوله تعالیٰ[1] أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وقوله تعالیٰ
وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ[2] وقوله تعالیٰ[3] لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا
هُمْ يُنْظَرُونَ وقوله تعالیٰ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ وچون وعده تجاوز از
حضرت بجائے وعداست وَهُوَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ لاجرم هریکے را از معذبین عذاب
بوجهے عذاب گردد تا از آن تلذذے وتنعمے یابند وصورت عذاب اول بہ چیزے دیگر مبدل
شود وچون بر ایشان سالہا گذرند که لَابِثِينَ فِيهَا أَحْقَابًا وہر حقبہ ہفتاد
ہزار سال آن عالم بود ہریکے را مناسب حالش از حضرت عزت راحتے ورحمتے برسد
اما عارف بغیر عامل یعنی موحد محض کہ حال اصل میدانست کہ حق است کہ در مظہر خلیقہ و
کونیہ ظہورات دارد و وجود بحقیقت او راست و باقی ؎ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ
الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا اما چون وا وآن مقام نداد چون در جحیم مقیم
گردد اند کہ مکان اعمال وزبان افعال ایام دنیا بود کہ آن فرصت از وے فوت
شد بر خود بتہمد کہ ؎ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ چون
مطلق نظرے فرماید بحال ایشان وایشان را ازان سر واقف گرداند کہ مبتلی بلا می
بینند و مبلی نمی بینند عذاب را غافل اند ایشان در مشاہدہ مبلی وایں چنین معذب
بلا عذاب را فراموش کنند وایں مشاہدہ بہ ہزاران نعیم جنت نہ فروشند ونظیر ایں

---

۱ قول او تعالیٰ است آتشے را کہ در گیرد با ایشان سراپردہ ہائے او ۱۲

۲ قول او تعالیٰ است و آواز دہندہ کہ اے مالک! بائید کہ بمرگ حکم کند برما پروردگار تو ۱۲

۳ قول او تعالیٰ است سبک کردہ نشود از ایشان عذاب و نہ ایشان را مہلت دادہ شود۔

مشاہدہ در قصہ زنان مصر و دیدن جمال یوسفؑ و بریدن دستہا بجائے ترنج باز جو و معائنہ کن پس از نہاد ہر یکے صدا برآید کہ تَعْذِیْبُکُمْ عَذْبٌ وَسَخَطُکُمْ رِضًی وَقَطْعُکُمْ وَصْلٌ وَجَوْرُکُمْ عَدْلٌ اما محجوب غیر عارف عاصی کہ دریں حجاب ماندہ بود کہ خدائے مبت خارج از عالم و حقیقت او دیگر است در حقیقت عام و دیگر ایشاں را نیز بعد از عذاب راحتے حاصل شود و در مقابل آں جہل نہ چناں راحتے کہ کسے داند کہ از چہ راحت یا فتند بلے ایں قدر معلوم شود کہ ایشان در آتش با ملاعبہ تلذذے لازم است رسول اللہ صلعم بایں عبارت فرمودہ است کہ [1] اِنَّ بَعْضَ اَهْلِ النَّارِ یَتَلَاعَبُوْنَ فِیْهَا بِالنَّارِ ومثال درایں محسوس آنست کہ طائفہ دیدہ می شوند کہ اعضائے خود مجروح میسازند و ضرب ہا بخود میزنند باختیار چون بعضے بازیگراں و پہلواناں د یدان فخر و مباہات می کنند و بدیں مرہم فاسد و عوض خیس از تالم آن متالم نمی شود کہ گویا خبر نہ دارند اما منافقان نیز بعد از بعد زمان عتاب چوں در ایشان دو استعداد اند نقصان و کمال اما چون باستعداد نقص خود راضی شوند تالم از ایشان زائل شود عذاب ایشان عذب گردد ۔ چون کسانیکہ درمیان حال باموز خسیسہ دنیویہ راضی نمی باشند و لعقبہ آفت آنچنان میگردند کہ امرے خسیس را مباشری شوند و بآں مالوف گردند والم عار از ایشاں مرتفع گردد اما بہ تبدیل عذاب مشرکان کہ مقیدے معین را از موجودات بالوہیت گرفتہ بودند و بہ عبودیت کہ مطلق شریک گرفتہ بعد آزان کہ از ایشان انتقام گرفتہ شود و رحمۃ حق آزان رو کہ آں وجود مقید نیز مظہری از مظاہر حق مطلق بودہ ایشان را دریابد آلام آن عذاب از اجسام ایشاں بردارد کہ قطعًا احساس عذاب نہ کنند بآن کہ در جہنم باشند [2] فَیَصِیْرُ

---

[1] تحقیق کہ بعضے دوزخیاں بازی می کنند در دوے بآتش ۔

[2] پس خواہد شد عذاب او شاں شیریں ۔

عَذَابُهُمْ عَذَبًا مثلاً برخے باشند کہ مزوری در عضوے از اعضائے ایشاں چناں پدآید کہ اگر دراں سوزن فرد بری و آتش ہنی پیچ الم باو نے رسد و بہ نسبت غیر ہماں عذاب است اما تبدیل عذاب کفار کہ مستحق اشد عذاب اند بعاقبت چوں ایشاں نیز باستعداد فطرے خود دراں افتادہ اند ہر چند بسوزند در انواع عذاب اما آخر بہ حکم سبق رحمت کہ از لہ سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ وخبر یَنْبُتُ فِیْ قَعْرِ جَهَنَّمَ شَجَرُ الْجِرْجِیْرِ راحتے یابند حاصل آن کہ عذاب ایشاں مؤبد بنود من حیث انہ عذاب ولیکن تابید در جہنم باشد تا جنت و جہنم ہر دو مامور مانند محی السنۃ در معالم التنزیل در تفسیر وَاَمَّا الَّذِیْنَ ؎۲ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ. می گوید کہ ابن مسعودؓ می گوید ؎۳ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَیْسَ فِیْهَا اَحَدٌ وَذَالِكَ بَعْدَ مَا یَلْبَثُوْنَ فِیْهَا اَحْقَابًا ط و معنے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ آنست کہ اول بر رحمت تطہیر خلق از کدورت ملاحظہ می کنم از آنگاہ بہ غضب آں تطہیر بہ فعل می آرم پس ہر وقت کہ طہارت حاصل شود عقوبت زائل گردد و حضرت حق تعالیٰ در اثنائے سوال یَآ اَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ تعلیم عباد میفرمائد کہ در جواب کَرَمُكَ بگوئید۔

؎ از نامہ سیاہ نترسم کہ روز حشر با لطف او ہزار ازیں نامہ طی کنم

؎۱ سابق گشت رحمت من بر غضب من ۱۲

؎۲ اما از آنکہ کردہ شدند پس بہشت باشند جاویداں آنجا تا مدت بقاو آسمانہا و زمین غیر دفنے کہ خواستہ است پروردگار تو بخشتے غیر منقطع۔

؎۳ ہر آئینہ خواہد آمد بر جہنم زمانے کہ نخواہد بود در دے کسے و ایں بعد آں است کہ توقف خواہند کرد دراں کساں در دے سالہا دراز۔

در فتوحات در باب سہ صد و بستم فرمود کہ اہل نار در نار ساکن اند و از وے بیرون نمی آیند کما قال اللہ تعالیٰ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا یعنے در نار و نہ فرمودہ فِیْهِ امر مشکل می شد و چوں اعادۂ ضمیر بہ سرائے کہ دوزخ است کرد پس در خلود عذاب لازم نمی آید اگر کسے گوید کہ ہم چنیں در بہشت باید گفت کہ خلود در وے لازم است نہ در نعیم گوئیم کہ در نعیم اہل جنت فرمودہ اند عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ فَافْهَمْ وا وارد نہ شد در عذاب چیزیکہ دلالت کند بر خلود در آں چناں کہ وارد نہ شدہ است در خلود نار فاما عذاب در نار لا بدمنہ است و مغیب شدہ از ما مدت او تا کے خواہد آنکہ ظواہر نصوص خبر میدہند کہ اصلی دارد فاما کمیت او مجہول است مگر آنکہ نصے بیاید متواتر مفید علم و تعیین ایں ترجمہ کلام حضرت شیخ است پس ظاہر است نمی کنم کہ شیخ دریں سخن بہ ظواہر نصوص است و محصل کلام اش آنست کہ در خلود عذاب نصے نیامدہ آنچنانکہ در خلود نعیم و اگر آید قبول باید کرد پس او رد نصوص نہ کردہ است تا تکفیر او لازم آید بلکہ اعتماد بر نصوص کردہ و طلب آں نمودہ شیخ مؤید الدین جندی گفتہ کہ مقصود شیخ آنست کہ حق تعالیٰ را با بندگان خویش ہم ایعاد است و تہدید و ہم بشارات و مواعید اما بہ سبب عفو و مغفرت او تجاوز از ذنوب وعید و تہدید خود بجائے نیارد البتہ و بہ لطف و احسان و فضل خویش وعدہ باز بجائے آورد چرا کہ غنی است از عالمیان ہم صدق وعدہ دارد ہم کرم ترک وعید و شیخ چوں ایں معنیٰ مقرر گردانیدہ ایں سر نیز ظاہر کرد باں طائفہ با استحقاق ایشاں مر عقوبات را بدار الشقاوت کہ جہنم است در آمدہ باشند آثار الطاف و اعطاف و تجاوز و عفو و الطاف ہم برسد و رحمت سابقہ او تعالیٰ بر غضب لاحق او عز سلطانہ سبق گیرد و ہر طائفہ را از طوائف بہ نوع از انواع عذاب عذب گرداند۔ و عقوبت بعذوبت مبدل شود اگرچہ ہم چناں ساکن مساکن

جهنم باشند ۱؎ فَلَا بُدَّ اَنْ یَقُوْلَ عَوَاقِبُ اَهْلِ الْعِتَابِ اِلَی الرَّحْمَةِ بَعْدَ الْاَحْقَابِ و این معنی از سه حال خالی نه باشد اول آنکه عقوبت بر ظاهر و باطن مسلط گشته باشد و بایک دیگر بمحاکاة در آیند ۲؎ فَیَکْفُرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَّ یَلْعَنُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَّمَاْوٰهُمُ النَّارُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ و مخاصمت در میان ایشان متماوی گردد. ۳؎ فَیَقُوْلُ الضُّعَفَآءُ لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا رَبَّنَا هٰؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ الخ دوم حالت محاکات در عین جهنم و نار باشند ۴؎ وَقَدْ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَتَسَلَّطَ عَلٰی ظَوَاهِرِهِمْ وَبَوَاطِنِهِمْ دوم آنکه چوں دانند که هر چند فریاد و جزع کنند و بایک دیگر مخاصمة نمایند سودے ندارد بلکه خطاب اِخْسَئُوْا فِیْهَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ بایشان رسد تن در عذاب در دهند و بر خود چناں بنهند که روزگارها بر ایشاں دریں عذاب خواهند گذشت و امید خلاص مفقود بود یک دیگر را عذر خواهند و گویند ایں کاریست که بما افتاده است دل بریں باید نهاد ؎ سَوَآءٌ عَلَیْنَا اَجَزِعْنَا اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِیْصٍ ط پس چوں تن بعذاب در دادند حق تعالیٰ آں عذاب شدید که در بواطن ایشاں بود از ایشاں بر آرد. و آں ۵؎ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ ط که اندرون ایشاں ازاں می سوخت چوں دفع شود راحت در اندر دل

۱؎ پس چاره نیست ازینکه گفته شود که انجام اہل عتاب بسوئے رحمت است و راحت بعد سالها دارند.

۲؎ پس کافر می گوید بعض شاں بعض را و لعنت میکند بعض بعض را و جائے قرار شاں دوزخ است و نیست برائے شاں خلاصی ۱۲ ۳؎ گردن کشاں را اے پروردگار ما ایشاں گمراه کردند ما را. پس بده عذاب ایشاں را دو چند از دوزخ. ۴؎ و بتحقیق احاطه کرد باد شاں پرده دے و غالب شد بر ظاہر باطن شاں ۱۲ ۵؎ آتش خدا افروخته شده که غالب شود بر دلها ۱۲

وجراحت بر بیروں بماند۔

سوم آنکہ احقاب واعصار دریں حالت دو سببے مذکورہ چوں بر ایشاں بگذرد، ایشاں بانواع عذاب معود و مالوف شوند و بتعاقب عقاب بہ سازند حق تعالیٰ عذرے وعدم احساسے برظواہر ابدانِ ایشاں مسلط گرداند کہ بہ ہیچ حال ازاں آتش و عقوبت متالم نہ گردند واحساس عذاب قطعاً نہ کنند چنانکہ خود میفرمایدؒ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی پس ایشاں را باآں آتش و عذاب آں چناں انس حال گردد کہ اگر نسیمے از جنت بر ایشاں وزد طبائع ایشاں از آں متنفر باشند و اگر بوئے رحمتی و نعمتے با ایشاں رسد از آں متالم شوند ایں است حاصل قول شیخ کہ نعیم اہل نیراں مبائن نعیم اہل جناں است انتہی۔ و شیخ کمال الدین کاشی گفتہ کہ غرض آنست کہ دوزخیاں از نعیم بہشت آں مایہ گریزاں اند کہ اہل جنت از نیراں وحال آنکہ میاں نعیم ہر دو نزد تجلی رحمٰن و رحیم در صورت رحمت تفاوت چنانست کہ بمثل میتوالی گفت کہ ایں زمین است و آں آسماں و می گویند کہ فرق در ہر دو آنست کہ نعیم اہل دوزخ از رحمت اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ پیدا شد بعد از غضب و عذاب الیم و نعیم اہل بہشت از حضرت رحمٰن و رحیم پیدا شد بہ محض امتنان جسیم اما چوں مآل عذاب ایشاں بعذوبت رسید ازیں جہت گفتہ شد ؎ اَمْرٌ لَذَّۃٌ تَنَعُّمٌ بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْهَا وَاحِدٌ اَمَّا مِنْ حَیْثُ النَّعِیْمِ وَالتَّلَذُّذِ بَیْنَهُمَا بَوْنٌ بَعِیْدٌ ودریں مقام نکتہ خوش بشنو کہ فرق آں بود کہ در جہنم از برائے ایشاں جرجیر روید و از بہر بہشتیاں در بہشت دردو فرفیر روید در معنی ؎ وَذَاكَ كَالْقِشْرِ وَالْقِشْرُ صَائِنٌ گفتہ کہ اشارت بودہ است بہ کثافت آں نعیم کہ اہل نار راست بہ نسبت بالطافت ایں نعیم کہ جنتیاں راشد وہم چنانکہ قشر محافظت لب کنند تا ہر مشتاق و مضاریکہ از خارج لاحق گردد باد متلاحق شود ولب سالم

بماند حق سبحانہٗ وجود اہل نار را کہ حاصل مشتاق دنیویہ اند بہ دوزخ برد تا عمارت
ایں عالم با ایشاں باشند و اہل جنت کہ از برائے عمارت آخرت اند محفوظ
مانند و ملازمت عبادت کنند۔ ھٰذَا۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْاُمُوْرِ۔

سوال آنکہ شیخ رضی اللہ عنہ در فص موسیٰ و نیز در فتوحات یکجا فرمودہ
کہ فرعون با ایماں رفتہ و طاہر مقبوض شدہ و سوال او بہ لفظ ما از حقیقت
حق صحیح است ست وَھُوَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ علمائے رسمی
دریں کلام بر شیخ طعن کردہ اند و قدح نمودہ۔

الجواب قیصری در شرح فصوص گفتہ کہ ہرگاہ فرعون در دریا ایمان
آورد آں جا کہ دید طریق واضح کہ براں درگذشتند بنو اسرائیل قبل تفریق و قبل
ظہور احکام دار آخرت برائے وے از آں چہ مشاہدہ می کنند مردمان نزد غرغرہ
صحیح داشت ایماں مفیدہ بداں بر آں فرعون راچہ کہ آں ایماں بالغیب است
زیرا کہ بود قبل غرغرہ و ایں بعینہ ہم چو ایماں کافرے است کہ وقت قتل ایمان آرد و ایں
صحیح باشد بلا خلاف و ایمان متغرغر کہ غیر مقبول می باشد بہر ظہور احکام دار آخرت
است از نعیم و جحیم و ثواب و عقاب و گردانیدن شیخ مر فرعون را طاہر و مطاہر از خبث
اعتقادے شرک و دعویٰ ربوبیت است زیرا کہ اسلام ہدم می کنند ما قبل خود را
چنانکہ بیامد در خبر صحیح کہ نوشتہ نمی شود بعد ایماں چیزے از گناہاں پس در مقولہ
شیخ بروئے انکار کردہ خواہد شد انتہیٰ بحاصلہ۔ صاحب۔ نصوص۔ الخصوص
گفتہ کہ ہر چند علمائے ظاہر دریں سخن مجال طعن جویند و در قبول ایماں وے
سخن ہا گویند۔ اما اگر بجانۂ انصاف در آیند ہم ملزم آیند و از جہت آنکہ تا ایشاں

بانکار شیخ گاه خود تباہ نہ کنند واجب شد بر طائفہ کہ از معتقدان شیخ اند کہ در تنبیہ ایشاں سعی کنند وایں بدو وجہ در خاطر ایشاں نشانند یکے آنکہ شیخ ایں معانی کہ دریں کتاب مسطور اند بالسرہا از روح پرفتوح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فراگرفتہ مامور است بابلاغ آں وَالْمَامُوْرُ مَعْذُوْرٌ دیگر آنکہ باتفاق علماء محقق است کہ فرعون درآں زماں ایماں آورد کہ در دریا درآمد و درمیاں آب راہ ہا خشک از پیش می دید کہ بنی اسرائیل برآں می گزرند و درآں حالت ہنوز ظہور احکام آخرت نہ بود و جاں بہ غرغرہ نہ رسیدہ لہٰذا ایماں وے صحیح و معتد بہ است پس اگر شیخ اعتبار ایمانش فرمود برآں کہ ایماں وے معتبر بود ہر اعتقادے فاسد از شرک و دعویٰ ربوبیتہ وغیرہ کہ او پیش ازاں کردہ باشد بہ برحکم [1] اَلْاِسْلَامُ یَهْدِمُ مَا قَبْلَهٗ. ہمہ از وے مغفور باشد پس شاہنشاہ فرمود فَقَبَضَهٗ طَاهِرًا وَّمُطَهَّرًا [2] چوں حق تعالیٰ در قرآن مجید با فرعون خطاب صیغہ واحد نمود کہ [3] فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً یعنی نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ مِنَ الْعَذَابِ لِيَتِمَّ مَعَ بَدَنِكَ مِنَ الْعَذَابِ الْوُجُوْدِ الْاِيْمَانِ مِنْكَ بَعْدَ الْعِصْيَانِ واو را نجات ببدن از غرق نبود بلکہ فی الحال در بحر ہلاک گشت اگر شیخ ایں نجات اُخروی از عذاب ابدی حمل کنند وآں را آیت عنایت ورحمت حق سازد

---

[1] اسلام قطع می کند ما قبل خود را۔

[2] پس قبض کردہ شد فرعون طاہر و مطہر۔

[3] پس امروز امکان بلند افگنیم یعنی بسوئے آب آرنج ترا باں جسد تو تعبیر و تغییر تا باشی نشاں برائے آناں را کہ پس از تو آیند۔

یعنی بر مکاں بلند افگنیم ترا از عذاب یعنی با جسد تو از عذاب بہ سبب یافتن ایماں از تو بعد نافرمانی ۱۲

ہیچ دورانہ کار نہ باشد واگر گوئی کہ ہم در قرآن است کہ در آں دم کہ او ایمان آورد فرمود [1] آلْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ وایں دلالت می کنند بر عدم قبول ایماں وے جواب گوئم کہ نوعی بود از عتاب حق بادے وقت توجہ بسوئے حق یعنی فرمود اے فرعون بعد ازیں کہ چندیں افساد کردی باز آمدی وایں در عتاب عند الصلح بسیار گوئید وایں منافی صحت ایماں وے نباشد واگر گوئی دریں آیت دیگر چہ میگوئی کہ فرمود عز شانہ کہ روز قیامت فرعون پیش رو قوم خود باشد پس در آورد و ایشاں را با آتش [2] قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ جواب گویم کہ ضمیر جمع عائد است با قوم و مورد کہ فرعون است لازم نیست کہ در قوم داخل باشد بلکہ اظہار کمال عنایت خود خواہد فرمود در روز بازار قیامت از فرعون کہ چہار صد سال ضال و مضل بودیہ بیند کہ اینک ایماں آورد در آخر چگونہ گذار نیدم واو رابہ جہت الزام حجت پیشتر د قوم خودش گردانیدم تا ایشاں رابہ آتش اندر آورد دبگوئید کہ آنچہ من گفتم دکردم بدبود وہر کہ متابع من گشت جز ایشاں اینست ودرامثال ایں ایات کہ [3] وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ۔

---

[1] گفتہ شد آیا اکنوں ایمان آوردی و نافرمانی کردہ بودی پیش از وبودی از مفسدون ۱۲

[2] فرمود اللہ تعالیٰ پیشوا می شود قوم خود را روز قیامت۔ پس بیآرد ایشاں را بہ آتش۔ و بد جائے است کہ وارد شدند در دوزخ ۱۲

[3] وقول او تعالیٰ است واز پے ایشاں آوردہ شد لعنت دریں روز و یوم قیامت نیز بد عطائے است کہ دادہ شد آں لعنت ۱۲

[1] وَقَوْلُهُ تَعَالیٰ وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۔ ضمیر درہم باقوم عائدات وبرتقدیر آنکہ لعنت ودخول نار فرعون را باشد منافی ایمان وے نہ باشد کہ لعنت عبارت از بعد حق است وآں لازم جمع گردد چنانچہ عصاۃ مسلماناں را بود وما دعوی قرب فرعون بحق نہ کردہ ام کہ ایمان دیگر است وقرب دیگر اما ورود در آتش ہمہ را شمولیت [2] وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۔ و غرض شیخ قدس سرہ از اثبات ایمان فرعون دو چیز است یکے بیان عنایتہ درحمتہ وعتاب حق ودیگر فائدہ ایمان وے عدم خلود وے باشد در دوزخ ودریں ہیچ شبہہ نیست کہ مظالم وحقوق عباد با ایمان بر نہ خیز داگر بقدر آں فرعون معذب بماند گو بماند بائد کہ مخلد نماند۔ کہ [3] لَا یُمْکِنُ الْخُلُوْدُ مَعَ الْاِیْمَانِ وچون بعد از ایمان فرعون ہیچ نصے صریح بہ کفر وے وارد نشد بلکہ ہر چہ در قرآن گفتہ شد حکایت از حال سابق او بود وآنچہ صریح بہ عذاب آل فرعون نازل شد در ہیچ ذکر فرعون بان بنود چنانچہ فرمود [4] قَوْلُهُ تَعَالیٰ وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ

---

[1] وقولِ او تعالیٰ است واز پے ایشاں فرستادہ دریں دنیا لعنت وبروز قیامت ایشاں دور ساختہ گاں باشند ۱۲

[2] ونیست از شما ہیچ کس مگر گذرندہ بریں ہست۔ آں وعدہ لازم پروردگار تو مقرر کردہ شدہ ۱۲

[3] وممکن نیست ہمیشہ ماندن در دوزخ بحالت ایمان ۱۲

[4] قول وے تعالیٰ است وفرو گرفت بہ خویشانِ فرعون عذاب سخت و در گرفت ایشاں را۔ آتش حاضر کردہ می شوند بر آتش در روزے کہ قائم شود قیامت در آرید خویشانِ فرعون را در سخت ترین عذاب ۱۲

سُوْٓءُ الْعَذَابِ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۞ ایں جملہ صریح است دار ال فرعون نہ در فرعون پس اگر شیخ باوجود علم تمام وکشف بانظام وامر رسول علیہ السلام اثبات ایمان وے کنند باید کہ تو منکر نہ گردی وزنجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود است کہ لحوم العلماء مسموم انتہا ومولانا جامی می فرمایند کہ لیکن گواہ صادق بر ایمان فرعون وقت غرق قبل غرغرہ قرآن مجید است وظاہر شد احکام آخرت برو بعد بے کار شدن حواس وے وایں ہمہ آنست کہ در شرع اعتبار وے کردہ نمی شود بلکہ اعتبارش وقت قادر شدن وے است بروقت گفتن وے ایمان را وعلم وے بایں کہ نجات در ہمیں است پس گفت لہ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۞ وایں تجردادن صحیح است در وے نسخ نخواہد شد ونہ تصریحی است بر نہ قبول کردن ایمانش پس تحقیق کہ ازایاتیکہ ازاہنا اہل ظاہر دلیل می گرند بر عدم قبول ایمان وے قابل تاویل اند۔ بر وجہیکہ منافی قبول ایمانش نہ باشد چناں کہ بعضے شارحین تاویل کردہ اند وایں کلام آز آنست کہ متفرد شدہ است بدان حضرت شیخ قدس سرہ میاں ائمہ اسلام بارسوخ اعتقاد کفر فرعون وسرکشی وے در نفوس طعنہ زدہ اند بروے کم فہم آن ومبالغہ کردہ اند در انکار وے پس حاجت ایں مبالغہ نیست چراکہ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبالغہ نہ کردہ است وبروے چنانکہ فرمود در ہمیں فص انیست از ظاہر کلامیکہ قرآن شریف بر آں وارد است باز میگوئم بعد ازیں کلام کہ امر واقعی چنانکہ است مفوض بہ

لہ باور داشتند کہ ہیچ معبود نیست مگر آنکہ ایمان آوردہ اند بوے بنو اسرائیل و من از مسلمانانیم۔

جنات آلہی انست از آنچہ در نفوس عامہ خلائق جا گرفتہ از شقادت فرعون و آگرچہ بنیست برائے شان نقصے درین باب کہ نسبت کنند بہ وے رضی اللہ عنہ انتہا کاتب الحروف گوئید کہ شیخ دریں دعوی متفرد بنیست چنانکہ عارف و محقق سامی فرمودہ شیخ الاسلام خالدی در بعضے شرح حکم ابن عطاء اللہ اسکندری شاذلی میفرمایند کہ قول بہ قبول ایمان فرعون نہ تنہا شیخ را است بل رفتہ اند براں جمعی کثیر از سلف و قاضی ابوبکر باقلانی اشعری در بعض مصنفات خویش نوشتہ کہ قبول ایمان فرعون اقویٰ انست من حیث الاستدلال و لیکے صریح وارد نہ شدہ برائے ما برایں کہ او بر کفر مردہ انست انتہا فتامل و آنچہ شیخ عبدالوہاب شعرانی در کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر آوردہ کہ از دعویٰ منکر انست کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ قائل بر قبول ایمان فرعون انست حالانکہ ایں بر شیخ کذب و افترا انست چہ کہ وے رضی اللہ عنہ خود تصریح کردہ است در باب شصت و دوم از فتوحات کہ فرعون از اندوزخیان انست کہ تا ابدالابدین از وے خلاص نہ خواہند یافت و فتوحات تصنیفات آخریں حضرت شیخ انست چرا کہ وے قدس سرہ از تصنیفش سہ سال قبل از وفات خود فراغت یافتہ است شیخ الاسلام سراج الدین مخزومی دمشقی کہ از شاگردان شیخ سراج بلقینی انست میگوید کہ اگرچہ تسلیم کردہ شود کہ از شیخ محی الدین چنیں صادر شدہ کہ وے قائل با ایمان فرعون شدہ امادے دریں باب متفرد بنیست بلکہ جمعی کثیر از سلف بر قبول ایمانش قائل شدہ است بر آنکہ حکایت کردہ جناب باری عز اسمہ از وے گفت - اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ و بود ایں قول در آخر زمانہ وے از خروج دنیا امام ابوبکر باقلانی میگوید کہ قبول کردن ایمان فرعون قوی تر است بر حیثیت استدلال و نہ یافتم نص صریح بر ایں کہ مرد

وے در حالت کفر انتہا و دلیل جمہور علماء سلف بر خلف بر کفرش اینست کہ وے
ایماں آورد وقت یاس و ایمان یاس مقبول نیست واللہ اعلم تا ایں جا است
کلام شیخ عبدالوہاب شعرانی در کتاب خود یواقیت والجواہر میگوید فقیر کاتب الحروف
کہ حضرت شیخ اسمٰعیل کردی در جلاء النظر فی رد شبہات ابن حجر مینویسد کہ گفت شیخ
ابراہیم کورانی کہ گفت شیخ عبدالوہاب شعرانی در آخر یواقیت کہ مشتمل است
بر ہفتاد و یک مبحث کہ تالیف کردم ایں کتاب را بعنایت آلہی در مدت کم از یک
ماہ باز گفت کہ قائل شدن بہ قبول ایمان فرعون کذب و افتراء است بر شیخ پس
تحقیق وے ذکر کرد در باب شصت و دوم و آں چیز کہ نقل کرد از وے معنا برائے
اثبات ایں امر لیکن در باب یک صد و شصت و ہفتم و ہم چنیں در باب یک
صد و چہل و ہشتم کلام بسیط نوشت بر اثبات ایمان فرعون پس بود لائق بہ شیخ
عبدالوہاب شعرانی کہ در ہر دہ کلام حضرت شیخ جمع می کرد۔ نہ کہ بجائش انکار را بوئے
نسبت نمود چراکہ فصوص بسیار مشہور گشتہ و ہر دانہ و ناداں براں مطلع شدہ پس
پوشیدہ نیست بر او شان آنچہ ذکر کرد حضرت شیخ در فص موسوی واگرچہ نوشتہ
فتوحات بر اکثران مخفی ہست اما از شارحین فصوص اکثرے توحید کلامش در تقریر
ایمان فرعون کردہ اند پس قائل شدن باایں کہ افترا است بر شیخ نفعی نخواہد داد مگر
برائے کسے کہ ندیدہ باشد کتب ویرا و نہ شنیدہ باشد از کسی کہ بینندہ کتب وے
باشد و آنچہ اشارہ کردہ است امام شعرانی کہ فتوحات از آخرین مصنفات ولیست
و ہر چہ در فصوص مذکور گشتہ قابل اعتبار نیست نزد وے ایں استدلال تمام نیست
و ہا نیہم پس آنچہ کہ در باب یک صد و شصت و ہفتم نوشتہ آں ضرور اعتبار کردہ
شدہ است نزد وے دقتیکہ ایمانش نزد وے قابل اعتبار بود پس ضروری بود
بر امام شعرانی جمع میان ہر دو کلام شیخ پس میگویم کہ فرمود شیخ در باب شصت و دوم

بعد ایں کہ گفت و دوزخیاں کسانے اند کہ باشندگاں آں ہستند ہماں کساں مجرماں اند[1] فرمود کہ ایں مجرماں بر چہار طائفہ ہستند و جملہ شاں دوزخی اند کہ از خارج نخواہند شد از وے بعد ازے دیگر داد شاں متکبران اند بر خدائے تعالیٰ مثل فرعون و مانند آں دعویٰ ربوبیت کردہ بودند برائے نفوس خود و از خدا نفی کردہ بودند تا آخر۔

و اگرچہ بود فرعون متکبر کہ دعویٰ ربوبیت کرد برائے نفس خود و نفی کرد از خدائے تعالیٰ و شک نیست در وے لیکن شیخ ثابت کرد ویرا در فصوص و در باب یک صد و شصت و ہفتم باب یک صد چہل و ہشتم ایں کہ مرد وے بر ایں چہ کہ اللہ تعالیٰ فرمود در کلام مجید سے حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ بالجملہ منکر کہ دعویٰ ربوبیت برائے نفس خود کنند و از اللہ تعالیٰ نفی کنند مثل فرعون مخلد است در نار و تقیکہ بمیرد بر ایں لیکن فرعون مرد بعد ایماں کہ شرعاً معتبر است چہ کہ آں واقع شدہ است در حالتے کہ ویرا گویائی ممکن بود حیات ہم بر گمانش غلبہ داشت بہ سبب دیدن وے دریا را خشک در حق مومناں بہ سبب ایماں آنہا و نیست ایماں وے ہم چو ایماں کسے کہ در حالت غرغرۃ بر وے احکام آخرت ظاہر شود و وقتے کہ بود ہم چنیں نہ داخل خواہد شد در منکرین پس مخالفت نماند میاں ہر دو کلام شیخ و جمع حاصل آمد انتہی و در فص موسوی مذکور است کہ وقتے کہ یافتند موسیٰ را آل فرعون در یم نزد شجرہ موسوم کرد ویرا فرعون بہ موسیٰ و مو در زبان قبطی آب را گویند و سا بمعنے شجرہ پس نام نہادن وے بہ سبب ہمیں بود کہ او را یافت نزد شجرہ در آب چراکہ تابوت باز ماند نزد شجرہ در یم پس آرادہ کرد فرعون بہ

---

[1] وقتے کہ رسیدش مشقت غرق، گفت باور داشتم کہ نیست ہیچ معبود مگر ایماں آوردہ اند بوے بنو اسرائیل و من از مسلمانانیم ۱۲

کشتن موسیٰ پس گفت ویرا زوجہ وے در آنجا لیکہ بود وے گویائی دادہ شدہ از جانب خدا در آنچہ کہ گفت آں زن از فرعون کرد وقتے کہ پیدا کرد خدا ویرا برائے کمال چنانکہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہ برائے وے دبرائے مریمؑ بنت عمران آں کمال است کہ برائے مردان می بود پس گفت زن فرعون از فرعون در حق موسیٰؑ کہ ایں مردمک دیدہ من است و برائے تو نیز بہ سبب کمالے کہ حاصل شد آں زن را چنانکہ گفتیم و موسیٰ مردمک دیدۂ فرعون با آن ایمان شد کہ عطا کرد ویرا حق تعالیٰ نزدیک غرق پس قبض روح وے کرد طاہر و مطہر نہ بود در وے چیزے از خبث چرا کہ قبض کرد روح ویرا در وقت ایمان قبل ازآنکہ کسب کند چیزے را از گناہان و اسلام می کشد گناہان ما قبل را و گردانید ویرا علامت عنایت آلہی جلشانہٗ برائے کسے کہ خواہد تا کہ نا امید نشود کسے از رحمت آلہی پس بہ تحقیق کہ نا امید نمی شود از رحمت خدا سوائے کافر پس اگر می بود فرعون از ان کسانیکہ نا امید می شوند تا مبادرت کردی بسوئے ایمان پس بود موسیٰؑ علیہ السلام چنانکہ گفت زن فرعون در حق وے کہ باعث خنکی چشم است برائے من و تو قریب است کہ نفع دہد ما را وہم چنیں واقعہ شد چہ کہ نفع داد خدا تعالیٰ آن ہر دو را بہ سبب حضرت اگرچہ آن ہر دو نمی دانستند کہ ایشاں ہماں نبی ہستند کہ بر دست شان ہلاک ملک فرعون داد لادوے خواہد بود انتہا و نیز در فص موسویؑ بعد بحث طویل نوشتہ است کہ واما قول باری تعالیٰ [1] فَلَمْ يَكُ يَنفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ پس دلالت نمی کند ایں عبارت برایں کہ نہ

---

[1] پس ہرگز نفع نمی دارد ایشاں را ایمانِ ایشاں وقتیکہ دیدند عقوبت ما، آئین خدا کہ گذشتہ است در بندگان او۔ لفظ اِلَّا قَوْمَ يُونُسَ شامل ایں آیۃ نیست ۱۲

نفع خواہد داد ایمان ایشان را در آخرت از حرف استثنا کہ مفہوم می شود از قول وے تعالیٰ شانہٗ الا قوم یونسؑ پس مراد گرفت ازین استثنا کہ رفع نخواہد کرد ایں استثنا دارگیر دنیوی را از ایشان پس بہمیں وجہ گرفتہ شد فرعون باوجودیکہ ایمان آوردہ بود ایں امر دقیقے ایست کہ امر فرعون بمنزلہ امر آں کس باشد کہ یقینی باشد انتقالش در آن ساعت و قرینہ حال ایں است کہ ایں امر انتقال یقینی نیست چراکہ فرعون خود معائنہ کرد مومناں را مشی کناں بر راہیکہ خشک بود و ظاہر شدہ بود بہ سبب زدن حضرت موسیٰ علیہ السلام عصائے خود را در بحر و یقین نہ نمود فرعون بہ ہلاکے خود دقتے کہ ایمان آورد بخلاف محتضر تا ایں کہ لاحق ذکر دہ خواہد شد فرعون بہ حکم آں۔

پس ایمان آورد فرعون بآنچہ کہ ایمان آوردند بنی اسرائیل بر یقینے بودن نجات پس گشت نجات چنانکہ یقین کرد لیکن خلاف صورت ارادہ کردہٗ خود پس نجات داد ویرا خدائے تعالیٰ از عذاب آخرت در ذات وے و نجات داد بدن وے را چنانکہ فرمود حق تعالیٰ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً چراکہ اگر غائب شدی صورت خود بیشتر می گفت قوم وے کہ محتجب شد پس ظاہر شد در صورت معینہ مردہ تاکہ دانستہ شود کہ ہماں است پس بہ تحقیق عام شد نجات حساً معنےً و کسی کہ ثابت شد برے کلمہ عذاب اُخروی نہ ایمان آوردہ شود بدان اگرچہ بیاید ویرا جملہ علامت ہا تاکہ بینند ایشان عذاب اذیت دہندہ را یعنی بخشید آں کسان عذاب الیم اُخروی را پس ازیں قسم فرعون خارج شد ایں است کلام ظاہر کہ وارد شدہ برآں کلام مجید بعدازیں میگوئیم کہ امرے تحقیق دریں باب سپرد بہ علم آلہٰی ایست بوجہ آں کہ در نفوس عامہ خلائق جایافتہ از شقاوت وے و نیست ایشاں را کلامی صریح برآنکہ نسبت می کنند بہ سوئے فرعون ولیکن آل فرعون پس برائے شاں حکمے دیگر است کہ بیانش را ایں مقام نیست تا ایں جا ایست کلام حضرت شیخؒ

قدس سرہ قیصری می فرمائد کہ حکم فرعون حکم مومنین ظاہرین مظہرین است چہ کہ واقع نہ شُد از وے بعد ایمان گناہے و اسلام می بر دگناہان ماقبل را لیکن حکم اولادِ وے پس حکم آں ہا حکم کافرین اَسْت ازیں وجہ کہ اوشان الٰہ مطلق و معبود حق را در صورت فرعونیہ مقید گردانیدہ بودند پس پوشیدہ کردند آنہا حق را در صورت باطلاوے و از وجہے حکم مومنین است چہ کہ نہ پرستیدند در صورت وے مگر ہویت [1] آلہیہ را کہ ظاہر شد در مجالے مختلفہ پس ازیں حیثیت خدائے تعالیٰ از آں ہا خوشنود گشت و اوشان از وے تعالیٰ خوشنود شدند و اگر باشد بہ حیثیت مقید کردن شان خدائے تعالیٰ را عذاب خواہد کرد اوشان و چونکہ ایں مقام جائے پائش نبود لہذا فرمود لیس ھذا محلہ انتہیٰ۔

سوال:- اگر گویند قولہ تعالیٰ [2] قَالَ مُوْسیٰ رَبَّنَا اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَہٗ الخ دلالت می کند قوم فرعون و فرعون ہر دو ایمان آوردند نزد رویت عذاب الیم چہ دعائے موسیٰ و ہارونؑ ہمین بود حق جل و علا فرمودہ کہ دعا شما مستجاب شُد پس بریں تقدیر لازم می آید کہ ایمان قوم فرعون نیز صحیح باشد و ظاہر ایں آیۃ آنست کہ ہر دو صحیح نیست زیرا کہ ضمائر من قولہٖ تعالیٰ علیٰ اَمْوَالِھِمْ الیٰ قولہٖ حتیٰ یَرَوُا آیہ فرعون وقوم ہر دو راجع اند

---

[1] متعلق ہویت آں حقیقت مطلق را گویند کہ شامل باشد حقائق دیگر را۔ چنانچہ تخم شامل است درخت را در غیب مطلق و نزد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ہویت آں حقیقت را گویند کہ باشد در عالم غیب یعنی موجود در خارج نباشد و چنانچہ ادراک حقائق موجودہ فی الخارج می نمایم، آنرا مدرک نہ سازیم۔

[2] قول وے تعالیٰ است و گفت موسیٰ اے پروردگار ہر آئینہ تو دادہ فرعون و قبیلہ او را۔ تا آخر۔

جواب رجوع ضمائر دو احتمال دارد یکے آں کہ بہ فرعون و قوم او ہر دو راجع شوند دوم آنکہ بقوم او راجع شوند فقط ؎ کَقَوْلِہٖ جَآءَ السُّلْطَانُ وَالْقَوْمُ فَاَکْرَمُوْنِیْ کہ ضمیر اَکْرَمُوْنِیْ رجوع کند بہ سلطان و قوم ہر دو احتمال دارد کہ رجوع کند بقوم فقط و مراد از عذاب الیم عذاب آخرت باشد نہ غرق پس قوم در حالتِ غرق ایمان نہ آوردہ باشند و فرعون تنہا ایمان آوردہ باشد لہٰذا حق تعالےٰ از فرعون خبر داد کہ او در حالتِ غرق ایمان آوردہ از ایشاں خبر نہ داد اگرچہ ایں کلام نسبت باحتمال اوّل ظاہر است و نسبت باحتمال دوم مرجوع فاما ظاہر معارض نص می شود خصوص کہ جانب مرجوع قائم الاحتمال است۔

سوال قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَقْدُمُ قَوْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ دلالت می کند کہ فرعون با قوم خود در دوزخ در آید و ایشاں در دنیا ملعون اند و روزِ قیامت در بدترین حال باشند۔

جواب و آیت دیگر آمدہ است کہ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ و نہ گفت اَدْخِلُوْا فِرْعَوْنَ وَاٰلَہٗ پس جائز است کہ مراد آیت آں باشد کہ قوم فرعون تنہا بآتش روند او نرود زیرا کہ اَوْرَدَھُمْ فعل متعدی است یعنی قوم خود را ایراد کرد پس بقوم روز راجع شود و ضمیر ؎۲ اِتَّبَعُوْا نیز بقوم او راجع باشد۔

؎ مثل قول کہ قائل۔ آمد سلطان و قوم پس گرامی کردند شاں۔

؎۲ دانستنی است کہ لفظ اتبعوا در آیت وارد شدہ کما قال اللہ تعالیٰ اِتَّبَعُوْا فِیْ ھٰذِہٖ لَعْنَۃً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کما تقدم۔ ۱۲

سوال

اگر چنیں است پس چہ فائدہ دارد قولہ تعالیٰ یَقْدُمُ قَوْمَهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ -

جواب

فائدہ آنست کہ چوں آں در دنیا دعویٰ الوہیت کرد بہ باطل در آخرت قدام ایشاں رود و ایشاں را بدوزخ برد تا بدانند کہ آں دعویٰ باطل است نزد او چنانکہ در نفس الامر باطل است و در حالت رجوع و عدم دخول او با ایشاں تا بدانند کہ آں بہ برکت ایماں است -

سوال

قولہ تعالیٰ [1] فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى دلالت دارد بر ایں کہ در دنیا معذب بود بہ غرق و در آخرت نیز معذب خواہد بود زیرا کہ اَخَذَ صیغہ ماضی است و تعبیر از امور مستقبل بلفظ ماضی از برائے تحقیق وقوع است

جواب

ایں وجہ محتمل است فاما وجہ دیگر نیز احتمال دارد کہ نکال آخرت و نکال دنیائے او ہمیں غرق بود و صیغہ ماضی از برائے ایں معنی آوردہ باشد و لہٰذا قدیم آخرت بر اولیٰ فرمودہ و چوں ایں احتمال قائم است آں استدلال ساقط است ایں مجمل کلام شیخ است در امر فرعون کہ ما با ایں اسلوب تنقیح کردیم انتہی چوں ایں قدر دانستی پس بدانکہ آنچہ اعتقاد می کنیم بدان خدا را قائل شدن است بہ ایمان فرعون کہ ثابت است از مقتضائے آیات و احادیثِ ظاہرہ و با آنچہ خبر دادہ شد بر آں خاتم ولایت محمدیہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہ در کتاب خود فصوص الحکم کہ اخذ کردہ و یرا از جناب رسول اللہ صلی

---

[1] قول وے تعالیٰ است۔ پس گرفتار کرد او را خدا تعالیٰ بعذاب آخرت و دنیا ۱۲

اللہ علیہ و آلہ وسلم در مبشرہ یعنے رویائے صادقہ خود چون چنیں است پس حضرت
رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم معصوم اند از آنکہ شیطان بہ صورت شریفش متصور کردہ
شود یا ایں کہ بہ فرمائیند با کسے از امتیان خود خلاف آنچہ کہ وحی کردہ شود بسوئے
وے در آنحالیکہ در شان اوست وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ
يُّوْحٰى پس کسی کہ خواہد ایمان آرد خواہ کافر شود در رب تو عالم تر است بہ کسانیکہ
راہ یا بندہ اند و آن کسانے اند کہ کشف شدند بر آں حقیقت اشیاء چنانکہ در نفس
الامر موجود اند و کسی کہ نہ کشف کردہ شد برائے وے و بچشیدہ آں را کہ میچشیند
اہل کشف نخواہد شناخت صورت حال را و حقیقت سخن را کہ وارد شد از بارگاہ جل
و علا شانہٗ و ہرگاہ دانستی ایں را ظاہر شود ترا کہ آنچہ بہ شیخ ابن حجر در حق بہ شیخ گفتہ
اند باطل است و قائل شدن بہ شیخ با ایمان فرعون صحیح است و اہل انصاف را
لائق است کہ آنچہ اہل کشف از مسائل کشفیہ نوشتہ اند آں را رد نکنند چہ کہ فہم
و نطق و سمع و بصر شان ہمہ از حق است و اما غیر شان پس از عقول خود ادراک می کنند
یا از اجتہاد خود خبر میدہند پس اگر کسے خواہد کہ مسائل کشفیہ را بذریعہ مناظرات عقلیہ
ادراک کند پس آں کس از بدترین خلائق است چہ کہ مناظرات شان مفید چیزے
نیست بلکہ امادہ کنند با ایں کہ بہ حضرات صوفیہ طعن کنند و کسیکہ خواہد کہ ایں مسائل ادراک
کند از اجتہاد پس آنکس از طریق مستقیم بازگشت بہ سبب اینکہ نمی داند کہ معرفت
ایں مسائل حاصل نمی شود بغیر عنایت خداوندی جل شانہٗ ہر آئینہ اجتہاد کرد بہ شیخ
ابن حجر در آیت کہ نازل شد در حق فرعون و لیکن خطا کرد در اجتہاد خود بایں ہمہ اصرار کرد
زیرا در یں مسئلہ خاص نہ علم بود و نہ عبرا ز ہمیں وجہ خطا را منسوب کرد بجانب حضرت شیخ
اکبر حالانکہ وے آزاں بری است چرا کہ حضرت شیخ ایں را از جناب الہٰی جل شان
بہ طریق کشف معتبر نہ بہ طریق اجتہاد و نقل پس بہ شیخ ابن حجر اگرچہ خطا را منسوب بہ حضرت

شیخ کرده است وآن مقبول است نزد وے از جمیں وجه وے درین امر التفات بکار برده بخلاف دیگر علماء متعصبین که آنہا قائل ایمان فرعون را کافر گفتند و شیخ ابن حجرؒ قائل این نیست وخود اقوال تکفیر کنندگان را بوجوه مختلفه رد کرده ـ چنانکه در تحفه بوجوه مختلف مذکور است و باید دانست که حضرات صوفیه کاملین قدس اسرارہم را اللہ تعالیٰ از خطرات وواردات شیطانی محفوظ درشته وآنہا را قوت تمیز داده است تا فرق کنند وواردات شیطانی ورحمانی که بسوئے شان وارد می شود بطور وحی الٰہی که آنہا را تعریف آلہی نیز می نامند وچنیں کسان خلفاء آلہی اند بر زمین و معلوم است که خلفاء مخالفت امرے که فرموده جناب رسول خدا صلی اللہ علیه وآله وسلم است نخواہند کرد به حیثیت نظر وفکر باشد خواه موافق شرع شریف فَافْهَمْ كَذَا قَالَ الشَّيْخُ اِسْمٰعِيْلُ الْكُرْدِيُّ فِيْ جِلَاءِ النَّظَرِ فِيْ دَفْعِ شُبُهَاتِ ابن حجرؒ و باید دانست که شیخ محمد افضل اله آبادی در بعضی تحریرات خود می نویسند که ہر چند جمعی از فضلاء متقدمین و متاخرین در تقویت آنچه از شیخ رضی اللہ عنه درباره ایمان فرعون صدور یافته است مساعی بسیار مبذول نموده توجیہات نوشته اند اما اعتماد عزیزان این وقت بر رساله منسوبه به علامه دوانی بیشتر است بنا برآن مقدمات آن رساله نقل می کنند و ہر جا که چیزے باید گفت می نویسد پس می گوید که محقق مسطور بعد حمد وصلواة وسبب تصنیف چنیں آورده که اختلاف اند در ایمان فرعون موسیٰ بعضے ایشاں او را به طوق کفر وطغیان مطوق ساخته اند و برخے رقبه او را بر ربقه ایمان بر یوم الجزاء والاحسان در آورده اند وحق آنست که آیت شریفه تصریح می کنند با یمان بے مانع از روئے منطوق ومفہوم زیرا که لا برائے نفی حکم جنس است وخبر محذوف است وتقدیر کلام آنست اٰمَنْتُ اَنَّهٗ بِاَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْ

له قول وے تعالیٰ است ہر آئینه قبول کرده شد دعائے شفاء ۱۲

آمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِيْلَ د معنی آنست کہ تصدیق کردم یقین آوردم کہ نیست معبودے بحق مگر آن اللہ کہ بنی اسرائیل باو ایمان آوردہ اند واو معبود بحق حصر کردہ منطوق او مفہوم او گفت آں را بدل خود درحالیکہ تصمیم داشت بر آں و ناطق شد بزباں خویش نطق بزبان ظاہر است و ایماں بدل گواہی جملہ فعلیہ است کہ امنت باشد و آں مؤکد است بمضمون جملہ اسمیہ است یعنی وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ دکسی کہ او را طبع سلیم وعقل مستقیم است می داند کہ فرعون ایں قول را نہ گفت مگر نزد استقامت عقل خود نہ درحالت غرق نزد غمرات موت و غشیان وے انتہی اضافت فرعون بموسیٰؑ براۓ تخصیص است زیرا کہ فراعنہ متعدد بودہ اند چنانچہ درکتب تواریخ است و اختلاف درکفر فرعون میاں شیخ رضی اللہ عنہ وعلماۓ رحمہم اللہ محل شک . د ترتیب نیست و درمیان علماء محتاج اثبات است زیرا کہ در کتب متداولہ ذکر فرعون مقرون باجماع و باتفاق ایشاں است و لہذا عارف جامی قدس سرہ السامی درشرح فصوص گفتہ کہ شیخ رضی اللہ عنہ از میان آئمہ اسلام بایں قول منفرد است پس مراد آنست کہ اختلاف کردہ اند علماۓ ظاہر و شیخ و اتباع او و آنچہ گفتہ کہ آیت شریفہ تصریح می کند بایماں بے مانع بروۓ وارد می شود کہ قولہ تعالیٰ لـہ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ قَوْلُهٗ تَعَالٰى

لـہ د نیست دعوی قبول توبہ آں کساں را کہ می کنند معاصی تا آنگاہ کہ پیش آید کسے را از ایشاں مرگ گفت ہر آئینہ توبہ کردم الحال و آں کساں راہست کہ بمیرند درانحالیکہ کافر باشند۔

جلّ شانہ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا وغیر آنہا آنکہ سابق مذکور شدہ اند موانع صریحہ اندگویم کہ جواب ازیں اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا سابقاً ضمناً گذشتہ است ولیکن ایں ایت پس شیخ در فتوحات گفتہ کہ مقبول خواہد شد ایمان در آخرت نہ در دنیا ایں قول را حمل کردہ است بر عدم نفعش در دنیا در رفع عذابے کہ نازل شود بر دو ایں ظرف گردانیدہ خواہد شد بہ ما ظرفیہ برائے معترض یعنی نفع نخواہد داد اوشاں را رویت باس برائے دفع عذاب ولیکن بعد آں پس آں ہم نافع نیست یعنی ایں آیت مجمل است دلالت نہ کرد الا بایں کہ ایمان باس نافع نیست واز وے معلوم نہ شد کہ در دنیا و آخرت نافع یا در آخرت نافع است دنیا نہ یا در دنیا است و در آخرت نہ پس این مقدار در وے مجمل است و بیاں ایں آیت در آیت دیگر واقع است[1] وَھُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا الخ یعنے اہل قریہ ایمان نیاوردند در حالت مشاہدہ کہ ایمان ایشان نافع ایشاں باشد الاقوم یونسؑ کہ چو ایمان آوردند حالت مشاہدہ عذاب ما عذابے ازیں شاں دور کردیم در حیوٰۃ دنیا پس معلوم شد ازیں آیت کہ نفی نفع ایمان باس در دنیا است و با آخرت نہ پس می تواند کہ در آخرت نافع باشد و علیٰ ہذا آن آیت نص نباشد در نفی نفع ایمان باس مطلقاً ہم در دنیا و ہم در آخرت بلکہ احتمال آں دارد کہ مراد حق آن باشد کہ دریں آیت بیاں فرمودہ است[2] وَاِذَا حَصَلَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ كَذَا فِی جَانِبِ الْغَرْبِیِّ اما سخن دریں است کہ ایں اقرار و ایمان او را ہیچ

---

[1] و آں قول وے تعالیٰ است پس چرا نہ شد دیہے کہ ایمان آرد۔ پس سود کندش ایمان وے مگر قوم یونس چوں ایمان آوردند ۱۲

[2] و وقتے کہ شد احتمال باطل گشت استدلال۔

سود دار دیانہ چرا کہ کشف غطا از وے از احوال وے در حالت آخرین وایمان درحال غرغرہ غالبا آنست کہ قبول نہ باشد و آں ندامت سودے نہ کنند و جز حسرت اور احاصلے نہ باشد مؤکد ایں سخن و مؤید عدم نفع ایں آیت است کہ حق تعالیٰ می فرماید لہ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا و شیخ دریں موضع معترض نفع عدم نفع ایمان درحالت غرغرہ نہ شد اما در موضع دیگر دیدہ شد کہ فرمودہ اسنت کہ نفع نہ دہد ایشاں را آں ایمان از بہر آنکہ سبب خلاصی ایشاں از نیز آن کہ مکارہ مطیعاں ست نہ گر دو مراد حق اِذًا لَّا تَنْفَعُ نَفْسًا شاند کہ ایں باشد کہ ایماں نفع ندہد کہ آں دانائے کہ دیر اسنت از نادانی مبدل شود و انحال یکہ او را حاصل گردد ورا نحال پشیمانی شود کہ لطف رحمانی نظر کند بروئے نہانی کہ ہیچ کس معاملہ بندہ باحق و عکس ایں و معاملہ با محبوب چنانچہ بست نہ داد ے

بندہ را بہ قبول دردچہ کار کس نداند بجز خدا اسرار

و در عالم فانی ہمیں دولت بس اسنت کہ بندہ معترف شود بنادانی کہ حق دانا اسنت کہ در آخر کار بندۂ مقر گردد بناتوانی کذا فی لفصوص الخصوص فی ترجمۃ الفصوص وجواب آیت دیگر یعنے حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ الخ ملا جلال الدین دوانی در رسالہ مؤلفہ خود چنیں نوشتہ کہ مراد از حضور موت معائنہ ملائکہ موت اسنت چرا کہ در حقیقت حاضر نمی شوند مگر او شاں و ایں معلوم نیست کہ فرعون آنستہ مذکورہ یعنی آمنت انہ لا الٰہ تا آخر وقت دیدن شان گفتہ پس احتمال میدارد کہ ایں قول وے قبل معائنہ باشد و دریں صورت فرعون تحت آیۃ لیست التوبۃ تا آخر داخل نخواہد شد پس حجت گرفتن بدیں آیت تمام نخواہد بود چنانکہ بر ما بر پوشیدہ نیست انتہی باز شیخ محمد فضل اللہ آبادی می فرمائد کہ دفع آنچہ گفتہ کہ ایماں بدل بگواہی جملہ فعلیہ است الخ

لہ روزے کہ بیائد بعض نشانہائے پروردگار تو، نفع ندہد نفسے را ایمان وے۔

باآنست کہ ایں قسم کلام از منافقین نیز صدور می یابد و شاہد بر ایمان قلبی آں حال می شود شاہد عدل بریں دعویٰ قولہ تعالیٰ است [1] إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ انتہی گویم کہ ایں احتمال خود از کلام شیخ مرتفع می شود قیاس بہ قیاس عقلی راست نمی نشیند کما لا یخفی باز میفرمائد محقق الہ آبادی وانچہ مذکور شدہ کہ فرعون ایں قول را نزد استقامت عقل گفتہ برد ے در ود می یابد کہ مراد از استقامت عقل اگر رعایت چیزی باشد کہ عقل مستقیم آں را اقتضاء می کند پس یافتہ نہ شد زیرا کہ فرعون چیزے کہ رعایت آں واجب بود رعایت نہ نمود آں ایمان بر رسول است با ایمان باللہ تعالیٰ با آنکہ کلمہ مشہور خیر الکلام [2] ما قل ودل مقتضی آنست کہ می گفتہ [3] آمنت باللہ وبرسولہ موسیٰ وهارون و اگر مراد صحت ترکیب مطابق تعارف اہل لسان است پس نفع نہ دارد زیرا کہ از معتوہ مختصر نیز مثل آں صدور می یابد بلکہ مثل ایں کلام گاہے از نائم ومجنون ومجذوب نیز صدور می یابد و نفی حالت غرق مخالف نص قرآنی است و نفی غمرات موت وغشیان و ے وقتے نفع کند کہ کسے عدم قبول ایمان فرعون بدیدن عذاب اخروی ثابت نماید و چنیں نیست و ہم در رسالہ محقق است پس چگونہ ایمان کسیکہ بدل تصدیق کردہ بزبان اقرار کرد بعد از زوال ادراک موت دریافت ایں ست معنے آنچہ گفتہ تقبضہ عند ایمانہ قبل ان یکتسب شیئا

---

[1] چوں بیائند پیش تو منافقاں گویند گواہی می دہم کہ تو پیغمبر ہستی. خدا تعالیٰ گواہی می دہد کہ منافقان دروغ گو اند۔

[2] بہترین کلام آنست کہ قلیل باشد و دلالت بر بسیار کند ۱۲

[3] ایمان آوردم بخدا و رسول و ے کہ موسیٰ وہارون ۱۲

مِنَ الْاٰثَامِ وَالْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ یعنی قبض گرداند حق تعالیٰ او را از دایمان
دے پیش از آں کہ چیزے از گناہاں کسب کند زیرا کہ او بعد ایمان زندہ نماند و اسلام
می برد چیزے را کہ پیش از آں است یعنی در حق خلائق و شیخ رضی اللہ عنہ از اں جاہل
نبود پس گفت شیخ وَجَعَلَہٗ اٰیَۃً عَلٰی عِنَایَتِہٖ سُبْحَانَہٗ لِمَنْ یَّشَآءُ حَتّٰی لَا یَیْاَسُ
اَحَدٌ مِّنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی گرداند خدائے تعالیٰ فرعون را نشانے
بر عنایت خود مر کسے را کہ خواہد تا ناامید نشود ہیچ یکے از رحمت او تعالیٰ و ایں گفتن
ماخوذ است از قولہ عزوجل یٰعِبَادِیَ[۱] الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ
رَّحْمَۃِ اللّٰہِ تا آخر و شید و محکم کرد ارکان آں را کان لبقول خود فَاِنَّہٗ لَا یَیْاَسُ[۲]
مِنْ رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ فَلَوْ کَانَ فِرْعَوْنُ مِمَّنْ یَّیْاَسُ مَا بَادَرَ
اِلَی الْاِیْمَانِ۔ یعنی زیرا کہ ناامید نمی شود از روح خدائے تعالیٰ مگر گروہ کافراں
پس اگر فرعون از آں ہا می بود کہ ناامیدی می شوند بر آئند مبادرت نمی کرد بسوئے ایمان و
ایں کلام راست ست جاہل نشود آنرا مگر کسے کہ اسالیب کلام نمے شناسد انتہیٰ در بر قول
بہ تصدیق بدل وارد می شود کہ بر آں دلیلے نیست و شاہدے کہ پیش ازیں بر آں
اقامت نمودہ بود مجروح شد و بر اقرار بہ زبان ورود می یابد کہ در کشاف گفتہ کہ قیل
[۳] قَالَ ذٰلِکَ حِیْنَ اَلْجَمَہٗ الْغَرَقُ وَحِیْنَ اَوْشَکَ اَنْ یَّغْرَقَ وَقِیْلَ
قَالَہٗ بَعْدَ اَنْ غَرِقَ فِیْ نَفْسِہٖ۔ پس در نطق بزبان نیز شبہہ باشد ، جَعَلَہٗ

---

۱ اے آں بندگان من کہ تجاوز از حد کردید بر خود ناامید مشوید از رحمت خدا ۱۲

۲ پس تحقیق ناامید نمی شوند از رحمت اللہ تعالیٰ مگر قوم کافرون پس اگر بودے فرعون از آں
کسانیکہ ناامید می شوند زودی می کرد بسوئے ایمان ۱۲

۳ بعضے می گویند کہ گفت ایں را وقتیکہ لگام آب غرق کنندہ دادہ شدہ در دے۔ و وقتے کہ
در آب غرق شدہ۔ بعضے می گویند کہ گفت ایں را وقتیکہ غرق شد فی نفسہ ۱۲

اٰیَۃً عَلٰی عِنَایَتِہٖ سُبْحَانَہٗ [1] اگرچہ در اول فص موسوی از فصوص مذکور است اما مناقض آنست کہ در آخر آن فص گردانیدن غرق فرعون آیتے با آں وجہ ذکر کردہ کہ اگر غائب می شد قوم او می گفتند کہ محتجب شدہ است یعنی زندہ است و از نظرہا مستور است و نیز بعضے می گفتند کہ او بہ شکار ماہی مصروف است و مخاطب بِعِبَادِیْ جماعتی اند کہ بہ سبب ایمان استحقاق آں دارند کہ حق تعالیٰ بعبادی با ایشاں خطاب فرمایند قاضی بیضاوی گفتہ کہ [2] اِضَافَۃُ الْعِبَادِ تَخْصِیْصُہٗ بِالْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰی مَا ھُوَ عُرْفُ الْقُرْاٰنِ و چوں فرعون ایمان نیاورد قابل ایں تشریف نہ باشد و مبادرت فرعون مانند مبادرت آں کس است کہ در آیۃ کریمہ وَلَیْسَتِ التَّوْبَۃُ الخ مذکور است چنانکہ آں مبادرت بہ سبب فوت وقت نفع نخواہد کرد پیشتر در رسالہ محقق مذکور است کہ دلیل بر قبول ایمان فرعون است آیۃ کریمہ اٰلْاٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ با آں قاعدہ کہ در علم بیان بدین گونہ مذکور می شود کہ دقتیکہ در کلام نفی وقید در فع وے راہ میابد بریں تقدیر پس ہمزہ اٰلْاٰنَ برائے انکار است و انکار بہ معنے نفی است پس آں معنے بود کہ مَا عَصَیْتَ اَلْاٰنَ بَلْ حَجَبَ اِیْمَانُکَ عِصْیَانَکَ یعنی اکنوں نافرمانی نہ کردی بلکہ ایمان تو نافرمانی ترا بہ برد پس نفی برائے قید باشد و جائز است کہ قید قید بود برائے نفی و معنی چناں باشند کہ حالت عصیاں تو نہ بود بلکہ با ایمان تو زائل شد و برگاہ ایمان او از روی عقل صحیح گشت از غیر معارض قطعی حکم کردہ شود با آنچہ شیخ گفتہ قدس سرہ و کسے کہ برائے او رفتہ است آنکہ ایمانش صحیح است [3] لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ

---

[1] دگردانید خدائے تعالیٰ فرعون را نشان بر عنایتِ خود ۱۲

[2] مضاف کرد عباد خصوصیت دے بمومان است در اصطلاح قرآنی ۱۲

[3] نمی یابد از باطل از پیش روئے او و نہ از پس پشتِ او

مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہٖ تا ایں جا حاصل کلام محقق است و پوشیدہ نیست کہ آیات مذکورہ پیش ازیں معارضات قطعیہ وارد ندہ و احتمالات بعیدہ غیر ناشیہ از مقام در قطعیت آں ہا قطع نمی کند زیرا کہ اگر مثل احتمالات نصوص را از قطعیت بر آرند اعتماد و وثوق بر اکثر احکام قطعیہ دینیہ باقی نماند پستر در سالہ محقق مذکور شدہ کہ و نیز ابن ہشامؒ در مغنی گفتہ کہ انکار بر دو قسم است اوّل انکار ابطالی و آں اقتضاء می کند کہ مابعد ہمزہ غیر واقع است و مدعی او کاذب است مانند اَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ و ثانی انکار توبیخے و اقتضائے او آنست کہ مابعد ہمزہ واقع است و فاعل او ملوم است مثل [1] اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ و آیۃ مذکورہ از قبیل ثانی است پس معنے آیت آں باشد واللہ اعلم کہ اکنون ایماں آوردی با آنکہ ایماں نیاوردی زیرا کہ اما بعد ہمزہ واقع است و آں ایماں است وگرنہ دروغ در کلام الٰہی لازم آید قولہ تعالیٰ عَنْ ذٰلِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا [2] و اما ایں کہ مراد آں باشد ایماں ترا قبول نکردیم پس بر آں در آیت دلیلے نیست بر یکے از دلالت [3] ثلثہ و جائز است کہ ہمزہ آلآن از قبیل عنایت و تلطف باشد مانند قول قائل [4] اَتَضْرِبُ زَیْدًا وَھُوَ اَخُوْكَ تا مخاطب را بازید مہربان سازند بدلیل قولہ تعالیٰ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى [5] و لفظ لعل از اللہ تعالیٰ

---

[1] آیا خدا تعالیٰ را دختراں پیدا شوند و شمارا ۱۲ [2] آیا کہ می پرستید چیزیکہ خود می تراشید ۱۲

[3] برتر است ازیں بہ بلندی بزرگ ۱۲

[4] مراد از دلالات ثلاثہ مطابقی و تضمنی و التزامی اند ۔ مطابقی آں را می گویند کہ لفظ بر تمام معنی موضوع لہٗ خود دلالت کند چوں لفظ انسان بر معنی حیوان ناطق و تضمنی آں را گویند کہ بر جزء معنی موضوع لہٗ دلالت کند چوں لفظ انسان بر معنی حیوان فقط و التزامی آنرا گویند کہ بر معنی خارج و لازم موضوع لہٗ دلالت کند کہ چوں دلالت انسان بر معنی قابل علم و صنعت کتابت کہ ہر دو از ذات انسان

حاشیہ باقی بر صفحہ آئندہ

واجبۃ الوقوع است زیراکہ ترجی درحق او سبحانہ تعالیٰ محال است وہمیں کلام اورا
آں حالت نفع کرد زیراکہ لطف او تعالیٰ بہ بندگانش نمود پس رحمت از اللہ تعالیٰ نا
نا امید نشد و قاضی محمد آصف الہ آبادی علیہ الرحمت بر قول محقق کہ پس معنے آیت آں
باشد واللہ اعلم کہ اکنوں ایماں آوردی نہ آں کہ ایمان نیاوردی اعتراض نمودہ کہ
بر عالم علوم عربیہ پوشیدہ نیست کہ معنے بر تقدیر از کار تو بیخے آنست کہ ایماں تو کہ
واقع است در حالت اضطرار و عدم قبول با عصیان حالت اختیار و دادن آں قبولے
مے یابد کہ واقع نشود ایں معنے صحیح است کہ دلالت می کند بر آنچہ دعویٰ کردہ و بر قول
محقق جائز است کہ ہمزہ آلان از قبیل عنایت و تلطف باشد مانند قول قائل
اَتَضْرِبُ زَیْدًا وَہُوَ اَخُوکَ چنیں اعتراض نمودہ کہ بر مسائل پوشیدہ نیست کہ چوں
ہمزہ از قبیل قول مذکور باشد معنے آں شود کہ با ایماں می آری اکنوں و تحقیق
بیفرمانی کردی یعنے سزا او نیست ولی شاید کہ اکنون ایماں آری و پیش ازیں
نافرمانی نمودی حاصل آنکہ نہ بائید کہ ایماں آری در وقت عدم قبول و در وقت نافرمانی
کنی پس موافق مدعائے ما باشد نہ موافق آنچہ محقق دعویٰ نمودہ و بر قول محقق کہ
لعل از اللہ تعالیٰ واجبۃ الوقوع است ایراد کردہ کہ ایں معنے بر اطلاق خود غیر سدید
است زیراکہ صاحب کشاف گفتہ کہ لعل در چند مواضع از قرآن بر سبیل اطماع
آمدہ است از کریم و رحیم کہ چوں اطماع کرد آنچہ در اطماع نمود بہ فعل آورد و بعد
ازاں گفتہ کہ یا می آید بر طریقہ اطماع نہ بر تحقیق تا بندگان اعتقاد نمی کند مانند

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

خارج اند۔ ۵ آیا بزنی زید را کہ آں برادر تست۔

۶ پس بگو او را سخن نرم بود کہ پند پذیر شود یا بہ ترسد۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ[1]
پس اگر گوئی کہ آں لعلّ کہ در آیت مذکورہ است یعنی لَعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ
یَخْشٰی. و موقع او چیست. گویم کہ لعل مذکور در چیزے از آں چہ مذکور شد نیست.
زیرا کہ قولہ تعالیٰ خَلَقَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ[2] درست نیست کہ حمل
کردہ شود برائے رجاء بر اللہ تعالیٰ تقویٰ مخاطباں را رجا بر عالم الغیب
والشہادہ روا نیست ولیکن در آیت واقع است موقع مجاز نہ حقیقت زیرا کہ
خدائے عزّ وجل بندگاں را آفرید تا ایشاں را عابد گرداند تا آخر آنچہ صاحب
کشاف مقررہ کردہ پس معلوم شد کہ واجب نیست حمل لعلّ در ہر موضع بر واقع بودن
رجاء پس تمام نمی شود آنچہ بدآں استدلال کردہ بر مطلوب خود پیشتر در رسالہ محقق مذکور
شدہ کہ اما قصہ قوم یونس علیہ السلام در کشف چیزے در حیات دنیا پس استثنا منقطع
است انتہی یعنے ایں قول با ایماں باس تعلق نہ دارد پس دلیلے نشود بر عدم قبول ایماں
باس چنانچہ بعضے گفتہ اند و تقریر قول آں بعض ایں ست کہ در[3] قولہ تعالیٰ فَلَوْلَا کَانَتْ
قَرْیَةٌ الخ یعنی فَہَلَّا کَانَتْ قَرْیَةٌ اَهْلُ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِیْمَانُهَا اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ و نزد آں
بعض آں استثنا متصل است و اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ مستثنیٰ است از مَا اٰمَنَتْ اَهْلُ قَرْیَةٍ کہ مفہوم
می شود از فَلَوْلَا کَانَتْ بمعنی ہَلَّا کَانَتْ قَرْیَةٌ توضیح ایں مطلب آنکہ جملہ فَلَوْلَا کَانَتْ
در معنے نفی است از جہت آنکہ حرف تخصیص متضمن معنے نفی است پس استثنا دریں ہنگام

---

[1] اے مسلماناں! رجوع کنید بسوئے خدا با رجوع خالص۔ امید است از پروردگار شما، کہ
زائل کند از شما جرم ہائے شما ۱۲

[2] پیدا کرد شما را کہ متقی باشند ۱۲

[3] قول وے تعالیٰ است پس چرا نہ شد دہی کہ ایمان آرد.

متصل باشد بہ تقدیر اہل زیرا کہ مراد آنست کہ ایماں نیاوردند ہیچ قریہ یعنی اہل قریہ پس نفع نہ کرد آں قریہ را یعنی اہل آں را ایماں آں قریہ یعنی اہل آں قریہ مگر قوم یونس ؑ پس لازم آمد کے سوائے قوم یونس ؑ در زیر نفی داخل باشند دریں جا عدم نفع ایماں درحق فرعون وموت او بر کفر ثابت شد و محقق می گوید کہ چرا نہ ایں استثنا منقطع باشد یعنی چرا اہل قریہ ایماں نیاوردند لیکن قوم یونس ؑ ہر گاہ ایماں آوردند تا آخر و بر قول محقق وارد می شود کہ اکثر مفسران برآں رفتہ اند کہ استثنا دریں آیۃ کریمہ متصل است وکسی کہ بایں قول بر کفر فرعون متمسک می شود می گوید کہ اگر کفر فرعون نزد ایشاں ثابت نمی بود چگونہ می گفتند وہر گاہ کفر او بقول اکثر ایشاں ثابت شد و آں قول با آیات کثیرہ موید است وجمع میاں نصوص واجب است لائق نیست کہ قول مذکورہ بہ خلاف تصحیح ایشاں توجیہ کردہ شود پیشتر در رسالہ محقق مذکور شدہ کہ توبیخ کہ ازاں ماخوذ است مارا مضر نیست زیرا کہ در قرآن توبیخ مومن عاصی بہ تکرار ذکر یافتہ و پوشیدہ نماند کہ عملیکہ توبیخ بروئے وقوع مے یابد غیر مقبول می باشد پس باید کہ ایماں فرعون بروئے توبیخ واقع شد مقبول نہ بود و قول قاضی علیہ الرحمت پیش ازیں نہ ذکر درآمدہ پیشتر در رسالہ محقق واقع شدہ کہ چنیں است تکرار در ذکر فرعون وذم ولعن وے پس گویا حق تعالیٰ گفت اِلَّا مَنْ تَابَ[1] وَاٰمَنَ ولعن در قرآن درحق مومناں از بسیارے از مواقع واقعہ گشتہ از آنہا یکے ایں ست کہ مَن مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ[2] الخ وہمچنیں در حدیث است واہل سنت و جماعت قائل اند کہ لعن مومن را از ایماں بروں می آرد و فرعون زیر قولہ تعالیٰ اِلَّا مَنْ تَابَ داخل شد زیرا کہ قرآن با یمانش ناطق است وقاضی علیہ الرحمۃ درایں

---

[1] مگر کسے کہ توبہ کرد وایمان آورد۔ ۱۲

[2] کسے کہ قتل کرد مسلمانے را قصداً پس جزائے وے جہنم است۔

مقام ارقام نمودہ کہ ایں قائل لائق است کہ خطاب کردہ شود بادگفتہ آید ثبت العرش
ثم النقش ومراد ازیں کلام آنست کہ اول ایمان فرعون ثابت باید کرد لبعد ازاں در زیر
قولہ تعالٰی اِلَّا مَن تَابَ وَاٰمَنَ داخل باید نمود پستر و در رسالہ محقق است کہ قولہ تعالٰی یَاْخُذْهُ
عَدُوٌّ لِّی وَعَدُوٌّ لَّه پس اسم فاعل از جملہ مشتق در حال تلبس بہ معنے یا بجز و اخیراو حقیقت
است نہ در حال نطق بر مذہب اصح نزد اصولیتیں و در غیراو مجاز است ومجاز را
از قرینہ کہ دلالت کند بر آنکہ فرعون بر کفر مردہ ناگزیر است پس قائل بکفر را ضرور
است کہ آں قرینہ را ایراد کند تا بروئے تکلم کنم تا آنکہ مجاز معارض حقیقت نمی شود
گوینده را میرسد کہ بگوید کہ عدوی از باب مشاکلت است زیرا کہ فرعون عدو موسیٰ
است علیہ السلام از روئے حقیقت وعدو خدائے تعالٰی از روئے حقیقت نیست
ومراد محقق ازیں کلام دفع چیزے است کہ گفتہ اند ہرگاہ خدائے تعالٰی گفت[1]
یَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّی وَعَدُوٌّ لَّه پس فرعون چنانکہ عدو خدا تعالٰی بود عدو موسیٰ علیہ السلام نیز
بود پس چگونہ کافر نہ باشد وحاصل دفع آنکہ عدو اسم فاعل است واطلاق آں
بر موصوف بدان بہ حسب حقیقت نمی باشد مگر در حال تلبس آں موصوف بہ معنے آں
اسم یا بجز و آخر آں نہ در حال نطق باآں ومراد بحال تلبس موصوف بہ معنے آں اسم حال
تلبس اوست بہ تمام معنے آں وقتے کہ آں معنے بہ حسب عرف ممکن البقا بود
مانند صلوۃ وصوم وقعود زیرا کہ ایں افعال بہ حسب عرف امتداد دارند ونیستند مانند
حرف کہ موصوف است باایں کہ موجود شد ومتلاشی گشت پس حاصل قولہ
تعالٰی یاخذہ عدو لی وعدو لہ آنست کہ بگیرد فرعون موسیٰ را در حالے کہ عدو
باشد مراد آں موسیٰ را نہ در حال نزول قول مذکور بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وپوشیدہ
نیست کہ ہرگاہ فرعون پیش از ولادت موسیٰ علیہ السلام میدانست کہ بہ سبب موسیٰ

---

[1] قول وے تعالٰی است کہ بگیرد او را دشمن من ودشمن وے۔

علیہ السّلام ہلاک خواہد شد، از عداوت موسیٰ علیہ السلام ہرگز خالی نہ نبود۔
در تمام عمر بعداوتِ موسیٰ علیہ السلام تلبّس داشت واطلاق
عدو بر شخص در حال تلبّس او بعداوت حقیقت اسْت و مراد بہ مشاکلت آنست کہ
فرعون بر حسب حقیقت عدو موسیٰ علیہ السلام بود نہ عدوّ اللہ تعالیٰ لیکن بر گاہ عداوت
موسیٰ علیہ السلام بہ ذکر در آمدہ عداوت اللہ تعالیٰ بنیست مذکور شد اگرچہ آں عداوت
بہ حسب حقیقت نہ بود و در ایں جا وارد می شود کہ نفی عداوت فرعون با اللہ تعالیٰ باوجود۔
آنکہ او نفی الوہیّت از اللہ تعالیٰ مینمود برائے خود دعویٰ می کرد مفہوم محصّل نہ دارد
باوجود آنکہ عدوّ نہ بودن او امر اللہ تعالیٰ را بر تقدیر عداوت با موسیٰ علیہ السلام نفع
می کنند و قاضی گفتہ کہ مخاطب می داند کہ عدو اگرچہ بمعنے اسم فاعل آمدہ اسْت
لیکن بہ صیغہ خود بر مبالغہ ایں وصف دلالت می کنند کہ آنچہ محقق می گوید کہ فرعون در حال
نزول قول یَاْخُذْہُ عَدُوٌّ لِّیْ وَعَدُوٌّ لَّہٗ۔ امر پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم عدوّ نہ بود
از وے انتفاء مُطلق عداوت لازم نمے آید بلکہ انتفاء عداوت بر طریق مبالغہ می
آید پس عداوت باقی ماند و مراد باآن قاعدہ لازم می آید تا آخر آنست کہ آنچہ محقق
گفت کہ آں اطلاق در حال تلبس بہ معنے حقیقت است نہ در حال نطق استدعائے
آں مینماید کہ فرعون در حقیقت اتخاذ از روئے حقیقت عدو موسیٰ نہ بود بلکہ عدوّ او بر حسب
مجاز بود باآں معنے کہ بعد ازیں عدو خواہد شد پستر در رسالہ محقق اسْت کہ اما کسی کہ احتجاج
می کنند لقولہ تعالیٰ حَتّٰی اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ۔ پس مراد بحضور موت حضور ملائکہ موت
اسْت چنانچہ در تفسیر بدان تصریح اسْت واگر گوئم کہ مراد نفس موت است پس مراد
آنست کہ روح بغرغرہ رسید وایں ہنگام دلیل قطعی بر عدم قبول ایمان فرعون نہ باشد
زیرا کہ معلوم نیست کہ فرعون ایں کلام نہ گفت مگر بر وقت غرغرہ بلکہ آیت اٰمَنْتُ بِہٖ
بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ لا آیتہ قرینہ اسْت بر آنکہ حال غرغرہ نہ گفتہ بہ شہادت طول کلام باطول ملام دخدائے تعالیٰ

با جماد خطاب می فرماید باید دانست کہ سخن در ظہور معنے از آیت است نہ در آنچہ در کتب تفاسیر مذکور است دگرنہ حاجت بسوئے ایں قدر تطویل مقال نہ باشد زیرا کہ ایمان فرعون باتفاق مفسرین غیر معتبر است و آنچہ گفت کہ مراد بحلول موت وصول روح است بسوئے غرغرہ غیر ظاہر است زیرا کہ ظاہر از حضور موت تیقن بانتقال است از دنیا و اندر وقت تکلم فرعون بآں کلمہ حاصل او بود مراد ببطول کلام قول فرعون است اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ و ببطول ملام قولہ تعالیٰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔

وایں دو کلمہ اگرچہ دلالت برآں دارند کہ ایں ہا در وقت غرغرہ واقع نشدہ اند لیکن منافی عدم قبول ایمان او نیستند زیرا کہ چوں وقت قبول ایمان نہ باشد کلام طویل وقصیر برابر است و دلیل بر ایں معنے آنست کہ ایمان نزدیک مشاہدہ احوال قیامت و طلوع شمس از مغرب نفع میکند و ہمچنیں غیر نافع است آنچہ کافران در قیامت گویند رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ[۱] و در لعنت آں وقت شک نیست۔ وچوں وقت قبول ایمان نہ بود بعوت وقت طول در دنیا نفع نہ بخشید پس ترا باید دانست کہ عصیت وکنت خطاب بفرعون بنیست بلکہ ایں کنایہ است بعد قبول ایمان او پس مندفع شد قول محقق کہ خدائے تعالیٰ با جماد خطاب نمی کند و مراد از دے آں بود اگر فرعون نزدیک ایں خطاب زندہ نمی بود لازم می آمد کہ اللہ تعالیٰ با جماد خطاب کرد و چنیں نیست وجہ اندفاع آنکہ حق تعالیٰ از گفتار صالح است علیہ السلام نقل نمودہ کہ فرمودہ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ[۲]

---

[۱] پروردگارا دیدیم وشنیدیم پس بازگرداں مارا تا بکنیم کار شائستہ ہر آئینہ ما یقین کنندیم۔

[۲] اے قوم من رسانیدیم بہ شما پیغام پروردگار خود و نیک خواہی کردم برائے شما ولیکن شما دوست نمی دارید نیک خواہی کنندگان را۔

اللھم اغفر لکاتبہ ولجمیع المسلمین۔

وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النَّاصِحِيْنَ ۔ وایں خطاب بعد مردن آں قوم بود و ایں جا معلوم شد کہ خطاب بامردگان می باشد و اصل خطاب مراد نیست پستر در رسالہ محقق مذکور شدہ کہ ایماں باس کہ در شرح نافع نیست ایماں روز قیامت است و آں سنت آلہی است وگرنہ در کلام الہی کذب لازم آید جائیکہ فرمود فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ در دنیا مقبول است بدلیل قولہ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ پس مفید نشود وقتے رانہ وقتے رانہ شخصے را و ایماں باس وغیر آں در آں داخل شد وقولہ تعالیٰ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ و آنچہ بداں تعلق دار داز کلام پیشتر ازیں رفت انتہی و آنچہ دریں کلام متعلق است پیش ازیں گذشتہ آمد پستر در رسالہ محقق مذکور است کہ قصہ اسامہ اقتضائے نمی کند کہ ایماں باس شرعاً مقبول است وَاَمَّا قولہ اِنَّ اللّٰهَ تعالیٰ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ پس معنے آنست کہ حق تعالیٰ مشرک را مادام کہ بر شرک خود باشد و بر آں شرک بمیرد نمی بخشد بدلیل آنکہ آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا نازل شد و آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اگر دنیا و ما فیہا مرا باشد در برابر ایں آیت دوست نمیدارم سوال کردہ شد و در جواب سہ بار فرمود اِلَّا وَمَنْ اَشْرَكَ ۔ مگر کسیکہ شرک کند انتہی اُسامہ آنست کہ قصد کشتن شخصے کرد۔ او ایماں آوردہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ گفت و اُسامہ او را کشت چوں ایں مقدمہ معروض جناب مقدس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شد اُسامہ معاتب گردید او بعرض رسانید کہ او بخوف قتل کلمہ اسلام بر زبان راند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهٗ یعنے چرا دل او را نہ شگافتی و مقصود محقق آنست کہ چنانکہ ایماں آں شخص مقبول شد جوابش آنکہ ایماں شخصے کہ اسامہ او را کشت و بآں کشتن معاتب شد در حال بقائے تکلف بود در وقت صدور کلمہ ایماں از فرعون بقاء نہ داشت و آنچہ در آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وگفت و حدیث برائے تقویت و تائید آوردہ مسلم است اما در وقت بقائے تکلیف

وچوں تکلیف باقی نہ ماند تکلم بکلمہ ایماں نفع ندارد پستر در سالہ محقق است [1] رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰٓى اَمۡوَالِهِمۡ پس دلیل است برائے مانہ برما زیراکہ استجابت نیست مگر درحق فرعون زیراکہ ایمان نیاورد مگر او ہرگاہ معائنہ کرد غرق راپس غرق عذاب ایم بود درحق ایشاں بلکہ بیضاوی گفتہ کہ مراد ازآں عذاب درآیت کریمہ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ غرق است باآنکہ آل فرعون ایمان نیاوردند پس قولہ تعالیٰ [2] فَلَا يُؤۡمِنُوۡا حَتّٰى يَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَ مستجاب نشود انتہی وپوشیدہ نیست کہ تحقیق ایں آیت کریمہ بروجہے گذشت کہ بایں تاویل محقق اند فارغ نمے پذیرد پستر درسالہ محقق مذکور شد کہ اما ادخلوا آل فرعون اشد العذاب پس در وے دلالت نیست برآنکہ فرعون در دوزخ آید زیراکہ مضاف الیہ است آیا نمے بینی کہ چوں بگوئی ضربت غلام فرید دلالت کند برآنکہ زید مضروب نیست انتہے باید دانست کہ از بیضاوی درعقوبت آل فرعون کہ چیزے گذشت کہ دلالت برکفر او دارد محل تعجب است کہ آنچہ از بیضاوی موافق مدعائے خود میدانند مے آرند وکفر فرعون کہ در وے چند مرتبہ مذکور شدہ است نظر قبول برآں مے گذارند پستر درسالہ محقق است کہ ہمچنیں است قولہ تعالیٰ فَاَوۡرَدَهُمُ النَّارَ یعنے گردانند فرعون ایشاں را واردان نار زیراکہ او برسبب آں بود واگر تسلیم کردہ شود کہ او نیز در آتش درآید پس ایں ورود بہ سبب ظلم عبادات و در قرآن وحدیث صحیح دلیلے صحیح کہ دلالت بر تخلید [3] کند نیست انتہی و آنکہ برتقدیر تسلیم گفتہ باآں اند و فارغ می پذیرد کہ ہرگاہ دلیل خروج او از نار بعد دخول در وے یافتہ نہ شد تخلید ضروری است پستر درسالہ محقق است کہ فَاَخَذَهُ

---

[1] اے پروردگار! مسخ کن مالِ ایشاں را۔

[2] کہ ایمان نیارندتا بہ بینند عذاب در دنیا۔

[3] جاوید کردن۔

اللہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی پس نکال بہ معنے قید آمدہ است وکدام قید بزرگ ست از ظلم عباد وغرق در دنیا د در آخرہ پیش قوم خود رود با نصیحت میان خلائق و در سالہ قاضی علیہ الرحمت واقعہ شدہ کہ ایں آیت کریمہ اگرچہ بمنطوق خود دلالت بر خلود فرعون در نار نہ دارد ولیکن ہرگاہ خدائے تعالیٰ خبر دادہ بمواخذہ وے بر دو کلمہ کفر کہ لہ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی ۲ وَمَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ است خلود او در نار مفہوم شد زیرا کہ جزائے کفر خلود است و ہمچنیں قولہ تعالیٰ یَقْدُمُ قَوْمَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ

افادہ می کند کہ حال فرعون بدتر است از حال قوم وے از بہر آنکہ او رئیس ایشاں ست در کفر و ہرگاہ کفر قوم او اتفاق دارند قول بہ کفر او ایشاں نا لازم می آید پوشیدہ نہ تواں دانست کہ ایں ہمہ گفتگوئی محقق و قاضی علیہ الرحمت نظر بہ مجرد قولہ تعالیٰ فَاَخَذَہُ اللہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی است و اگر در آں نظر کردہ شود کہ بعد ایں قول چنیں ذکر یافتہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّمَنْ یَّخْشٰی۔

ظہور یابد کہ آں اخذ برائے عبرت کسے است از حق تعالیٰ خائف بود و عبرت نے باشد مگر در دنیا پس ایں قول را در مواخذہ آخرت دخلے نہ باشد خواہ ایمانش مقبول شود خواہ نہ پستر در رسالہ محقق مذکور شد کہ پس آیات سوائے امنت متحمل اند وچوں در چیزے راہ یابد احتمال ساقط گردد از وے استدلال انتہی و در ایں جا وارد می شود کہ احتمال ضعیف و بعید باستدلال منافات نہ دارد تا ایں جا کلمات محقق بود کہ تعلق بایمان فرعون داشت و بعد ازیں مدح شیخ است قدس سرہٗ

لہ من پروردگار بزرگ تر شما ام۔

۲ہ نہ دانستہ ام برائے شما ہیچ خدا غیر من۔

پستر باید دانست کہ در رسالہ دلالت بر آں دارد کہ فرعون با موسیٰ علیہ السلام ایمان آوردہ
مذکور شد بلکہ در آں قول محقق کہ وَلِقَائِلٍ اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ عَدُوٌّ لِّیْ مِنْ بَابِ مُشَاکَلَۃٍ لِاَنَّہٗ
عَدُوُّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ حَقِیْقَۃً وَلَیْسَ بِعَدُوِّ اللّٰہِ حَقِیْقَۃً۔

دلالت است بر عدم ایمان او بہ موسیٰ علیہ السلام

ونیز دریں رسالہ تاویل آیات دالّہ بر کفر فرعون مذکور شد اما تاویل صریح دریں معنے بہ ذکر
درنیامدہ حالانکہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ھَامَانَ فِرْعَوْنُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ نزدیک مطلع شدن بر قتل ابوجہل
چناں کہ در تکمیل الایمان است وقولہ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ مَنْ حَافَظَ عَلَیْھَا اَیْ عَلَی
الصَّلٰوۃِ کَانَتْ لَہٗ نُوْرٌ وَّ بُرْھَانٌ وَّ نَجَاۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ وَمَنْ
لَمْ یُحَافِظْ عَلَیْھَا لَمْ یَکُنْ لَہٗ نُوْرٌ وَّلَا بُرْھَانٌ وَّلَا نَجَاۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
وَکَانَ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مَعَ قَارُوْنَ وَھَامَانَ وَاُبَیِّ بْنِ خَلْفٍ۔ چنانکہ در مشکوٰۃ
در فصل ثالث از کتاب الصلوٰۃ مذکور است دلالت بر ایں می کند الغرض محقق مذکور ہر چند دریں رسالہ
در اثبات ایماں آنقدر سعی نمودہ اما ایں ہمہ بر طریق مباحثہ است نہ بر طریق اعتقاد
آں فرعون مسلمان بود چنانکہ در حاشیہ جدیدہ شرح تجرید کلامے دال بمعنے آوردہ وآں
ہمہ در رسالہ رفع التباس آوردہ ام ومحصل آں کلام آں کہ کسے از فضلائے آں وقت در
اثبات مطلبے بر قول فرعون تمسک کردہ تعبیر با فلاطون قبطی نمودہ بود محقق مذکور در جواب
آں لفظ لعین بر فرعون اطلاق فرمودہ وایں وضع کہ ہم در باب ایمان فرعون گفتگو نمایند
وہم اورا کافر دانند در متقدمین بسیار بودہ ایں فقیر در رسالہ رفع التباس کلمات متناقضہ
بعض متقدمین نقل نمودہ وقول بہ کفرش موافق اعتقاد نہ پنداشتہ وتکثیر مقدمات در
اثبات ایمانش بر مباحثہ طالب علماء نہ محمول داشتہ وچناں انگاشتہ کہ ایں وضع
شبیہ است مداحان در مداح ممدوح کہ ہر چند آنچہ در واقع صفات ایں ممدوحان

اسئت میدانند اما بجہت اظہار قوت ابداع وابراز تکلم بکلمات بدیعہ چیزہا می گوئیندکہ اگرنہ اسلام ایشاں معلوم باشد بہ کفر منسوب شوند ہمچنیں اگر منتبان ایمان آں بے عون اورا واقع کافر دانند بمخالفت منطوق نصوص شرعیہ متہم گردند وایں ومنع درمیان متاخرین نیز است چنانچہ شیخ محمد رشید جونپوری قدس سرہ باوجود آنکہ فرعون را کافر میدانستند ہرگاہ کہ ذکر ایماں او می آمد بہ طریق مباحثہ چنداں توجہات بیاں می نمودند کہ کسے از فضلاء واز عہدۂ جواب آں نے توانست بر آمد وایں جدت طبع شان در باب اسکات فضلاء دہر مقدمہ کہ بحضور ایشاں مذکوری شد مشہور است، ہمچنیں چند در تحریرات شیخ محب اللہ الہ آبادی گفتگوئے ایماں فرعون بتاکید ومبالغہ تمام است اما در شرح قول فص آدمی وَبِذٰلِكَ وَرَدَتِ الْاَخْبَارُ الْاِلٰهِيَّةُ عَلَى السُّنَّةِ لتراجم الینا

فرعون را با نمرود ذکر نمودہ اند وخلاصۂ آں شرح بعد از ترک کلمات زائد آنکہ براستہ التراجم لبسوئے ما آوردہ شد بایں حکم کہ ہر چیزیکہ منتسب بما باشد فی الحقیقت

منتسب باوست ،ازیں جاکہ تمام محامد را بحق تعالیٰ راجع می گردند۔

آسے بعض نقائص را باو نسبت نکنم کہ خالی از سوء ادب نیست چنانچہ قول شاگرداں باستاد کہ باترا استاد کردیم، وایں قول صادق است وخالی از سوء ادبے نیست از جہت آنکہ نقائص مذکورہ ماننا شند مرغیر حق تعالیٰ را کہ ایں کفر است وکذب مومن صادق باش نہ کافر پس اگر بگوئی باستاد خود کہ باترا استاد کردیم و شیخ پس صادق باشی واگر بگوئی ماز توفیض نہ بردیم وبہرہ نیافتیم کاذب باشی وکافر واگر نہ آں گوئی ونہ ایں بہتر باشد کہ صدیق نہ باشی واگر نہ صدیق باشی ونہ صادق کافر گردی ومردود و فرعون شوی ونمرود انتہی وتوجیہ ایں عبارت باآنکہ ایں عبارت باعتبار مشہور است نمے سزد زیراکہ ہر کہ یکے را مسلمان داند ہرگز درحق دے ایں روا نماند پس ازینجا می شود کہ اعتقاد ایشاں نیز کفر فرعون است وگفتگوئے ایماں آں بے عون بہ طریق مباحثہ چنانچہ بزرگان سابق

درحق صاحب فتوحات ہمین مقرر فرمودند بالجملہ پیش شارحاں کہ مراد شیخ قدس سرہ وکلمات متناقضہ او مطالعہ نمودند بمعونت تتبع مصنفات وبمراد او رسیدہ اند ومقرر گردانیدہ اند بر آں اعتماد باید کرد زیراکہ کلام شیخ قدس سرہ بحرے مواج متلاطم می شود وشنادران بحر را بساحل مقصود رسیدن دشوار می گردد بر کشتی شروح آن کلام بحر انتظام سوار گشتن واز طلاطم آن امواج گذشتم لازم وقت قاصد آں ورود بساحل مقصود است وفرود آمدن بساحلے کہ ملاحاں آں بحر کہ واقف مضرت ومنفعت سواحل اند فرود آرند موجب بہبود است وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ انتہی کاتب الحروف گوید کہ بعد تطبیق قول میان قائلین ومنکرین شیخ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَقْوَالِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ ناظر غیر مناظر را چشمے کہ دادہ اند دلے کہ بخشیدہ موافق قلب بائع وقصور متاع بنیت تناقضے کہ میاں کلام شیخ واختلاف کلام او جائیکہ بودہ است نہ گریستن می افتد نارسیدہ گذشتن نمی تواند مثلاً در کتاب تاج التراجم می فرماید کہ ما دامیکہ آفتاب نہ طلوع خواہد کرد از مغرب توبہ تو قبول خواہد شد بہ بین نصیبہ خود از طلوع شمس از جانب مغرب تا بیابی رجوع دل خود را بجانب حق از مغرب ذات خویش پس بہ ہمیں وجہ توبہ تو قبول نخواہد شد چراکہ توبہ از عالم تکلیف است تو کوچہ کردہ آنجا اللہ تعالیٰ قبول میکند توبہ بندہ را تا وقتیکہ بحالت غرغرہ نرسد فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا اٰلْاٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ انتہی پس ازیں عبارت صاف می خیزد کہ عدم قبول توبہ کہ مراد از آں ایماں است سہ چیز است یکے طلوع آفتاب از مغرب دوم غرغرہ سوم نزول عذاب دینوی پس نزد من کلام شیخ را دریائے مواج باید دانست کہ از وے موجہائے مختلف سر میزند باعث بعضے از آں موج آنست کہ در نفحات است کہ شیخ بالتماس بعضے از احباب فہرست مصنفات خود نوشتہ ودر خطبۂ آں آوردہ کہ قصد من از تصنیف ایں کتب ہمچو سائر مصنفان نیست بلکہ سبب بعضے از تصانیف آن بود کہ بر من از حضرت حق سبحانہ امرے وارد

می شود کہ نزدیک بود کہ مرا بسوزد خود را بہ بیاں بعضے آزاں مشغول می ساختم و سبب بعضے دیگر آں کہ در خواب یا مکاشفہ از حق سبحانہٗ باآں مامور میشدم انتہیٰ بار خدایا چوں مشغولے در بعضے از تصنیفات بجہت خلاص از سوختن بود توجیہے کہ مصنفان را در بیاں مطالب می باشد تا در تحریرات ایشاں اعتراض وارد نہ شود از شیخ قصد در نیافتہ باشد خصوص در آخر فتوحات آوردہ کہ تالیف من بے سبق مسودہ است واز راہ ہماں بے توجہی باشد کہ آنچہ در حق فرعون در خصوص و فتوحات واقع شدہ محل اشکال گردیدہ عجب نہ بود بالجملہ بستن لب از سخنان حقائق کہ از عقل و فہم جزیۂ بیروں است ضروراست کہ صاحب جانب الغزلی مینویسد کہ و علیٰ ہذا شیخ دریں مسئلہ مجتہد باشد بظاہر قرآن ولہذا فرمود کہ ایں ست ظاہر قرآن کہ براو وارد می شد و علی ہذا اگر مصیب باشد دو اجر دارد و اگر مخطے باشد یک اجر دارد انتہی گویم من توفیق از حق ایں سخن شیخ اصراری بنودہ است کہ خواہ مخواہ او را بر آں ملامتے و ملالتے دادہ شود ایں فہم کشف شیخ از ظاہر آیات قرآنی بودہ ہر کس را بر آں مجبور نمے گرداند کہ بر ایں بیاید چنانچہ خود در مواقع النجوم میفرمائید لَا یَجُوْزُ لِلْمُکَاشِفِ اَنْ یَعْمَلَ بِکَشْفِہٖ اِذَا کُوْشِفَ عَلٰی خِلَافِ دَلِیْلٍ شَرْعِیٍّ وَاَمْرُ الْعَمَلِ اَھْوَنُ مِنَ الْاَمْرِ الْاِعْتِقَادِ انتہیٰ زیادہ ازیں وسعت چہ خواہد بود کہ شیخ رضی اللہ عنہ بداوہ است اند کے در تفسیر ایں آیۃ شریفہ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

تواں دید کہ چہ می نگارند در جلالین تحت تفسیر ایں آیت است. کردہ لیقبل فَلَمْ تُقْبَلْ وَدَسَّ جِبْرَائِیْلُ فِیْ فِیْہِ مِنْ حَمَاۃِ الْبَحْرِ مَخَافَۃَ اَنْ تَنَالَہُ الرَّحْمَۃُ۔

یعنی ایں را فرعون مکرّر بہ طمع نجات گفت تا ازو ایماں قبول کردہ شود حالانکہ قبول نہ کردہ شد و جبرئیل علیہ السلام در دہنش گلابہ دریا نہ پاشتند بہ خوف آں کہ مبادا او دریائے رحمت ایزدی جوشے نہ زند در صحاح مینویسد کہ حماۃ گل سیاہ رامیگویند و حماۃ نیز ہم

چنیں است در ہندی آں کہ جبرائیلؑ نے کچلا مٹی کا چھویا فرعون کے منہ میں دیدیا کہ ایسا نہ ہو کہ اُسکا قول مقبول ہوجائے تو کیا کرایا مٹی ہو واسنادے دارند ترمذیؒ وحاکم وصحیح داشتہ اند برطرز خود از نضر بن شمیل ۔ دوے واز عدیؓ ابن ثابتؓ ووے از سعیدؓ ابن جبیرؓ ووے ابن عباسؓ مرفوعاً سوائے ازآنکہ گفت کہ اکثر اصحابؓ شعبہ موقوف داشتہ اند ایں حدیث را بر ابن عباسؓ کہ گفت کہ فعل جبرائیل از غصہ بر فرعون نہ بود بلکہ صدور ایں امراز وے بایں خوف بود کہ مبادا از تکرار خوف فرعون ایمانش قبول کردہ شود بہ طریق خرق عادات بوجہ وسعت رحمت ایزدی کہ عام است ہر شئے را کذا فی الکمالین بغویؒ در معالم گفتہ کہ مروی است از ابن عباسؓ کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہرگاہ غرق نمود حق سبحانہٗ فرعون را گفت

اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰـہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ ۔

پس گفت جبرائیلؑ یا محمدؐ کاش میدیدی مرا در حالتے کہ گرفتہ بودم از گلابہ دریا پسؔ بنا شتم در دہن وے کہ مبادا در گیرد او را رحمت انتہی اندکے دریں وساسۃ جبرائیلؑ غور رود کہ ہر چہ عجلت فرمودہ ہمانا غصہ صرف بر عیارے فرعون نہ بود بلکہ مبادا کہ عجز و نیازش بدرگاہ بے نیاز کارے از پیش برد لاجرم یشیخ از رحمت درونی ایزد چیزے بطور افشائے راز آوردہ باشد ہر چند حکم افشاء نہ بود اَمَّا الْمَجْبُوْرُ مَعْذُوْرٌ ظاہر است لہذا معذورش باید داشت وحکم آں باید کرد طاہر بحیثیت غرق در آیش فہیمہ ومطہر بوجہ اٰمَنۡتُ گفتنش از برائے شرف ایماں ولی نباید گفت کہ او مومن حقیقی ومصدق تحقیقی مقصود داشتہ بلکہ ایماں حکایتے چنانچہ عبارتش خود آبی است از ارادہ حقیقتہ وگر نہ نصیحت حضرت یشیخ عبدالحق محدث دہلوی در رسالہ بست ونہم از رسائل خود سماہ تحقیق اِلْتِبَاسِ عَنْ قَبُوْلِ اِیْمَانِ الْبَاْسِ ۔ گردیدہ است کہ در معتقدات واحکام کفر وایمان از سوادِ اعظم بیروں نہ باید رفت وتابع آئمہ مجتہدینؒ باید بود در آداب واخلاق

تا بع مشائخ و حسن ظن و اعتقاد بریں طائفہ داشتہ توجیہ و تطبیق اقوال ایشاں با کلام علمائے مجتہدینؒ باید نمود انتہیٰ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُلْہِمُ بِالصَّوَابِ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ

سوال ہشتم

شیخ رضی اللہ عنہ در فص عیسوی فرمودہ کہ ملائکہ عالیں از انسان اشرف اند و فرمودہ فَھُوَ اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ مَا خَلَقَ مِنَ الْعَنَاصِرِ مِنْ غَیْرِ مُبَاشَرَۃٍ یعنی انسان افضل است از ہر نوعے کہ از عناصر مخلوق شدہ بے مباشرت پس انسان در رتبہ فائق است از فرشتگان زمین و آسمان و ملائکہ علوی بہتر اند از نوع انسانی بمقتضائے نص الٰہی و آں قول وے تعالیٰ است اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ۔ یعنی استکبار کردی از سجود مگر ملائکہ عالین بودی کہ بسجدہ مامور نشدند۔

الجواب

نزاعی نیست دریں کہ انبیاءؑ افضل از ملائکہ سفلیہ اند و اکثر اشاعرہ و شیعہ بر آنند کہ از ملائکہ علویہ ہم افضل اند شیخ ابو الحسنؒ خرقانی گویند کہ صعود کردم بر عرش برائے طواف پس طواف کردم بروے ہزار بار و دیدم گرد پیش وے قومی را کہ ساکنان آن مقام بودند مطمئن بودند پس آں قوم تعجب کردند از سرعت طواف من و ما را عجب نیامد از طواف پس شان گفتم کہ شما کدام کسان ہستید و در طواف ایں بردت چیست پس جواب دادند کہ ما ملائکہ انوار ہستیم و ایں خنکی طبع ماست و بر تجاوز ازیں مقام قدرت نداریم باز او شاں گفتند کہ تو کدامے و ایں سرعت در طواف تو چیست گفتم کہ من آدمی ام و در طبع من نور و نار ہر دو اند و ایں سرعت دمن از نتائج نور شوق است۔

رباعی

ہرگز سخن عشق مسکر تر نشود سریکہ در دہست مقرر نشود

خواہی کہ شوی بہ ز ملک عاشق شو کایں مرتبہ بے عشق میسر نشود

و معتزلہ و فلاسفہ و قاضی ابو بکرؒ برآنند کہ ملائکہ علویہ فضل اند از انبیاءؑ و خود شیخؒ در فتوحات گویند کہ پرسیدم ایں مسئلہ را از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در واقعہ پس فرمود از من ملائکہ افضل اند گفتم یارسول اللہ اگر کسے دلیل ایں مسئلہ از من پرسد پس چہ گویم فرمود کہ اگر میدانید کہ من بزرگترین از آدمیاں ہستم و نزد شما ثابت و صحیح شدہ است کہ گفتہ ام بروایت خود از حق تعالیٰ کہ دے فرمود کہ

کسے کہ یاد کند مرا در نفس خود، یاد می کنم دے را در نفسِ خود. و کسے کہ یاد می کند مرا در جماعت یاد می کنم دے را در جماعتے کہ از آنہا بہتر است۔ و اکثر ذاکرین خدا ہستند کہ ذکر می کنند دے را در آں جماعت کہ من ہم دراں می باشم۔ پس کردہ اللہ تعالیٰ را در آں جماعت کہ از جماعتِ ما نیز بہتر بودہ است پس نہ مسرور گشتم از چیزے چندانکہ مسرور گشتم ازیں مسئلہ۔ انتہیٰ۔

و در فص عیسوی می نویسد کہ

فَمَا فَضْلُ الْاِنْسَانِ مِنْ غَیْرِہٖ مِنَ الْاَنْوَاعِ الْعُنْصُرِیَّۃِ اِلَّا بِکَوْنِہٖ بَشَرًا مِنْ طِیْنٍ فَھُوَ اَفْضَلُ نَوْعٍ مِنْ کُلِّ مَا خُلِقَ مِنَ الْعَنَاصِرِ مِنْ غَیْرِ مُبَاشَرَۃٍ فَالْاِنْسَانُ فِی الرُّتْبَۃِ فَوْقَ الْمَلَائِکَۃِ الْاَرْضِیَّۃِ وَالسَّمَاوِیَّۃِ۔ وَالْمَلَائِکَۃُ الْعَالُوْنَ خَیْرٌ مِنْ ھٰذَا النَّوْعِ الْاِنْسَانِیِّ بِالنَّصِّ الْاِلٰھِیِّ۔

یعنی انسان بر غیر انسان از موجودات مفضل نشد الا بجہت مباشرت حق بیدی صفۃ الجمال والجلال در خلقت دے تا صفات متقابلہ در روئے مجتمع گرداند و دیگر مصنوعات بید واحد بودند کہ ظہور ایشاں جز بہ صفت واحدہ نبود پس آنکہ جامع باشد افضل باشد از آنکہ غیر جامع باشد خواہ ملک و خواہ عقل و خواہ فلک تا بسائر حیوانات و نباتات و جمادات چہ رسد اما دریں مقام محققاں را تحقیقے

است کہ ہر موجودے از موجودات وجہے خالص بارب الارباب دارد کہ دیگر با دے مشارکتے نہ دارد و انسان ازاں شان کہ جامع جمیع حقائق کونیہ والہیہ است جامع جمیع وجود طرائق باشد پس انسان من حیث حقیقت از ہمہ موجودات بہتر باشد و ازجہت ایں آلنست کہ بخلاف بر ہمہ بہی یافت واما من حیث خلقیت تفضیلی است انسان کامل راکہ غوث وقطب وافراد و شیخ کامل مکمل عبارت از دست آزاں سبب کہ مظہر حق است بجمیع صفات وکمالات از ہمہ فاضلتر اند و از جملہ کاملتر و ایشاں از مرتبہ اعلیٰ در لصف اوّل دائرہ وجود افتادہ اند و آنکہ مادون ایشاں اند در مرتبہ ہم در لصف دائرہ اوّل اند از ملائکہ ارضیہ وسماویہ افضل اند ایشاں سالکان متوسط ومتوجہات بجناب قدس جل جلالہٗ وجمالہٗ اند بقوت وجد در سیر ومومناں متصف بکمال ایمان اند در ایصال خیر و برّ اما بمرتبہ عالیہ و درجہ متعالیہ عالین نمیر سند و از ایشاں در مرتبہ فروتر اند و آنکہ در لصف اسفل از دائرہ وجود افتادہ اند ایشاں طرف نقصان دارند و ایں زمرہ را نیز دو مرتبہ است یا آنکہ در مراتب اولیہ نصف دائرہ افتادہ اند مرتبہ ایشاں از مرتبہ ملائکہ ارضیہ وسماویہ فروتر است و از شیاطین وحیوانات وغیرہ برتر اند و آنکہ در اسفل سافلین دائرہ افتادہ اند از حیوان فروتر اند برابر حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی در عروۃ الوثقیٰ گوید کہ حق کلام آلنست کہ خدا ہر چیز را برائے امرے کہ خلق کردہ او در آں امر افضل است آہن از وجہے بہ از نقرہ است و نقرہ از وجہے بہ از ایں است تم کلام مولانا عبدالرزاق کاشی در اصطلاحات گوید عقل اول و ملائکہ مقربین با عتبار ارتفاع وسائط یا قلت آں میان ایشاں و حق تعالیٰ اشرف از انسان اند و انسان کامل باعتبار جامعیت اکمل است و ہمیں سخن حق است و ہمیں است مراد شیخ پس ازیں تفضیل ملائکہ مطلقاً و جمعاً برانبیاء لازم نمے آید بلکہ افضلیت انسان باین ہمہ روات حدثان حدوث و ہوا و ہوس و کثافت تعلق بدینہ و باز صعود بمراتب بلند

واضح تر است از فضیلت ملکی چنانکہ در بدیہات است کہ میگوئید کہ فلاں مصاحب کہ مونس خاص حضرت سلطان است باعتبار فضیلت دخل مزاجی سلطان افضل است از دیگر ارکین دولت آنجا کسے نمی تواند گفت کہ ارکین دولت محقر اند و ایں قول موجب تکفیر و بدعتے نمی شود آخر جماعتے از اہل سُنت وجماعت بہ تفضیل ملک بر بشر مطلقاً قائل شدہ اند مثل عبداللہؓ حلیم امام حجت الاسلام ابو حامد غزالیؒ چنانچہ در کتاب احیاء العلوم فرمود کہ رتبۂ انسان بر رتبہ بہائم فوقیت دارد کہ وے از شکستن شہوات خود قادر است و از رتبہ ملائکہ کمتر است چہ کہ بر انسان شہوات وے غلبہ یافتہ اند انتہیٰ کلامہ۔

فائدہ دوم اعتراضاتے کہ وحدت وجود تعلق دارند عام از آنکہ تعلق بعید باشد یا قریب۔

سوال اوّل آنکہ در فتوحات مکیہ فرمودہ کہ سُبْحَانَ مَنْ اَظْهَرَ الْاَشْیَاءَ وَهُوَ عَیْنُهَا یعنے پاک است آں کسیکہ چیز ہا آفرید و خود عین آں چیز ہا است۔

الجواب پیشتر از جواب باید دانست کہ حق سبحانہٗ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ ایں دلیل است بہ طریق لف ونشر مرتب یعنی بسبب آنکہ لطیف است لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ و بسبب آنکہ خبیر است یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ صوفیہ گویند کہ ادراک ذات بحت وغیب ہویت لا از ارشادات وعبارات معرا واز قیود وعبارات مے را باشد محال باشد لَا یُحِیْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا و بواسطہ کمال رافت

درحمت کہ درشان عباد وارد است۔ ایشاں را از تأمل در ذاتِ خود تحذیر نمود تا اوقات ایشاں ضائع نشود۔ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفۡسَہٗ ؕ وَاللّٰہُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ ۝

حضرت سیّد البشر فرمود۔ مَا عَرَفۡنَاكَ حَقَّ مَعۡرِفَتِكَ ۔

ابن عباسؓ گوید جمع فکر در ذات خدا می کردند آں حضرت فرمود

تَفَکَّرُوۡا فِیۡ خَلۡقِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوۡا فِی اللّٰہِ فَاِنَّکُمۡ لَنۡ تَقۡدِرُوۡا قَدۡرَہٗ ۔ ۵

من گدا و تمنّائے وصلِ او ہیہات
مگر بہ خواب بہ بینم جمال منظر دوست
دل صنوبریم ہمچو بیدِ لرزاں است
ز حسرت قد بالائے چوں صنوبر دوست

یشخ ابویزیدؒ گفت ۳۰ سال من با غیر سخن نہ گفتہ ام و مردم پندارند کہ با ایشاں سخن می گویم در شرح مواقف می گوید کہ در جواز علم حقیقت خدائے تعالیٰ خلاف است فلاسفہ و بعض اصحاب ما مثل امام غزالیؒ و امام الحرمین منع کردہ اند و بعضی توقف کردہ است مثل قاضی ابوبکرؒ و ضرار بن عمروؒ کلام حضرت صوفیہ در اکثر مقامات مشعر با متناع است و فلاسفہ ازیں وجہ منع کردہ اند کہ ادراک امر عقلی بدو وجہ می شود یا بداہۃ یا نظریّت و نظر یا در رسم می شود و آں مفید ادراک حقیقت نیست و یا در حد است و ایں ممکن نیست چہ کہ در ذات باری تعالیٰ ترکیب یافتہ نمی شود و حقیقت وے بدیہی نیست پس علم آں ہم ممکن نخواہد بود جوابش ایں است کہ ادراک کنندہ بالکنہ منحصر در بداہۃ و حد نیست چہ کہ جائز است کہ اللہ تعالیٰ علم چنیں پیدا کند کہ متعلق امر ضروری نہ باشد بقیاس عامہ مردم کہ شخصے چنیں باشد کہ دیرا ضرورت نظر نیفتد و اگر بذریعہ رسم

باشد پس اگرچہ واجب نیست کہ حقیقت را نیز حاصل کند اما اندازہ وے و نیز ممنوع
نیست آری او را بہر صورت کہ ملاحظہ کنی بہ حقیقت نہ او را دیدہ باشی بلکہ بواسطہ
تصور آں صورت ہنوز در پس پردہ و ہرچند کہ تصور کنہ ذات در غایت خفا است
تصدیق بوجود او در غایت ظہور است اَفِی اللّٰہِ شَکٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۔ ________ و بعضے از محققان
مثل امام راغبؒ ببداہت آں قائل شدہ اند جنیدؒ را گفتہ چیست دلیل بر اثبات
صانع گفت ہر آئینہ طلوع صبح حاجت چراغ نہ دارد و ظاہر است کہ کمال خفائے
اوست شے وقتے کہ از حد خود تجاوز می کند منعکس بہ ضد خود می شود الغرض
پیش صوفیہ آنچہ مقرر است ظہورش در مظاہر دریافتہ نمی شود و زنہار کہ از لفظ ظہور و امثال
آں کہ صوفیہ گویند توہم نکنی کہ ایشاں بحلول یا باتحاد قائل اند چنانچہ در بعضے ناقصاں
پنداشتہ اند مقصود ایشاں بسیار دقیق است بعبارت در نمی آید و اشارت بر نمے تابد
و آنچہ عرفا گویند کہ اسرار حقیقت نمی تواں گفت وایں را دو محل است یکے آنکہ بظاہر
شریعت راست نیست و دیگر آنکہ عبارت بادائے آں وفا نمی کند و کفر در افشائے سر الربوبیۃ
کفر بر تقدیر اول مقابل اسلام است و تقدیر ثانی مقابل اظہار است یعنی بر عبارت
کہ برائے فاش کردن سر بوبیت گویند سبب خفا شود و مولانا نظام الدینؒ
نیشاپوری در تفسیر وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔ میفرماید کہ
نسبت ذرہ از ذرات عالم مگر نور انوار دیگر بروے محیط و غالب است از وے زاید از وے وجود نہ تبجرد علم یا
صنع یا ایجاد بلکہ بہ قسمے دیگر کہ از گفتن راست نمی آید بجز خیال با وجود یکہ نوشتن بعضے
از آں باعث طعن و تشنیع جاہلان است صوفیہ گویند وجود لابشرط شئے مرتبہ احدیۃ جمع
و ہویۃ ساریہ در جمیع موجودات است و بشرط لاشئے مرتبہ احدیت و برزخ البرازخ و عما
بشرط شئے جمیع اسماء و صفات مرتبۃ الوہیت و مرتبہ واحدیت است اطلاق عما بر مرتبہ

احدیث موافق حدیث است ترمذی گویدابورزین عقیلی از نبی صلعم پرسید کجا بود پروردگار قبل پیدا کردن خلق خود فرمود که بود در عماء که نہ فوق وے ہوا بود و نہ تحت وے و پیدا کرد عرش خود را بر آب و عماء ابر رقیق را گویند در نہایہ ابن اثیر جزری است کہ عما بفتح والمد بمعنے سحاب است ابو عبیدؒ میگوید کہ معلوم نیست کہ آں عماء بچہ طور بود و در روایتے عما بالقصر معنیش آنست کہ نبود ہمراہ وے چیزے انتہا باختصار العبادۃ وقدما لحکماء در مسئلہ وجود موافق صوفیہ اند و قائل اند لسبہ ان نور حق در مراتب واز ایشاں بطریق رمز منقول است

کہ از تحیز وحدت نقطہ پیدا شدُ واز حرکت نقطہ خط واز حرکت خط سطح جسم ؎

ماے بیانگ چنگ نہ امروز میخورم — بس دور شد کہ گنبد چرخ نداشنید

ما بادۂ زیر خرقہ نہ امروز می کشیم — صد بار پیر میکدہ ایں ماجرا شنید

و میر سید شریف در حواشی شرح تجرید تحقیق سخن ایشاں کردہ می فرمائد کہ ہر مفہوم مغائر وجود است۔ چنانکہ انسان مثلاً تا وقتے کہ بوے وجود منضم نکردہ شود از ہیچ وجہیکہ باشد در نفس الامر آن در واقع قطعاً موجود نخواہد بود تا وقتے کہ انضمام وجود را عقل بوے لحاظ نخواہد کرد حکم بر موجودیت وے نکردہ خواہد شد پس ہر مفہوم کہ مغائر وجود باشد آن در موجودیت نفس الامرے خود محتاج بہ غیر خواہد شد کہ مراد آزان موجود است و ہر چیز کہ در موجود بودن خود محتاج غیر باشد باآں ممکن خواہد بود واز ممکن چیزے واجب نیست پس لازم آمد از مفہومات مغائرہ وجود چیزے واجب نیست و بہ تحقیق ثابت گشتہ است از ادلہ یقینیہ کہ واجب موجود است۔ پس وجود نخواہد شد مگر عین واجب کہ بذات خود موجود است امرے مغائر ذات را در و مدخلے نیست و ہرگاہ کہ ضروری بود کہ واجب جزوی حقیقی قائم بذات خود باشد و تعین وے عین ذات وے باشد نہ امر زائد بر ذات ضروری شد کہ وجود نیز چنیں باشد چہ کہ آن وجود عین ذات وے است پس وجود ہم مفہوم کلی نخواہد بود کہ ویرا افراد ممکنہ باشند۔ بلکہ وے در حد ذات جزئی حقیقی است کہ در وے امکان

تعدد یا انقسام نیست و بذات خود قائم است و منزہ است ازیں کہ بغیر عارض باشد
پس مراد از واجب آں وجود است کہ خالی باشد از تقید بغیر و انضمام چیزے بخود و بر ایں
قول عارض شدن وجود ماہیات ممکنہ خیال نہ کردہ نخواہد شد پس معنے موجودیت ماہیات ممکنہ
نیست کہ آنہا را بحضرت وجود قائم بالذات نسبتے مخصوص است وایں نسبتہ بر طرق مختلفہ و اقسام
متفرقہ است کہ بر ماہیات آنہا اطلاع خیلے دشوار است پس موجود کلی است اگرچہ وجود
جزوی حقیقی است ایں ست خلاصۂ کلام بعضے محققین مشائخ ما دیمند اند ایں را مگر علمائے
راسخین و موکد بودن وجود عین واجب ایں ست کہ وجود در حد ذات خود منافی عدم است و
آں بعید ترین مفہوم است در قبولیت عدم چرا کہ امرے دیگر یا بالذات از قبول عدم منع
می کند بلکہ بواسطہ منع می کند و شک نیست کہ واجب آنست کہ مخالف عدم بالذات
باشد نہ آنکہ بواسطہ پس اگر کسے گوید کہ وجود باایں ہمہ کہ عین واجب است و قابلیت جزء
و جزو شدن یا منقسم شدن نمیدارد و منبسط گشتہ بر صورتہا موجودات و ظاہر گشت در آنہا و چیزے
از اشیاء ازوے خالی نیست بلکہ آں حقیقت وے و عین وے گشتہ و امتیاز و تعدد
یافتہ از تعینات و تشخصات اعتباریہ و مثال وے دریا است کہ ظہورش بصورت امواج
کثیرہ است و اگر واقعی بیند ہمہ حقیقت بحر است جواب خواہم گفت کہ ایں طور است
پیش از ادراک عقل و صول بوے میسر نمیشود مگر بمشاہدات کشفیہ نہ بمناظرہ عقلیہ و کل میسر
لما خلق لہ۔

رباعی

اے دل ز طریق عقل پا بیرون نہ — وانگاہ قدم بہ قدم مجنوں نہ
خواہی کہ چو لالہ رنگ و بوئی یابی — صد داغ چو من بر جگر پرخون نہ

اکنون بدان کہ وجود را من حیث ہو ہو مطلقاً عم از آنکہ بالعقل آں قیدی اعتبار کنند اہل
کشف و توحید ہویت غیب خوانند و حق گویند و حقیقۃ الحقائق نامند و از اسماء مسمی بسم اللہ ہم گردانند

وایں وجود را ظہورات اند گاہ در کسوت قیود وگاہ مجرد از صفات وقیود وگاہ ظہور آن در کسوت قید ایجابی وسلبی وگہے مجرد از قیود وچون مجرد از صفات زائدہ بزوات اعتبار کنی آں را حضرت احدیت خوانند وعما نیز گویند چنانکہ سابقہ اشارات رفت وچون ذات با صفات اصلیہ اعتبار کنی آں را حضرت واحدیت نامند وہمیں را عالم جبروت نیز گویند پیش اہل شہود وتحقیق وجود مُطلق یکے بیش نیست وآں وجود حق است وجود جمیع مخلوقات وموجودات بداں حضرت منتہیٰ می شود و آنحضرت منتہائے ہمہ است وایں وجود را در ہر عالمے از عالمہائے مُختلفہ ظہور است۔

سوال اگر گوئی ہر موجود کہ گرفتہ شود از دو حال خالی نیست یا وجود محض فقطے انضمام آخرت است یا وجودی مع التعین بر تقدیر شق لازم می آید از انعدام آں وجود انعدام جمیع موجودات بہ تماہا زیرا کہ در آں موجودات چیزے دیگر غیر وجود محض نیست وفرض کردہ شد انعدام آں وبر شق ثانی پس مے پرسم کہ ایں تعین عین آں وجود است یا غیر بر تقدیر عینیت لازم می آید انعدام کل چنانکہ بر خبیر پوشیدہ نیست وبر ثبوت ثانی ازیں شق لازم می آید وجود غیر وآں خلاف اجماع عرفا است .

جواب :- می گوییم کہ ایں جا سائل نہ فرق کردہ است درمیان وجود محض کہ آں وجود مطلق است پیش صوفیہ معبر بعبارت فارسیہ از ہستی مطلق است ومیاں آں وجود کہ کلی مشکک لہ منتزع از افراد است وفرض کردہ شد انعدام ایں نہ آں وتعین وجود اگر خواہد بود آں تعین عین اوست واگر غیر خواہد بود در ذہن خواہد بود نہ در خارج ثابت گشت وحدت.

لہ کلی مشکک کہ از اقسام کلی است ، آں را گویند کہ متساوی نہ باشد در صدق بر افراد خود ۔ بلکہ حصول وے از بعض اولیٰ ومقدم باشد بہ نسبت بعض دیگر مثل وجود کہ در واجب اولیٰ واقدم است بہ نسبت ممکن ۔

الوجود واعتراض بسبب انعدام وتعین وجود بود وچوں ایں امر معدوم شد اعتراض ہم معدوم گشت و بعضے محققین می گویند کہ ایں اعتراض دریں مقام درست نیست چراکہ وجود محض نزد صوفیہ فرد عدم محض است و درمیان ہر دو مخالفت بوجہ کلی است چنانکہ در سواد و بیاض است و وجود آنست کہ معدوم گشتن وے نزد احدے از ارباب عقول فرض نہ کردہ شود چراکہ آں ذات بذات است وآں را دو اسم است ظاہر و باطن و متحمل ہر دو اسم تکوین است و مراد از تکوین ظاہر شدن شکلہا است و معدوم شدن آں واین اصطلاح حضرات صوفیہ صافیہ است انتہی وو وجود واجب عین ذات است وایں کلام در وجود خاص است نہ در وجود مطلق کہ عبارت از ثبوت وغیرہ است زیراکہ او زائد است بر سائر موجودات در ذہن نہ در خارج چہ کہ او در خارج نیست و از بہم عینیت وجود باذات قبائح کہ متصور اند بر دانا پنہاں نیند۔

سوال:۔ اگر گوئی کہ ذات واجب من حیث ہی ہی علت است

جواب ہرچہ معروض وجود است او نظر خود من حیث ہی وجود زد مسلوب است بایں معنے کہ نہ عین او ونہ جزو او یند پس او در حد ذات خود معرا باشد ماہیت من حیث ہی در خارج معدوم باشد وایجاد کردن از معدوم پیش حکماء محال است پس ماہیت لابشرط شے موجود می تواند شد خواہ ایجاد خود کند یا ایجاد غیر دمفہومیکہ مغائر وجود است مانند انسان مادام کہ وجود باو منضم شود در نفس الامر لوجہہ از وجوہ او در نفس الامر موجود نیست قطعاً و مادام کہ ملاحظہ انضمام وجود باو نہ کنند حکم بموجودیت او نتواں کرد پس ہر مفہومیکہ مغائر وجود است او محتاج است در موجود بودن خود بغیر او و وے ممکن است چہ امکان را معنے دیگر نیست الآ آنکہ او محتاج است در موجود بودن بغیر پس ہر مفہوم یہ کہ او مغائر وجود باشد ممکن باشد وعلیٰ ہذا وجود

باری غیر او نہ باشد والا ممکن باشد اگر قائلے بہ گفتگو برخیزد کہ ممکن آنست کہ محتاج بغیر بود در موجودیت خود کہ موجد او باشد نہ محتاج بغیر یکہ وجود او باشد گوئیم کہ چوں احتیاج بہ غیر در موجودیت است پس موجودیت را از غیر استفادہ کردہ باشد و در موجود شدن خود بر آں غیر موقوف باشد پس ممکن باشد خواہ آں غیر را وجود او گویند خواہ او را موجد او نامند و چون مقرر گشت کہ ذات باری عین وجود واجب است پس وجود مجرد باشد یعنی عارض ماہیتے نیست و نسبت وجود عام با و نسبت عرض عام است در خارج وجودے غیر او موجود نیست خِلافًا للمشائین کہ ایشان می گویند کہ وجود ممکنات در خارج موجود اند و وجود وجود عین وجود است تا تسلسل لازم نیاید و معنے وجود و ذوالوجود نیست بلکہ ما قام بہ الوجود است خواہ از قبیل قیام صفت بموصوف باشد خواہ از جملہ قیام الشئ بنفسہٖ مانند قیام وجود واجبے بنفس خود باوجودکہ محمول در قول ما الواجب موجود وجود خاص کہ عین واجب است در خارج و در ذہن بلکہ محمول وجود عام است کہ عین واجب است در خارج و غیر او ست در ذہن و بالجملہ حمل وجود خاص بر واجب حمل ؎[1] مواطاۃ است و حمل وجود عام بر و حمل اشتقاق ؎[2] است و حاشا قیام وجودی مجازی نیست چہ کہ از اطلاق قیام بر آں مجازی لازم نیاید کہ اطلاق قیام بر آں مجازی باشد کذا قَالَ مَولٰنَا جَلَالُ الدِّین دوانی۔

---

[1] حمل بالمواطاۃ عبارت است از آنکہ محمول باشد بر موضوع بحقیقت بلا واسطہ و گفتہ شود در عبارت بذریعہ علیٰ۔ چوں الحیوان محمول علی الانسان ۱۲

[2] حمل اشتقاق آنرا گویند کہ نہ محقق باشد درو ے اینکہ محمول کلی باشد برائے موضوع و نسبت محمول بسوئے موضوع در و ے بذریعہ لفظ ذوؔ یا الؔ باشد۔ مثل الانسان ذو بیاض۔ یا۔ البیت ذو سقف۔

سوال :- اگر گویند کہ متبادر از وجود امرے کلی است کہ مانع شرکت نیست پس چگونہ عین باشد چہ کہ واجب جزئی حقیقی است ۔

جواب :- گوئیم کہ سخنِ ما در حقیقت وجودی است کہ در نفس الامر است نہ دراں کے یا ذہان متبادر است در مدلول لفظ زیرا کہ جائز بود کہ مدلول لفظ وجود در اذہان امر کلی باشد و عارضی اعتبارے باشد مر حقیقت واجب را وایں حقیقت در حد ذات خود جزئی حقیقی است و آں مانند مفہوم واجب باشد بہ قیاس حقیقت واجب چہ کہ مفہوم واجب امر لیست کلی و حقیقت او جزئی حقیقی و وجود واجب از کلی مطلق نیست کہ افرادش بسیار شوند بلکہ آں کلی کہ منحصر در فرد واحد بود بعد ازیں جواب اعتراض تواں دریافت کہ موجود خارجی ازیں حیثیت کہ جامع است میاں مابیتہ ممکنہ و مبداء واجب اگر از حیثیت اشتمال او بر مبداء او را عین گویند دور نبود و اگر از حیثیت اشتمال بر ماہیۃ او را غیر نامند ہم بعید نیست پس او نہ عین است و نہ غیر و ہم عین است و ہم غیر را مراد شیخ از عینیت ہمیں است و دلیل بر ایں آنست کہ در باب دو صد و پنجم از فتوحات فرمودہ کہ تجلی نزد قوم اختیار خلوت است و اعراض از ہر چہ شاغل باشد از حق و نزد ما تجلے مستفاد از وجود است زیرا کہ در اعتقاد چنیں رفتہ کہ آں وجود عرض است او در نفس الامر نیست الا وجود حق و وجود یکہ مستفاد است در اعتقاد مردم چناں است کہ او عرض است و در نفس الامر نفس حق است آنگاہ بعد از چند سطر فرمود کہ فھو عَیْنُ کُلِّ شَیْءٍ فِی الظُّھُوْرِ مَا ھُوَ عَیْنُ الْاَشْیَاءِ فِی ذَوَاتِھَا سُبْحَانَہٗ مَالَہٗ ھُوَ ھُوَ وَالْاَشْیَاءُ اَشْیَاءُ یعنی او عین کل شئ است در ظہوریت نہ آنکہ او اشیا باشد در حد ذات اشیاء اشیاء اند و چوں عینیت را بہ ظہور مقید کرد ہماں سخن باشد کہ بالا ذکر کردیم کہ موجود خارجی ازیں حیثیت کہ مشتمل

است مِن حَیثُ اَنَّہٗ موجود بر مبداء کہ واجب وجود است اگر او را عین او گویند ہم میتوانند گفت زیرا کہ موجود خارجی مِن حَیثُ اَنَّہٗ موجود کہ متضمن مبداء است کہ واجب الوجود است ومن حیث الذات کہ نفس ماہیتہ است راکہ از مبداء دروے نبیت پس از حیثیت اولیٰ مبداء عین او باشد واز ثانیہ مبداء مبداء باشد واو اد باشد پس کلام شیخ معقول باشد ومطابق ایمان وخارج از اطلاق کفر - کذا وَقَعَ فی البال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

سوال دُوم :- شیخ در فص نوحؑ علیہ السلام فرمود کہ تنزیہ نزد اہل حقائق درجناب الہیٰ عین تحدید وتقیید است پس منزہ یا جاہل یا بے ادب است بعد ازاں فرمود کہ حق را در ہر خلقے ظہور لیست پس اوست ظاہر در ہر مفہومی واوست باطن از ہر مفہومے وبعد از چند سطر فرمودہ کہ ہم چنیں کسیکہ تشبیہ کرد وتنزیہ نہ کرد حق را مقید ومحدود ساخت واو را نہ شناخت وکسیکہ جمع کرد در معرفت حق میاں تنزیہ وتشبیہ ووصف حق بہر دو کرد پس بدرستیکہ او حق را شناختہ ہست ودر فص ادریس فرمود ان الحق منزہ ھو الخلق المشبہ تحقیق حق منزہ عین خلق مشبہ است ودر فص اسمٰعیل فرمود:

فلا تنظر الی الحق وتعریہ عن الخلق ولا تنظر الی الخلق وتکسوہ سوی الحق -

یعنی مبین بحق چنانچہ اورا از خلق برہنہ کنی ومبین بخلق چنانچہ اورا بحق نپوشانی. بلکہ حق را کسوت خلق سازی وخلق را کسوت حق انکاری وانگاہ گفت:

وَنَزِّہٗ وَشَبِّہٗ وَقُمْ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ ط

یعنی خود را تنزیہ کن وتشبیہ کن ودر مقعد صدق قائم شو -

الجواب:- ایں کلام ہمہ بمقام خود است تنزیہ عبارت است از انفراد قدیم باوصاف و اسماء ذات خود چنانکہ مستحق آنست او از نفسِ خود بہر خویش بطریق اصالۃ ولفعالی نہ باعتبار اینکہ محدث مثال باشد وے را بامشابہ شود او را پس منفرد گشت حق تعالیٰ ازیں ہمہ دنیست در دست ما تنزیہی جز تنزیہ محدث وملحق است بدو تنزیہ قدیم چکہ تنزیہ محدث آنست کہ بازاء او نسبتے از جنس وے باشد و بازاء تنزیہ قدیم نسبتے از جنس او نیست چرا کہ حق تعالیٰ قابل ضد نیست و نہ تنزیہ او مدرک است کہ چگونہ است و برائے ہمیں می گویند تَنْزِیْہٌ عَنِ التَّنْزِیْہِ پس تنزیہ نفسے ویرا جز وی کسے نہ داند و آنچہ مدرک است ہمان تنزیہ محدث است چہ کہ اعتبار آن نزد ما تعری شے است از حکمے کہ انتساب آں بودی ممکن بود پس منزہ گردد آزان و نہ بود برائے حق تشبیہ ذاتی کہ مستحق تنزیہ از و شود چرا کہ ذاتش فی نفسہا منزہ است بر مقتضائے کبریائے خودش پس بر ہر اعتبارے کہ بود یا در ہر تجلی گاہے کہ ظاہر شود یا میان تشبیہ باشد مثل قول وے [1] رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَۃِ شَابٍ اَمْرَدٍ ۔ یا تنزیہ مثل قول وے نُوْرًا نّیٰ اَرَاہُ نورانی را دیدم پس برائے تنزیہ ذاتی حکم لازم است مثل لزوم صفت برائے موصوف وا وازیں تجلی گاہ کہ محق وے است از ذات خود برائے ذات خود ہاں تنزیہ قدیم است کہ راہ نمی یابد بسوئے وی کسے و نمی شناسد ویرا بجز وے پس منفرد گشت در اسماء و صفات و ذات و مظاہر تجلیات خود بحکم قدم خود از ہمہ منسوبات حدوث واگرچہ بوجہ من الوجوہ باشد پس نہ تنزیہ او ہم چو تنزیہ خلقی است و نہ تشبیہ وے ہم چو تشبیہ و اما کسیکہ گفت کہ تنزیہ راجع است بسوئے تطہیر محل تو نہ بسوی حق پس او مراد گرفت ازیں تنزیہ خلقی کہ مقابل تشبیہ اعم است زیرا کہ عبد ہر گاہ متصف بصفات حق گشت ظاہر محل وے و خلاص یافت بہ تنزیہ الٰہی

---

[1] دیدم پروردگارِ خود را بصورت جوانے بے ریش و بروت ۱۲

از نقائص محدثات پس راجع شد بسوئے وے ہمیں تنزیہ و باقی ماند حق بہ تنزیہے کہ مشارک نمی باشد در آں غیر وے پس خلق را در روے مجازے نسبت نیست یعنی نسبت برائے مخلوقے ازیں تنزیہ چیزے بلکہ آں حق است بسبب منفرد بودن وے و استحقاق ذاتی وے بہ فافہم کذا قال الشیخ عبد الکریم الجیلی فی الانسان الکامل و معنے تشبیہ مشابہ کردن بہ چیزے دیگرے و ایں ہر دو در باری تعالیٰ موجب تحدید و تقیید است زیرا کہ آں رذائل کہ از و تنزیہ تواں کرد و آں مشابہ با آں تشبیہ باید داد منفی است در نظر عارف موحد چنانکہ شبلیؒ گفتہ کہ التوحید شرک و انبیا علیہ السلام بہ تنزیہ حق آنچہ کہ مبالغہ کردہ اند مراد ہمیں تنزیہ تعبیری است یعنی ایں را کہ حق از ہمہ بری است آخر برائے تفہیم غیر و فہم خود چہ خواہم گفت ہمیں تنزیہ خواہم گفت ورنہ در حقیقت تنزیہ عین تشبیہ است یعنی قائل بہ تنزیہ مطلقاً از آں جہت کہ مقید حق مطلق است ناقص المعرفۃ است چرا کہ مجدد حقے است کہ او را حد نیست آخر نہ تمیز می کند حق را از جمع آنچہ تنزیہ ذات او ازاں کردہ و شئے خارج از ہمہ اشیاء تصور کردہ و ازیں سبب ناقص معرفت است و ہم چنیں کہ منزہ بلا تشبیہ ناقص است مشبہ بلا تنزیہ نیز ناقص است چوں مجسمہ کہ در تشبیہ حدے پیدا کردند و مطلق را مقید دانستند اما کسیکہ میاں تنزیہ و تشبیہ جمع کرد و ہر یک را بمنزل خویش نشانید و حق را بہر دو صفت نعت کرد علیٰ طریق الاجمال حقا کہ او عارف گشت بحق مجملاً و قید اجمال از بہر آنکہ معرفت تفصیلی آنگاہ درست آید کہ بر مراتب نامتناہیہ ہر یک تشبیہ و تنزیہ احاطہ یابد و متناہی چگونہ بر متناہی محیط گردد و آنچہ قطب الاقطاب را گفتہ اند کہ معرفت او بجمیع مراتب عالم تفصیلی است اما در روے نیز گفتہ اند کہ از جہت تعین بشری و بشریت خود دائم بریں معرفت تفصیلی قادر نہ باشد انتہی و آنچہ باوجود ایں تنزیہ کلامی چند در قرآن آمدہ اند کہ دلالت بر تشبیہ دارند مثل [1] لما خلقت بیدی و کل شیٔ

---

[1] کہ آفریدم بدو دست و ہر چیز ہلاک شوندہ است مگر روئے او۔

هالك الا وجهه والرحمن على العرش استوى، ویا حسرتا علی ما فرطت فی جنب الله. وامثال کتب سماوی واحادیث نبوی بسیار وارد اند بعضے تاویل کردہ اند و برخے توقف نمودہ حوالہ بعلم آلہی کردہ اند پس درینصورت جمع میاں تنزیہ وتشبیہ واجب است

سوال :- اگر گوئیند کہ چوں تاویل کنم ویا حوالہ بعلم آلہی نمایم و باوجود جزم ایں کہ او از شوائب امکان منزہ است لاجرم تشبیہ مطلقاً برطرف می شود و تنزیہ مجرد میگردد پس جمع میاں تنزیہ وتشبیہ چگونہ واجب باشد بلکہ بر تقدیر ملاحظہ تنزیہ صرف وتفہیم تشبیہ محض جمع بین النقیضین لازم مے آید وآں محال است جوابش بسہ وجہ است

اوّل آنکہ ایں الفاظ عبارت تشبیہی بلاشک از انبیاء صادر شدہ اند بر ما لازم است کہ ایماں باو آریم و ہمیں مجرد ایماں را تشبیہ نامیم۔

وجہ دوم آنکہ :- محدثین اہل سنت مثل ابن خزیمہ وغیرہ اتفاق دارند بر عدم تاویل وعدم توقف ومی گوئیند کہ اوصاف او زائد اند ہمچو اوصاف ما بما وفیہ ما فیہ

وجہ سوم آنکہ در نوع اوّل در جواب اعتراض سیوم گذشت کہ اہل سنت اثبات صفات زائد برائے حق کردہ آں جواب جواب ایں سوال ہم میتواں بود باقی باقی جوابے دیگر کاتب الحروف ہمدریں اثنائے ایں تحریر موفق باں شدہ است کہ ایں تشبیہات قرآنی واحادیثی تشبیہات واقعی نیند بلکہ اظہار بلاغت واجبی است کہ کلام حسب فہم وحال ما برائے تفہیم ما آوردہ است لاجرم تشبیہ حقیقی کہ بر ایں

ورحمن مستوی شد بر عرش خود ۔ وائے پشیمانی من بر تقصیر کردن در حق خدا تعالیٰ ۱۲

اعتراض وارد باشد اینجا نیست پس اعتراض مرتفع شد و بجز تنزیہ چیزے دیگر
باز نماند آرے تشبیہ اعتباری را لابتہ بودہ است پس اعتراض بر دہم اعتبارے
چنانکہ او معتبر نیست این سوال ہم معتبر واللہ الموفق والمعین۔ چون تنزیہ تمیز است
لہذا تحدید و تقید شد و چون ذات حق مبدا جمیع احکام و آثار است و وجہ عینیت
دارد نسبت با اشیاء و وجہ غیریت نیز دارد بوجہ عینیت تشبیہ است و بوجہ غیریت
تنزیہ و فی الواقعہ او عین است من وجہٍ و غیر است من وجہٍ ہر آئینہ تنزیہ فقط تحدید و
تقید بود و ہر دو طرف افراط و تفریط و کمال آنست کہ نسبت بذات من حیث ہی تنزیہ
باشد و نسبت بذات من حیث عینیت تشبیہ باشد پس منزہ این معنے را میداند و اگر
می داند و تنزیہ مجرد از تشبیہ می کند بے ادب است او اگر نمیداند جاہل است و علیٰ
ہذا حق منزہ از حیثیت ذات واجب بوجود است و حق مشبہ من حیث العینیت
است و دیگر نباید دیدن حق را ازین حیثیت کہ مبدا آثار و احکام است و مقارن
و مباین است او را از خلق برہنہ و معرا کند چہ او ازان حیثیت دران آثار و احکام
بمصداق وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ محقق است و باآن آثار و احکام ظاہر است مانند ظہور نور
آفتاب با لوان آبگینہ ہا و دیگر چیزے غیر حق باشد من کل الوجوہ او را کسوت حق نہ سازند
یکہ چیزے کہ من وجہ غیر است و من وجہ عین است آں موجود خارجی است از جہت
عینیت او را کسوت حق سازند تا غیر حق کسوت حق نشود و چون چنان نہ کرد پس باید کہ او
را منزہ داند از حیثیت ذات بیچون و مشبہ پندارد از حیثیت معیت و مقارنت و
و مباینت و مر سائر آثار و احکام را بازین تقدیر در مقعد صدق قائم شود نہ در مقعد کذب
چہ این بیان واقع و نفس الامر است خواہ جمیع عینیت باشد خواہ در فرق غیریت
کہ این ضربے دینی نیست وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَحْکَمُ وَاَتْقَنُ کَذَا حَقَّقَتْ عَنْ قِبْلَۃِ
اَرْبَابِ التَّوْحِیْدِ وَکَعْبَۃِ اَصْحَابِ التَّفْرِیْدِ شَیْخِیْ وَشَیْخُ الْمُسْلِمِیْنَ مُرْشِدِیْ وَمُرْشِدُ الْعٰلَمِیْنَ۔

سوال سوم شیخ در فص ادریسیؑ فرمودہ کہ ابوسعید خرازؒ گفت دو وجہے از وجوہ حق است ولسانے از لسانہائے اوست و خدا دانستہ نمی شود الا باین کہ میاد اضداد جمع کردہ است او بعد ازیں فرمودہ کہ اوست یعنی ابوسعید خرازؒ کہ حق نام کردہ شد یاد وغیرہ آں از نامہائے محدث ۔

الجواب:- ایں چنداں مغلق نیست کہ فہمش دشوار آید از تحقیق سابق صاف ظاہر شدہ است کہ حق سبحانہ مبدأ جمیع آثار و احکام است و واجب را من حیث مبدائیت با ہر ماہیتے نسبتے خاص است کہ با ماہیتے دیگر نیست من حیث ایں منسوبات نہ از حیثیت آں منسوب مثلاً ہمیں سواد است کہ نسبتش با قرطاس برابر است اما من تمیز ایں صفحہ باں صفحہ البتہ فرقے مفہوم می شود و ہماں است نسبت خاص پس ابوسعید خراز از وجہے خاص یعنی متعلق بوجہ خاص باشد من حیث العموم چنانکہ می گویند کہ فلاں بندہ خاص و مخصوص بارگاہ است و ایں بلاشک و زیب درست است و ہم چنیں مبدائت حق مر ہر شے را بحسب لیاقت و استعداد آں شے مت مانند ظہور نور بحسب الوان و صور حسب مرایا و ایں خبر مید ہد کہ اختلافات مقتضیات سبب اختلاف مبدامی شود پس ازیں تحقیق بودن ابوسعید خرازؒ لسانے از لسانہائے حق محقق شد یعنی چنانچہ لسان آلہ تکلم است مر محدثات را و حق کہ منزہ است از حد ثان لہذا چنانکہ ظہورش از مظاہر دریافت می شود ہم چنیں جملہ اوصاف حق از اوصاف نمایاں ادراک کردہ می شوند و نظیرش خود در محسوسات ظاہر است کہ بندہ مقرب بارگاہ سلطانی را می گوئید کہ فلاں بندہ موئے بینی یا زبان فلاں بادشاہ است ازیں بجا ایں مفہوم نمی شود کہ فلاں موئے یا زبان است غرض کہ مرجع و مال قول شیخ ہماں است و قربت و خصوصیت اوست در جناب باری و فائدہ تخصیص وجہ و لسان ایں جا در تشبیہ خود ظاہر است چہ نویسیم کہ خود مدح می کند شیخ ابوسعید خراز او اخبار از

علوم رتبہ و سمو منقبتہ او کہ مظہری از مظاہر کاملہ کلیہ جامع بود اما قول ابو سعید خراز کہ خدا را نمی تواں شناخت الی آخرہ معنے اش ایں کہ ذات باری من حیث ہی حقیقت واحدہ است او در حیثیتے وجہتے دون جہتے بنیست چنانکہ حکما گفتہ اند و خلاف ما و حکما دریں است کہ صفات نزد ایشاں عین ذات اند مفہوماً و وجوداً و نزد ما عین ذات است وجوداً و ایں ہم خلاف غیر معقول است بلکہ مرجع و مآل قول ما و حکما ہمیں یکیست کہ صفات عین ذات او یند در قدامت و عدم عرضیت و چوں ذات واحد است من جمیع الوجوہ پس اوّل و آخر ہر دو از یک جہت خواہد بود لامحالہ اگرچہ اولیت او بنسبت بما از جہتے باشد و آخریت او وجہتے دیگر پس او جامع باشد میاں اضداد و ایں معنے راست اند در ہر واحد بوحدت او چنانکہ وحدت حق است پس مفہوم قول خراز آں شد کہ خدا را نتواں شناخت الا بجمع الاضداد و در حکم عینیت چوں هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔ معنیش ایں باشد کہ حق اول است ہم ازاں حیثیت کہ آخر است ہم ازاں حیثیت کہ اول است و ظاہر است ازاں رو کہ باطن است چنانکہ باطن است ازاں روئے کہ ظاہر پس جمع میاں ضدین از وجہے واحد مخصوص باشد بحق و ادراک ایں جز بکشف نتواں کرد کہ حق در حال بطون در عین ظہور است و بالعکس لاجرم ظہورش عین بطون و بطونش عین ظہور باشد و ایں جز عارف در نیابد کہ او دست کہ میداند کہ در وجود جز او نیست تا آں را تواں دید پس اگر ظاہر است بہ نفس خود ظاہر است چوں ظہور او بر عارف و اگر باطن است از نفس خود باطن است چوں بطون او از محجوب و عارف و محجوب ہر دو جزو مظہر از مظاہر ہستند پس سخن شیخ ازیںجا محقق گردد کہ حق است کہ مسمی است باسم محدثات خواہ ابو سعید خراز گوئی خواہ غیر او فہم من فہم واللہ و در باب بست و چہارم از فتوحات است کہ گفت ابو سعید خراز کہ خدا را شناختم الا باینکہ او میان اضداد جمع کردہ است و برخواند:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۔

مراد می گردد از یک وجہ بہ نسبتہائی مختلفہ چنانکہ اعتقاد می کند
اہل کفر کے علماء رسمی اند وہم ہرگاہ دانستہ شد کہ موجود خارجی عبارت از دو شے است
ماہیت و مبدا و آثار و احکام و آں ماہیت من حیث ذاتہا نمودی بے بود است و
آنچہ کہ موجود است ذات مبداء است آن چنانکہ الوان آبگینہ ہا نمودبے بود اند
بر آں دیوار کے اورا در خارج تصور کردیم و آنچہ کہ محقق الوقوع است بر دیوار مجرد نور
است لاغیر اگرچہ در نظر نور مصبغ بر دیوار واقع است لاجرم مسمی ومشہود و موجود بنفس
مبداء است لیکن بحیثیت تور دو ممتز کردن وے بآثار کل ماہیت است و لہذا اسماء
مختلف و کثیر شدند از جہت اختلاف وکثرت ماہیات کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اَرْبَابِ النُّهٰی
فَافْهَمْ وَانْصَفْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَقِيْلَ بِتَوْفِيْقِ هٰذَا الْجَوَابِ اَنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔[1]

سوال چہارم آنست کہ در فص نوح فرمود کہ نوح علیہ السلام اگر جمع کردی میاں
تشبیہ و تنزیہ و قوم را بہر دو دعوت کردی اجابت میکردند و قبول دعوت روئے
نمودند[2] فَدَعَاهُمْ جِهَارًا یَعْنِیْ تَنْزِیْهًا[3] ثُمَّ دَعَاهُمْ اِسْرَارًا
یَعْنِیْ تَشْبِیْهًا ثُمَّ قَالَ لَهُمُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا وَقَالَ
اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا[4] یعنی دعوت قوم خود را کردم بہ شب

[1] چنانچہ پوشیدہ نیست بر عقلاء پس فہم کن وانصاف کن واز غافلین مباش وگو
بموافق شدن بایں جواب کہ حمد ثابت است مرخدائے را کہ پروردگار عالمیاں است۔

[2] پس دعوت کرد حضرت نوح قوم خود را باآواز بلند ۱۲

[3] باز دعوت کرد حضرت نوح قوم خود را پوشیدہ ۱۲

[4] باز گفت از قوم کہ استغفار کنند از رب خود کہ بتحقیق وے است آمرزندہ وگفت
حضرت نوح علیہ السلام کہ بتحقیق دعوت کردم قوم خود بہ شب و روز ۱۲۔

سُوۓ تنزیہہ و بروز بر تشبیہہ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَائِیْ اِلَّا فِرَارًا وَ ذَکَرَ عَنْ قَوْمِهٖ اَنَّهُمْ تَصَامَمُوْا عَنْ دَعْوَتِهٖ لِعِلْمِهِمْ بِمَا یَجِبُ عَلَیْهِمْ مِنَ الْاِجَابَةِ دَعْوَتَهٗ۔ [1]

بعد ازاں شیخ فرمود کہ اگر نوحؑ در دعوت قوم خود جمع می کرد میاں تشبیہہ و تنزیہ چنانکہ محمد صلعم کردند البتہ دعوت اجابت میکردند در لفیف آیتہ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ است کہ بر آں بتقدیر کہ کاف زائدہ نہ باشد پس معنی چناں باشد کہ نیست مثل مثل او چیزے و اثبات مثل تشبیہہ است و نفی مثل آں مثل تنزیہ است پس محمد صلعم قوم خود را دعوت کردند بہ تشبیہہ و تنزیہ در فص الیاسیؑ فرمودند در آیتہ لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَا اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ [2] دو وجہ است یکے ایں کہ رسل اللہ مبتداء است واللہ خبر او۔ قولہٗ اعلم حیث یجعل رسالتہ خبر مبتداء محذوف باشد ای ھو اَعْلَمُ دوم آنست کہ اللہ مبتداء اعلم جز او بوجہ اول رسل اللہ اللہ بوجہ دوم غیر او و ایں است تشبیہہ در تنزیہ و تنزیہ در تشبیہہ۔

الجواب

بدآنکہ معنے قول شیخ ایں اند کہ اگر نوحؑ در دعوت خویش جمع میاں تنزیہ و تشبیہہ کردی البتہ قوم او آں دعوت را اجابت میکردند چہ ہر گاہ کہ ایشاں رمزے از تشبیہہ مے شنودند مناسبتے میاں خود او مے یافتند آزاں رو کہ ایشاں

---

[1] پس نہ زیادہ کرد قوم را دعوتِ من مگر فرار۔ و ذکر کرد از قومِ خود کہ بہ تحقیق ادشاں اصم شدہ اند از دعوت باوجودیکہ می دانند آنچہ بر اوشان واجب است از اجابتِ دعوت۔

[2] ہرگز ایمان نیاریم تا وقتیکہ دادہ شود مارا مانند آنچہ دادہ شدہ است پیغمبرانِ خدا را و خدا دانا است بمحل نہادن پیغمبری خود۔

در تشبیہ صرف بودند کہ اثبات صفات کمالیت مراوثان واصنام خود را می کردند کہ می گفتند [1] مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔ پس تا ایشاں مقرب عنداللہ می دانستند توقع آنکہ ایشاں سبب قرب گیرند و مقرب ایشاں باشند می کردند و دیگر آنکہ اثبات شفاعت گرہی مر ایشاں رامی کردند ہر آئینہ کمالیت صفتے است مر شفیع را پس اگر نوحؑ از راہ تشبیہ کہ ایشاں باں مستانس بودند با ایشاں در مے آمد سخن او ہم در تشبیہ و ہم در تنزیہہ قبول مے افتاد و تصدیق بر سالت نوح می کردند حالانکہ دعوت ایشاں گاہ باشکارا بود یعنی بحیثیت ظاہر ایشاں، و گاہ دعوت ایشاں پنہاں بہ حیثیت عقول و روحانیات شان بلاجرم مقبول نمی کردند و بحکم ضرورت پنجاہ کم ہزار سال با ایشاں ساختہ بود و بصبر و تحمل پرداختہ چوں کار بہ نہایت رسید و مخالفت بغایت انجامید طلب ستر و ذات ایشاں کرد تا وجود ایشاں از میانہ برخیزد و گفت اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا پس نفس ایشاں متحمل ایں معنے نہ شد کہ در فنائے ذات خود کہ شد بدو وجہ یکے از آنکہ نفس انسانی مجبول است بر محبت اعیان و ذات خود دوم از آنکہ مقاومت تا نفس امارہ خویش نمے توانستند کرد بوجہ ضعف خود و نہ قادر شدن بر نفوس خود پس چوں نوح علیہ السلام نفور از ایشاں مشاہدہ نمود دانست کہ قابلیت نہ دارند و دعوت بہ ہیچ وجہ ایشاں را مفید نخواہد افتاد و گفت اِنِّىْ دَعَوْتُ قَوْمِىْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ای در شب سر و روز آشکار خواندم یعنی در باطن و غیب بدعوت روحانیہ کہ لیل عبارت ازاں باشند کہ ما نہار ظاہر و شہادت بدعوت حاصلہ از قوائی جسمانیہ ایشاں را خواندم نہ روحانیت در ایشاں اثر کرد و نہ جسمانیت بلکہ ہر روز فرار ایشاں از قبول کردن وحدت شہود حضرت

---

[1] ترجمہ ایں است عبادت نمی کنیم ایشاں را مگر برائے ایں کہ رسانند مارا بخدا در مرتبۂ قرب۔

احدیّت در مظاہر مختلفہ بصورت بشتر بود فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَائِیْٓ اِلَّا فِرَارًا‌ہ عارفی
گفتہ کہ مراد نوح دریں قول نہ آنست کہ اخبار عدم قبول ایشاں میکند مطلقاً یا آنکہ
دعوت باایشاں بہ ہیچ وجہ اثر نہ کرد. بلکہ اثر کرد دراوشاں دعوت وے و بہ نقیض
یعنی آنچہ مقصود حضرت نوح علیہ السلام بود خلاف آنرا قبول کردند وآنچہ کردند خلاف
مراد وے علیہ السلام کردند از آثار وغیرہ پس واقعہ شد اجابت از اوشاں بطور
ترسندگی و حاصل شد اقرار در صورتِ انکار و استکبار چراکہ مضمون دعائے وے
علیہ السلام ضرر می رسانید حالت شاں را کہ اوشاں بر وے قائم بودند
و بر خواہشات خود عاشق و بر عبادت خود متوجہ پس یافتہ شد ترسندگی
از آنچہ کہ دعوت کردہ شد قوم بسوئی وے و اوشاں در اجابت آں چیز بودند کہ
غلبہ یافتہ بود بر اوشاں پس اصم ساخت قوم را از غیر خواہشات شان نابینا ساخت
و نبود دعوت دریں وقت باطل یا از اجابت بیکار انتہیٰ

وَذَكَرَ عَنْ قَوْمِهٖٓ اَنَّهُمْ تَصَامَمُوْا عَنْ دَعْوَتِهٖ لِعِلْمِهِمْ
بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ اِجَابَةِ دَعْوَةٍ فَعَلِمَ الْعُلَمَآءُ بِاللّٰهِ مَآ اَشَارَ
نُوْحٌ فِیْ حَقِّ قَوْمِهٖ اَلثَّنَآءُ عَلَيْهِمْ بِلِسَانِ الذَّمِّ ۔[1]

یعنی نوح گفت کہ بعد از آنکہ قوم دانستند کہ بر ایشاں
اجابت دعوت من واجب است تن بکری در دادند مرا استماع را نامند گردانیدند

---

[1] و ذکر کرد نوح علیہ السلام از احوالِ قومِ خود کہ بہ تحقیق اوشاں اصم ساختند از شنیدن دعوت من باوجود علم شان بآنچہ واجب است براوشاں از قبول کردن دعوت. پس دانستند علماء باللہ آں چیز را کہ اشارت کرد بسوئے وے حضرت نوح علیہ السلام در حق قوم خود از تعریف کردن براوشاں بزبانِ ذم ۱۲

تا بگوش ہوش ایشاں نرسد وسخن قبول نیاید وَجَعَلُوْا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ۔[1]
وراہ بایں رمز لطیف روندگان راہ بردند کہ ایشاں راسخین فی العلم اند باللہ و
صفاتہ و اسمائہٖ و اصحاب کشف و شہود وارباب وجد و جود اند کہ نوح اشارتیکہ
فرمود درحق قوم از روے شریعت ذم ست ایشاں را امّا از روی حقیقت
مدح است ایشاں را پس بمعنے مدح باشد وبصورت ذم کہ اشارت میکند
باآنکہ دعوت بالقول قبول نہ کردند امادعوت باالعقل قول نمودند وبیاں آں
چنیں است کہ نوح ایشاں را بخواند باسم ظاہر کہ آں شریعت است در
عالم ملک پس ایشاں را بخواند باسم الباطن کہ آں طریقت است درعالم ملکوت
پس ایشاں را بباطن باطن خواند آں فنا فی اللہ است ذاتاً وجوداً وصفۃً و
فعلاً وآں درانتہا عالم حقیقت پدید آید پس استعداد ایشاں باآں وفاء نہ
کرد و نہ توانستند کہ از مقام خویش ترقی کنند و بذروۂ یافت ایں کمال برسند
پس مکرا ندیشیدند وگوش ہائی خویش را از اجابت دعوت بجمیل بربستند تا بنی
مستجاب الدعوات آں دعائی کہ برائی شاں بود بر اوشاں مبدل گرداند تا حق
جلّ جلالہٗ بہ تجلی قہاری وصفت جباری باایشاں متجلی گردد۔ وبرسبب آں تجلی
ایشاں را وصول بکمال مدعو الیہ حاصل آید کہ مقتضائے ایشاں است پس نوح
علیہ السلام دعائے ربِّ[2] رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ برایشاں
کرد وایشاں را بکمالیکہ ایشاں را بود برسانید واگر برایں معنے کہ دعا برایشاں
کردن تا برائی آں بود کہ مقہور شوند وبکمال خویش رسند مثالے خواہی چنیں گویم کہ

---

[1] وگردانند انگشتان خود را در گوشہائے خود۔

[2] اے پروردگار من مگذار برزمین از کافراں ہیچ ساکن شوندہ را ۱۲

مادر محسوس می یابیم کہ کسی کہ وے مبتلا میگردد با مرے منہی عنہ و آں خصلت ذمیمہ را از خود دفع نمی تواند کرد و از ہر کس در ہر نا چیتے بہ سبب آں ذمیمہ بوے ملامتے میرسد از حاکم وقت بلسان قال و حال افناء نفس خود میطلبد یا بدعاء از حضرت خدا فنا خود میخواہد تا از اں ذمیمہ خلاص یابد و کمال خویش در افناء میداند و ہمچنیں داں حال عارفاں اُمت نوحؑ و جاہلان اُمت و منکران رسالت واما عارفان پس اوشاں میدانستند کہ استعداد ایشاں چیست و اہل نقمت و غضب اند خلاص خود در فناء وجود خود میدیدند لاجرم لبعد الافناء بکمال فنا خود رسیدند کہ از مخالفت کردن درظاہر بمقتضائے استعداد و عدم قبول خود باز رہیدند واما جاہلان ایشاں اگرچہ از یافت ایں معنی غافل اند اما استعداد ایشاں از طلب باز تا ایستاد تا ایشاں را بکمال وصول خویش نہ رسانید واما کافراں ایشاں را خود خارج اند ازیں تصورات و شیخ را دریں بحث نظر بر عارف و جاہل آں اُمت است بنابر اینکہ گفتہ شد و محمد جمع میکرد میاں تنزیہ و تشبیہ چنانکہ فرمود [1] وَلِھٰذَا مَا اختص بِالْقُرْاٰنِ اِلَّا مُحَمَّدٌ مراد فضیلت قرآنی است کہ آں جمع است میاں تنزیہ و تشبیہ و الکلیت او از مقام فرقان او تفصیل یعنی اگر چنیں نہ بودی کہ آں مقام اکمل و افضل بودی باکمل و افضل موجودات بودی کہ محمد رسول اللہ است مختص نشدی بہ تبعیت او امت او مشرف بہ تشریف خیریت نشدی نہ حال آنست کہ از جہت مناسب ایں مقام قرآنی خاص گشت بہ محمد آخر الزمانے و مناسبت ایں ست کہ ہمچنیں کہ قرآن جامع است محمد نیز مظہر است اسم اعظم جامع را فالجمع للجمع باتفاق الجمیع اولیٰ و اجمع [2] و

---

[1] و برائے ہمیں جہت نہ خاص کردہ شد بہ قرآن مگر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

[2] پس معنی جامع برائے کسے کہ جامع ہمہ مراتب باشد باتفاق ہمہ و بہتر جامع تر است۔

در آیۃ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ علماء را خلاف است در آں کہ کاف در کمثلہ زائد است
یا غیر زائد بعضے زائد دانند پس معنی وے تنزیہ باشد چرا کہ از قولہ لیس کمثلہ شیءٌ
ایں لازم مے آید کہ او را مثل بہ ہیچ وجہے از وجوہ نیست و قولہ وَہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ
تشبیہ باشد از بہر آنکہ اطلاق سمیع و بصیر بر مالک و عبد می کنند پس در وے
باشد و نیز تشبیہ و بعضے گویند کہ کاف زائد نیست پس بجائے مثل باشد یعنی لیس
مثل مثلہ شیءٌ یعنی مثل از مثل خود کردہ باشد و اثبات مثل کردہ است مثل کہ
مثل از و منفی بود ایں عین تشبیہ است در تنزیہ و دریں قول باشد کہ ھو السمیع البصیر
کہ در علم بلاغت گفتہ اند کہ ہرگاہ مبتدائے ضمیر باشد مقدم بر خبر و خبر وے معرف
باللام بود فائدہ حصر دہد پس معنے ایں باشد کہ اوست تنہا کہ سمیع است و بصیر و عین
ایں تنزیہ باشد چرا کہ تنزیہ ذات او از سمع و بصر کردہ است کہ آں نقص است یا آنکہ
آلہ مخلوق است و او تعالیٰ منزہ از آلہ است چنانچہ گفتہ اند در معتقدات کہ سمیع بلا سمع
و بصیر بلا بصر و اثبات سمیعی و بصیری حق را کردہ باشد پس ازیں آیۃ مذکورہ بتقدیر
کاف زائدہ نیمہ اول آیت تنزیہ باشد و نیمہ دیگر تشبیہ و بتقدیر غیر زائدہ نیمہ
اول تشبیہ باشد و نیمہ دیگر تنزیہ و اگر نیکو تامل کنی بیابی کہ در ہر نیمہ از آیۃ تنزیہ
در تشبیہ است در تنزیہ خلاصہ ایں کہ حق است کہ سمیع است و بصیر در ہر سمیع و
بصیری کہ او را سمع و بصر باشد یعنی گوش و حدقہ و حق را گوش و حدقہ نیست و ایں
عین تنزیہ است در تشبیہ و ہمدریں فص در مقام اختصاص محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بہذا المقام فرمودہ است کہ حاصلش این بود کہ مقام محمدؐ جامع میاں وحدت و کثرت
و جمع و تفصیل و تنزیہ و تشبیہ بود و اگر نوح مثل ایں ست بیا وردی و قوم را باں
دعوت کردی لفظاً ایشاں نیز جواب آں می گفتند مطابق آں لفظاً از پیش ایں آیت
گفتہ شد کہ نیمہ او تنزیہ است لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ و نیمہ دیگرش تشبیہ وھو السمیع البصیر

بلکہ گفتم در ہر نیمہ اش تشبیہ و تنزیہ بر دواند و حق تعالیٰ جمع کرد آنحضرت در قول لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ میاں اثبات و نفی امر مثل در یک آیت و بہ سبب ایں جمع میاں تنزیہ و تشبیہ فرمود صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُوْتِیْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ یعنے قرآنی کہ حق بمن دادہ جامع جمیع حقائق و معانی است کہ از حق بجمیع انبیاء منزل گشتہ لاجرم دعوت من مرامت خویش دلیل حراست در نہار و نہار است دلیل بر دو ہم آمیختہ یعنی در عین باطن بظاہر و در عین ظاہر باطن دعوت میکنم و در عین وحدت کثرت را مینمائم و در عین کثرت سوئے وحدت میبرم در عین تشبیہ تنزیہ میکنم و در عین تنزیہ تشبیہ نہ چوں دیگراں کہ بلبل غیب و وحدت تنہا و گاہ بروز شہادت و کثرت تنہا کنم گاہ طرف تنزیہ گیرم و گاہ طرف تشبیہ بالجملہ تحقیق معنے ایں آیت کہ مذکور شدہ نہ در حوصلہ فہم تست ترا ہمیں بس کہ بدانی کہ حضرت حق بیچون و چگون است کہ بہ ہیچ وجہ در احاطہ ادراک نمی لَاتُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ۔ و بایں تنزہ محیط ہر روزہ است و ہمہ ذرات عالم آئینہ صفات اویند ہر کجا علمی است علم اوست و ہر کجا قدرتے است قدرت او و علی ہذا ہمہ صفات اویند کہ از پردہ مخلوقات ظہور کردہ اند بل ہمہ اوست وجود مخلوقات نمودے بے بود است۔ چنانکہ صورت در آئینہ می نماید۔ اما آئینہ ہم چناں پاک و صاف از صورت است نہ در بروں آئینہ است و نہ در درون او نمودے است بے بود۔ و چوں ایں معنٰی دریافتی بر تو باد کہ مناقب حق باشی۔ و حق را حاضر و ناظر خود تصور نمائی بلکہ چناں داں کہ ہر چہ درلست از علم و قدرت و سائر صفات ہمہ از حق است و تو ہمچناں خیلے لَیْسَ فِی الدَّارِ غَیْرُہٗ دَیَّارٌ[۱] و ہمچناں بر صرافت یگانگی خود منزہ از آنکہ جسم و جسمانی و جوہر عرض باشد و موجود و غیر موجود نہ لا الہ

---

[۱] نیست در دنیا غیر وے گردش کنندہ ۱۲

الا اللہ محمد رسول اللہ فرستادہ اسم جامع اللہ است وبجب حقیقت کلمہ غیبیہ او با و کتابے جامع ہمراہ ہمان آئینہ صاف کہ بجہت ظہور باحسن صورہ تقیید باحکام و اثار آنصورت جامع درکسوت بشریت در آمدہ اسم محمدیہ گرفت پس ترا باد کہ حفظ مراتب کنی واسم مرتبہ را بر مرتبہ دیگر اطلاق نہ کنی و احکام شریعت را نیک نگہداری وسعادت جز در متابعت شریعت نہ دانی۔

فائدہ:۔ تصور باید کرد کہ کلام در معنے کلام اللہ دو نوع است۔

اوّل:۔ تفسیر است و او راجع است بمدلول الفاظ از حیثیت لغت وصرف وغیرہ مقصود اوس وبالذات ہمیں معنی اند وہر کہ ایں معنے تفسیری را نفی کند و دعوی آن کند کہ کلام معنے دیگر غیر دارد ملحد وزندیق است۔

دوم:۔ تاویل است بہ لسان اہل اشارت وآں طریق اولیاءؒ وعلماءؒ و محققین است وآں را چند شرط بودہ اند۔

اوّل آنکہ معنے ظاہری تفسیری اعتقاد کند او را بالذات دانند۔

دوم آنکہ معنے بلسان اشارت فہمیدہ شدہ اند مخالف قواعد عربیہ نباشند بلکہ موافق اگرچہ بعید باشند۔

سوم آنکہ:۔ منافی ضروریات دینیہ نہ باشند پیش علمائے صاحب فہم

وصاحب اطلاع اگرچہ نزدیے فہم مخالف باشند۔

چہارم آنکہ:۔ کسے تاویل کند کہ صاحب دیانت باشد صاحب فلسفہ نبود وچون ایں شروط متحقق گردند تاویل مسلم باشد والا فلا واز ہمیں وجہ مولینا سعدالدین تفتازانی درشرح عقائد نوشتہ است کہ ولیکن آنچہ کہ رفتہ اند برآں بعضے محققین کہ مراد ازآیات ظاہر معانی شان اند وباایں ہمہ پس در وے اشارت خفی است برآں دقائق کہ ارباب سلوک را منکشف می شوند ممکن است مطابقت درمیان آنہا ونصوص ظاہرہ کہ مراد گرفتہ شدہ پس آں بوجہ کمال ایماں ومحض عرفان است انتہی پس قول شیخؒ درکلام نوح علیہ السلام لہ اِنِّي دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا یعنے لیل تنزیہ ونہار تشبیہ ازباب اشارت وتاویل است نہ ازباب عبارت وتفسیرات چہ تنزیہ نفی مماثلت است واو امر سلبی است پس از ذات منزہ ہیچ مدرک نمی شود والا سلب واما او درحد ذات خود مدرک نشد آں چنانکہ ظلمت عبارت ازشب است کہ امرے ست عدمے در وے ہیچ چیز مدرک نمی شود والا عدم ادراک پس شب بہ تنزیہ مناسب باشد وروز کہ عبارت ازنور است وجودے است وخود مدرک می شود بواسطہ او چیز ہا نیز مدرک می شوند وتشبیہ اثبات صفات وجودے حقیقی است۔ مثل سمع وبصر۔

وصفات وجودے ظہورے دارد پس مناسب روز نور باشد پس دعوۃ نوح علیہ السلام بہ سبب اینکہ گاہے بہ تنزیہ وگاہے بہ تشبیہ بود ایشاں را زیادت نکرد والا مگراہی از حیثیت نکرۃ وعقل کہ قاعدہ تکلیف است۔

لہ بہ تحقیق من دعوت کردم قوم خود را درشب وروز۔۱۲

سوال اگر گویند کہ رسولؑ برائے ہدایت مبعوث است نہ برائے گمراہی و ہلاک۔ و چون تنزیہ فقط تقید است و تشبیہ صرف تحدید پس مقام نوح ازاں منزہ باشد

الجواب آرے بعثت رسولؑ اولاً بالذات برائے ہدایت است ثانیاً بالعرض و ثانیاً بہر اظہار گمراہی و ہلاک مردمان است کہ ازل آورد ایشاں بود موافق عرف ایشاں گویا بہ بعثت رسل حجت ایشاں تمام کرد تا نہ گویند بروقت کہ مراہدایت ہادی کجا رسیدہ بود و تنزیہ فقط مرتبہ بزرگ است و تشبیہ فقط دو نوع است۔

نوع اوّل مذموم و آں تشبیہ حق است بخلق در ذات و او کفر است اقل مومناں امت نوحؑ ازاں برتر اند چہ جائے حضرت نوح۔

نوع دوم محمود است و مشروع و آں تشبیہ است کہ سابقاً محرر شدہ تشبیہ بایں معنے فقط مرتبہ عظیم است و اعظم ازین مرتبہ جمع است میاں تشبیہ محمود و تنزیہ و ایں خاصہ محمدؐ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آواز نوح اکمل است و اوّل رسلؑ نوح بود و آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہذا شیخ دریں فص فرمود کہ تنزیہ فقط و تشبیہ فقط فرقان است زیرا کہ فرق است میاں ہر دو و جمع میاں ہر دو قرآن[۱] وَلِهٰذَا مَا اخْتُصَّ بِالْقُرْاٰنِ اِلَّا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذِهِ

---

[۱] وے را ایں جمعیت خاص نکردہ شدند بقرآن مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ایں است کہ بہترین امت ہا است کہ برآوردہ شد برائے مردماں۔

الْاُمَّةُ الَّتِیْ هِیَ خَیْرُ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔

پس کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ. جمع کردمیاں ہر دو آنکہ قرآنست واماتوجیہہ شیخ در آیت لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی الخ امرے عجیب وغریب است۔ یعنی رسل اللہ عین اللہ اند۔ آنچنانکہ رمزے جواب در اعتراض۔ سُبْحَانَ مَنْ اَظْهَرَ الْاَشْیَاءَ وَهُوَ عَیْنُهَا۔ گذشت۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ یعنی او اعلم است بآں جائے کہ در رسالت خود می کند۔

وَ اُوْتِیَ فعل مالم یسمّ فاعلہ مفعولش ضمیر یست عائد برسول۔ اَیْ[1] لَنْ نُّؤْمِنَ بِاٰیَةٍ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَا اُوْتِیَ هٰذَا الرَّسُوْلُ الْمُبَلِّغُ اِیَّاهَا۔ وَرُسُلُ اللّٰهِ اللّٰهُ جملہ دیگر است۔ چنانکہ رسل مبتدا باشد۔ و اللہ خبر او۔ واعلم خبر مبتدائے محذوف هُوَ است یعنی هُوَ اَعْلَمُ۔

ایں توجیہ اشارات

است دریں آیت و او مقید تشبیہ زیرا کہ بودن رسل اللہ عین اللہ تشبیہ است اما نہ از حیثیت جسم وروح و ماہیت ممکنہ بلکہ از حیثیت وحدت وجود فافہم و وجہ تفسیر در آیۃ آلنست کہ مفعولیکہ قائم مقام فاعل است رسل اللہ است واللہ مبتداء است واعلم خبراو وایں وجہ مفید تنزیہ است زیرا کہ بودن رسل اللہ غیر اللہ از حیثیت ماہیۃ ممکنہ از وے جسد وروح عین تنزیہ است ورسل عین تشبیہ یعنیہ ہماں ست کہ در لازم الالازم بودہ است پس ایں آیت بمعنی اشارتے یعنے تفسیری تنزیہ در تشبیہ وتشبیہ در تنزیہ باشد وعلی ہذا کلام شیخ خبر باز

---

[1] یعنی ہرگز ایمان نخواہیم آورد تا اینکہ آوردہ نشویم مثل آنچہ دادہ شد ایں رسول را کہ رسانندہ است آنرا۔

می گوید از عدم اطلاع معترضان بر حقائق و معارف این طائفه والله اعلم

سوال پنجم ۔ شیخ در فص نوح علیہ السلام فرمود کہ وَمَکَرُوا مَکْرًا کُبَّارًا ای

اَلدَّعْوَةُ اِلَی اللّٰہِ مَکْرٌ بِالْمَدْعُوِّ ۔
یعنی قوم نوح مکرے بزرگ کردہ اند زیرا کہ دعوت بسوئے

حق مکر است بآن کس کہ اورا دعوت میکند و بعد از چند سطر فرمود دقالوا فی مکرھم

یعنی در مکر قوم خود گفتند قوم نوح لا تذرن آلھتکم یعنی ترک میکند الہاں و خدایاں

خود را ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا ۔ این ہا نامہائے بتان

ایشاں اند آنگاہ فرمود فانہم لو ترکوھم جھلوا من الحق قدر ما ترکوا من ھٰؤلاء فان للحق

فِی کُلِّ مَعْبُوْدٍ وَجْھًا خَاصًّا یَعْرِفُہٗ مَنْ عَرَفَہٗ وَیَجْھَلُہٗ مَنْ جَھِلَہٗ ۔
یعنی زیرا کہ قوم نوحؑ اگر این بتاں را ترک می

کردند از حق بقدر آنچہ ترک کردند ازاں بتاں جاہل می شدند چہ حق در ہر معبودے

وجہے خاص دارد و میدانند آں وجہ را ہر کہ حق را داند و جاہل می شود ازاں ہر کہ جاہل

است از حق ۔

الجواب ۔ لفظ مکر در قرآن مجید چند جا واقع شدہ است و مکر خداوندی

از قبیل مکر محدثات کہ قبیح است و سبب فریب مذموم می شود نبودہ است بلکہ

معنیش این ست کہ نمودن چیزے کہ در واقع خلاف اوست تا شخص مغرور

می شود و در این در حق باری مستبعد نیست بلکہ واقع است و در حق بنی آدم اسم

بآں ملکہ واقع است و در حق باری بآں نمودن ۔

مثل قولہ تعالیٰ ، سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ وَ

اُمْلِی لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ۝[۱]

و دیگر آیت و چوں بموجب توحید ذاتی و وحدت وجود کہ بیاں رفت کہ حق عین اشیاء است و باہمہ است و قولہ تعالیٰ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَمَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَۃٍ الخ اشارت بایں معنے است پس دعوت بحق مجرد معرفت باشد نہ آنست کہ او از جائی مقصود است و در جائے موجود و حق در ہمہ جا و با ہمہ اشیاء موجود است. و چوں رسُل و مرسل الیہ و رسالت و رسولؐ و داعی و مدعو و دعوت و مدعو الیہ بحسب توحید ذاتی ہمہ یک شے اند لاجرم آں نمود نی باشد مخالف واقع اگر کسے از نادانی تعدد حقیقی گمان برد ہمانا کہ دعوت در حق او مکر باشد و اگر کسے از کمال عرفان داند کہ تعداد حقیقی نیست بلکہ موجود یکے است ولو بوجوہ اعتبار حکیمے دارد و دعوت از وجہے بوجہے قع پس دعوت در حق او مکر نہ باشد فاما دعوت ازیں حیثیت کہ طالب تعدد است در اول منظر مکر است تا آنکہ توفیق رفیق شود و چوں بعین تحقیق وجوہ و اعتبارات را مشاہدہ کند انگہ از وحیثیت مکر زائل می شود و شیخ دعوت را باآں اعتبار مکر گفت و در آں نقصانے نیست چہ غرض شیخ آنست کہ چوں نوح مکر کرد دریں دعوت باقوام خویش باآنکہ دعوت کردن از چیزے باشد کہ آنکس را نبود بچیزیکہ باآں برسد یعنی آنچہ ترا در ہدایت نیست بیا تا در غایت بیابی آں را و چناں نمود بایشاں کہ حق بشما نیست یا حق غیر شما است بآنچہ من دعوت میکنم بیائید و اجابۃ کنید تا حق را بشما بنمائم یا شما را بحق برسانم و حال آں بود کہ ایشاں از حق جدا نبودند چرا کہ در

---

[۱] مثل قول وے است کہ پایہ پایہ خواہیم کشید ایں جماعت را ازاں راہ کہ نمی دانند۔ و مہلت خواہم داد ایشاں را. ہر آئینہ حیلہ من محکم است ۱۲

بعضے از مراتب وجود ایشاں نیز مظہرے از مظاہر ہویت حق بودند پس حق با ایشاں
بودہ باشد بلکہ ایں بذیتہ باآں ہویت متعین شدہ وایں عین مکر است امامکرے پسندیدہ
وچنیں مکرے از انبیاء علیہ السلام از سر بصیرت وعلم تمام است مصطفٰے از کلام خدا
ازاں معنی چنیں خبر داد کہ :

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ[۱]

یعنی نبی میداند کہ ایشاں مظہر ہویت حق اند وایں مظہریت مخصوص بایشاں نیست ہر کہ ہست و
ہر چہ ہست مظہر آں ہویت است وایں مدعو یا خود بکلی ازیں بے خبر است . یا اگر باخبر است ، از
خود باخبر است وخبر خود را مظہر نمی داند پس طریق آں ست کہ بمکر محمود اورا دعوت کند تا
جمیع موجودات ایں معنے بیابند وبدانند کہ او ہر چہ ہست بخود ہیچ وہمہ مظہریکے اند وآنچہ
اطلاق اسم وجود بر وحقیقتاً توان کرد آں یک حقیقت واحدہ است پس او راعبادت
بجمیع اسماء وصفات در جمیع مظاہر کائنات کند چنانچہ از جہت اسم خاص خود او را
عبادت کرد شیخ می فرماید کہ قوم نوح مکر محمود در یافتند ومقابلہ باوے از راہ مکر کردند
[۲] وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا۔ حکایت ازیں معنے باشد ۔ انتہٰی ۔

سوال ششم

:- شیخ بمداں دفں فرمود کہ قوم نوح علیہ السلام غرق شدند
در دریائے علم باللہ پس در بیافتند جز اللہ یاری دہندہ پس اللہ تعالیٰ یاری دہندہ
ایشاں شد پس در وے معانی وہالک شدند تا ابد پس اگر ایشاں را بساحل
طبیعت بیروں آوردی ایشاں را ازاں منزلت رفیعہ فرودے آورد ۔

---

[۱] بگو ایں راہ من است می خوانم بسوئے خدا با حجت ظاہر من نیز می خوانند ۔

[۲] ومکر کردند قوم نوح علیہ السلام مکر بزرگ ۱۲ ۔

الجواب شیخ می فرماید کہ مِمَّا خَطِیْئٰتِہِمْ فَہِیَ الَّتِیْ حَطَّتْ بِہِمْ فَغَرِقُوْا فِیْ بِحَارِ الْعِلْمِ بِاللّٰہِ وَھُوَ الْحَیْرَۃُ فَادْخِلُوْا نَارًا فِیْ عَیْنِ الْمَآءِ یعنے از جملہ آنچہ در شان ایشاں آمد از آیت ایں بود کہ وَمِمَّا خَطِیْئٰتِہِمْ اُغْرِقُوْا فَادْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ یَجِدُوْا لَہُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْصَارًا۔ وخطیۂ ذنب است وخطیئات جمع او وخطیئت مشتق است از خطو بمعنے گام نہادن و واحد او خطوہ است و جمع او خطوات وقولہٗ وھو الحیرۃ واگر راجع است بغرق پس معنے ایں باشد کہ ذٰلِکَ الغرقۃ ھو الحیرۃ واگر راجع است بعلم باللّٰہِ ھُوَ الْحَیْرَۃُ وحمل حیرہ بعلم باللہ کردن از باب حمل ملزوم بر لازم باشد۔ و بہ تفسیر شیخ مراد از نار، نارِ محبت باشد۔ واز ما صورت علم۔ ومقصود سخن ایں باشد۔ چنانکہ موافق ظاہر مفہوم آیت باشد کہ ______ کہ ذنوب وخطایا ایشاں واجب گردانیدند بر ایشاں کہ غرق کردند ومفہومے دیگرش ایں باشد کہ خطوات ایشاں وقطع مقامات وسلوک آنست کہ گام نہادہ در آورد ایشاں را در بحار علم باللہ و ان غرق وحیراں گشتند وچوں جہات علم باللہ متکثر آند ہر آئینہ تحیر سالک باشد ودر نار محبت وشوق در آورد ایشاں را در حالتے کہ غرق در عین ما علم باللہ باشند چنانچہ افنا نفس ایشاں کند کہ باں آتش شوق ومحبت وباز البقاء ایشاں

لہ و بہ سبب گناہانِ شان پس خطیئات آنست کہ ببرد قوم نوح علیہ السلام را طرف دریائے معرفت۔ پس غرق شدند قوم در دریائے معرفت باللہ عین حیرت است۔ پس داخل کردہ شد قوم دراں آتش کہ در عین آب است۔

ٹہ بہ سبب گناہان خود غرق کردہ شد ایشاں را۔ پس در آوردہ شد ایشاں را در آتش۔ پس نیافتند برائے خویش بجز خدا ہیچ نصرت دہندہ ۱۲

کند[۱] بِمَاءٍ حَيوةٍ عِلمٍ فِی الْمُحَمَّدِ يِّيْنَ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ مِنْ سُجِّرَتْ لِلتَّنُّوْرِ اِذَا اَوْقَدْتَهٗ لفظ صاحب صحاح ہمیں است کہ سُجِّرَتِ التَّنُّوْرُ اختیار متکلم در حالیتے کہ القاء و نار در تنور کردہ باشد و شیخ قدس سرہ از جہت تحقیق معنے نار در عین ماء اثبات آں می فرماید کہ بحق محمدیاں نیز آمد کہ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وحال آنکہ سجرت مستعمل است در بر افروختن تنور و آتش در آب نباشد الا امرے معنوی و شیخ بایں معنے تنزیل کردہ کہ بحار رحمۃ اللہ کہ آں خاص است بکاملاں چوں متلاطم گردد ظہور او بصورت نار باشد یعنے نار قہر ادیتی در وے پیدا باشد کہ مغنی نقوش اغیار است و مبقی آثار ذات مالک جبار آخر نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ و سلم در حدیث الفاظے فرمودہ کہ ظاہرش دولت بر آتش و باطنش دلالت بر آب می کند چنانکہ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النِّيْرَانُ بِالشَّهَوَاتِ[۲] کہ ظاہر شہوات آب است و باطنش نار و ظاہر جنت نار یعنے مکارہ و باطنش ماء[۳] فَلَمْ يَجِدُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا فَكَانَ اللّٰهُ عَيْنَ اَنْصَارِهِمْ فَهَلَكُوْا فِيْهِ اِلَى الْاَبَدِ فَلَوْ اَخْرَجَهُمُ اللّٰهُ اِلَى السَّيْفِ سَيْفِ الطَّبِيْعَةِ لَنَزَلَ بِهِمْ عَنْ هٰذِهِ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ وَاِنْ كَانَ الْكُلُّ لِلّٰهِ وَبِاللّٰهِ بَلْ هُوَ اللّٰهُ سیف بکسر السین و سکون الباء بمعنے ساحل است مقصود آنکہ چوں در نار قہر بہ تجلی قہار در آمدند جز حق ناصری نیافتند کہ ایشاں را نصرت

---

[۱] آمدہ است در حق محمدیین وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ. و ایں مشتق است از سجرت التَّنُّوْرُ. وقتیکہ برافروختہ کنی وے را.

[۲] گرد آوردہ شد جنت ماموری کردہ و گرد آوردہ شد دوزخ بخواہشات.

[۳] پس نیافتند قوم نوح برائے خود مدد دہندہ سوائے خدا تعالیٰ. پس است خدا تعالےٰ عین مدد دہندہ شان. پس ہلاک شدند قوم نوحؑ در ذات حق تا آید. پس اگر برآوردی ازان شاں را حق تعالیٰ بسوئے کنارہ طبیعت ہر آئینہ فرود آوردی حق تعالیٰ او شاں را از مرتبہ بلند اگرچہ ہست بر مرتبہ کونیہ برائے اللہ تعالیٰ او باللہ تعالیٰ بلکہ ہر مرتبہ عین حق تعالیٰ است.

کند پس بدانستند کہ در جمیع مقامات ناصر ایشاں حق بود و در سلوک ایشاں اگر در مقام فنا بود فنائے ایشاں در افعال و صفات و ذات بود تا باز ناصر ایشاں حق شد کہ ایشاں را حیوۃ سرمد داز و بشریت ایشاں بظہور حقیقت مبدل شد کہ اگر ایشاں را نصرت نفر مودی واز جناب خود اخراج کردی تا باز بعالم بشریت و ساحل بحر طبیعت مے آمدند آزاں درجات عالیہ بحضیض ہاویہ مے آمدند واگر جملہ[1] مہیمن فی جمال اللہ مے بودند کہ رجوع بہ خلق نمودی ایشاں را جہت تکمیل کہ ہم درجہ نازل بودی و ہمانا کہ اختیار ایں لفظ اِلَی السَّیْفِ سَیْفَ الطَّبِیْعَۃِ از بہر آنست تا مہیمن فی جمال اللہ دال باشند در درجہ نازل اما چون ناصر ہمہ در ہمہ مواطن مقامات حق است انانکہ بساحل طبیعت رسند یعنی چوں رجوع از حق بہ خلق کنند اگرچہ نزول ایشاں باز بہ طبیعت است لیکن ظہور صورتے از وخانی بنیت گو از جمیع لوازم و توابع آں صورت منزہ از ہمہ بامر حق واقف اند واگر بحقیقت نظر کنی ہمہ در مقام عبدیت عبد اند و در مقام ارشاد قائم اند باللہ بلکہ کل من حیث ہو الکل مظہر اسم جامع اند کہ آن اللہ است اما درجات مقامات و مراتب مظاہر متفاوت اند وچوں نظر بہ حقیقت ذات مسمّی باسماء کنی ہمہ اسم یک ذات اند واگر کشادہ تر ازیں گویم گویدآنکہ نمی داند کہ ذات جمیع صفات در ہمہ مظاہر مِنْ حَیْثُ ہُوَ ظاہر ہمہ اوست۔ اما اگرچہ ذات باہر یکے از مظاہر ہست لیکن نتواں گفت کہ ہر یکے اوست۔ بلکہ او ہمہ تواں گفت۔ وہر یک او نتواں گفت۔ وایں سرّ ازیں واضح تر نہ تواں گفت۔ انتہٰی۔

---

[1] مہیمن فی جمال اللہ آں ملائکہ اند کہ ہر وقت در شہود جمال حق مستغرق می باشند و خبر ندارند ازیں کہ خدا آدمؑ را پیدا کردہ یا نہ وبسبب ہمیں استغراق و عدم خبر از ما سوی اللہ او شاں مکلف بسجدہ نہ کردہ شدند و او شاں را کروبیاں و ملائکہ العالین نیز گویند۔

سوال ہفتم ۔ شیخ در فصِ ہود علیہ السلام فرمود کہ وجود من غذائے اوست و او غذائے ماست ۔

الجواب ۔ شیخؒ در ہمیں فرمایند [۱] فَهُوَ الْكَوْنُ كُلُّهُ وَهُوَ الْوَاحِدُ الَّذِي قَامَ كَوْنِي بِكَوْنِهِ الخ ودر فص ابراہیمی میفرمایند [۲] فَأَنْتَ غِذَائُهُ بِالْأَحْكَامِ وَهُوَ غِذَائُكَ بِالْوُجُودِ اطلاق لفظ غذا دریں محل بر سبیل مجاز است ومناسبت بین المجاز والحقیقتہ ایں قدر بس باشد چنانکہ غذا سبب بقائے متغذی است وقوام او بآں غذا است و نیز چنانکہ غذا مخفی است بہ متغذی حق نیز سبب بقائے وجود اعیان است وقت ظہور اعیان حق در مظاہر اعیان مخفی است واز طرف عبد ظہور احکام حق است وقت فناء اعیان حق است کہ ظاہر است واعیان مخفی [۳] فَافْهَمْ وَانْصَفْ وَلَا تَعْسَفْ

سوال ہشتم ۔ شیخ دریں فص فرمود [۴] فَإِيَّاكَ أَنْ تَتَقَيَّدَ بِعَقْدٍ مَخْصُوصٍ وَتَكْفُرَ بِمَا سِوَاهُ فَيَفُوتُكَ خَيْرٌ كَثِيرٌ بَلْ يَفُوتُكَ الْعِلْمُ بِالْأَمْرِ عَلَىٰ مَا هُوَ عَلَيْهِ ۔

---

[۱] پس حق تعالیٰ عالم است بتمامہ و وے یکے است کہ قائم شد ہستی من بہ ہستی وے ۔

[۲] پس تو غذائے حق تعالیٰ ہستی بظہور احکام وحق غذائے است بہ فیضانِ وجود ۔

[۳] پس فہم کن وانصاف کن وکج راہ مشو ۔

[۴] دور دار خود را ازیں امر کہ مقید شوی بقید اعتقاد مخصوص ومنکر شوی از ما سوائے ازیں پس فوت شود از تو خیر کثیر ۔ بلکہ فوت خواہد شد از تو علم ومعرفت حقیقت حال کہ در نفس الامر واقعہ است ۔

ازگاہِ فرمود کہ باش در نفس خود ہیولی برائے صور معتقدات زیراکہ
او تعالیٰ اعظم از آنست کہ منحصر شود در اعتقادے جداگانہ اعتقاد زیراکہ او در قرآن فرمود کہ بہر کہ رو
آرید در ایجاد وجہہ خدا است و ہیچ جائے جداگانہ ذکر نہ کرد کہ وجہہ او در وست
پس چوں جارا مطلق ساخت مقید نشد بجائے معین۔

الجواب :- بایدٗ دانست کہ چنانکہ حق سبحانہٗ مبداء آثار خارجیہ است
نیز مبداء آثار ذہنیہ است و بہر دو حالت مقارن است بہر دو احکام خارجیہ و
و ذہنیہ و صور معلومہ واجبے در اذہان مختلف اند پس آن صور محالے او باشند در
ذہن و چونکہ او در حد ذات خود از جمیع تعینات و قیود معرا باشد ہمچو نور آفتاب
بر آبگینہ ہائے مختلف الالوان لاجرم عارف داند کہ او بذاتہ موجود است و ہر کسے
بقدر استعداد خود او را دانستہ پس ہیچ اعتقائے از وے خالی نیست پس
فہم ایں چنیں عارف ہیولانی باشد کہ او ذات خود مطلق بے قید و بے صورت و جمیع
صورت است و بجمیع صور اعتقاد متلبس می شود علیٰ ہذا چوں حق در روز قیامت در
صور تجلی کند بعضے او را انکار کنند و بعضے اقرار پس عارف کہ در دنیا او را بصورتے
از صور مقید ندانست و در ہمہ مشاہدہ کرد در آخرت او را بجمیع آں صور بشناسد
پس عارف مطلق الاعتقاد ہیولانی فہم کند صور معتقدات را چنانکہ بود در دنیا
قائل آنہا ہم چنیں بود در آخرت اقرار کنندہ آنہا یعنے عارف بایدٗ کہ ہیولائے ہمہ
اعتقاد باشد یعنے ہمہ را قبول کند و بداند کہ ہر یکے مربوب کدام اسم از اندازِ
اسماء حق تعالیٰ فرمود است کہ ہر جائیکہ شما متوجہ آن گردید از جہات وجہہ اللہ را
آں جا بیابید۔ وجہ شے حقیقت آں شے است و از لفظ اینما اطلاق جہات
مستفاد است نہ تخصیص جہتے دون جہتے اُخریٰ پس چوں تو جامع جمیع عقاید باشی

مشاہدہ حق باشی من جمیع الوجوہ بوحدانیت آں ذاتے کہ ایں جملہ وجود است و معترف باشی وہم تجلی رب الارباب را مستعد گردی وہم حجاب نہ باشی و دریں قول اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تنبیہ است دلہائے عارفان را تا از حق و وجوہ او غافل نماندو بسببِ عوارض حیات دنیا ازیں سر معرض نہ گردند تا دائم مشاہدہ اسماء و صفات و افعال و آثار و حقیقت آں ذات باشند کہ مرگ ناگاہ آید خوشا دلیکہ آگاہ بر آید اگر بغفلت انگیختہ شوند و بغفلت بمیرند در زمرہ گذشتگان در حضور کہ متوجہ الی اللہ اند محشور نہ گردند و از مشاہدہ حق دور مانند[1] اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَ اِیَّاکُمْ مِنْ اٰفَاتِ الْغَفَلَاتِ فَاِنَّمَا هُوَ اَقْطَعُ الْعَاهَاتِ وَالزَّلَّاتِ وَ اَشْنَعُ الْمَزَلَّاتِ۔

سوال نہم

در فص شعیب علیہ السلام فرمود کہ آلہ معتقد دیگر پس صاحب اعتقاد بدین ہا را از وے نفی کند و او را نصرت او نمی کند و لہذا او را اثرے نیست در اعتقاد منازع آں کس ہم چنیں ایں منازع ہیچ نصرتے ندارد از الہی کہ در معتقد اوست و در فص ذکریا فرمود کہ رحمت حق مخلوق را در اعتقادات اعیان ثابتہ دید پس او را رحمت کرد بایجاد لہذا گفتیم کہ حق مخلوق در اعتقادات اول چیز یکہ مرحوم شد او بود در فص محمدی فرمود کہ معتقد ستائش الہی می کند کہ در اعتقاد اوست و خود را در او می بیند پس آلہ مصنوع او باشد پس ثنائی او بر و ثنائے او باشد بر نفس خودش و لہذا علت معتقد غیر می کند و گر نصاف داشتی چنیں نہ کردی فاما او جاہل است پس اعتراض نہ کردی بر غیر در اعتقادے کہ در حق کردہ است و اگر قول جنید دانستی کہ گفتہ است لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِهٖ ہر آئینہ مسلم میداشت از

---

[1] پناہ دہد ما را و شما را اللہ تعالیٰ از آفات غفلتہا۔ پس بے شک وے بدترین آفتہا و لغزشہا است۔ و بد ترین لغزشہا۔

برائے ہر معتقدے اعتقاد او وخدا را در ہر صورتے میدالنست پس صاحب ظن است نہ صاحب علم ولہذا حق تعالیٰ گفتہ است لہ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ واگر خواہد اطلاق کند واگر خواہد تقیید وآلہ معتقدت محدود میشود واوست آلہ کہ در دل گنجد چہ آلہ مطلق در ہیچ چیزے نمی گنجد

الجواب

بہ نظر انصاف تواندید کہ اہل ظل حق را مناسب فہم وعقل خود تصور کردہ اند بحسب فہم صورتے در ذہن خود تراشیدہ وآں را از رذائل مرۃ وبحامد متصف ساختہ اند پس درحقیقت آں صورت مخترع ایشاں است وہم چنیں اگر در معتقدات ایں افتادو سہ فرق نیکو بنگریم ایں معنے ظاہر تر بینیم

بخلاف انبیاء و وارثان ایشاں کہ بنحوائے حدیث لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ لہ ایشاں حق را بہ فکر نہ ساختہ اند بلکہ بتعریف اما آنکہ بذریعہ وحی برائے انبیاء است یا الہام کہ برائے اولیاء است پس صورت محمولہ بفکر نیز ممکنی از ممکنات است لاجرم او ہم در علم آلہی ثابت خواہد بود وجودش در اذہان بواسطہ مبدائیت حق شدہ است وہمیں است مراد شیخ کہ رحمت آلہی حق مخلوق اعتقادات عین ثابت دیدواو موجود کرد و در اذہان معتقدین ونزد ہر کس بمقدار قوت ادراک او ظاہر شد وہمیں است قول جنید لَوْنُ الْمَاءِ لَوْنُ اِنَائِہٖ۔ اگر آب در حد ذات خود رنگی مخصوص نہ دارد وبرنگ ظرفہا ظاہر می شود ہم چنیں حق در حقیقت خود از ہمہ منزہ ومطلق است وبحسب قابلیات اذہاں وافہام ظاہر میگردد پس حقے کہ در د

لہ نزدیک گمان بندہ خودایم کہ بما دارد ۱۲

لہ شمار نمی کنم ثنا ما بر تو کہ تو چنانی کہ تعریف کردہ ذات خود را ۱۲

دل است آں حق است کہ اورا تصور کردہ اند نہ آنذات مطلق کہ او مبدا ء اثار واحکام ذہینہ وخارجیہ است وبرور است نخے آید درخود گنجیدن و نہ گنجیدن و نہ گنجیدن چہ در گنجیدن و عدم آں مغائرت است پس آلہٰی کہ در دل گنجید آلہ منصور است نہ آلہٰ موجود خارج کہ مبدا و اشیا است چہ او منزہ است از حلول درد دِل۔

سوال دہم

در فص ابراہیم است

فَيَحْمِدُنِيْ وَ اَحْمَدُهٗ وَيَعْبُدُنِيْ وَ اَعْبُدُهٗ یعنی او حمد من می کند ؛ ن حمد او میکنم و او عبادت من می کندومن عبادت او میکنم

الجواب:۔ قبل از جواب باید دالنست کہ سالک راتجلّیات متوالیات بزل آگاہش متعاقب گردند او درتحت غلبات تجلیات از دائرہ تکلیف وطورعقل بیرون افتد او مراسم آداب حضرت را مراعات نہ تواں کرد بلکہ درالحالت ترک اَدب عین ادب باشد چراکہ او از جام مالا مال وصال مست گشتہ واز کاساۃ مراوقات تجلّیات از دست خویش رفتہ و مقام سکر مقتضی ست واطلاق است نہ مستدعی قبض وقید ایفاق و در ہر مقامے مناسب آں مقام ادبے است کہ رعائت آں غیرادب ترک ادب است و درشاہد مانظیر ایں مے یابیم کہ بسیارے از افعال اَند کہ اتیان باآں در محلے معین بحسب زمانے معین ادب است و بحسب زمانے دیگر ترک آں ادب اسب ونیز عاقلے مست را درحالت مستی نہ گوید کہ سرود مگوئی مستی سخن ہوشیارانہ گفتہ است ہوش دار ے

سَقَوْنِيْ وَقَالُوْا لَا تَغَنَّ وَلَوْ سَقَوْا جِبَالَ حُنَيْنٍ مَا سَقَوْنِيْ لَغَنَّتِ

شاعرے معنیٰ ایں شعر چنیں نظم کردہ ؎

شراب داد بخاموشیم اشارت کرد
اگر بنوشد ازاں کوہ برکشد آواز

پس اگر ایں مستان شراب تاب وصال در غلبات سکر و حال تلفظ بکلماتے کنند کہ چوں آنرا با حوال ہوشیاران مدارس دانائی موازنہ کنند و جرأت و جسارت نوعے از سوٗ ادب نماید بر ایشاں مواخذہ نباید کرد و بمناسبت آں محل کہ گفتہ انداز ایشاں قبول باید کرد و گر حوصلہ قبول نیست خموش تواں بود و در ہوشیاری ہوش باید داشت کہ بے ادبی صادر نہ گردد کہ بر ہوشیاران مواخذہ باشد ؎

برمست نگیر د آنکہ ہوشیار بود

پس حمد حق ایں بود کہ ایجاد کردہ آید بہ بصورت خویش و تکمیل نفس او کرد کہ از سحن طبیعتش بیرون آورد و از قید ہوا برہایند و بہ فضائے جنت آباد و نعیم

مَا لَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ

برسایند و تجلیہ کرد دل تا مغیبات ملک و ملکوت در آئینہ دل وے رو ی نمودہ و تجلیہ روح او کرد بہ تجلیات خود و اظہار کمالات او فرمودہ بر عالمیان و ایں باشند معنے فَیَحْمَدُنِیْ و اما عبد حمد را اگر بہ لسان قال است تسبیح و تقدیس او ست و اگر بہ لسان حال است اظہار کمالات حق و ابراز احکام صفات او ست در مرات عین خود و حسن قبول تجلیات حق وَیَعْبُدُنِیْ فَاَعْبُدُہٗ گفت و چوں عبادت عبارت از طاعت خدمت و قیام بہ تربیت است با ہتیہ اسباب بقاء اجابت مسئلہ پس اگر یَعْبُدُنِیْ مراد آں باشد کہ اول حق جل جلالہ ہتیہ اسباب بقائے فرمودہ آنچہ از حضرت او تمنا کردم اجابت فرمود یعنے آنچہ استعداد و قابلیت عین

ثابتہ من قبل از تعین عین من بوجود خارجی طلب داشت بہ لسان حال از حق تعالیٰ کہ استعداد من مستدعی ایں قابلیت من چنیں است آں را بہ من داد ایجاد من بموجودم مراو مرا بہ وجود روحانیہ وجسمانیہ علویہ وسفلیہ را اظہار فرمود و قیام ہر چیز نوع از تربیت وخدمت است و در عالم جسمانی چوں مَن متجلی بہ فرمان برداری او شدم و بر قیام بر حدود و حقوق و اوامر و نواہی در ظاہر بموجودم در باطن قابل تجلیات ذاتیہ و اسمائیہ و مظہر احکام او شدم پس نیز او را عبادت کردہ باشم ایں ست مراد از وَيَعْبُدُنِي فَاعْبُدُهُ.

و فا در فَاعْبُدُهُ بہر نتیجہ است. یعنی يَتَرَتَّبُ عِبَادَنِي لَهُ عَلَى عِبَادَتِهِ لِي بِالْإِيجَادِ وَالْإِظْهَارِ. و مؤید آنکہ گفتم کہ حق طاعت بندہ کند آں خبر است کہ فرمود رسولؐ صلعم در جواب ابوطالب وقتیکہ ابوطالب او را گفت مَا أَطْوَعَ رَبَّكَ يَا مُحَمَّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم در جواب کہ وَأَنْتَ يَا عَمّ إِنْ أَطَعْتَهُ أَطَاعَكَ وقیصری سپس ہم چنیں اشارت مینویسد کہ اطلاق عبادت کردن بر خدائے تعالیٰ اگرچہ شنیع است و قسمے از بے ادبی است در ظاہر لیکن احکام تجلیات الٰہیہ وقتیکہ غالب می شوند بر قلب بایں طور کہ خارج می کنند ویرا از دائرہ تکلیف وطور عقل از آنگاہ قلب قادر نمی باشد بر رعایت ادب بالکلیہ. بلکہ ادب بہمانجا ترک ادب می شود گویم کہ ؎

آداب اہل عقل چو آداب اہل سکر
ہندو خلاف ہمہ گر آمد باتفاق

پس ترک کن ملامت عاشق از آنکہ او
مغلوب و بیخود است گداز آں احراق

بیخود ہر آنچہ گفت نہ گفت بادہ گفت
زیرا کہ ماہ عقل وے افتادہ در محاق[1]

---

[1] محاق بضم و بہر سہ حرکت نیز آمدہ بمعنی سہ[3] شب آخر ماہ۔ کذا فی المنتخب۔

حالی میفرمایدکه پس حمد میکند مرا بسبب افاضۂ وجود بر من وظاہر کردن کمالات من بوئے اولاً وبسبب ثناء کردن بر من در کلام خود وقتے که ثناء کرد بندگانِ خود را بحسبِ اختلاف درجاتِ شان ثانیاً وبرزبان ہائے بندگانِ خود ثالثاً۔ وحمد میکنیم بجمیع زبان ہائے قولیه وفعلیه وحالیه وا وعبادت می کندمارا پس آنچه که مطلب می کنم ازوے زبان حال یا استعداد خود وجود است۔ وتوابع وے۔ وعبادت می کنم وے را درشکریه عبادت وے برائے من وعبادت من برائے برائے درظاہر قائم کردن حدود وے وحقوق وے وادامر وے ونواہی وے است۔

ودرباطن قبول تجلیات ذاتیه اسمائیه وے
است واطلاق عبادت برخدائے تعالیٰ بربنائے مشاکلت است ورنہ شیخ رضی اللہ عنہ چنانکه ازمولفات وے معلوم می شود از علمائے ادب وانان است نہ از علمائے مغلوب الحال انتہی۔

سوال یازدہم :۔ شیخ دریں فص فرموده که عالم مجموع اعراض است ودرہرآن معدوم می شود ومثل او موجود می گردد وآنچنانکه اشاعره دراعراض گفته است پس مکلّف درہرانے دیگری خواہد بود درقیامت غیرآں خواہد بود که در دنیا بود پس ثواب وعقاب بربالغ عاصی نباشد۔

الجواب :۔ نزد متکلمان وحکما عرض آں را گویند که قائم باالغیر بود،بچو لون وجوہرآنکه قائم باالذات بود مثل ثوب واو نزد ایں طائفه موجود نیست بلکه امرے موہوم است وعالم ہمه اعراض است بدو وجه است۔

اوّل آنکه معدوم گردد ودیگر مثل او موجود شود۔

دوم آنکہ یک عرض معدوم شود و باز بعینہ دیگر آں موجود شود آں بر دو بوجود متغائر اند پس صادق باشد کہ عرض موجود در آنِ ثانی غیر آں عرض است کہ موجود بود در آں اول الاختلاف الوجودین و عین آں عرض اول است پس بایں وجہ تکلیف در دنیا بعینہ ہمانست کہ در معاد باشد نہ غیر او زیرا کہ او است اوّلاً موجود بعدہ معدوم ازنگاہ بار دیگر موجود گشتہ۔

سوال :- اگر گوئیند کہ جوہر بعرض ما محتاج است نہ بعرض متعین و از تجدّدِ عرض ما تجدّدِ جوہر لازم نمے آید گوئم چون عرض جزو علت گردد با البتہ متعیّن و متشخص خواہد بود زیرا کہ عرض ما در خارج موجود نیست الا در ضمن اعراض افراد کہ ھذا العرض وذالک العرض است یعنی اعراض متعینہ متشخصہ و آں عرض معین متشخص جزو علت تامہ می شود نہ عرض ما فقط۔

سوال دوازدہم۔ شیخؒ در فص عزیزی فرمود کہ ولائیت از بنوت افضل است۔

الجواب :- حاشا ایں افترای محض است بر شیخؒ او چنیں نمی گوید بلکہ بلکہ قولش ایں است کہ ولایتِ نبی افضل از نبوّت اوست۔ چہ کہ ولایت قرب بحق است۔ و نبوّت پیغام رسانیدن

و شک نیست کہ قرب اشرف است از پیغام رسانیدن۔
چنانکہ بعضے بزرگان گفتہ اند کہ ہر گاہ کہ بشنوی کسے را از اہل اللہ کہ می گوید

یا نقل کردہ شود بسوی تو از دے اینکہ گفت کہ ولایت از نبوت اعلیٰ است پس مردانہ گرفتہ خواہد شد ازیں مگر ایں کہ ولایت نبیؐ اعلی از نبوت اوست یا گوید کہ دے برتر است از رسولؑ و نبیؑ پس ازیں شخص واحد را مراد میگیرد و آں کہ رسولؐ بحیثیکہ ولی است اتم است از نبی من حیث نبوۃ نبی یا رسالت رسول نہ ایں کہ ولی تابع دے از وی اعلیٰ است و اگر کسے مجموع جہتیں ولایت و نبوتؐ را نبوت نام نہد شک نیست کہ باں معنے نبوتؐ افضل خواہد شد از ولایت و نزاع خواہد بود با اصطلاح در لسنمات القدس است کہ قاسم شیخ کہ مینی کہ از اصحاب مولینا سعد الدین کاشغری است روزے بتقریب ذکر خفی و جہر فرمودند کہ جمعیکہ اخفا را از جہر افضل گفتہ اند از قبیل افضلت ولایت است بر نبوت کہ در قول بعضے کبرا آمدہ کہ الولایۃ افضل من نبوۃ زیرا کہ جہر را کہ بافادہ خلق مناسبت بیشتر و خفی را بالقرب مع اللہ چنانچہ در نبوت ولایت گفتہ اند کہ ولایت رو بحق است و نبوت رو بخلق انتہیٰ شیخ عبد القدوس گنگوہی در مکتوبی گفتہ کہ اَلْوَلِیُّ اَفْضَلُ مِنَ النَّبِیِّ اینجا رمز لیست ورلٹے علم و عقل و مع ذالک ہر چہ ایشاں را یا بند در متابعت انبیاؐ یا بند ہر چند بلند روند سر کمال ایشاں زیر قوم کمال انبیاء بود از کمال و جمال انبیاء حیران باشند و خود را در اعتقاد خود طفل و طفیل انبیاء دانند و فضل کلی انبیاء راست یعنے کمال و جمال شان دون ایشاں نہ رسد اگرچہ ولی است و مقرب است جز آنکہ عکسے از نور ایشاں و از پر تو حضور شان بکسے رسد آنکس مقرب و ولی گردد العلماءؑ وَرَثَۃُ الانبیاءؑ ایں میراث است تا غلط نخوری و ولی را فاضل در اعتقاد بزی کہ انگاہ

؎ علماء ورثہ انبیاء ہستند۔

در بادیہ ضلالت افتی و گمراہ ابد گردی انتہی و آنچہ در کلام خواجہ محمد ابن علی حکیم ترمذی قدس سرہ واقع شدہ است و شیخ سعدالدین حموی نیز بران رفتہ کہ نہایۃ الانبیاء بدایۃ الاولیاء فی الشریعۃ و نہایۃ الاولیاء بدایۃ الانبیاء فی الطریقۃ[1] زیرا کہ چوں کمال شریعت در آخر کار بنی تمام شد چنانکہ بنی صلعم مارا در آخر گفتند کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ[2] و ولی تا شریعت را بکمال نگیرد قدم در ولایت نتواند نہاد۔ پس آنکہ نبی را در شرائع بآخر کار باشد ولی را در ابتدا کار باشد۔ زیرا کہ اگر کسے بدان احکام کہ در مکہ نازل شدہ سلوک کند باحکامیکہ در آخر عمر در مدینہ نازل شد التفات نہ نماید ہرگز بولایت نہ رسد بلکہ اگر انکار کند کافر گردد پس ابتدا ولایت آنست کہ ہمہ شرائع را بکمال قبول کند و متابعت نماید اما در طریقت آنست کہ ہرچند ولی سعی کند و مرتبۂ او عالی شود روح او را آن نوع معراجے کہ جسم بنی را بود حاصل نشود محال بود کہ شود پس چوں در انتہا ولایت روح ولی را مشابہت می باید بنی در طریقت نہایۃ الاولیاء بدایۃ الانبیاء باشد

سوال سیزدہم:۔ شیخ در فص عیسوی فرمود کہ چوں عیسیٰ مردہ را زندہ کند لہذا النصاری بحلول حق در عیسیٰ قائل شدند و بعضے گفتند کہ او ست آلہ کافر شدند فَقَالَ لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ[3] جمع کردند آں کسان میاں کفر و خطاء در تمام کلام ہمہ کافر شدہ ایشاں نہ بقول ایشاں اِنَّ اللّٰہَ زیرا کہ

---

[1] ابتداء اولیا انتہائے انبیاء است در شریعت انتہائے اولیاء ابتدائے انبیاء است در طریقت

[2] امروز کامل کردم برائے شما دین شمارا

[3] ہرآئینہ کافر شدند کسانیکہ گفتند کہ ہموں خدا مسیح پسر مریم است۔

ایں کلام بانفراد حق است و نہ بقول ایشاں المسیح ابن مریم ابن مریم بلاشک بودند بلکہ بمجموع ایں دو کلام کافر شدند۔

الجواب:- سابقاً مقرر شدہ است کہ حق مبداء آثار است و نسبتش باہمہ ازیں جہت برابر لاجرم ازیں قول کہ او عین عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام است فقط وحصر روئے موجب تقید وحصر است وازیں چند امر فاسد مفہوم می شوند اوّل کذب زیرا کہ حق عین ہمہ است نہ عیسیٰ علیہ السلام فقط **دوئم** حلول یا اتحاد یا بہ قسم و آں کفر است بلاشک۔ **سوئم:-** قلب حقائق چرا کہ حقیقت باری مطلق و واجب الوجود است و حقیقت عیسیٰ ممکن الوجود پس حصر وجود حق در ذات عیسیٰ کفر باشد۔

سوال چہارم:- درفص ہارون گفتہ کہ حق تعالیٰ ہارونؑ را بر عجل پرستان مسلط نہ گردانید چنانکہ موسیٰ را کردہ بود لہذا ہیچ نوع از انواع عالم نہ ماند کہ معبود نشد خواہ عبادت تالہی کردہ اند چنانکہ بت پرستان وخواہ عبادت تسخیری چنانکہ ارباب جاہ و مال و بزرگترین مجلہ ہوا است قال اللہ ؎ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ؎۔

الجواب:- امر دو قسم است۔

اوّل:- تشریعی کہ بواسطہ رسل و انبیاء واصل می شود۔

؎ فرمود حق تعالیٰ آیا دیدی کسے را کہ معبود خود گرفتہ است خواہش نفس خود را۔

دوم:- ارادے ایجادے کہ بجز ارادت ظہورے یا مدہم چنیں ست دو نوع اند جلالی قہری و جمالی لطفی بر دو مجالے اند مظہر جلالی کفار اند و مظہر جمالی مومناں لاجرم شقاوت و سعادت را اسباب مقصود و مراد حق است و از جملہ اسباب شقاوت و بعد و حرمان عبادت حق است در مظاہر کونیہ مثلاً اصنام و کواکب وغیرہ و سبب سعادت قرب و وجدان عبادت حق است [1] مِنْ حَيْثُ تَجَرُّدِهٖ عَنِ الْمَظَاهِرِ فِي رُتْبَةِ وَجُوْبِ وَجُوْدِهٖ وَغِنَاءِ الذَّاتِي عَنِ الْعَالَمِيْنَ و دعوت جمیع انبیاء و رسل صلوٰۃ اللہ علیٰ نبینا و علیہم بایں مرتبہ است و دعوت شیاطین و کفار و ارباب ہوا بمظاہر است و مجلائے واصل جمیع معاصی ہوا است۔ پس از اعظم مظاہر جلالی قہری باشد و چوں صفات جلالی بے مظہر جلالی صورت نہ بندد لاجرم مقتضائے ذات حق آن باشد کہ در جمیع صور جلالی قہری معبود شود من حیث الامر التشریعی آں عابدان مظہر جلالی و قہری گردانند بالجملہ ذات حق تعالیٰ مبداء اشیا است و با ہمہ اشیاء مقارنت و معیت دارد اصنام وغیرہ چوں ذات حق مستحق عبادت است بالذات خود در مظاہر خواہ در غیر لہذا مقتضائے امر ارادے چناں شد کہ اگر آں عابد ذات را در جمیع مظاہر عبادت کند اگرچہ آں عبادت سبب شقاوت گردد [2] لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ کذا فی بعض الاسفار۔

سوال پانزدہم

:- شیخ در فص موسیٰ فرمود کہ چوں موسیٰ در جواب فرعون حق عین عالم ساخت پس فرعون مخاطبہ موسیٰ باں لسان کرد و گفت کہ اگر غیر از من الٰہی دیگر خواہی گفت ہر آئینہ من تراز مسجونان خواہم ساخت الیٰ آخر القصہ چون

---

[1] بہ حیث مجرد بودن وے از مظاہر در مرتبہ واجب الوجود بودن خود غناء ذاتی وے از عالمیاں ۱۲

[2] پرسیدہ نمی شود از آنچہ می کند و ایشاں پرسیدہ می شوند۔ چنیں است در بعضے کتب۔

موسیٰ ایں معنے را از فرعون فہم کرد آگاہ کہ داد را تو بر من مسلطہ توانی شد اگر چہ معجزہ از برائے تو بیارم فرعون گفت بیا اگر راست میگوئی۔

الجواب:- مناسب است کہ عبارت معہ اشارت نقل کنم تا حالی خاطر گردد کہ مطلب شیخ چیست بدانند کہ می فرمایند[1] فَعَلِمَ مُوسیٰ اَنَّ سُوَالَہٗ لَیْسَ عَلیٰ اِصْطِلَاحِ الْقُدَمَاءِ فِی السُّوَالِ بِمَا. فَلِذٰلِکَ اَجَابَ فَلَوْ عَلِمَ مُوسیٰ مِنْہُ غَیْرَ ذٰلِکَ لَخَطَّأَ فِی السُّوَالِ جَعَلَ مُوسیٰ الْمَسْئُوْلَ عَنْہُ عَیْنَ الْعَالَمِ خَاطَبَہٗ فِرْعَوْنُ بِھٰذَا وَالْقَوْمُ لَا یَشْعُرُوْنَ فَقَالَ لَہٗ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰھًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّکَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ. یعنی موسیٰ علیہ السلام میدانست کہ سوال فرعون بلفظ ما در گفتن فَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ نہ بر اصلاح قدما از علماء است چراکہ اصطلاح آنست کہ ہرگاہ سوال بما کنند دلیل باشد بر آنکہ سائل طلب جواب با جزاء ذاتیہ می کند و موسیٰ میدانست کہ فرعون سخن نہ با اصطلاح قدما میراند و سوال از حقیقت ذات می کند لاجرم در جواب گفت آنچہ گفت و اگر موسیٰ چناں دانستی کہ طلب جواب با جزا ذاتیہ میکنند ہم در مقدمہ وی راسخ می کردی و تخطیہ فرمودی کہ چگونہ سوال بما میکنی از حقیقتی کہ او را اجزا ذاتیہ نیستند و مستحق جواب نیستی اما چوں موسیٰ دانست مسئول عنہ کہ رب العلمین است در جواب عین عالم ساخت یعنی حق در اعیان عالمین ظاہر است در مرتبہ تنزل و ظہور لیعین عالم فرعون دریافت کہ او چہ میگوید و قوم نہ دانستند کہ جواب از کجا

---

[1] پس ندانست موسیٰ علیہ السلام کہ سوال فرعون نیست موافق اصطلاح متقدمین حکماء کہ سوال بذریعہ ما باشد۔ پس ازیں وجہ جواب داد موسیٰ علیہ السلام سوال فرعون را۔ پس اگر بدانستی موسیٰ علیہ السلام فرعون را غیر ازیں آئینہ در سوال خطا گرفتی۔ پس وقتیکہ گردانید موسیٰ علیہ السلام مسئول عنہ یعنی حق تعالیٰ عین عالم مخاطب کرد دے را

است و فرعون در عجب ہستی و نام و ناموس پرستی خود بود بایں زبان موسیٰ خطاب کرد
کہ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِىْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ،

اے موسیٰ چوں عین عالم گفتن بحکم ظہور
است و من نیز نسخہ از عالم ام پس من نیز عین او باشم پس ایں معنی جلباب
عناوۃ بر رویش کشیدہ در ملاء قوم آورد گفت اگر تو جز مرا خدائی غیر من گیری ترا از
جملہ مسجونین گردانم و قوم ندانستند کہ میاں ایشاں دریں گفتگو چہ بسر میرود پس شیخ از
لفظ مسجونین لطیفہ استخراج کرد و گفت کہ سین در سجن نزد طائفہ علماء از حروف زوائد
است و در کلمہ سجن زائدہ کردہ اند چوں حروف زائد بیندازی جیم و نون بماند کہ
دمنع وے برائے پوشش است کہ جن ای ستر و سین نزد علماء و عرفا علم حروف از جملہ
اسرار الٰہی است او ہم دلالت می کند بر معنی ستر چہ کہ آں حرفے است از حروف
ستر پس حاصل معنی لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ۔ لَاَسْتُرَنَّكَ
باشد۔ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْتُوْرِيْنَ [1] حاصل ایں بود کہ فرعون
میگوید موسیٰ را بایں جواب کہ تو وادی مرا در سوال آں حقیقۃ و عین حق را در صور
عالم ظاہر کردی پس در صورت منی من نیز ظاہر باشد کہ من نیز از صور عالم بودہ
ام و ایں موید من باشد بدعوی ربوبیتی کہ می کنیم و من بحسب ظاہر مرتبہ خود کہ آں
حکم است بر تو حکم دارم و توانم کہ ترا بگویم کہ اگر مرا بخدائے نہ پذیری ترا از
جملہ آنا دانم کہ حق را باز پوشی بنا بر آنکہ خود گفتی چوں موسیٰ بدانست کہ فرعون مرتبہ
خود را بہ حکم ظاہر وقت اعلیٰ ے داند موسیٰ فرمود کہ ترا قدرت ایں نہ باشد کہ مرا ہمچو
گردانی و موسیٰ خود بود دیرا در بصورت فقیر لیکن چوں در نفس الامر مرتبہ موسیٰ اعلیٰ

---

[1] یعنی خواہیم گردانید ترا از پوشیدگان۔

بود و لبعاقبۃ مرتبہ اعلانیہ موسیٰ را خواستہ لہ لَا تَخَفۡ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡاَعۡلیٰ ومبداء ظہور اعلیٰ موسیٰ بود و موسیٰ علیہ السلام بمدافعت فرعون مشغول شد و را نحالت کہ مانع فرعون لبفرعون بنمائد یعنی معجزہ کہ موسیٰ را بود ظاہر گردایند تا او بداند کہ تعدی بر موسیٰ کمردن نتواند لبفرعون گفت آمدن من بتو چیزے روشن معجزہ ظاہر و آیتے باطن است بگفت از بازکار بر نیائد نمودن برہان باید و چوں موسیٰ بر جماعت قوم ایں سخن فرمود فرعون را چارہ نہ بود جز آنکہ بگوئید اے موسیٰ بیار آنچہ داری و شما اگر راست گفتاری انتہے بِقَدۡرِ الۡحَاجَۃِ۔

سوال شانزدہم :- شیخ درآں فص فرمود کہ چوں فرعون در منصب تحکم بود صاحب سیف لہذا گفت اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلیٰ اگرچہ ہمہ ارباب بودند بہ نسبت بایکدیگر فا مامن از ہمہ اعلیٰ ترام چوں سحرہ صدق او دراں گفتار پند شنتند انکار آں نہ کردند و گفتند کہ قضاد حکم تو نیست مگر در دنیا پس ہر حکمیکہ خواہی بکن زیرا دولت آزاں تست پس صحیح شد گفتار اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلیٰ گرچہ او عین حق است اما صورت ازاں فرعون است پس دستہا و پا ہا برید در عین لبصورت باطل۔

الجواب :- حاصل کلام آنست کہ چوں فرعون خود را درمنزل تحکم میدید و صاحب وقت و خلیفہ بہ شمشیر در دولت ظاہرہ دنیاے شناخت اگرچہ خلیفہ جابر بود چنانچہ درحق موسیٰ تمام گشتہ جور و ظلم دے ولیکن بر خلق اطاعت امیر جور کنندہ نیز لازم است بمقتضیٰ حدیث کہ

لہ مترس ہر آئینہ توئی غالب است ۱۲

أَطِيْعُوْا أَمِيْرَكُمْ وَإِنْ جَارَ۔[1]

چراکہ حکم مطلق چنیں رفتہ کہ کَمَا تَكُوْنُوْنَ يُوَلَّىٰ عَلَيْكُمْ۔[2] چوں حال بریں منوال بود، فرعون۔ ازاں سبب می گفت،

أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ۔ یعنے ارباب متفرقہ ہستند چوں رب الدار ورب القوم ورب الغلام باطلاق اضافتہ ربوبیت برایشاں از اطلاق عام است ومن کہ فرعون ام ازاں ارباب متفرقہ شما بزرگ ترام چراکہ مرا درظاہر بر شما حاکم گردانیدند وحکم وشمشیر من بر شما نفاذی دارد دبقاعدہ بقوم عرفاً ایں مقدار دانستہ ام کہ رب مطلق کہ آں بمعنے مالک ومصلح وآفریدگار راست آں حق است وہیچکس درآں ربوبیت بایں معنے اشتراکے ندارد وحدہٗ لاشریک لہٗ امارب مضاف بغیر چوں الحمد للہ رب العلمین۔ آں نیز اطلاق بحق کنند وہم چوں رب الدار ورب الغنم وامثال آں خود اللہ تعالیٰ درقرآن ازاں رب اضافی خبر فرمودہ کہ ارباب[3] ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ پس ہر یکے را از بندگان نوع از ربوبیت باشد ونوع اعلیٰ آں درصورت تفاضل مرخلیفہ عالم را بود کہ آں محمد رسول اللہ است یامرقطب راکہ مدار عالم بوجود است پس خلیفہ آنست کہ درامور باطن خلیفہ حق است یعنے بادشاہان وامرا وحکام کہ درظاہر گماشتگان حق اند برخلق وفی الحقیقت آں رب اضافی نیز حق است کہ درصور ظاہر ومجالے خود ربوبیۃ خلق می کنند لَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهٗ دَيَّارٌ فرعون ازینجا کہ خود را برخلق گماشتہ وحاکم وصاحب سیف میدید

---

[1] اطاعت کنید امیر خود را اگرچہ باشد ظالم ۱۲

[2] چنانکہ شما می باشید ظلم می کند بر شما ۱۲

[3] آیا معبودان پراگندہ بہتر اند یا خدا تعالیٰ یکتا غالب ۱۲

ربوبیۃ خود اضافتہ باایشاں کرد وگفت اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلیٰ ؎ وچوں سحرۂ فرعون مے دانستند کہ او دریں صادق است کہ دولت ظاہر حالا ویرا است واو گماشتہ بر ایشاں است انکار آں نکردند وبدآں معترشدند وگفتند تے چنیں است کہ دولت ظاہرہ و فانیہ دینوی ترا ست ولیکن ماجہت دولت وسعادت باقیہ اخروی بہ رب مطلق ایماں آوردیم کہ رب الارباب اوست وتوہرچہ خواہی از انواع تعذیب باما بکن کہ دولت پنج روزہ تو وعذاب یک روزہ ما بسر آید وبگذرد وسعادت اخروی بما بماند پس درجواب فرعون گفتند فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ؎ شیخ می گوید کہ نتیجہ آں گفتگو ایں بود کہ فرعون باآں اعتبار کہ می گفت چنانچہ شرح دادہ شد در ربوبیۃ اضافیہ اور ابریں گفتن داشت پس باایں وجہ راست گفت انا ربکم الاعلیٰ نہ آنچہ معترض فہمیدہ است. قولہ کَانَ اللّٰهُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَهٗ شَیْئًا بدآنکہ ایں کلامے است کہ مشکوٰۃ نبوت علیٰ صاحبہا من الصلوٰۃ افضلہا بظہور رسیدہ الاٰن کماکان کہ باقتباس از انوار آں مشکوٰۃ بزبان بعضے از اکابر صوفیہ جریان یافتہ ملحق است باآں چوں دیدہ مے شود کہ اکثر متصوفیہ ایں دیار مدار ایں سخن بر توحیدی ہندیے آں کہ از حقیقت اَلْعَالَمُ لَمْ یَظْهَرْ قَطُّ باخبر باشند ؎ اَعَاذَنَا اللّٰهُ وجمیع المسلمین من شر ذلک الاختلاط بخاطر چناں آمد کہ کلمۂ چند درباں آں علی الاجمال بنویسد بداں کہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئاً اشارہ بمرتبہ اطلاق است وتقدم آں بر سائر مراتب تقدم ذاتی است والاٰن کما کان عبارت ازاں است کہ ہمچناں بر حضرت اطلاق خود است ظہور مقیدات جلوۂ اطلاق را برنہ بیندا ختہ درآں حضرت ازل و

؎ پس حکم کن ہرچہ تو حکم کنندہ باشی جز ایں نیست کہ حکم کنی دریں زندگانی دنیا ۱۲

؎ پناہ دہد ما را خدا تعالیٰ وجمیع مسلماناں از بدی ایں اختلاط ۱۲

ابد و ظاہر و باطن در یک نقطہ جمع است چوں ذرآت عالم حتیٰ زمان متعارف موہوم الا لتصال بمجرد ظہور بعدم میروند و قہرمان وحدت حقیقی بظہور میرسد پس درمیان بردد آں دریائے لاتناہی اطلاق مہیا است از کوتاہی ظہور مقیدات نسبت بایں ہمہ اطلاقات بے انتہا نزدیک است کہ نظر عارف ہے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مستمر بیند و آنکہ می گوید حفظ ما بین النفسین عارف را نیز لا بد است ایں ست کہ خود را بہ فناء و نیستی سپرد بہ چہ نفسین دو نفس رحمانی است و لہذا گفتہ اند نسبت بہ عارف اصلاح ہمیں از لفظ بین النفسین بہتر است والا عارف را چہ احتیاج بلفظ بین النفسین اوازو منفک نیست چہ در اصطلاح و چہ غیر آں یا گویم الان کما کان عبارت است ازاں کہ اشیاء است بے بود بوے از وجود خارجی بمشام او نہ رسیدہ ہم چناں در عالم آرمیدہ یا گویم واللہ اعلم کہ کان اللّٰہ بعد از ظہور وقت بودہ باشد کہ لی مع اللّٰہ میتن آنست وَالْاٰنَ كَمَا كَانَ نیز ہم چناں باآنکہ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ بایں معنے صحیح است و اگر كَانَ اللّٰہ بمعنے اوّل باشد یعنے در نظر شہود من ہم چناں بود دیگر تا کجا زگام کہ ے

ایں سخن را نیست ہرگز اختتام پس سخن کوتاہ باشد والسلام

امید از ناظران والا فطرت آنکہ سعی بندہ را دریں تسوید مشکور پندارند و بر مواقع زلل اصلاح آرزو دانند ورنہ بذریعہ عفو خود را ماجور تصور نمایند کہ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

ے ہر چیز ہلاک شوندہ است مگر روئے او۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد چہارم کا حصہ اردو

دُعاء یعنی مُناجاتؐ

نفس شیطان نے عاجز کیتا چھیکڑ وار خدایا   چارے طرفوں حملہ کرکے عبدی آن پھنسایا
تیرے باجھ حمایت نہ کوئی کِتھے وَنج کھلوواں   خلقت سب سوالی ڈِٹھی کس دروازے رووَاں
توں رحمت دا دریا الٰہی سمندر بحر عمیقا   آپے دیویں چا امداداں واحد لاشریکا
بَنت بَنت روسیاہی والا پیکے پیش کھلوندا   باجھوں فضل تیرے ربا دھویوں صاف نہ ہوندا
باہجھ شماروں فضل تیرے ربا وِچ شمار نہ آنون   تائیں عاصی امید کریندا عالم لوک بتانوان
فضلوں نا امید نہ ہرگز ہوندے عالم ابیر جھباندے   دین تسلی فضل تیرے دی شاہد فرقان لیاندے
بے فرمان جہنم جائن ہور آیات دسانون   حق باطل وِچ فرق نہ کردے تے سچو سچ بتانون
نفس شیطانوں بھاگیا ہوئیا تیرے درتے آیا   خاطر نبی کریم پیارے کر قبول خدایا
پکی امید ہے بخشش والی ہرگز آس نہ توڑیں   دیکھ بے فرمانی میری ربا در تھیں مول نہ موڑیں
جرم بہتیرا کرکے عاصی فیر امیداں کردا   جاگہ ہور نہ لبھے کائی تکیہ تیرے در دا
برقعہ پاکے ستر والا ڈھکیں سب برائیاں   بحرمت اپنی بزرگی ربا کر قبول دعائیاں
جے اک نظارہ رحمت والا عاصی اُتے پادیں   پاپ تمامی عمرے والے پل وِچ صاف کرادیں
بِن علماء جو عاصی ہوکے توبہ باجھوں مردا   بخشیا ہرگز مول نہ جاوے تائیں عاصی ڈردا
آخر جھڑے مطلب میرے ادبھی آکھ سناواں   دے توفیقاں یارب سائیاں توبہ دے در آنواں

سب حقیقت معلم تینوں اس بے فرمانی والی
اے پر اڈی جھولی رکھ امیداں ربا موڑ نہ خالی

سُن سُن حکم تیرے ربا کیتی حکم عدولی
ہو کے شمار زندیقاں اندر رکھن امید فضولی

پھر ہور حدیث نبی فرماون جے کوئی توبہ کردا
تیرے جیہا نادان بھی عبدؔ باہجہ ایمان نہ مردا

بن سچی توبہ بخش آلٰہی جیہڑی شکستہ مول تھیوے
میری توبہ ترٹن والی سگون معیبت پودے

قدرت دی اکھیں ویکھن والا نال عنایت سب نوں
جھڑکاں دے کے موڑے نائیں بہت تحمل رب نوں

پیر پیغمبر تے ملک نورانی بندے سب اوس در دے
عبدی جیسے بھی لکھ کروڑاں بہت امیداں کردے

رکھ اعمال ترازو اوتے ہرگز مول نہ تولیں
جیہڑا دفتر اعمالاں والا ربا مول نہ کھولیں

جیسے پاپ عاصی دا نے دنیا وچ چھپادیں
ایویں ربا محشر اندر وچ حجاب رکھادیں

صرف امید فضل دی رکھاں تے عملوں ہیں جھلا
ابھی عرض قبولیں ربا رکھیں بچ ستارا

یہ حدیقہ خدا کی معرفت میں جو دو جہاں کی نعمت اور سعادت ابدی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از فضل دوست چوں شود انجام کار جام
با جام فضل دوست تواں بود شیخ جام

ایدل باہوش باش کہ شاہی ست خشمناک
نومید ہم مباش کہ انعام اوست عام

لطفش اگر نہ بدرقہ راہ ما شود
از ما بغیر جرم نیاید علی الدوام

اے سادہ دل ز صحبت اغیار کن حذر
یک دم مباش غافل آزاں یار صبح و شام

گر صد ہزار سال دریں راہ بسر روی
بے سوز زاہد لیست خشکی ناتمام

ز مکر نفس و عشوۂ او تا بود کہ چرخ
گر بایدت امان بدر دوست کن مقام

ار کام خویش گر گذاری از برائے یار　　روزی ز وصل یار رسی بیگماں

خواہی کہ صوفیا بہ حیات ابدی　　از جام وصل آب بقانوش والسلام

اے سچے عاشق واضح ہو کہ دنیا کا پروردگار بنی آدم کا پیدا کرنے والا ملائکہ معصومین کا مطلوب بنی آدم کا محبوب عاشق صادق کا ہاتھ پکڑنے والا سچے عاشقوں کا عذر سننے والا مقصود مطلق معبود برحق بادشاہ قدیم بے نیاز واجب التعظیم یعنے خداوند کریم تقدست اسمائہ وتنزہت کبریایہٗ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ، جنوں اور آدمیوں کو محض عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے بعض عارفین کا قول ہے۔ کہ عبادت سے مراد تحصیل معرفت ہے۔

نظم

خلقت جن وانس در میداں　　بحر تحصیل معرفت میداں

صدقے آنکہ ایں سعادت را　　ہمچو مردان طلب کنی ازجان

جو معرفت اہل اللہ کے نزدیک مقرر ہے۔ اُس کا حاصل کرنا معمولی سی بات نہیں ہے۔ اس کا پہلا مرحلہ تبدیل اخلاق تزکیہ نفس تصفیہ دل اور روح کی تجلی ہے اور یہ جذبہ آلہٰی کے اسباب ہیں اگر یہ اسباب متحقق ہوجائیں تو اُس وقت عشق ومحبت جلوہ گر اور معرفت حاصل ہوجاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ یعنی ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف آئے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ یا حضرت جہاد اکبر کیا ہے فرمایا خدا کے دشمنوں نفس وشیطان سے جہاد کرنا کیونکہ یہ ایسا جہاد ہے کہ نفس اور شیطان دیکھے نہیں جا سکتے اور ایسے دشمن سے جہاد کرنا جو دکھائی نہ دے نہایت مشکل ہے جہاد اصغر جو کافروں سے جہاد

کرنے کا نام ہے اس میں دشمن دیکھے جا سکتے ہیں اس لئے یہ جہاد چنداں مشکل نہیں ہے نفس اور شیطان سے جہاد صفائی باطن کا باعث ہے جب تک دل تعلقات دنیادیہ کی کدورتوں سے پاک ہو کر سورج کی طرح روشن نہ ہو تب تک اس میں معرفت الہٰی جلوہ گر نہیں ہوتی ۔ شعر

ہر کہ صیقل بیش کرد و بیش دید　　بیش تر آمد بر و معنے پدید !
ہمچو آہن گرچہ تیرہ ہیکلی !　　صیقلی کن صیقلی کن صیقلی
تاکہ دست آئینہ گردد در صور　　اندر و بینی ملیحہ سیم بر

اور دل کی صفائی اس وقت تک حاصل ہوتی ہے جب ہمیشہ خدا کا ذکر کیا جائے اور اس کے اسرار و دقائق میں غور کیا جاوے ۔ سالک کو مناسب ہے کہ ہر حال میں شریعت کا لحاظ رکھے اور اس کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھے ورنہ اس کی طریقت وحقیقت میں نقص پیدا ہو جائے گا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ حَالِیْ ۔ یعنی شریعت میری اقوال اور طریقت میری افعال اور حقیقت میرا حال ہے بس جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے شریعت ہے اور اس پر عمل پیرا ہونا طریقت ہے اور ان دونوں کا ثمرہ حقیقت ہے جس کی شریعت ناقص ہوگی اس کی طریقت ناقص ہوگی اس کی حقیقت ناقص ہوگی جیسے میوہ ۔ کیونکہ اگر اس کی بالائی سطح میں نقصان ہوتا ہے تو وہ نقصان اس کی اندرونی حصہ میں سرائت کر جاتا ہے ۔ اور اس کے اندرونی حصہ سے گزر کر اس کے مغز تک جا پہنچتا ہے اگر سالک کو اتباع شرع میں کسی قسم کی نورانیت پیدا ہو تو اسے اس پر بھولنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ ایک شیطانی کیفیت ہے جو شریعت کی خلاف ورزی کے باعث اس کے دل میں پیدا ہوئی ہے پس سالک کو چاہیئے کہ شریعت کو اپنا شعار بنائے ۔ اور اپنے آپ کو شریعت کے موافق بنائے نہ یہ کہ شریعت کو اپنی خواہشات

کے موافق بنانے کی کوشش کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی۔

شعر

مرد آنکہ ز فقر حلقہ در گوش کند   باید کہ وجود خود فراموش کند
در شرح محمدیؐ قدم راست نہد   آنگاہ ز جام معرفت نوش کند

سالک کو پہلے علم ریاضت حاصل کرنا ضروری ہے کیونکہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان ہر مسلمان مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام فرض ہے اور جاہل جو عبادت کرتا ہے لیکن ہے کہ وہ اس میں غلطی کرتا ہو اور اُسے اپنی غلطی جہالت کے سبب سے معلوم نہ ہو

شعر

علم باید تا عمل گنجے بود   ورنہ بے دانش عمل رنجے بود
سگ بسے سختی کشید وزاں چہ سود   چونکہ آں سختیش بر فرمان نہ بود

مگر علم وہ حاصل کرنا چاہئے جو دنیا و آخرت میں نافع ہو اور وہ علم وہ علم ہے جس کے حاصل کرنے سے دنیا کی خواہش کم ہو۔ اور ہر وقت خدا کی دھن لگی رہے ایسے علم پر عمل کرنا ضروری ہے اور اگر تحصیل علم سے یہ غرض ہو کہ بادشاہوں کے دربار تک رسائی حاصل ہو جائے لوگ تعظیم کریں علمائے سے بحث و مباحثہ کیا جائے اور مسلمانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائے تو اس قسم کا علم مقصد حقیقی سے دور کر دیتا ہے۔ اور حقیقت میں یہ علم نہیں ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شَرُّ الْعُلَمَاءِ مَنْ زَارَ الْاُمَرَاءِ یعنے بدترین علما وہ ہے جو کثرت سے اُمراء کے پاس آیا جایا کرے ہاں اگر مسلمانوں کے فائدے کیلئے امراء کے پاس جائے تو مضائقہ نہیں

اشعار

علمے کہ عنایتے نیست کہ در سینہ بود   در سینہ بود ہر آنچہ در سر بود
صد خانہ کتاب خانہ سودت نہ کند   باید کہ کتاب خانہ در سینہ بود

حکائیت:- ایک روز حضرت شیخ عبداللہ مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے ایک جنگل میں کسی لڑکے کو دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ یہ لڑکا اہل علم کی مجلس میں نہیں بیٹھتا خدا کو کس طرح پہچانے گا یہ خیال کر کے آپ نے لڑکے سے پوچھا کیا تو نے علم پڑھا ہے اُس نے جواب دیا اور تو کچھ نہیں پڑھا مگر چار علوم کا واقف ہوں۔ سر کا علم۔ کانوں کا علم۔ زبان کا علم۔ دل کا علم۔ سر خدا کے آگے جھکانے کے لئے ہے۔ کان اُس کا کلام سننے کے لئے ہیں زبان اس کے ذکر کے لئے ہے اور دل اس کی یاد کے لئے ہے اس کے بعد لڑکے نے کہا کہ آدمی کو مناسب ہے کسی وقت ذکر حق سے غافل نہ ہو۔ شیخ عبداللہ لڑکے کی ان باتوں سے حیران رہ گئے۔ پھر فرمایا اے لڑکے مجھے کوئی اور نصیحت کر لڑکے نے کہا اے شیخ آپ عالم معلوم ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ نے خدا کے لئے علم پڑھا ہے تو خلقت سے کسی بات کا طمع نہ رکھ اور اگر خلقت کے لئے پڑھا ہے تو خدا سے کسی بات کی امید نہ رکھ۔

اشعار

زبان می کند مرد تفسیر خواں　　　　که علم و عمل می فروشد بناں

بہت سے علما ظاہر جو صوفیوں کے منکر ہوتے ہیں تحصیل علوم کے بعد راہ راست پر آجاتے ہیں اور صوفیوں کے کمالات کے معترف ہو کر گھر بار چھوڑ سالہا اُن کے دروازہ پر بیٹھے رہنے کے بعد معرفت اور مکاشفہ کے نور سے بہرہ ور ہوتے اور اپنی گذشتہ اقوال و افعال پر نادم ہوتے ہیں چنانچہ ایک عالم کہتا ہے۔

شعر

یک چند بہ عقل و علم در کار شدم　　　　گفتم کہ مگر واقف اسرار شدم

ہم عقل عقیلہ بود وہم علم حجاب　　چوں دانستہ ام زبر دو بیزار شدم

حکایت جب امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ مطالعہ سے فارغ ہوتے تھے تو حضرت بشر حافی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتے تھے لوگ آپ کی ملامت کرتے تھے اور کہتے تھے کے آپ جیسے بے نظیر عالم و فاضل کی شان سے بعید ہے کہ ایک معمولی آدمی کے پاس جائیں۔ آپ فرماتے تھے کہ بے شک میں اُس سے زیادہ عالم ہوں مگر وہ خدا کی معرفت میں مجھ سے بڑھا ہوا ہے

مثنوی

احمد حنبل امام عصر بود　　شرح فضل او بیروں از حصر بود
چوں زمکر علم صافی آمدی　　زود پیش بشر حافی آمدی
گر کسے در پیش بشرش یافتی　　در ملامت کردنش بشتافتی

ایضاً

گفتے آخر تو امام عالمی　　از تو زیبا تر نہ خیزد آدمی
ہر کسے گوید سخن می نشنوی　　پیش ایں سرپا برہنہ میروی
احمد حنبل چنیں گفتی کہ من　　گوئی برد در احادیث و سنن
علم من زد بہ بدانم نیک نیک　　او خدا را بہ ز من داند ولیک
اے بے انصافیے خود بے خبر　　یک زمان انصاف را بے شان مگر

پس سالک کو چاہئے کہ علم کو عمل کی غرض سے حاصل کرے تاکہ اُسے خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو حدیث میں آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ اَنْ اُعْرَفَ

یعنے میں ایک خزانہ مخفی تھا میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوقات کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ پہچانا جاؤں ۔

شعر

گفت بودم پر از گوہر گنجے   مخفی از چشم ہر گہر سنجے
آفریدم گہر شناسے چند   تا شناسد از ان گہرہا پند

بعض عارفین کا قول ہے اِنَّ عِنَایَۃَ اللّٰہِ تَعَالیٰ بِالْعَبْدِ قَبْلَ الْمَآءِ یعنے خدا تعالیٰ نے پانی اور کیچڑ کے پیدا کرنے سے پہلے آدمی پر عنایت فرمائی ہے خدا نے آدمی میں ہر چیز کی قابلیت رکھی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ جسکی صحبت کرے اور اس کا ہم رنگ ہو جاتا ہے۔

مثنوی

آدمی زاصل فطرت آمد صاف   از صفا قابل ہمہ اوصاف
ہر صفت را کہ می شود طالب   می شود بر نہاد او غالب
گر بخوئی فرشتہ آرد روی   زود گردد فرشتہ سیرت و خوئی
در زند فعل دیو ازوی سر   شود از فعل بد ز دیو بتر

اب تم کو معلوم ہو گیا کہ آدمی کو خدا نے معرفت آلہی کے حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا ہے ۔ پس سالک کو مناسب ہے کہ دل کے کام سے غافل نہ ہو کیونکہ دل تمام جسم کا بادشاہ ہے ۔ اور اس بادشاہ کے مختلف قسم کے لشکر ہیں جن میں سے بعض نیک ہیں اور بعض بد دل کا کام سعادت کا حاصل کرنا ہے اور سعادت خدا کی معرفت ہے خدا کی معرفت نفس کی معرفت پر موقوف ہے اور نفس کی معرفت خدا کی معرفت کی کنجی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے خدا کو پہچانا کیونکہ جو پہلے ہی آپ کو نہیں پہچانتا وہ دوسری چیز کو کسطرح پہچانے گا۔ نفس کی معرفت یہ نہیں کہ جب تم کو بھوک لگے تو کھانا کھاؤ

جب پیاس لگے تو پانی پیو۔ کیونکہ یہ بات تو دوسرے حیوانات میں بھی پائی جاتی ہے بلکہ یہ ہے کہ آدمی اس بات کا خیال کرے کہ خدا نے کے اسے کیوں اور کس چیز سے پیدا کیا ہے اور کہاں سے آیا کس لئے آیا کہاں جائے گا کیوں کر اسے سعادت حاصل ہو سکتی ہے اور کس چیز میں اسکی شقاوت ہے۔

اشعار

بعد از وفات دانی جان را چہ حال باشد ۔ بے دوست در جہنم با دوست در نعیم ست

عارفوں کے نزدیک انسان کی سعادت خدا کی معرفت ہے اور یہ محض اس کی عنایت ہے ازل کے روز جب خدا نے عقل کو پیدا کیا تو اسے اپنی معرفت کا کچھ حصہ دیکر اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں عقل نے کہا اَنْتَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنت یعنے تو خدا ہے ہنیں کوئی معبود برحق مگر تو جسکو خدا نے اپنی معرفت کا کچھ حصہ عطا فرمایا اس پر تمام اشیاء کی حقائق منکشف ہو گیئں چنانچہ اہل معرفت کا قول ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ یعنے جس نے خدا کو پہچانا اُس سے کوئی چیز مخفی ہنیں۔ اہل معرفت کہتے ہیں کہ اگر آدمی دنیا میں خدا کی معرفت سے اور آخرت میں اُس کے دیدار سے محروم رہا تو اس کے لئے اِس سے بڑھ کر کوئی عذاب ہوگا اگر وہ جہالت غفلت اور خواہشات نفسانیہ میں سرمست ہو کر دنیا کا طالب بن گیا اور اس کے دام تزویر میں گرفتار ہو گیا تو قیامت میں پشیمان ہوگا۔ مگر اُس وقت اُس کی پشیمانی اُسے فائدہ نہ دے گی۔ اِس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی اندھیری رات میں چند آدمیوں کے ساتھ سفر کر رہا ہے جب وہ ایک سنگلاخ زمین میں پہنچے تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ اس جگہ کے پتھر بڑے قیمتی ہیں ہم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ جتنے پتھر اٹھا سکتا ہے،

اٹھائے وہ آدمی ایک پتھر نہیں اٹھاتا اور کہتا ہے کہ یہ کیا حماقت ہے کہ خواہ مخواہ اپنی جان کو تکلیف میں ڈالیں اور بے فائدہ بوجھ اٹھائیں غرض وہ وہاں سے خالی ہاتھ آتا ہے اور اپنے ساتھیوں کا مضحکہ اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا عقل ہے کہ اس جنگل میں تم نے بے فائدہ بوجھ اپنے اوپر ڈال دیا ہے۔ جب سورج چڑھتا تو دیکھتا ہے کہ رات میں جو پتھر اُس کے ساتھیوں نے اٹھائے تھے وہ جواہرات ہیں جن میں سے ہر ایک کی قیمت ساری دنیا ہے۔ اب اس کے ساتھی اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ بتاؤ ہم میں سے کون بیوقوف تھا۔ اور کون عقلمند یقیناً تم بیوقوف تھے اور ہم عقلمند تھے اَب وہ افسوس کرتا ہے اور اس کی حالت ایسی گئی گزری ہوگئی ہے کہ اس کی جان میں جان نہیں کوئی لمحہ نہیں گزرتا جس میں اس کی روح نکلنے تیار نہ ہو ہر چند اُن کو کہتا ہے کہ مجھے بھی اُن جوہرات میں سے کچھ دُو۔ مگر وہ کہتے ہیں کہ تم وہ ہی ہو جو کل ہمارا مضحکہ اڑاتے تھے اور ہمیں بیوقوف بتلاتے تھے۔ آج تمہارا مضحکہ اڑاتے۔ اور تمہیں بیوقوف بتلاتے ہیں۔ اسی طرح جو شخص دنیا کی سنگلاخ زمین میں سے گزرنے کے وقت اپنے آپ کو آسودہ رکھے گا اور طاعت آلہٰی کے جواہرات حاصل نہ کرے گا جب وہ دنیا کی تاریکی سے نکل کر عالم بقا میں جائیگا تو دیکھیگا کہ خدا کے فرمان بردار بندوں کو وہ عالی مراتب دیئے گئے ہیں کہ ساری دنیا ان کے مقابلہ میں ہیچ ہے پس سالک کو چاہیے کہ ہر وقت ریاضت میں مشغول رہے تاکہ خدا کی عنایت کا سورج اُس پر طلوع کرے گا اور بارگاہِ الہٰی میں اسے رسائی حاصل ہو۔

اشعار

بندۂ نفس و ہوا را جاہ و عزت کے بود ۔۔۔ حنظل شکر نما را قدر و قیمت کے بود

باز باشد آں کہ او را ہمت کبکاں بود ۔۔۔ کرگساں را جز بسوئے مردار ہمت کے بود

یک درم را پیچ سود و یک حبّارا دہ جواب — ایں حریف دف بود مرد حقیقت کے بود
یک سخن بے لقمہ نے ویک قدم بے طمع — جز سگاں کو یہارا ایں طبیعت کے بود
گر ہمی خواہی کہ در فردوس اعلیٰ تن زنی — پس ترا رہبر بدان در غیر طاعت کے بود

طاعت موجب قربت ہے اور نافرمانی محرومی کی باعث ہے قرب سے مہربانی مراد ہے نہ نزدیکی ، کیونکہ قرب و بعد جہت مسافت پر دلالت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ جہت و مسافت سے بری ہے اہل معرفت کا قول ہے

قُرْبُہٗ تَعَالیٰ کَرَامَتُہٗ لِاَوْلِیَائِہٖ وَبُعْدُہٗ طَرْدُہٗ لِاَعْدَائِہٖ ۔

خدا کا قرب اسکی مہربانی ہے دوستوں کے لئے اور اس کے بعد دشمنوں کو درگاہ سے راندنے کا نام ہے قرب دل کی صفتوں سے ایک صفت ہے۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْقُرْبَ مِنْ صِفَاتِ الْقُلُوْبِ لَیْسَ مِنْ اَحْکَامِ الظَّاھِرِ۔ یعنی قرب دل کی صفتوں سے ایک صفت ہے ۔ اور ان ظاہری اشیاء میں سے نہیں جو دیکھی جا سکتی ہیں یہ صفتیں خدا کی فرمان برداری سے دل میں پیدا ہوتی ہیں نہ قطع مسافت سے بعض عارفوں نے کہا بِمَحْوِ الصِّفَاتِ المذمومۃ وَالتخلق بصفات المحمودۃ یعنی یہ صفتیں بُری صفتوں کو چھوڑنے اور اچھی صفتوں سے متخلق ہونے سے پیدا ہوتی ہیں صفات بد بشریت کے لوازمات سے ہوتی ہیں ، جیسے قہر ، غصہ ، شہوت حرص وغیرہ اچھی صفات خدا کی صفتوں کا نام ہے جیسے صبر ، رحم ، حلم ، عفو ، عیب پوشی وغیرہ

قطعہ

ہم چوں خلق خدائی کن غفلت — تا شوی درجہاں پسندیدہ
آنچہ نشیدہ مگو باکس — وآنچہ دیدی مگو کہ

اہلِ معرفت کہتے ہیں: اِذَا اَرَدْتَ مَقَامَ الْاَبْدَالِ فَعَلَیْکَ بِتَبْدِیْلِ الْاَخْلَاقِ۔
یعنی جب تو ابدال کا مرتبہ حاصل کرنا چاہے، تو اپنے اخلاق کو درست کر۔

کیست ابدال آنچہ او مبدل شود
خمرش از تحلیل یزداں حل شود

یہ مخالفتِ نفس کی طرف اشارہ ہے۔

دے بمقصودے کرد سالک — تا شدہ نفسِ خویش را ہالک

جب سالک اپنے اخلاق کی درستی کی کوشش کرتا ہے تو ہر مقام میں اپنے حال کے مناسب خدا کا ذکر کرتا ہے اور ہر مقام میں اُسے نئی نئی کیفیات حاصل ہوتی ہیں جن کو ہم دوسرے حدیقہ میں ذکر کریں گے انشاءاللہ تعالیٰ اور ہر مقام میں اُسے نئی نئی لذت حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے دیدار کی لذت۔ مگر ہر ایک کو اس کے حال کے مطابق جو اس نے زہد یا صنعت سے حاصل کیا ہے حاصل ہوتی ہے۔ جب قیامت کے روز بہشتیوں کو حکم ہوگا کہ دارالجلال میں حاضر ہوں، تو سب کے سب گھوڑوں پر سوار ہوں گے ان کے آگے پیچھے فرشتے ہوں گے، جب یہ اس آن بان کے ساتھ دارالجلال میں پہنچیں گے تو ہر ایک کو اس کی جگہ پر بٹھایا جائے گا اس وقت ان سے خدا تعالیٰ بلا واسطہ اس طرح سلام کہے گا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَرْحَبًا بِعِبَادِیْ وَخَوَاصِیْ الَّذِیْنَ حَفِظُوْا وَصِیَّتِیْ هَلْ اَحْبَبْتُمْ لِقَائِیْ فَتَمَنَّوْا عَلٰی مَا شِئْتُمْ۔

یعنی اے میرے بندوں پر سلام ہو مرحبا اے میرے بندو اے میرے خاص بندو تم نے میرے احکام کی پیروی کی کیا تم میری ملاقات کو دوست رکھتے تھے۔ سو جو کچھ مانگتے ہو مانگو۔

سلامِ دوست شنیدن سعادت است سعادت — بہ وصلِ دوست رسیدن فضیلت و کرامت

اس وقت بہشتیوں کی آنکھ سے پردہ
اٹھادیا جائے گا۔ اور وہ حق تعالیٰ کا سلام بلا واسطہ سنیں گے۔ اور اسے لامکان
میں دیکھیں گے دیکھتے ہی حیران رہ جائیں گے اور کہیں گے کہ اے خداوند کریم
ہم تماری رضامندی کے خواستگار ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو ہم سے کبھی ناراض
نہ ہو خدا تعالیٰ فرمائے گا میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا دوسری دفعہ پھر خداوند
کریم ان کو اپنے دیدار فیض آثار سے مشرف کرے گا۔ تو اسکی لذت سے بے ہوش
ہو جائیں گے اور سجدہ کریں گے خدا تعالیٰ فرمائے گا آج کا دن عبادت کا دن
نہیں ہے یہ نعمتیں تمہیں اس عبادت کے عوض عطا کی گئی ہیں جو تم نے چندروز دنیا میں
کی ہے اور دنیا کو گذشتنی و رفتنی سمجھ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے تھے سجدہ
سے سر اٹھاؤ اور اپنی خواہش ظاہر کرو تاکہ میں اسے پورا کروں مگر پھر بھی کہیں
گے کہ ہم تمہاری رضامندی کے خواہاں ہیں اور چاہتے ہیں کہ تو ہم سے
کبھی ناراض نہ ہو خدا تعالیٰ فرمائے گا میں تم سے کبھی ناراض نہ ہوگا ہر
ہر جمعہ کو بہشت میں خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا اَهْلُ الْجَنَّةِ يَرَوْنَ رَبَّهُمْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ
یعنی اہل جنت ہر جمعہ کو اپنے پروردگار کا دیدار کریں گے الٰہی اپنے جمال
کے انوار کی خاطر ان لوگوں کی خاطر جو تیرے جلال کے اسرار سے واقف ہیں
باصفا بوڑھوں، نوجوانوں پرہیزگاروں، زخمی دل، عاشقوں معشوقوں فرشتوں
اور آدمیوں کی خاطر ہم بے چاروں کو اپنے احسان سے محروم نہ کرنا۔

بجگر خستگانیم از رہ رسیدہ	تَرَحَّمْ عَلَيْنَا بِمَاءٍ تَرَحَّمْ
درونہا نگاریم دلہا جراحت	ز لطف تو داریم امید مرہم

٭

دوسرا حدیقہ خلاف عادت امور کے بیان میں جو انبیاءؑ کی نبوت اور اولیاء کی ولایت کے شواہد ہیں

قبلہ ایست مرا عارض زیبائے محمدؐ — کعبہ ایست مرا منزل ما والئے محمدؐ

پس ظاہر و پیدا ایست کہ مہتاب ندارد — یک ذرہ بہ پیش رُخ زیبائے محمدؐ

سروے کہ از روضہ رضوان زدہ باشد — ہرگز نہ رسد باقد و بالائے محمدؐ

بردیدہ کشیدند چو سر شب معراج — سُکّان فلک خاک کف پائے محمدؐ

اے کاش دو صد دیدہ ہمی بود بہ صدقے — تا باہمہ می کرد تماشائے محمدؐ

اے عاشق صادق واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت اور ولایت کے دونوں مرتبے حاصل ہوتے ہیں۔ اور اولیا اللہ کو صرف مرتبہ ولایت حاصل ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلوِلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ یعنی مرتبہ ولایت مرتبہ نبوت سے افضل ہے۔ مگر اس ولایت سے نبی کی ولایت مراد ہے یعنی نبیؐ کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے نہ ولی کی اس کے بعد جاننا چاہیئے کہ انبیاء اور اولیاء سے بعض ایسے امور سرزد ہوتے ہیں۔ جو عادت کے خلاف ہوتے ہیں انبیاء سے جو امور صادر ہوتے ہیں۔ اُن کو معجزات کہا جاتا ہے۔ اور اولیاء سے جو سرزد ہوتے ہیں۔ ان کو کرامات۔ معجزہ اور کرامت میں فرق ہے۔ کہ معجزہ دعوی نبوت کے ساتھ مقرون ہوتا ہے۔ اور کرامت میں ولایت کا دعوی ہوتا ہے۔ ولی وہ شخص ہوتا ہے۔ جو خدا کی ذات وصفات کو جانتا ہو ہمیشہ خدا کی عبادت میں مصروف رہے۔ گناہ ہونے سے محترز ہو حریص نہ ہو۔ خواہشات نفسانی کی طرف مائل نہ ہو کرامت وہ خلاف عادت

امر ہے۔ جو اس سے سرزد ہو۔ اور دعویٰ نبوت سے مقرون نہ ہو۔ مگر اس کے ساتھ یہ بات شرط ہے کہ جس سے ایسا خلافِ عادت امر صادر ہو، وہ مومن اور نیکوکار ہو۔ ——— اگر وہ ایسا نہ ہوگا۔ تو اس سے جو خلاف عادت امر صادر ہوگا۔ اس کو استدراج کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ فرعون نے دریائے نیل کے پانی کو کہا کہ پہاڑ پر چڑھ جا تو وہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اسی طرح جب فرعون چلا تو پانی بھی اس کے ساتھ چل پڑا جب وہ ٹھہرا تو پانی بھی ٹھہر گیا۔ مگر ہم اس کو کرامت نہیں کہتے۔ اگر ایسے شخص سے کوئی خلاف عادت امر سرزد ہو جو مومن تو ہے مگر نیکوکار نہیں تو اُسے سحر یا شعبدہ کہیں گے شیخ نجم الدین کبریٰ سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص ہوا پر اُڑے دریا پر چلے۔ آگ کھائے تو اس کے یہ تمام افعال سحر یا شعبدہ ہیں۔ نہ کرامات اور وہ دعویٰ ولایت میں جھوٹا ہے۔ ولی کی تین علامتیں ہیں اوّل یہ کہ جو اسے دیکھے اس کا دل اس کی طرف مائل ہو جائے۔

اس کی غفلت دور ہو خدا کی بارگاہ میں جو اُسے قرب حاصل ہے وہ اسے بھی حاصل ہو

دوم یہ کہ اس کی باتیں دل میں سرایت کر جائیں اس کی ہستی باقی نہ رہے۔ اس کی نیستی و شکستگی و عجز کے آثار نمایاں ہوں سوم یہ کہ اس سے کوئی ناشائستہ حرکت سرزد نہ ہو

نظم

مر نشاں بود ولی راز نخست آں معنیٰ کہ چو	روئے او بہ بینی دل تو بدد گر آید
دوم آنکہ در مجالس چو سخن کند معنےٰ	ہمہ راز ہستی خود بہ حدیث می رباید
سوم دلی اخص عالم کہ ز ہیچ	عضو او را حرکات بر نیاید

ولی کی کرامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے، جو ولی سے اس کمال متابعت کی وجہ سے سرزد ہوتی ہے۔ اس کو عرف میں کرامت کہتے ہیں عارفوں نے کہا ہے کہ مرتبہ

ولایت دینی نسب سے حاصل ہوتا ہے نہ طینی سے حضرت شیخ عنہہ رحمتہ اللہ علیہ پر خدا کی صفت کبریائی جلوہ گر ہوئی۔ ایک روز شاہانہ مجلس لگی ہوئی تھی جس میں ایک نوجوان سید زادہ بیٹھا تھا اُس کے دل میں خیال آیا کہ میں باین جاہ وجلال اسی لائق تھا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے ہوتا ہے۔ شیخ موصوف پر اُن کے دل کی یہ بات منکشف ہوگئی۔ اس لئے آپنے اسکی طرف روئے سخن کرکے فرمایا۔ مجھے یہ مرتبہ نسب سے حاصل نہیں ہوا۔ بلکہ تمہارے نانا بزرگوار گی کی متابعت سے

شعر

براہ سنتش فرو شدہ ام   تا بحدیکہ جملہ او شدہ ام
ہستیٔ من در وجود او رسید   حق بہ محبوبے خودم بہ گزید

اب میں چند کرامتیں اولیائے کرام، مشائخ عظام کی بیان کرتا ہوں، تاکہ سالک کو عبادت وریاضت کا زیادہ شوق ہو۔

نقل ہے۔ ایک دن حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ اپنے گھر میں سوئی ہوئی تھیں آپ کی چادر مکان کے ایک کونہ میں پڑی تھی چور آیا اور چادر کو اٹھاکر باہر نکلنا چاہا۔ مگر مکان کا دروازہ غائب ہوگیا چور نے چادر رکھ دی تو دروازہ ظاہر ہوگیا چور نے پھر چادر اٹھاکر باہر نکلنا چاہا تو دروازہ پھر غائب ہوگیا اتنے میں آواز آئی کہ اے چور اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈال۔ اگر ایک دوست سویا ہوا ہے۔ تو دوسرا دوست جاگتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت شیخ عبدالواحد بن علی سیار نے آپنے مریدوں کے آگے اِس درد انگیز لہجہ میں معارف وحقائق بیان کی کہ مریدوں پر وجد کی

حالت طاری ہوگئی۔ چند آدمیوں نے زور سے نعرے لگائے۔ ایک آدمی آسمان کی طرف گیا اور واپس نہ آیا بعض نکتہ رس اشخاص نے کہا کہ آدمی اربعہ عناصر۔ یعنے آگ ہوا پانی مٹی سے مرکب ہے۔ آگ اور ہوا علوی ہیں۔ اور پانی اور مٹی سفلی معلوم ہوتا ہے کہ اکثر ریاضت کے باعث اُس شخص کے وجود سے یہ عناصر سفلیہ زائل ہوگئے ہیں۔ اور صرف علوی اس کے اندر باقی رہ گئے ہیں۔ اور چونکہ عناصر علویہ اوپر جانے کو متقضی ہیں اس لئے یہ شخص آسمان پر چڑھ گیا ہے۔

شعر

جسم خاک اُز عشق برا فلاک شد　　　کوہ در رقص آمد و چالاک شد

نقل ہے کہ ایک رات سلطان محمود اکیلے اپنے گھر سے نکل کر جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ ایک درویش جنگل میں بیٹھا ہے ولایت وکرامت کے انوار اس کے ماتھے سے عیاں ہیں اس کے جذبہ کی قوت سے سلطان محمود کانپ گیا اور سمجھ گیا کہ درویش کسی بڑے پایۂ کا ولی ہے سلطان نے آگے آکر سلام کیا درویش نے کہا میرا نام لقمان سرخسی ہے۔ سرخس کا رہنے والا ہوں۔ اور اس جگہ اس لئے آیا ہوں کہ اس جنگل میں میرا ایک دوست کئی سال ریاضت کرتا رہا ہے۔ میں اس وقت سرخس میں تھا کہ مجھے کہا گیا کہ فلاں درویش فلاں جنگل میں فوت ہوگیا ہے میں ابھی یہاں آیا دیکھا کہ درویش فوت ہوگیا ہے میں نے اور ابدالوں کی ایک جماعت نے اسے غسل دیا وہ اس کا تابوت آسمان پر لے گئے اور میں آج کی رات یہیں ٹھہر گیا۔ سلطان محمود نے اس رات درویش کے آگے کئی ایک خواہشوں کا اظہار کیا جن میں سے ایک یہ تھی کہ اس نے کہا اس جگہ کے قریب کافروں کا ایک قلعہ ہے۔ میں نے کئی بار اس کی فتح کرنے

کی کوشش کی۔ مگر وہ فتح ہو نہیں سکا۔ جب دن چڑھا تو سلطان محمود نے قلعہ پر چڑھائی کی عساکرِ اسلام نے بڑے زور سے لڑائی کی، مگر قلعہ کے فتح ہونے کی کوئی صورت نہ آتی تھی اتنے میں آسمان سے ایک پتھر قلعہ کی دیوار پر گرا دیوار ٹوٹ گئی مسلمان اندر گھس گئے اور قلعہ فتح ہو گیا وہ پتھر سلطان محمود کے پاس لایا گیا۔ اس پر یہ الفاظ لکھے تھے۔ صَاحِبُہٗ لُقْمَان سَرَخْسِی

نقل ہے۔ کہ ایک روز حضرت شیخ محی الدین عربی کو بادشاہ وقت نے کہا کہ میری لڑکی بیمار ہے، اگر آپ اُس کی عیادت کریں تو امید ہے۔ کہ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے خدا تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائے گا۔ جب آپ بادشاہ کے گھر تشریف لے گئے تو فرمایا تعجب ہے کہ عزرائیل تمہاری لڑکی کے روح کو قبض کرنا چاہتا ہے اور تم اس کے تندرست ہونے کے خواہاں ہو، بادشاہ آپ کے قدموں پر گر پڑا، اور کہنے لگا۔ کہ اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا ہم عزرائیل کو تمہاری لڑکی کے بدلے اپنی لڑکی دے دیں گے۔ عزرائیل کو فرمایا۔ پھر میں گھر جا کر اپنی لڑکی اپنی لڑکی تمہارے ساتھ روانہ کرتا ہوں جب گھر میں آئے تو اپنی لڑکی کو کہا۔ بیٹی میں نے تجھے بادشاہ کی بیٹی کے عوض عزرائیل کو دے دیا ہے، اس نے کہا کیوں۔ فرمایا وہ بادشاہ کی لڑکی ہے اُس سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور یقیناً تم سے کسی کو نفع نہیں پہنچے گا، اس کے بعد آپ نے اپنے گھر کے دروازہ کی طرف منہ کر کے فرمایا عزرائیل یہ لڑکی حاضر ہے۔ لڑکی اسی وقت زمین پر گر پڑی اور مر گئی اور بادشاہ کی لڑکی اچھی ہو گئی۔

نقل ہے۔ کہ مولانا روم اصل میں بلخ کے رہنے والے تھے۔ روم کی طرف آپ کی تشریف لے جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت کے بادشاہ کے آگے بعض لوگوں

نے شکایت کی بادشاہ نے حکم دیا کہ آپ یہاں سے چلے جائیں۔ بلخ کی جامع مسجد میں اپنے دوستوں سے رخصت ہوتے لگے تو آپ نے دور سے چیخ ماری کہ مسجد کا بر مسجد کے صحن میں آگرا۔

نقل ہے:۔ کہ جب مولانا روم کے ملک میں پہنچے تو بادشاہ روم نے آپ کو کہا کہ وعظ کیجئے۔ تاکہ لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ آپ نے فرمایا میں قبرستان میں وعظ کروں گا۔ وہاں منبر رکھوادیا جائے قبرستان میں منبر رکھا گیا آپ نے وعظ فرمایا۔ وعظ سے فارغ ہونے کے بعد جب آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو قبرستان میں جس قدر قبریں تھیں آمین کہنے کے لئے ہر ایک قبر سے دو ہاتھ نکلے۔

نقل ہے:۔ کہ ایک شخص نے حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ میں طالب علم ہوں۔ اور کند ذہن ہوں۔ اس لئے دقیق اور مشکل مسئلے میری سمجھ میں نہیں آتے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے۔ عرض کیا عمر۔ فرمایا عمر! اپنے استاد کو میری طرف سے کہنا کہ کل میرے ہاں طالب علموں کو سبق پڑھانا۔ عمر نے آپ کا پیغام پہنچا دیا۔ دوسرے دن مولوی صاحب حضرت شیخ احمد جام کے تکیہ میں تشریف لائے۔ طالب علم سبق پڑھنے لگے۔ آپ نے عمر کو کہا آج تم عبارت پڑھو۔ جب آپ کی زبان سے کلمہ نکلا تو عمر کے سینے میں علم کا دریا جوش مارنے لگا۔ عمر نے عبارت پڑھی۔ اور عبارت کا مطلب ایسا بیان کیا کہ اُستاد اور طلبہ اُسے سمجھ نہ سکے تمام اہل مجلس حیران رہ گئے۔ آپ نے فرمایا عمر یہ مطالب جو تم نے بیان کئے ہیں، حاضرین مجلس ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کسی قدر آسان اور سہل مطالب بیان کرو۔ عمر نے پہلی کے نسبت آسان مطالب بیان کئے۔

مگر اس کا استاد اور طلباء ان کو بھی نہ سمجھ سکے آپ نے فرمایا اس سے بھی زیادہ آسان مطالب بیان کر کیونکہ حاضرین مجلس اُن کے سمجھنے سے عاجز ہیں۔ عمر نے اس سے بھی زیادہ آسان اور سہل مطالب بیان کئے تو اس کے ساتھ اور مجلس حاضرین مجلس نے ان کو کسی قدر سمجھ لیا۔

نقل ہے کہ حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشارہ سے حضرت شیخ لقمان سرخسی کی صحبت اختیار کی۔ آپ نے فرمایا، بایزید، میں دو رکعت نفل پڑھ لوں، پھر تم سے باتیں کرونگا۔ آپ نفل پڑھنے لگے۔ نماز میں آپ پر عالم تحیر طاری ہوگیا۔ دس دن تک آپ پہلی رکعت پڑھتے رہے۔ بایزید یہ سمجھ گئے کہ آپ پر عالم تحیر طاری ہوگیا ہے۔ اس لئے چلے گئے۔ روایت ہے کہ آپ چالیس سال تک اپنی دو رکعتوں میں لگے رہے۔

نقل ہے:- کہ ملک مصر میں ایک عورت پر تحیر کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اُسے دنیا و مافیہا کی مطلق خبر نہ رہی ہاں اُسکی آنکھ اسرار الٰہی کے مشاہدہ میں اور کان اسرار حق کے سننے میں مصروف تھے۔ نہ دن کی خبر نہ رات کا علم نہ گرمی سے مطلب نہ سردی سے واسطہ، اسی طرح تیس سال پاؤں پر کھڑی رہی۔

نقل ہے:- کہ حضرت شیخ موفق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص بہشت میں کھڑا ہے، جو نیک بخت لوگوں کو بہشت کی طرف بلاتا ہے اور بدبختوں کو اس کے قریب نہیں آنے دیتا۔ اس کے بعد ایک شخص کو

دیکھا جو تخت پر بیٹھا ہے، اور اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہیں، ایک اس کے منہ میں بہشت کا کھانا ڈالتا ہے، اور کہتا ہے، اے وہ شخص جس نے بہشت کے کھانوں کی خاطر دنیا کے کھانے نہیں کھائے، اب بہشت کا کھانا کھا۔ دوسرا اُس کے منہ میں بہشت کا شراب ٹپکاتا ہے، اور کہتا ہے تم نے بہشت کے شراب کی خاطر دنیا کی شراب نہیں پی اب بہشت کے شراب کی لُطف اٹھا، اس کے بعد ایک اور شخص دیکھا جو عرش پر آنکھیں لگائے کھڑا ہے اور بہشت کے کھانے اور شراب کی اسے بالکل خواہش نہیں ہے میں نے پوچھا یہ کون ہیں ہاتف نے کہا جو بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہے، اور نیک بختوں کو بہشت کی طرف بلاتا ہے اور بد بختوں کو اس کے قریب نہیں آنے دیتا، وہ امام احمد بن حنبل ہیں۔ —————— اور جو تخت پر بیٹھا ہے، اور فرشتے اس کے منہ میں کھانا شراب ڈالتے ہیں، وہ بشر حافی ہیں جو بہشت کی اور شراب کی امید پر تمام عمر روزہ دار رہی ہیں، خدا تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری کردی ہے اور جو عرش پر آنکھیں لگائے کھڑے ہیں، وہ حضرت معروف کرخی ہیں، جو بہشت کی امید پر، اور دوزخ کے خوف سے محض خدا تعالیٰ کے دیدار کی امید پر تمام عمر روزہ دار رہے ہیں۔ پس خدا نے حجاب اٹھا دیا ہے، اور آپ ہمیشہ اس کے دیدار میں محو حیرت رہتے ہیں۔

ساتواں حدیقہ

عشق و محبت میں جو تمام طرق سے عمدہ طریق سے در عشق ہے

زائد افسانہ تو لئے یا منے — داز شوق جمال او توئی یا من

حسنش چو شود لامع از شمع رخ خوباں — گرد سر شاں گرداں پروانہ توئی یا من

در گوشہ تنہائی فارغ ہمہ عمرے — یا خیل خیال او ہم خانہ توئی یا من

در حلقہ دلریشاں در خیل خاکیشاں — درد و الم اورا مردانہ توئی یا من

صد چاک زدم دل را از رخ رخ او چوں گل — گنج غم عشقش را دیرانہ توئی یا من

من کشتۂ آں یارم من عاشق دیدارم — عمرے زخود عالم بیگانہ توئی یا من

اے سچے عاشق! واضح ہو کہ عشق کی بات اور چیز ہے اور بات کا عشق اور شے ہے یہ ایسی چیز ہے کہ جس کو قلم لکھ نہیں سکتا۔

شرح عشق از من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد واں ناتمام

با دو عالم عشق را بے گانگی است — واندرہفتاد و دو دیوانگی است

اہل معرفت کے نزدیک انسان خدا کے عشق کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور خدا کی درگاہ میں اگر تمام چیزوں سے بڑھ کر کسی چیز کی قدر ہے تو وہ عشق ہے۔

علم ہست آنجا بسے اسرار ہست — طاعت روحانیاں بسیار ہست

درد و جاں سوزِ دل میزد بسے — کیں متاع آنجاشاں ندہد کسے

اہل طریقت کہتے ہیں خدا کا عشق لقمۂ حلال سے حاصل ہوتا ہے اگر حلال رزق نہ ملے تو یہ سعادت حاصل نہیں ہوتی

عشق باید عشق صدقے تا شود کارت تمام
عشق حق از لقمۂ ہائے پاک زائید والسلام

مقرب لوگوں نے کہا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ایک بے بہا خزانہ ہے۔ اور خزانہ تکلیف اٹھانے کے سوا حاصل نہیں ہوتا۔ ایسا کوئی باغ نہیں جس کے پھولوں کے ساتھ کانٹے نہ ہوں۔ اسی طرح درشہوار غیر معمولی مشقت اور زحمت اٹھانے کے بغیر نہیں ملتا۔ جب آدمی کو عشق لگتا ہے تو پہلے پہل اُسے سخت تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ مگر آخر آرام ملتا ہے۔

بلا را با کسے ایزد عطا کرد کہ اول نام او از اولیاء کرد

معشوق کا قاعدہ ہے کہ جب تک عاشق کو ظلم اور ستم کے ذریعے آزما نہ لے۔ تب تک اُسے اپنے وصال سے بہرہ ور نہیں کرتا۔ پس جس قدر وہ امتحان میں کامیاب نکلتا ہے۔ اسی قدر اُسے معشوق وصال سے بہرہ اندوز کرتا ہے۔ اور جس قدر وہ ناقص نکلتا ہے۔ اس سے محنت و مشقت کرواتا ہے۔ تاکہ وہ اس کے وصال کے قابل ہو جائے شیطان سے کسی نے پوچھا کہ تو کیوں لوگوں کو بہکاتا ہے۔ اُس نے کہا میری کیا مجال ہے۔ کہ ہر ایک آدمی کو بہکا سکوں، ہاں اتنی بات ضرور ہے۔ کہ میں مرد اور عورتوں کی کسوٹی ہوں یعنی جو میرا کہا مانتا ہے وہ مرد نہیں بلکہ عورت ہے، اور جو مرد ہے وہ میرا کہا نہیں مانتا۔ اگرچہ خدا تک پہنچنے کے بہت سے راستے ہیں۔ مگر اُن تمام راستوں کا مآل یہ تین راستے ہیں عام مومنین کا راستہ یعنے کثرت سے نماز پڑھنا، روزہ، قرآن مجید کی تلاوت اور حج وغیرہ جو ظاہر سے تعلق رکھتا ہے، ابرار کا راستہ اور وہ تبدیل اخلاق تزکیۂ نفس تصفیہ دل وغیرہ ہے۔ جو باطن سے تعلق رکھتے ہیں مقربوں کا راستہ۔ یہ لوگ عشق آلہی کے جذبہ کے پروں سے عالم قرب کی ہوائیں اُڑتے رہتے ہیں، اس راستہ میں ایک لمحہ میں جو چیز حاصل ہوتی ہے۔ وہ وہ دوسرے راستوں میں کئی سالوں میں حاصل نہیں ہوتے۔

عشق را پانصد پر ست و ہر پرے از فراز عرش تا تحت الثرائے

سیر عاشق ہر دمے تا تخت شاہ سیر زاہد ہر دمے یک روزہ راہ

حکایت :-

سلطان محمود کا غلام ایاز چند دن بیمار ہوا سلطان محمود نے اپنے ایک غلام کو کہا جلدی ایاز کی خبر لاؤ کیونکہ میری جان بیتاب ہے۔ اور دل اُس کے عشق کی آگ سے کباب ہے راستہ میں کسی جگہ نہ ٹھہرنا غلام بہت جلد ایاز کے پاس

پہنچا، اور دیکھا کہ سلطان محمود ایاز کے پاس بیٹھا ہے۔ ہکا بکا رہ گیا۔
سلطان محمود کے آگے آداب شاہانہ بجالا کر عرض کیا کہ مجھ کو آپ نے جس کام کیلئے روانہ کیا ہے، اس میں میں نے کوئی کوتاہی نہیں کی میں حیران ہوں کہ آپ مجھ سے پہلے کس راستے یہاں پہنچے ہیں۔ سلطان محمود نے کہا تو اس راز سے واقف نہیں ہے میں جس راستہ سے آیا ہوں اُسے عشق کا راستہ کہتے ہیں۔ وہ ایسا راستہ ہے کہ اگر میں مشرق یا مغرب میں تو اس راستہ سے ایاز کی خبر لے سکتا ہوں

من راہ دز دیدہ دارم سوئے او — زانکہ نہ شکیبم دمے بے روئے او
ہر زمان زاں بد درہ ایم نہاں — تا خبر نبود کسے را در جہاں

غلبہ عشق کے سبب عاشق بارگراں کے اٹھانے کا متحمل ہوتا ہے۔ اور اُسے زمین و آسمان کی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ روایت ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے جانے لگے۔ تو حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے ابراہیم علیہ السلام کوئی حاجت رکھتے ہو آپ نے کہا ہاں خدا سے حاجت رکھتا ہوں۔ جبرائیل نے کہا اس سے حاجت مانگئے آپ نے فرمایا وہ اوج وعظمت وجلال سے دیکھ رہا ہے اور میں نے اُس کی رضامندی کے آگے سرِ تسلیم جھکا دیا ہے۔ وہ حاکم ہے۔ جو کرے اس کو جانتا ہے پھر خدا تعالیٰ نے آگ کو کہا اے آگ جیسے ابراہیمؑ اپنے طبعی اقتضاد سے نکل گیا ہے تو بھی اپنے طبعی اقتضاء سے نکل اور اُسے نہ جلانا۔ ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے خدا کے اس خطاب سے رشک آیا اور رو دیے اور کہا وَاللّٰہِ لَوْعَذَّبْتَنِیْ بِنَارِ الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ ثُمَّ نَادَیْتَنِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ نِعَمِ الدُّنْیَا۔ یعنی تمہاری ذات کی قسم اگر تو مجھے زمین و آسمان کی آگ سے عذاب دے پھر مجھے بلائے تو تمہارا بلانا مجھے دنیا کی تمام نعمتوں سے زیادہ پسند ہے۔ میں تمہاری محبت میں ہر قسم کی تکلیفیں اٹھانے پر خوش ہوں، اور تم آگ سے باتیں کرتے ہو، اور مجھ سے نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا میں نے

محض تمہاری خاطر آگ سے بات کی ہے۔ اور تمہاری وجہ سے اُسے یہ مرتبہ نصیب ہوا ہے
عاشق کو جب کوئی سخت مصیبت پہنچتی ہے۔ تو صبر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے فَرِحْنَا بِالْبَلَاءِ کَمَا یَفْرَحُ اَهْلُ الدُّنْیَا بِالنَّعْمَاءِ۔ یعنے ہم مصیبت سے اس طرح خوش ہوئے۔ جس طرح دنیا دار لوگ دنیا کی نعمتوں سے خوش ہوتے ہیں۔ عارف کہتے ہیں۔ حقیقی ایمان خدا تعالیٰ کی محبت ہے

اصل ایمان محبت است درجان — نے رکوع وسجود ونے ایقان

جس قدر حقیقی ایمان بڑھتا ہے۔ اوسیقدر تقلیدی ایمان کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

شعر

یارب دل دردمند نالانم بخش — ہم جان فگار وچشم گریانم بخش
صدقے صفت آدم بہ صدق واخلاص — ازچاشنیٔ خود ایمانم بخش

خواجہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب تک سالک کا ذرہ بھر وجود باقی ہے تب تک اس کا عمل اُسے فائدہ نہیں دیتا۔

شعر

تاکہ تو دم میزنی ہمدم نہ — تاکہ موئی ماندہ محرم نہ

عشق کے حاصل ہونے سے پہلے سالک موت سے ڈرتا ہے۔ اور اُسے موت کا خیال آتا ہے۔ تو کانپتا ہے

مرگ گرچہ بس درشت وظالم است
گردنش را نرم کردن لازم است

موت کی گردن کے یہ معنے ہیں کہ بحکم آیۃ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔

قہر غضب ۔ غصہ ۔ شہوت ۔ اور حرص وغیرہ بُری صفتوں کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی صفتوں سے ۔ جو صبر حلم ۔ رحم ۔ عفو ۔ ستر ۔ عیوب ۔ وغیرہ میں متصف ہو پس جب سالک اس قدر مقام پر پہنچتا ہے ۔ موت سے نہیں ڈرتا ۔

حکایت :- ایک بادشاہ ہر روز سات سو قسم کے لباس میں سے ایک لباس میں سے ایک لباس منتخب کر کے پہنتا تھا اور سات سو گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا منتخب کر کے اس پر سوار ہو کر ارکان سلطنت کے ساتھ نکلتا تھا ایک دن وہ بادشاہ بن ٹھن اور کرّ و فر میں جا رہا تھا ۔ کہ ایک درویش اُسے دکھائی دیا جو اسی طرف آ رہا تھا ۔ اور اس کی بادشاہی کا اُسے خیال تک نہ تھا بادشاہ یہ دیکھ کر آتش در بغل ہو گیا ۔ اور کہنے لگا تو کون ہے اور کیوں ایسا گستاخ ہے ۔ اس نے کہا میں عزرائیل ہوں اور تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ اس وقت بادشاہ کے بدن میں لرزہ پڑ گیا ۔ اور کہا کہ اے ملک الموت مجھے اتنی مہلت دے کہ اپنے بچوں سے رخصت ہو لوں ۔ اس نے کہا خدا کا حکم یہی ہے ۔ کہ اسی جگہ تمہاری روح قبض کی جائے ۔ بادشاہ نے کہا اچھا اتنی مہلت دے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھ لوں اس نے کہا نہیں ۔ بادشاہ نے کہا اتنی مہلت دے ۔ کہ زمین پر اتر لوں ۔ اس نے کہا نہیں پس اُسی وقت اس نے اس کی روح قبض کر لی ۔ اور اس کی لاش گھوڑے سے زمین پر گر گئی ۔ اس کے بعد عزرائیل ایک درویش کے پاس گیا ۔ جو اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر موت کے انتظار میں بیٹھا تھا جب اس نے ملک الموت کو دیکھا تو کہا تو کون ہے ۔ اس نے کہا ، میں عزرائیل ہوں ۔ اور تمہاری روح قبض کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ درویش نے کہا کہ میں تو عرصہ سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں اور تم دیر سے آئے ہو ۔ —— اب جلدی کرو کیونکہ یہ دیر کرنے کا وقت نہیں ۔ عزرائیل نے

کہا اے درویش پہلے اپنے بیوی بچوں سے رخصت ہوئے پھر غسل کرکے دوگانہ پڑھ جب تم ان کاموں سے فارغ ہوگے۔ تو تمہاری روح قبض کروں گا درویش نے کہا عرصہ ہوا تمام چیزوں سے فارغ ہوکر تمہاری انتظار میں بیٹھا ہوں کہ کب آکر میری روح کو قبض کروگے۔ اور میں اپنے محبوب سے ملوں گا۔ اور تم کہتے ہو کہ پہلے اپنی بیوی بچوں سے مل لو پھر غسل کرکے دوگانہ پڑھو۔ عزرائیل نے کہا یہ خدا کا حکم ہے۔ تم اسے بجا لاؤ اور مجھے یہ حکم ہے۔ کہ تمہیں اس قدر مہلت دوں۔ کہ تم یہ کام کرسکو درویش خدا کا حکم بجالایا اور پھر عزرائیل علیہ السلام نے اسکی روح قبض کی۔ وہ بادشاہ موت سے اس لئے ڈرتا تھا کہ اس نے صفات بشریہ آپ نے اندر سے دور نہیں کی تھیں۔ اور قیامت کے سفر کا سامان حاصل نہ کیا تھا

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

دربیان آنکہ :- ابتداء سالک کو اذکار روحانی سے آلائش وزنگ وتو بینہ صیقل ہوتا ہے۔ مگر انتہا منزل کو جس وقت سالک طے کرلیتا ہے تو اس کے نزدیک منزل ابتداء بے مقدار وبے بنیاد ہوجاتی ہے جیسا کہ وہ ایک منزل سے دوسری منزل کو حاصل کرتا ہے۔ تو اس کا آوند قلبی کلاں ترمشاہدات ربوبیت وتجلیات عرفانیہ کے لئے ہوتا جاتا ہے۔ آخر اگر وہ دریائے معرفت بے انتہا اپنے قلب میں سمالیوے۔ تو خود ہی اس کے سمالینے کی طاقت ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ۔

نقل ہے :- کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حضرت مولانا منصور رحمۃ اللہ علیہ نے جام محبت سے ایک جرعہ نوش کیا تو وہ نہ سما سکا

انا الحق کہنے میں پیوستہ مشغول ہوکر اپنے آپ کو ظاہراً تباہ کر دیا تو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر چند پے درپے دریائے محبت میں مشغول ہوتے تھے، تو حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو الحسن خرقانی قدس اللہ سرہ کو جواب دیا کہ آوندِ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ صغیر آوندوں سے تھا اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا آوندِ کلاں تر تمام آوندوں سے تھا اگر وہ اپنی آوند مبارک میں تمام دریائے محبت ڈال کر نوش کر لیتے تو ان کو سما لینے کی طاقت تھی اس واسطے ھَلْ مِنْ مَّزِیْد کے لفظ پے درپے فرماتے۔

الحمد شریف کی بابت اشارات غریبہ کا بیان :-

اس باب میں آئمہ دین کے اقوال بیان کئے جاتے ہیں الحمد شریف بہت سے اشارات پر مشتمل ہے پہلا اشارہ یہ ہے کہ الحمد شریف سات آیات پر مشتمل ہے جن کو سات آسمانی کتابوں سے بطور اختصار نکالا گیا ہے۔ یعنے تورات انجیل زبور اور فرقان اور حضرت آدم علیہ السلام کے صحیفے اور حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں سے لہذا جو شخص الحمد شریف کو پڑھے گا۔ تو اس کو مذکورہ سات آسمانی کتابوں کے پڑھنے کا ثواب ملے گا اور حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتب آسمانی کو نازل فرمایا تھا یعنی تورات انجیل زبور فرقان وغیرہ اور پھر ان تمام آسمانی کتابوں کے امورِ قرآن کریم میں رکھے گئے۔ اور پھر قرآن کریم کے تمام علوم مفصل میں رکھے گئے اور پھر مفصل کے تمام علوم الحمد شریف میں رکھے گئے۔ لہذا جو شخص الحمد شریف کے علم تفسیر سے واقف ہوا ہو تو اس نے گویا تمام آسمانی کتابوں کا علم تفسیر سیکھ لیا۔

دوسرا اشارہ یہ ہے۔ کہ اکثر اشیاء کی وضع فطرت عدد سات پر کی گئی ہے۔ مثلاً آسمان بھی سات ہیں اور زمینیں بھی سات اور بڑے ستارے حق

کا آسمان اور اعضاء میں تسلط ہے وہ بھی سات ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے الحمد شریف کو بھی سات آیتوں پر مشتمل کر کے بندوں کی طرف اتارا تاکہ جو شخص الحمد شریف کو پڑھے تو اسے تمام ان تمام چیزوں کا ثواب ملے جو عدد سات پر مشتمل ہیں۔ اور اس کی تائید اُس اثر سے ہوتی ہے جس کی مقاتل بن سلیمانؒ روایت کی گئی ہے انہوں نے فرمایا کہ عرش مجید کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ایک قندیل معلق ہے جس میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں جب کوئی بندہ اَلْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہتا ہے تو وہ قندیل بھی اللہ تعالیٰ پر ثناء کہتی ہوئی حرکت میں آتی ہے۔ لہٰذا الحمد شریف کے پڑھنے والے کو خدا تعالیٰ اٹھارہ ہزار عالم کا ثواب عطا کرتا ہے۔

تیسرا اشارہ یہ ہے:۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے سات جوارح عطا کئے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی سورت دی ہے جو سات آیتوں پر مشتمل ہے۔ یعنی الحمد شریف لہٰذا جو شخص اس کو پڑھے گا تو خدا تعالیٰ اس کے ساتوں جوارح کا شکریہ اُس سے قبول کرے گا۔ یعنی منہ۔ اور دونوں ہاتھ۔ اور دونوں رانوں پاؤں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمِ الْوَجْهِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ۔ یعنی مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں پر سجدہ کروں یعنی مُنہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں رانوں اور دونوں پاؤں۔

چوتھا اشارہ یہ ہے:۔ کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کی نسبت فرمایا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو کھلی نشانیاں دیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ۔ یعنی ہم نے آپ کو الحمد شریف عنایت کی ہے جو قرآن مجید پر مشتمل ہے لہٰذا جو چیز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی ہے وہ اسکی قوم کیلئے محنت تھی اور جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ وہ آپ کی امت کے لئے عین رحمت ہے۔ کیونکہ وہ عطا جو خزانہ عدل سے نکلی۔ اس کی کیا نسبت ہے۔ اس عطا کے ساتھ جو خزانہ فضل اور کرم سے نکلے کیونکہ جو نشانیاں حضرت موسیٰ کو دی گئی تھیں ان کو خزانہ عدل سے نکالا گیا تھا۔

پانچواں اشارہ یہ ہے ۔ کہ موسیٰ علیہ السلام کے آیات فانی تھے۔ اور جو آیات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ہیں یعنے الحمد شریف وہ کبھی فنا نہیں ہونگے وہ باقی ہیں۔ اور جس طرح کہ آیات موسیٰ فانی تھے اسی طرح ان کی شریعت اور ان کی سُنّت ان کے فوت ہونے کے بعد فانی ہوگیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو قرآن کریم اور الحمد شریف دیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ باقی ہے۔ کبھی فانی نہیں ہوگا۔ اسی طرح آپ کی شریعت اور سُنّت بھی ہمیشہ باقی رہے گی۔

چھٹا اشارہ یہ ہے :- کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کون ہو سکتا ہے۔ جب کہ آپ کا خدا رب العلمین اور آپ کی نبوت رحمتہ اللعلمین ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بابت فرمایا۔ الحمدللہ رب العلمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارہ میں فرمایا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

ساتواں اشارہ یہ ہے :- کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا رحمان اور رحیم ہے اور آپ بھی مومنین کی نسبت رؤف اور رحیم ہیں۔

آٹھواں اشارہ یہ ہے:۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ہے۔ اور آپ کی بنوت شفیع المذنبین ہے۔ یعنے اہل دین میں سے جو گنہگار ہوں گے اُن کی آپ بروز قیامت شفاعت کریں گے۔

نانواں اشارہ یہ ہے۔ کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا بے شک ہم نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم دیا اور وہ علم پرندوں کا کلام تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں فرمایا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ۔ اور وہ سب خدا تعالیٰ کا کلام تھا اب کلام طور اور کلام خدا تعالیٰ میں جو فرق ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو پرندوں کی کلام سمجھا کر یہ فرمایا کہ تم دونوں کو تمام بنی اسرائیل پر فضیلت دی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کلام دیکر فرمایا کہ ہم نے آپ کی اُمت کو تمام اُمتوں پر اور آپ کو تمام جہاں پر فضیلت دی ہے۔ اور دوسرا حضرت داؤد علیہ السلام کے باب میں فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا بیشک ہم نے حضرت داؤد کو اپنی طرف سے فضل دیا اور فضل کبھی تھوڑا ہوتا ہے اور کبھی زیادہ لیکن خدا نے اس جگہ یہ بیان نہیں فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جو فضل حضرت داؤد کو فرمایا وہ زیادہ تھا۔ یا کم لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو فضل عطا کیا گیا اُس کے باب میں فرمایا وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۔ اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔ اور آپ کی اُمت کے باب میں فرمایا۔ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ۝

اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو اس بات کی خوشخبری دو کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا ہے فضل ہے۔

اشارہ جامع:- اس اشارہ میں الحمد شریف کے من اولہا الی اخر معا تراجم بیان کئے جائیں گے۔ یعنی جب خدا تعالیٰ کا بندہ یہ کہے گا کہ اس بات میں کیا حکمت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اپنی ثناء کس لئے واجب کی تو خدا تعالیٰ بھی اُسے یہ جواب دیتا ہے کہ میں رَبِّ العالمین ہوں یعنے میں انسان کا پرورش کرنے والا اور نطفے سے اُن کو پیدا کرنے والا ہوں۔ اس لئے میرا شکر ان پر واجب ہے اور بندہ کہتا ہے کہ میں محتاج ہوں رزق کی طرف پس کون شخص مجھے رزق دے گا۔ تو خدا تعالیٰ اسے جواب دیتا ہے کہ انا الرحمٰن ہ میں تجھے رزق دینے والا ہوں۔ اور بندہ کہتا ہے کہ میں گنہگار ہوں مجھے کون بخشے گا۔ تو خدائے تعالیٰ اُسے جواب دیتا ہے کہ انا الرحیم میں رحیم ہوں تیرے گناہوں کو بخش دوں گا۔ اور بندہ کہتا ہے کہ قیامت کے دن میرے ساتھ جھگڑا کرنے والے بہت سے لوگ ہوں گے۔ مجھ کو ان کے ہاتھوں سے کون چھڑوائے گا۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَنَا مَالِکُ یَوْمِ الدِّیْنِ روز جزا کا میں مالک ہوں۔ تجھ کو اُن کے ہاتھوں سے چھڑوا دوں گا۔ اور بندہ خدا تعالیٰ کو کہتا ہے۔ تو ہم کو کس کام کرنے کا ارشاد فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کہتا ہے کہ تو اس طرح کہہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے تابعدار ہیں۔ اور گویا بندہ خدا تعالیٰ کو یہ کہہ رہا ہے کہ میں ضعیف ہوں۔ اور ناتواں ہوں۔ کما حقہ تیری عبادت نہیں کرسکتا۔ تو خدا تعالیٰ اُسے یہ جواب دیتا ہے۔ کہ اے میرے بندے تو میری عبادت کرنے میں مجھ سے مدد طلب کرتے ہوئے یہ کہہ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تاکہ میں تیری مدد کروں اور بندہ خدا تعالیٰ سے یہ کہتا ہے۔ کہ تیرا اکرام اور الطاف بندوں کے ساتھ بہت بڑا ہے۔ تو پھر میں کیا کام کروں جس کی وجہ سے میں تجھ سے جدا نہ ہو سکوں اور تیری رحمت سے نا امید نہ ہوں تو خدا تعالیٰ اُسے یہ جواب دیتا ہے۔ اِھدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تاکہ تو میری رحمت سے اور مجھ سے جدا اور نہ اُمیدنہ ہوسکے اور بندہ جو کہتا ہے کہ اے خدا تیرا صِرَاطِ مُسْتَقِیْم جو ہے

وہ کون لوگوں کا راستہ ہے تو خدا تعالیٰ اسے یہ جواب دیتا ہے صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ یعنی ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر ہم نے انعام کیا۔ اور بندہ خدا کو یہ کہتا ہے کہ وہ کون سی چیز ہے۔ جس سے میں ڈروں۔ اور اس کے نزدیک نہ جاؤں۔ تاکہ تو مجھ پر غضبناک نہ ہو جائے۔ اور میں سیدھے راستے سے نہ بہک جاؤں تو خدا تعالیٰ اُسے یہ فرماتا ہے۔ کہ تو یہ کہہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ تاکہ میں تجھ پر غضبناک نہ ہوں۔ اور تو راہ راست پر قائم رہے۔ اور بندہ یہ کہتا ہے کہ اس بڑی بابرکت دعا کو جب میں پڑھوں گا تو اس پر امین کون کہے گا۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب تو دعا کرے گا۔ تو فرشتے امین کہیں گے۔

الحمد شریف کے پڑھنے والے کو ہر ایک آیت کے مقابلے میں ایک ایک کرامت ملتی ہے

جب انسان اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہتا ہے، تو خدا تعالیٰ اُس پر اپنا انعام و اکرام زیادہ کرتا ہے۔ اور جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے اور جب وہ مَالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ اسے قیامت کے اہوال سے امن دیتا ہے اور جب وہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسکی عبادت کو قبول کرتا ہے اور اس کے تمام اُمور سے اُسے امداد دیتا ہے۔ اور جب وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے اسلام پر ثابت قدم رکھتا ہے اور جب وہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ، کہتا ہے تو خدا تعالیٰ بسبب موافقت انبیا اور صالحین کے اس پر اکرام کرتا ہے۔ اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ سب کافروں کے عذاب سے نجات دیتا ہے۔

الحمد شریف کے اسرار :- الحمد شریف میں جو الف ہے۔ یہ الف اُلفت ہے یعنی مومنین کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُلفت ہے اس کا الف ہے۔ اور لام جو ہے خلق اللہ کے ساتھ لطف عارفین کا لام ہے۔ اور حا حدود اللہ کی حفاظت کی حا ہے یعنے عارفین جو اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت کرتے ہیں۔ اُسکی حا ہے۔ اور میم محبت عارفین کی علامت ہے۔ اور دال دوام العارفین علیٰ باب اللہ تعالیٰ علامت ہے۔ اور نیز الف آلاء اللہ مع العارفین کی علامت ہے۔ اور حا۔ حکم اللہ علی العارفین کی علامت ہے اور میم مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ فِیْ قُلُوْبِ الْعَارِفِیْنَ کی علامت ہے۔ اور دال دَفْعُ الْبَلَاءِ عَنِ الْعَارِفِیْنَ کی علامت ہے۔

الحمد شریف :- ہم کو چھ۶ پیغمبروں سے وراثت ملی ہے۔ اوّل حضرت آدم علیہ السلام سے کیونکہ جس وقت انہوں نے چھینک ماری تو کہا الحمد للہ تو خدائے تعالیٰ نے ان پر رحمت بھیجی۔ اور فرشتوں نے کہا یَرْحَمُکَ اللّٰہ اور دوسرا نوح علیہ السلام نے فرمایا الحمد للّٰہِ الذی نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ تو ان کو سلامتی ملی۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا اور تیسرا حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے فرمایا الحمد للّٰہِ الذی وَھَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ۔ تو انہوں نے خدا کو فرمایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ۔ اور چوتھا اور پانچواں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے چنانچہ ان دونوں نے فرمایا الحمد للّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ اور پھر اُن کو اس کے مقابلے میں علم اور حکمت دی گئی۔ چنانچہ فرمایا وَکُلًّا اٰتَیْنَا حُکْمًا وَّعِلْمًا اور چھٹا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے مقابلے میں مقام محمود ملا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۔

الحمد شریف کے فضائل:۔ اس باب میں احادیث صحیحہ کو بیان کیا جائے گا۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات میں فرمایاہے کہ۔ الحمد شریف بسم اللہ کے ساتھ ملاکر ایک ہی دم پڑھا جائے کیونکہ میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ میرے آگے۔ ابوالحسن علی ابن ابوالفتح نے مقام کنارے میں جو شہر موصل کے پاس ایک گاؤں ہے سنہ ۶۰۱ میں میرے آگے بیان کیا۔ اور حلفاً فرمایا کہ میں نے ابوالفضل ملوسی سے سنا ہے اور ابوالفضل ملوسی نے حلفاً فرمایا کہ میں نے مبارک بن احمد منتشاپوری سے سنا ہے۔ اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابوبکر فضل بن محمد ہروی سے سنا ہے۔ اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابوبکر محمد بن علی شاشی سے سنا ہے۔ اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے عبداللہ ابونصر سرخسی سے سنا ہے، اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابوبکر بن فضل سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے عبداللہ بن محمد بن علی بن محی الوراق سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے محمد بن یونس طویل الفقیہ سے سنا ہے، اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے محمد بن حسن عوکی ______ سے سنا ہے کہ انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابن عیلیٰ سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے ابوبکر راجعی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا ہے کہ میں نے عمار بن موسیٰ ابرمکی سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے۔ اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے انس بن مالک سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے علی ابن ابی طالب سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً کہا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہے اور انہوں نے حلفاً فرمایا ہے کہ میں نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلفاً فرمایا کہ میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے سنا ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حلفاً فرمایا کہ ______ میں نے حضرت میکائیل علیہ السلام سے سنا ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت

اسرافیل علیہ السلام سے سُنا ہے اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا اسرافیل
بِعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَجُوْدِیْ وَکَرَمِیْ مَنْ قَرَءَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مُتَّصِلَۃً بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ
مَرَّۃً وَّاحِدَۃً اِشْھَدُوْا عَلَیَّ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ وَقَبِلْتُ مِنْہُ الْحَسَنَاتِ وَتَجَاوَزْتُ عَنْہُ
عَنْہُ السَّیِّئَاتِ وَلَا اُحْرِقُ لِسَانَہٗ بِالنَّارِ وَ اُجِیْرُہٗ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ
النَّارِ وَعَذَابِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَالْفَزَعِ الْاَکْبَرِ وَیَلْقَانِیْ قَبْلَ الْاَنْبِیَاءِ
وَالْاَوْلِیَاءِ اَجْمَعِیْنَ ۔ —— اے اسرافیل مجھے اپنی عزت اور جلال
اور بخشش اور کرم کی قسم ہے کہ جو شخص بسم اللہ شریف کو الحمد شریف کے ساتھ ملاکر
ایک مرتبہ پڑھے گا تو تم گواہ ہو کہ میں ضرور اس کے گناہ بخش دوں گا اور اسکی نیکیوں
کو قبول کروں گا۔ اور اسکی برائیوں سے درگذر کروں گا اور اُسکی زبان کو آگ میں نہیں
جلاؤں گا۔ اور اس کو عذاب قبر اور عذاب دوزخ اور عذاب قیامت اور بڑی بے
قراری سے پناہ دوں گا۔ اور تمام انبیاء اور اولیاء سے پہلے مجھ سے ملاقات کریگا۔ اور
نیز احمد اور بیہقی نے عبداللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے انہوں
نے فرمایا خَیْرُ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی سب سے بہتر سورۃ قرآن
کریم میں الحمد شریف ہے۔ اور نیز بیہقی اور حاکم نے حضرت انس سے روایت کی ہے آں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْضَلُ الْقُرْاٰنِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی بہتر قرآن کریم میں
سے الحمد شریف ہے اور نیز ابوالشیخ اور طبرانی اور ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابی
امامہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَرْبَعٌ اُنْزِلْنَ مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ
الْعَرْشِ لَمْ یُنْزَلْ شَیْءٌ مِّنْہُ غَیْرُھُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ
وَخَوَاتِیْمُ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ وَالْکَوْثَرُ —— چار سورتیں ایسی ہیں جو اس
خزانے سے اتاری گئی ہیں جو عرش کے نیچے ہے۔ اور ان چار سورتوں کے سوا اور
کوئی سورت اس خزانے سے نہیں اتاری گئی۔ وہ چار سورتیں یہ ہیں الحمد شریف اور

اور آیۃ الکرسی اور سورۃ البقرکے خواتیم اور سورۃ کوثر حافظ جلال الدین سیوطی نے ان احادیث کو اپنی تفسیر الدر المنثور فی تفسیر القرآن بالماثور میں نقل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ قَرَءَ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ فَکَاَنَّمَا قَرَءَ التَّوْرَاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَالزَّبُوْرَ وَالْقُرْاٰنَ وَکَاَنَّمَا تَصَدَّقَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ قَرَءَ بِمِلَاءِ الْاَرْضِ ذَھَبًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَحَرَّمَ اللّٰہُ جَسَدَہٗ عَلَی النَّارِ ——— یعنی جس شخص نے الحمد شریف کو پڑھا تو اس نے گویا تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن کریم کو پڑھا اور گویا اس نے ہر ایک آیت کے مقابلے زمین بھر کر سونے کا صدقہ دیا، اور خدا تعالیٰ اس کے جسم کو آگ پر حرام کر دے گا۔

الحمد شریف کے اسرار کا بیان

الحمد شریف کے پانچ حرف ہیں اور نمازیں بھی پانچ ہیں لہذا جب بندہ الحمد شریف کہے گا تو اس کے لئے پانچ نمازوں کا ثواب لکھا جائے گا اور لله میں تین حروف ہیں اور تین حرفوں کو پہلے پانچ حرفوں میں ملایا جائے تو آٹھ ہو جاویں گے، اور جنت کے دروازے بھی آٹھ ہیں لہذا جب انسان الحمدلله کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے، جس دروازے سے وہ چاہے بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل ہو جائے۔ اور جب رب العٰلمین کہتا ہے۔ تو اس کے دس حرف ہیں جن کو اگر پہلے آٹھ حرفوں سے ملایا جائے تو اٹھارہ بن جائینگے اور عالم کی تعداد بھی اٹھارہ ہزار ہے۔ لہذا جب بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تمام عوالم کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اَلرَّحْمٰن کے چھ حرف ہیں۔ جن کو اگر پہلے اٹھارہ حرفوں سے ملایا جائے تو چوبیس ۲۴ حرف بن جائیں گے اور دنوں اور راتوں

کی ساعتیں بھی چوبیس ہیں لہذا جب الحمد للہ رب العلمین الرحمن کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے رات اور دن کا ثواب لکھتا ہے الرحیم کے بھی چھ حروف ہیں جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو تیس حرف بن جائیں گے اور ماہِ رمضان کے بھی تیس دن ہیں۔ لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس شخص کا ثواب لکھتا ہے۔ جو رمضان شریف کے پورے روزے رکھے اور مالک یوم الدین کے بارہ حرف ہیں جس کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو بتالیس حروف ہو جائیں گے اور ہر روز کے فرضوں اور وتروں کی تعداد بیس رکعتیں ہیں اور سنن موکدہ اور صلوٰۃ الضحیٰ کی دو رکعتوں کو جب ان سے ملایا جائے گا تو کل بتالیس رکعتیں ہو جائیں گی۔

لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے فرائض اور سنتوں اور ضحیٰ کی رکعتوں کا ثواب لکھتا ہے اور ایاک نعبد میں آٹھ ہیں جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو پچاس حرف بن جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی پچاس ہزار سال کے مقدار پر بنائے گا جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے کان مقدارہ خمسین الف سنۃ لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد کہے تو وہ قیامت کے دن کے خوف سے پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ امن میں رہے گا۔ اور ایاک نستعین کے گیارہ حروف ہیں جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو اکسٹھ حروف بن جاتے ہیں اور زمین اور آسمان میں خدا تعالیٰ نے دریا بھی اکسٹھ پیدا کئے ہیں لہذا جب بندہ الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دریاؤں کے قطروں کے موافق ثواب دے گا۔ اور اھدنا الصراط المستقیم میں انیس حرف ہیں جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو اسی حرف بن جاتے ہیں۔ اور حد قذف اور شراب نوشی کے بھی اسی درے ہیں۔ لہذا جو شخص الحمد للہ رب

الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کہے تو اللہ تعالیٰ اس سے انتی دردوں کی سزا معاف کر دے گا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ میں بھی اُنیس حروف ہیں جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو ننانوے حروف بن جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کے وہ اسماء حسنہ جو قرآن مجید میں وارد ہوئے ہیں ان کی تعداد بھی ننانوے ہے لہذا جو بندہ الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم مٰلک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان اسماء کا ثواب لکھے گا اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ میں پندرہ حرف ہیں۔ جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو ایک سو چودہ حرف ہو جائیں گے اور قرآن مجید کی سورتوں کی تعداد بھی ایک سو چودہ ہے لہذا جو شخص الحمد شریف کو غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے۔ قرآن کریم سورتوں کا ثواب لکھے گا اور وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ میں دس حروف ہیں جن کو اگر پہلے حرفوں سے ملایا جائے تو ایک سو چوبیس حرف بن جاتے ہیں۔ اور انبیاء علیہم السلام کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ لہذا جو شخص الحمد شریف کو وَلَا الضَّآلِّیْنَ تک پڑھے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اٰمین کے چار حرف ہیں۔ جن میں سے الف آدم علیہ السلام کے اسم سے ماخوذ ہے اور میم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یا اسم حضرت یحیٰ علیہ السلام سے اور نون اسم حضرت نوح علیہ السلام سے ماخوذ ہے۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ آمین میں چار حرف ہیں لہذا جو شخص آمین کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس چار قسم کی بلاؤں سے امن میں رکھے گا یعنی زوال ایمان اور قیامت کے دن کے۔ خوف اور پلصراط کے گذرنے کے خوف اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے خوف سے نجات دے گا اور انس بن مالک نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرمایا تھا کہ اے موسیٰ! میں نے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو چار حرف دیئے ہیں جن میں سے پہلا تورات اور دوسرا انجیل کا اور تیسرا زبور کا چوتھا قرآن کریم کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ کون سے حرف ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آمین کے حروف ہیں جو شخص ان کو پڑھے گا تو اس نے گویا چار آسمانی کتابوں کو پڑھا۔ اور ان کا ثواب لیا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ الف کو عرش کے رکن پر لکھا ہوا ہے اور میم کو کرسی کے رکن پر اور یا کو لوح محفوظ کے رکن پر اور نون کو قلم پر لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا جو شخص آمین اپنی دعا میں کہتا ہے۔ تو یہ تمام چیزیں حرکت میں آکر اس کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ تم گواہ ہو کہ میں نے اس کو بخش دیا اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ الف حضرت جبرائیل کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ اور میم حضرت میکائیل کی پیشانی پر اور یا حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی پر لکھی ہے۔ اور نون حضرت عزرائیل کی پیشانی پر لکھا گیا ہے لہٰذا جو شخص آمین کہتا ہے۔ تو یہ تمام فرشتے سجدے میں گر جاتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اے خدا تو اس آمین کہنے والے کو بخش دے اور وہ ابھی اپنے سروں کو سجدے سے نہیں اٹھاتے کہ خدا تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے۔

اے عزیز آدمی کا جوہر جس کو دل کہتے ہیں۔ معرفت کے طریقہ میں جو اس کو بزرگی حاصل ہوتی ہے۔ اس کا نمونہ تو تجھے معلوم ہو گیا اب یہ جان لے کہ اس کو از روئے قدرت بھی ایک بزرگی حاصل ہے۔ کیونکہ قدرت بھی ملائکہ کی خاصیت ہے۔ اور یہ قدرت اور جانداروں میں نہیں ہے۔ دل کی قدرت یہی ہے۔ کہ جس طرح عالم اجسام ملائکہ کے اختیار میں ہے۔ کہ جب وہ مناسب سمجھتے ہیں۔ اور خلقت کو اس کا محتاج پاتے ہیں۔ تو بہار کے موسم میں خدا تعالیٰ کی اجازت سے مینہ برساتے ہیں۔ ہوا چلاتے ہیں جانداروں کی رحم میں نباتات کی زمین میں صورت بناتے ہیں۔ اور سنوارتے ہیں اور اسی طرح

ہر ایک کام کے لئے ملائکہ کی ایک جماعت مقرر ہے۔ ایسا ہی آدمی کا دل بھی ملائکہ کے جوہر کا ہم جنس ہے، اس کو بھی قدرت دی ہے، اس لئے عالم کے بعض اجسام اس کے قبضہ میں ہیں، اور ہر شخص کا عالم اس کا بدن ہے اور بدن دل کے قبضہ میں ہے، اور یہ تو ظاہر بات ہے کہ نہ دل انگلی میں ہے نہ ارادہ نہ علم بلکہ دل کے حکم سے انگلی ہلتی ہے، اور جب دل میں غصہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے تو سارا بدن پسینے پسینے ہو جاتا ہے، تو یہ بمنزلہ مینہ ہے، اور جب صورت شہوت دل میں پیدا ہوتی ہے، تو اس سے ہوا ظاہر ہوتی ہے، اور وہ شرمگاہ کی طرف جاتی ہے، اور جب کھانا کھانے کا ارادہ کرتا ہے تو حقیقت زبان کے نیچے ہے، وہ خدمت کے لئے اٹھتی ہے اور پانی بہانے لگتی ہے، تاکہ کھانے کو اتنا تر کرے کہ کھایا جا سکے، اور یہ بات کچھ چھپی نہیں، کہ دل کا اختیار بدن میں ہے اور بدن دل کے قبضے میں ہے، لیکن یہ بات بھی جاننے کی ہے کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے، کہ بعض کا دل زیادہ شریف اور زیادہ قوی، اور ملائکہ کے جوہر سے زیادہ مشابہ ہو کہ بدن کی ہوا اور جسم بھی اس کے مطیع ہوں، حتیٰ کہ اگر اس کا رعب شیر پر پڑے تو وہ گردن ڈالدے، اور مطیع ہو جائے اور بیمار کی طرف متوجہ ہو تو، اچھا ہو جائے، اور تندرست کی طرف متوجہ ہو تو بیمار ہو جائے اور اگر کسی کے پاس آنے کا خیال باندھے تو اس کے دل میں بھی آنے کا خیال ہو، اگر مینہ کی ذہن باندھے تو مینہ آجائے یہ سب باتیں عقلی دلیل سے ممکن اور تجربہ سے ظاہر ہیں، اور جس کو نظر لگنا اور جادو کہتے ہیں، وہ بھی اسی قسم سے ہے خلاصہ یہ ہے کہ سب چیزوں میں آدمی کے نفس کا اثر پڑتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی حاسد ہو، اور حسد کی باعث کسی عمدہ چوپائے کو دیکھ کر اسکی ہلاکت کا خیال کرے تو وہ چوپایہ اسی وقت مر جائے گا، چنانچہ حدیث شریف میں ہے اَلْعَيْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلَ الْقِدْرَ یعنی نظر آدمی کو قبر میں ڈالتی ہے، اور اونٹ کو ہانڈی میں، پس یہی دل کے عجب قدرتوں میں سے ہے، اور ایسی تاثیر جس شخص میں ظاہر ہو گئی، اگر وہ خلقت کا ہادی ہو

گا. اس خاصیت کو معجزہ کہیں گے ۔ اگر پیغمبر نہ ہو گا تو کرامت کہیں گے ہاں اگر وہ خاصیت نیک کام میں ہوئی تو اس کو نبیؔ یا ولی کہیں گے ۔ اور جو برے کام میں ہوئی تو اس کو جادو گر کہیں گے ۔ لیکن جادو کرامات معجزہ آدمی کے دل کی قوت کا اثر ہے ۔ مگر ان تینوں قدرتوں میں بہت بڑا فرق ہے ۔ اور اس کتاب میں اس بیان کی گنجائش نہیں ہے ۔ جو شخص مذکورہ بالا بیان کو نہ سمجھے وہ نبوّت کی حقیقت سے بے خبر ۔ مگر سننے سنانے سے اسے کچھ معلوم ہو گا ، کہ نبوت اور ولایت آدمی کے دل کی بزرگی کے درجات میں سے ہیں اور اس کا ما حاصل تین خاصیتیں ہیں ۔ جو عام لوگوں کو خواب میں معلوم ہوتا ہے ۔ جو عام لوگوں کا نفس صرف ان ہی کے بدن میں اثر کر سکتا ہے ۔ اور جو اجسام کہ اُن کے بدن سے خارج ہیں ، اس میں اسی طور سے اثر کرتا ہے ۔ جس میں خلقت کے لئے صلاحیت ہو اور بگاڑ نہ ہو ، جو علوم کہ عام لوگوں کو سیکھنے سے حاصل ہوتے ہیں ، اُسے بغیر سیکھنے اپنی طبیعت سے آجاتے ہیں ، اور چونکہ یہ بات ہوا کرتی ہے کہ جو کوئی زیادہ عقلمند ہوتا ہے اور اس کے دل میں صفائی آجاتی ہے ، تو وہ بعض علموں کو بغیر پڑھے سیکھ لیتا ہے ۔ تو یہ بات بھی ہو سکتی ہے ۔ کہ جس میں عقل اور صفائی زیادہ ہو ۔ سب یا اکثر علوم اُسے آپ ہی آجائیں اُسی کو علم لدنی کہتے ہیں ۔ جیسے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور سکھایا تھا ہم نے اپنے پاس سے ایک علم ۔ جس کو یہ تینوں باتیں حاصل ہوں وہ تو یا بڑے پیغمبروں میں سے پیغمبر یا بڑے اولیاء میں سے کوئی ولی ہو ۔ اور جس میں ایک بات بھی نہ ہو گی اس کو بھی قرب کا درجہ حاصل ہو گا ، مگر ہر ایک میں مراتب کا فرق بہت ہے ۔ کیونکہ بعض ایسا ہو گا ، کہ اس کو ہر ایک میں سے کچھ حاصل ہو گا ، اور کوئی ایسا ہو گا کہ اس کو اکثر حصہ میسر ہوا ہو گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کمال تھا کہ اُن کو تینوں باتیں انتہا درجہ کی حاصل تھیں ، جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی نبوّت کا حال خلقت پر ظاہر ہو ، تاکہ لوگ

ان کی پیروی کریں اور سعادت مندی کا راستہ اُن سے سیکھیں، تو ان ہی تینوں خاصیتوں میں سے ہر ایک کو ایک نمونہ دیا ایک خاصیت کا نمونہ تو خواب ہے دوسری خاصیت کا نمونہ سمجھ کہ سیدھا ہونا تیسری خاصیّت کا نمونہ علوم کا دل نشین ہونا اور آدمی کسی چیز پر ایمان نہیں لا سکتا، جب تک کہ اُس قسم کی چیز اس کی ذات میں نہ ہو، اور جس چیز کا نمونہ اپنے پاس نہیں ہوتا، اس کی صورت سمجھ میں نہیں آتی، اس سبب سے جناب الٰہی کو سوائے اُس کی ذات کے کوئی دوسرا پورے طور نہیں پہچان سکتا، اور تحقیق بڑی لمبی چوڑی ہے، جس کتاب میں ہم نے اسمائے الٰہی کے معنے لکھے ہیں، اور اس میں اس امر کو روشن دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے مقصود یہ ہے کہ ہم اس بات کا یقین رکھتے ہیں، کہ انبیاء و اولیاء میں ان تینوں کمالوں کے علاوہ اور بھی ایسے کمال ہوتے ہیں کہ ہم کو انکی خبر نہیں، کیونکہ ہمارے پاس ان کا کوئی نہیں ہے، پس جس ہم کہتے ہیں، کہ خدائے تعالیٰ کی ذات کمال کو اس کی ذات کے سوا کوئی نہیں پہچان سکتا اس طرح ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی پورے طور سے کوئی پہچان نہیں سکتا، مگر پیغمبر یا وہ ذات جو آپ سے مرتبہ میں زیادہ ہے لہذا آدمیوں میں سے پیغمبر کے قدر خود پیغمبر ہی پہچانتا ہے، ہم کو اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں۔ کیونکہ اگر ہمیں خواب نظر نہ آتا، اور ہم سے کوئی بیان کرتا، کہ آدمی بلا حرکت کے پڑا رہتا ہے، نہ دیکھتا ہے، نہ سنتا ہے، نہ بولتا ہے، اور یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا، جس میں سننے اور دیکھنے کی قوت ہے، وہ اس حال کو نہیں سمجھ سکتا، پس اگر ہمیں نیند نہ آیا کرتی، تو ہم کو اس حالت کا کبھی یقین نہ ہوتا، کیونکہ آدمی نے جو نہیں دیکھا، اُسے یقین نہیں کرتا، اس لیے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ۔ بلکہ جھٹلانے لگے ہیں جس کے سمجھنے پر قابو نہ پایا اور ابھی نہیں آئی ہمیں اس کی حقیقت اور دوسری جگہ فرمایا اِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ اور جب راہ پر نہیں آئے اس

کے بتانے سے کہیں یہ جھوٹ ہے مدّت کا اور اس بات کا تعجب نہ کرو۔ کہ انبیاء اور اولیاء میں ایسی صفت ہوتی ہے کہ اس سے اور لوگ بے خبر ہوتے ہیں ۔ اور ان کو اس سے لذّت اور اعلیٰ درجے کے حالات حاصل ہوتے ہیں ۔ اے عزیز کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ جس کو شعر کا مذاق نہیں ، اُسے اس کے وزن و سماع سے مزا نہیں آتا ۔ اور اگر کوئی یہ چاہے کہ اُسے اس شعر کا لطف و معنی سمجھائے تو نہیں سمجھ سکتا کیونکہ اس کو ان باتوں کی خبر نہیں اسی طرح مادر زاد اندھا ۔ رنگوں کی کیفیت اور دیدار کی لذت نہیں جان سکتا ۔ پس اس بات کا بھی تعجب نہ کرو ۔ کہ نبوت کے درجے کے علاوہ حق تعالیٰ کسی اور میں ایسے علوم پیدا کر دے کہ اس سے پہلے کسی کو اسکی خبر نہ ہو اے عزیز یہ کچھ بیان کیا گیا اس سے آدمی کے دل کی اصلیت اور بزرگی تو تجھے معلوم ہو گئی ، اور صوفیوں کا طریق بھی معلوم ہو گیا ۔ کہ کیا ہے ۔ اور غالبًا تو نے صوفیوں سے یہ بھی سنا ہو گا ۔ کہ وہ کہا کرتے ہیں کہ علم اس راستہ کا حجاب ہے ۔ اور تو نے اس کا انکار کیا ہو گا ۔ اے عزیز اس کا انکار نہ کر کہ یہ سچی بات ہے ۔ جو چیز کہ محسوسات میں ہے ۔ اور جو علم کہ محسوسات کے طریقے سے حاصل ہوتا ہے ۔ جب اس میں مشغول ہو گا ۔ اس حال سے حجاب ہو جائیگا اور دل کی مثال حوض جیسی ہے ۔ اور پانچوں حواس کی مثال ایسی ہے جیسے پانچ نہریں ، اور نہروں کا پانی باہر سے حوض میں آتا ہے اگر تو یہ چاہے کہ صاف پانی حوض کی تہ سے نکلے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ اول اس کو خالی کر اور سارا پانی نکال اور جو کیچڑ وغیرہ پانی کے اثر سے اس میں ہے ۔ وہ بھی باہر پھینک ۔ اور سب نہروں کا راستہ بند کر تا باہر کا پانی ان کی سوتوں سے اس میں نہ آئے پھر حوض کی تہ کو کھود تاکہ پاک صاف پانی اس کی تہ سے نکلے ۔ جب تک کہ حوض میں باہر کا آیا ہوا پانی رہے گا ۔ ممکن نہیں کہ اسکی تہ سے پانی نکلے اسی طرح یہ علم جو اندر سے باہر آتا ہے حاصل نہیں ہو سکتا ۔ جب تک کہ دل باہر کی آئی ہوئی چیزوں سے خالی نہ ہو ۔ لیکن عالم اگر اپنی سیکھی ہوئی علم سے خالی کر دے

اور دل کو اس میں مشغول نہ رکھے۔ تو وہ علم جس سے اپنے نفس کو خالی کیا ہے حجاب بن سکتا اور ممکن ہے کہ ایسے عالم کو کشف حاصل ہو۔ جس طرح دل کو جس وقت خیالات اور محسوسات سے خالی کرتا ہے۔ تو وہ خیالات آڑ میں بن سکتے۔ حجاب کا سبب یہ ہے۔ کہ جب کسی نے اہل سنت کے عقائد بدلائل سیکھے۔ اور دلائل بھی وہ مجادلہ و مناظرہ میں کام آتے ہیں۔ اور پھر بالکل انہی دلائل کا رہا۔ اور یہ سمجھ لیا۔ کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہیں۔ اگر کوئی چیز اس کے دل میں آئے گی تو یہ کہے گا۔ جو میں نے سنا ہے اس کے خلاف ہے۔ اور جو کوئی اس کے خلاف ہے باطل ہے۔ ممکن نہیں کہ کبھی ایسے شخص کو کاموں کی حقیقت معلوم ہو۔ کیونکہ جو اعتقاد کہ عوام کو سکھائے جاتے ہیں وہ حقیقت کا سانچہ ہے۔ عین حقیقت نہیں اور معرفت پوری جب ہوتی ہے کہ حقائق پر سے سانچے کو اٹھا دیا جائے جس طرح مغز کو چھلکے سے الگ کرتے ہیں۔ چاہیے کہ جو شخص بحث کا اعتقاد ثابت کرنے کے لئے سیکھتا ہے۔ اس کو حقیقت حال نہیں کھلتے جس وقت وہ گمان کرتا ہے۔ کہ جو کچھ میرے پاس ہے اس کے سوا اور ہیچ ہے اسی وقت یہ گمان اس کا حجاب بن جاتا ہے۔ اس سبب سے یہ گمان اس شخص پر غالب آجاتا ہے۔ جس نے کچھ سیکھا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ اس درجہ سے محروم رہتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص اس گمان سے پاک ہو جائے۔ اس کے واسطے علم حجاب نہیں ہوتا۔ جب کسی کو کشف ہونے لگتا ہے۔ تو اس کا درجہ کمال کو پہنچتا ہے۔ اور اس کی راہ زیادہ امن میں اور زیادہ ٹھیک اس شخص کی بہ نسبت ہوتی ہے۔ جس کا قدم پہلے سے علم میں مضبوط نہیں پڑا۔ اور یہ ہوتا ہے کہ مدت دراز تک بیہودہ خیال کی قید میں رہنے سے تھوڑا سا شبہہ اس کے لئے حجاب ہو جاتا ہے۔ اور عالم ایسے کھٹکے سے امن میں ہے۔ پس اس بات کے معنی کہ علم حجاب ہے۔ جاننے چاہئے اور جب سنے کہ وہ مکاشفہ کے درجے کو پہنچتا ہے۔ تو انکار نہ کرے۔ لیکن حلال کو حرام سمجھنے والے اور نفس

کے قیدی بیہودہ لوگ جو اس زمانہ میں ظاہر ہوئے ہیں ان کو یہ حال کبھی نصیب ہی نہیں ہوتے۔ ہاں صوفیوں سے بناوٹ کی چند باتیں واہیات سیکھی ہیں، اور اُن کا مشغلہ یہ ہے۔ کہ تمام دن اپنا بدن دھوتے ہیں۔ اور کنگھی چوٹی اور مصلی اور مرقع کی آرائش میں لگے رہتے ہیں اور علم کی اور علماء کی مذمت کرتے ہیں۔ یہ لوگ واجب القتل ہیں کیونکہ مخلوق کے حق میں شیطان ہیں اور خدا اور رسول کے دشمن۔ اسلئے کہ خدا اور رسولؐ نے علم اور علماء کی تعریف کی ہے۔ اور تمام جہان کو علم سیکھنے کی ہدایت فرمائی ہے یہ بدبخت نفس پر ور نہ صاحب حال نہ صاحب علم ان کو یہ بات کہنی کب جائز ہے۔ ان کی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جس نے سُنا تھا۔ کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے بہت سونا بن جاتا ہے۔ اور جب سونے کے خزانے اس کے سامنے کئے جاتے ہیں، تو انہیں ہاتھ نہیں لگاتا۔ اور کہتا ہے۔ کہ سونا کس کام ہے۔ اور کیا قدر کے قابل ہے کیمیاء چاہیئے کہ وہ اصل ہے۔ یہ شخص تو سونا لیتا نہیں۔ اور کیمیا کو کسی آنکھ سے دیکھا نہیں، نہ اُسے معلوم پس بدنصیب اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے۔ اور اس بات کی خوشی ہے کہ میں کہہ چکا کہ وہ کیمیا سونے سے بہتر ہے۔ پھولا نہیں سماتا اور شیخی بھگارتا ہے۔ پس انبیاء اور اولیاء کے کشف کی مثال کیمیا جیسی ہے۔ اور علماء کے علم کی مثال سونے جیسی ہے۔ اور کیمیا والے کو سونے والے پر ہر طرح فضیلت ہے۔ لیکن یہاں ایک نکتہ ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس اتنی کیمیا ہے کہ اس سے سو اشرفیوں سے زیادہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کو اس شخص پر فضیلت نہیں ہوسکتی۔ جس کے پاس ہزار اشرفیاں ہیں۔ اور جس طرح کیمیا کی کتابیں اور اس کا چرچا اور اس کے طالب علم بہت ہیں اور اس کی حقیقت زمانہ میں بہت کم ہاتھ آتی ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو جو اس کے طالب ہیں نتیجہ کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صوفیہ کا کام بھی ایسا ہی ہے۔ کہ اصلیت ان میں کم ہے۔ اور جو کچھ ہے تھوڑی ہے اور کم ہیں وہ لوگ جو کمال کو پہنچتے ہیں۔ پس جاننا

چاہیئے۔ کہ جس کو صوفیوں کا تھوڑا سا حال میسر ہوا ہو۔ اس کو ہر عالم پر فضیلت نہیں کیونکہ اکثر ان میں ایسے ہیں، کہ ابتدا میں کچھ حال ان پر وارد ہوتا ہے، پھر اس مقام سے گر پڑتے ہیں، اور کمال کو نہیں پہنچتے اور بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ خبط اور خیال ان پر غالب آجاتا ہے۔ اور اس کی کچھ اصلیت نہیں ہوتی، اور یہ لوگ گمان کرتے ہیں، کہ یہ کام کی بات ہے، اور اصل میں وہ ایسے نہیں ہوتے اور جس طرح خواب میں سچی اور جھوٹی باتیں ہوتی ہیں اس حال میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ بلکہ علماء پر فضیلت اس شخص کو ہے، کہ اس کا حال ایسا کامل ہو کہ جو علم دین سے تعلق رکھتا ہے اور دوسروں کو سکھنے سے آتا ہے۔ اور اسے آپ ہی آپ بے سیکھے آجاتا ہے۔ اور یہ بہت نادر ہے پس چاہیئے کہ تصوف کے طریقہ کی اصلیت اور صوفیوں کی فضیلت پر ایمان ہو اور زمانے کی ان نفس پروروں کے سبب سے صوفیوں سے بے اعتقاد نہ ہو اور جو کوئی ان میں سے علم اور علماء پر طعن کرتا ہے۔ جانے کہ کچھ حاصل نہ ہونے کے سبب سے کرتا ہے۔

آپ کے بعض کلام:۔ جو آپ سے بعض مقام کرام میں صادر ہوئے جبح وصال کے نسیم جب ان لوگوں کی منزلوں سے گزرتی ہے۔ جو رنگ تو وہ پر پھیلی ہوئی ہیں اور اتصال کی راتوں کا خیال جب ان لوگوں کی خوابگاہوں کی طرف آتا ہے۔ جو رات کی ساعت میں جدا کئے گئے ہیں اور جب روح خبر پوچھنے کیلئے قدموں پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور آنکھ دیکھنے سے اعراض کر کے آنسو بہانے کی طرف مشغول ہو جاتی ہے۔ اور ادم احوال گناہوں کے اعتراف کے قدم پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ ہمتوں کا ابراہیم اَطْمَعُ اَنْ یَغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ کے دروازے پر قدم راسخ سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور ارادوں کا موسیٰؑ طور تُبْتُ اِلَیْکَ کے قبہ پر بیہوش گر پڑتا ہے۔ اور ایوب بے حالی مَسَّنِیَ الضُّرُّ کے ہاتھ

سے اشارہ کرتا ہے۔ اور سلیمان جرانی اپنی دولت کے بسط انبساط پر اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِکُمْ نَفَحَاتٌ کی ہوا پر سوار گزرتا ہے۔ اور نملۂ قلب خواطر کی رعایا کو سلطان جلال کی لشکر کے انتشار اور بادشاہ کمال کی جیوش کے استیلاء کے وقت کہتا ہے یَا اَیُّھَا النَّمْلُ اُدْخُلُوْا مَسَاکِنَکُمْ پس بہت سے ایسے دقیق مسالک آتے ہیں جن کی کیفیت کی معرفت سے وہم حیران اور سرگرداں ہو جاتا ہے۔ اور بہت سے ایسے رقیق معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ فکر دل اسکی ماہیت سے تنگ آجاتا ہے۔ کبھی تو وہ برق کی طرح چمکتے ہیں۔ اور کبھی شمس کی طرح طلوع کرتے ہیں پس قلوب وحدہ شتیاق سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اور روح پیاس اور جلن سے سرگرداں ہو جاتے ہیں ———————— پس اے رواح کے قافلوان منازل کی طلب میں کوشش کرو۔ اور اے دلوں کے عمدہ گھوڑوان محافل میں نزول کے لئے جلدی کرو۔ وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰی عَالِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ آپ کا قول ہے پہلے سمجھ اور پھر جدا ہو جا۔ جو شخص بغیر علم کے عبادت کرتا ہے۔ تو اس کی اصلاح کرنے والی چیزیں کم ہوں گی، اور خراب کرنے والی بہت۔ اپنے ساتھ اپنے رب کے نور کا دیا ہے۔ جو شخص اپنے علم کے موافق عمل کرے گا، تو اللہ تعالےٰ اُسے ایسا علم عطا کرے گا۔ جسے وہ نہیں جانتا۔ خدا کے سوائے ہر چیز سے قطع تعلق اور اغیار اور اسباب دینوی چھوڑ دے۔ اپنے خدا کے ساتھ ۴۰ دن تک خلوص رہے۔ تو پھر دل سے تیری زبان پر حکمتوں کے چشمے جاری ہو جائیں گے اور خدا کی آگ کو وہ ایسے دیکھے گا جیسے حضرت موسیٰ درخت سے آگ دیکھتے تھے اور اس کا دل اپنے نفس شیطانی اتباع اور جمیع اسباب سے کہے گا۔ ٹھہرجا میں نے آگ دیکھی ہے۔ اور دل سے آواز آئے گی کہ میں تیرا رب ہوں اور میں تیرا معبود ہوں۔

پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کر۔ اور غیر کے سامنے عاجز نہ بنا کر اور نہ کسی غیر سے تعلق رکھ۔ مجھے اچھی طرح سے پہچان اور غیر کو بھلا میرے ساتھ مل اور غیر سے انقطاع کر اور مجھے طلب کر اور غیر سے اعراض کر کے میرے علم قرب اور ملک کی طرف متوجہ ہو۔ جب یہ بات پوری ہو جائے گی۔ اور بقا پورا ہو جائے گا اور جاری ہو گا۔ جو کچھ جاری ہو گا اور اس بندے کی طرف وحی ہو گی اور خطاب ہوگا۔ کہ فرعون کی طرف جا اس نے سرکشی اختیار کی ہے۔ اے دل نفس اور شیطان اور ہوا کی طرف جا۔ اور میری طرف ان کی راہنمائی کر اور کہو اگر تم میری تابعداری کرو گے۔ تو میں تمہیں سیدھا رستہ دکھادونگا۔ آپ کا قول روحوں کے شہد کی مکھی جسموں کے وجود سے پہلے کن کے چھتوں سے اڑ کر توحید کے باغوں میں آئی۔ تاکہ اس کے درختوں کے شگوفوں سے شہد چوسے۔ اور معرفت کی شاخوں سے پھل کھائے اور مواطن قدس میں اپنے گھر بنائے اور درگاہ علو میں مقام قرب کی طرف اپنے رب کی نزدیکی کے راستے چلے اور ہم عالیہ کے ہاتھوں سے حضوری کے میوے چنے اور مقامات عالیہ پر چڑھے۔ پس اسے قضاء و قدر کے صیاد نے تکلیف کے جال سے شکار کر لیا۔ اور امر کے ہاتھ سے بدنوں کے پنجروں میں اسے بند کر دیا۔ تو خدا نے اس روحوں کی مکھی کی طرف وحی کی۔ کہ بدنوں میں تواضع سے اپنے پروردگار کے راستے پر چل۔ اور شریعت کے پھل کھا اور حقیقت کے انوار کے شگوفوں سے چوس۔ بلا عارفین کی ریحان ہے۔ اور رنج واصلین کے باغ کی نسیم ہے سب سے بڑی بلا محبوب کا گم ہو جانا ہے۔ اور سب سے بڑا رنج محبوب کا نہ ملنا ہے۔ حول و قوت سے بری ہو کر اُسے خدا کی سپرد کر دینا حقیقت توحید ہے۔ اور ہر مخلوق کو عقل کی آنکھ سے مٹا دینا محض تقرار ہے قال اللہ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِي خَوْضِهِمْ يَلْعَبُونَ۔ اسم اعظم اللہ ہی ہے۔ اور دعا تب مقبول ہوتی ہے۔ کہ جب تو اللہ کہے۔ اور اس وقت اس کے سوا تیرے دل میں کسی کا خیال تک بھی نہ ہو عارفین کاملؔ سے بِسْمِ اللّٰہ کا لفظ ایسا ہے جیسے

اللہ سے لفظ کُن، یہ ایسا کلمہ ہے، جو غم کو دور کرتا ہے۔ اور مصیبت کو زائل کر دیتا ہے۔ زہر کو باطل کر دیتا ہے۔ اور نور اِس کلمہ کا عام ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اور مظہر عجائب ہے۔ اللہ کی سلطنت بلند ہے۔ اور اُسکی شان ارفع ہے۔ اللہ بندوں کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور دلوں کا نگہبان ہے۔ اللہ جابروں پر غالب ہے۔ اللہ بڑے بڑے بادشاہوں کے تکبر توڑنے والا ہے۔ اللہ ظاہر و باطن جانتا ہے۔ اللہ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ جو شخص اللہ کا ہو جاتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت میں آتا ہے۔ جو اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ اس کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا جو اللہ کے راستے پر چلتا ہے۔ وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے جو واصل باللہ ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی حفاظت میں زندگی بسر کرتا ہے۔ جو اللہ کا مشتاق ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے مانوس ہو جاتا ہے۔ جو اغیار کو ترک کرتا ہے۔ تو اللہ کے ساتھ اس کا وقت صاف ہو جاتا ہے۔ اللہ کا دروازہ ہی کھٹکھٹا اللہ ہی کی پناہ ڈھونڈ اور اسی پر توکل کر اللہ سے اعراض کرنے والے اللہ کی طرف رجوع کر یہ میرے اسم کا معالج دارالشفاء میں ہے۔ تو لقا کا وقت کیسے ہوگا۔ یہ حالت دارالمحنت میں ہے۔ پس دارالنعمت میں کیسے ہوگی باوجود تیرے دروازے پر ہونے کے میرا یہ اسمی ہے۔ تو جب پردے اٹھا جائیں گے پھر کیسے ہوگا۔ اور یہ حالت اس وقت کی ہے۔ کہ میں نے تجھے آواز دی ہے۔ اور جب میں تجھ سے راز کہوں گا وہ حالت کیسی ہوگی۔ قوم مشاہدہ میں ہے۔ اور بزرگی کی سمندر اُن کی طرف وارد ہو رہی ہیں۔ عاشق صادق پرندہ کی طرح ہے۔ جو درخت پر بیٹھا ہوا نہیں سوتا بلکہ صبح خالی اوقات اپنے دوست کو پکارتا ہے۔ قرب کی بُو اُن کے دلوں پر چلتی ہے۔ تو وہ اپنے رب کے ذکر کی طرف مشتاق ہوتے ہیں۔ افسوس ہے تم پر کہ تم کیسے مرد گے۔ حالانکہ تم نے اپنے پروردگار کو نہیں پہچانا۔ شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے۔ اللہ نے بعض عارفین کو اس شراب سے ایک قطرہ پلایا۔ اور ساقی قدرنے دیکھنے کے لئے اسے خالی کر دیا۔ تو اس کی روح اپنے ہم نشینوں کے درمیان ناچنے لگی اور برق تجلّی کے

چمکتے وقت جبلِ موسیٰ اس کے دیکھنے کے شوق سے ہلا۔ پس اس نے سر محبوب کو دیکھا اور غلبہ عشق سے انا الحق کہہ دیا۔ اور اس کا دوسرا ہم نشین بھی مست ہوا اور اس نے سُبحَانِی مَا اَعظَمَ شَانِی کہہ دیا روحوں کے پرندوں کے ایک جماعت نے اپنے بدنوں کے پنجروں کو چھوڑ دیا۔ اور شوق کے بازو سے فضا عشق میں پرواز کیا۔ اور وجد کے بجد سے منادی ازل کی وادی کا قصد کیا۔ اور طمع کیا کہ طور قدم سے مشاہدے کا دانہ چگیں۔ لیکن ان کے طلب کے کبوتروں پر عظمت کے باز لپکے۔ پس زمین و آسمان کے سب متنفس بے ہوش ہو گئے۔ مگر جسے خدا نے چاہا وہ بے ہوش نہ ہوا۔ عالمین کے اسوار کے لئے ہمیشگی کے جلال کی خوبی روشن ہوئی۔ اور عیون عارفین کے لئے کمال احدیت کا نور غیب قدم کے مشکاۃ سے چمکا۔ اور اقدام خلائق پر مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کے جنگل میں گر پڑی اور عاصی تبہ نسوا اللہ منقطع ہوئی۔ اے مریدوں کے گروہ صورت آدمی میں غیب سے ایک راز رکھا گیا ہے۔ اور اس کی مٹی میں بلندی کا خزانہ مخفی ہے۔ پس سب نے اس کی معرفت کا قصد کیا۔ اور اس دفینہ پر مطلع ہونا چاہا۔ مگر نفوس کے پردے نے اسے منع کیا۔ اور اس نے اس چشمے پر جانے کا کوئی راستہ نہ پایا۔

حکایت:- حضرت ابو الحسن دینوری فرماتے ہیں۔ کہ میرے استاد ابو جعفر صیدلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے پہلی عقیدت میں یعنے عالم ظاہری ہونے کی حالت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور ایک چبوترے پر بیٹھے ہیں۔ اور مشائخ صوفیا کی ایک جماعت آپ کے گرد اگرد بیٹھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں۔ اور ایک فرشتہ نیچے اترا ہے اور چلچی اور لوٹا ہاتھ میں لئے ہوئے تھا۔ اور ایک

ایک سامنے رکھتا تھا، اور وہ ہاتھ دھوتے تھے۔ اور جب میرے تک پہنچا تو آں حضرت نے فرمایا اٹھا لو کیونکہ یہ ان میں سے نہیں ہے۔ لوٹے والے نے لوٹا اٹھا لیا، اور چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ان سے تو نہیں لیکن آپ جانتے ہیں۔ کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے۔ وہ ان ہی میں سے ہے۔

حدیث:۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ۔

یعنے آدمی اس کے ساتھ ہوگا، جس سے اُسے محبت ہے چلچی لوٹا واپس لائے گئے۔ یہاں تک کہ میں نے بھی ہاتھ دھوئے آں حضرت میری طرف دیکھتے، اور ہنستے تھے، اور فرمایا، اگر ہم کو دوست رکھتا ہے۔ تو ہمارے ساتھ ہی ہے۔ ابو جعفر کہتے ہیں اس وقت میری صوفیوں سے صحبت نہ تھی۔

حکایت:۔ خواجہ بدر اسحاق کتاب اسرار الاولیا میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت فرید الدین شکر گنج علیہ رحمت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت محمد صوفی خولجہ عزیز درویش مولانا یحیٰ غریب شیخ بدرالدین غزنوی شیخ جمال الدین ہانسوی شیخ جمال الدین عرف شیخ علاؤ الدین اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ درویشی کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی زبان مبارک سے فرمایا۔ اگر رسول اللہ درویشی کو قبول نہ فرماتے، تو درویشی کی برکت جہاں میں نہ ہوتی۔ پھر فرمایا ایک مرتبہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ اے بار خدایا دنیا اور اہل دنیا کس بات کے سہارے قائم ہیں، حکم ہوا درویشوں کی قدم کی برکت سے اے بیٹا اگر درویش جہاں میں نہ ہوتے تو دولت مندوں کی میرا قہر نگل جاتا، اور سب

کو ہلاک کر دیتا۔ پھر فرمایا۔ اگر آرام دارین ہے۔ تو درویشوں کی محبت میں ہے۔ جب شیخ شہاب الدین سہروردی کے مہمان خانہ میں کوئی درویش نہ آتا تو فرماتے آج مجھ سے نعمت لے گئی ہے۔ جو کوئی درویش نہیں آیا۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے۔ کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمانِ آلٰہی سنایا کہ اے میرے حبیب جو لوگ فقیروں سے محبت کرتے ہیں اور ان کو اپنے پاس بٹھلاتے ہیں تو اُن کے ساتھ دوستی کر اور اُن کے ساتھ بیٹھ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن درویشوں سے معافی مانگی جائیگی اور دولت مندوں سے حساب لیا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے شیخ واحد کرمانی کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے

دن درویشوں کو حکم ہو گا۔ کہ میزان و پل صراط کے پاس جا کر ان شخصوں کو اپنے ہمراہ بہشت میں لے جاؤ جنہوں نے دنیا میں تم سے محبت کی تھی۔ پھر فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سے آدمی ایسے ہونگے پھر فرمایا کہ قیامت کے دن بہت سے آدمی ایسے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں طاعت نماز روزہ وغیرہ سب کچھ کیا ہوگا۔ لیکن دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ پوچھیں گے۔ کہ ہم نے تو دنیا میں نیک کام کئے تھے پھر کیوں ہم دوزخ میں جاتے ہیں۔ حکم ہوگا تم نے دنیا میں درویشوں سے روگردانی کی تھی۔ اور بعضے آدمی ایسے ہونگے جنہوں نے دنیا میں کوئی نیک کام نہیں کیا بلکہ گناہ در گناہ کرتے رہے۔ ان کے لئے بہشت میں جانے کا حکم ہوگا اور وہ حیران ہو جائیں گے کہ ہم نے تو دنیا میں کوئی نیک عمل نہیں کیا۔ پھر کس سبب سے ہمیں بہشت کا حکم ہوا ہے۔ فرمان ہوگا کہ گو دنیا میں تم نے گناہ کئے ہیں۔ لیکن تمہارے دلوں میں درویشوں کی محبت تھی۔ اور تم نے اُن سے نیک سلوک کیا۔ جس کی برکت سے تمہیں آج بہشت جانا نصیب ہوا۔ کوئی صحبت درویشوں کی صحبت سے اچھی اور نہ کوئی اس سے بڑھ کر عمل نیک اچھا ہے۔ پھر

فرمایا جب شہر سے کوئی درویش فوت ہوتا ہے، تو فرشتے اس کی موت پر افسوس کرتے اور روتے ہیں۔ پس جس شہر میں درویش نہیں اس شہر میں خیر و برکت نہیں۔

درویش را بہ شہر نہ بودی گر قیام　　گشتی سراسرایں ہمہ عالم خراب حال

حُبِّ درویشاں کلیدِ جنت است　　دشمن ایشاں سزائے لعنت است

پھر فرمایا ایک مرتبہ لاہور شہر اس طرح خراب ہوا تھا کہ اس شہر میں ایک بدہن رہتا تھا چند روز ——— کے بعد مغل آنے والے تھے، وہ جامع مسجد میں گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مسلمانوں اب ہم اس شہر سے جاتے ہیں کسی نے نہ پوچھا کہ کیوں جاتے ہو۔ بلکہ کہا کہ بہتر ہے کہ ایسا درویش یہاں سے چلا جائے جب آپ شہر چھوڑ گئے تو مغلوں نے آکر شہر کو لوٹ لیا۔ اور لوگوں کو قید کر لیا۔

حکایت:- منقول ہے کہ قطب العالم شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ایک روز میں ملتان میں اپنے پیرومرشد حضرت بہاؤ الدین غوث الاعظم کی خدمت میں تھا۔ کہ ہاتھ یا پاؤں کے بوسہ دینے میں گفتگو شروع ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا یوسف بن حجاج کو جو بڑا ظالم بادشاہ تھا۔ خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تیری کیا حالت ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے دوزخ میں ڈالنے کو تیار تھے۔ میرے منہ سے نکلا کہ میں نے خواجہ حسن بصری کے ہاتھ کو بوسہ دیا تھا وہ خدا کے پیارے ہیں۔ مجھے پیاروں کے طفیل بخش جائے اس لئے مجھے معافی مل گئی ہے اور بہشت میں داخل کیا گیا۔ پس جو شخص کسی بزرگ کے ہاتھ یا پاؤں کو بوسہ دے گا۔ امید ہے کہ اُسے غفور الرحیم بخش دے گا۔ از کتاب خلاصۃ العارفین۔

حکایت:- حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی فرماتے ہیں کہ ملتان میں

ایک نوجوان گنہگاری میں مشہور دائم مصروف بہ فسق و فجور تھا وہ فوت ہو گیا فوت ہونے کے بعد اُسے بعض شخصوں نے کشف قبور کرکے دیکھا کہ سبز لباس پہنے بہشت میں ٹہل رہا ہے۔ اس سے پوچھا کہ تو بدکار و بدعمل تھا یہ درجہ تجھے کہاں سے ملا اس نے کہا جیسے تم کہتے ہو ٹھیک ہے۔ لیکن میری معافی کی یہ صورت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت بہاؤ الحق کے گھر کی طرف سے گذرا تو آپ کی دہلیز پر بوسہ دیا تھا، میں جب فوت ہوا تو حکم صادر ہوا کہ جس شخص نے میری پیارے کی دہلیز کو بوسہ دیا ہو میں اُسے آگ میں کیوں ڈالوں سُبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے۔ کہ دوست کس قدر پیارے ہیں، جیسا کہ فرعونی موسیٰ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نقلیں کیا کرتا تھا، حضرت موسیٰ کے نام کے لحاظ سے خداوند تعالیٰ نے بخش دیا تھا سب کو حال معلوم ہے۔ میں کیا عرض کروں۔

بیت

میرے پیاریاں نال پیار کریں پکی ہو پابند اس بات دے نی
غلام جیلانی پاسوں جا کے پچھ رستہ خواہشمند میرے جی نوں حیات دے نی

ہندی میں صحبت اولیاء کو ست سنگ کہتے ہیں شاستروں اور پورانوں میں لکھا ہے بلغیر ست سنگ کے گیان نہیں پراپت ہوتا۔ ست سنگ سے پاپ بارود کی طرح اڑ جاتے ہیں، اور سنسار سمندر سے پار اترنے کے لئے ست سنگ سے تم اور کوئی چیز نہیں صرف ست سنگ ہی ایک چیز ہے جو مکتی کا اچھا سہارا ہے۔ جس کے سہارے کو پکڑ کر بڑے بڑے پاپی پار اتر گئے۔ ہندو اور مسلمانوں کے بزرگوں کی تصنیفات سے خوب معلوم ہوتا ہے جیسے تپتی ہوئی زمین کو بارش سرد کر دیتی ہے۔ ایسے ہی ست سنگ سے ہر داگنا ہوں سے تپا ہوا سرد ہو جاتا ہے، جیسا کہ چراغ کے آنے

سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ ایسے ست سنگ سے پاپوں کا ناش ہو جاتا ہے اس لئے حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

از جوارِ طالبان طالب شوی　　　از جوار غالبان غالب شوی

ترجمہ: جو بُردں کے پاس بیٹھے وہ بُرا ہو جائے گا۔ نیک ہونے کے لئے نیکوں کی صحبت چاہیئے۔

ہم نشینی صالح ترا صالح کند　　　ہم نشینی طالح ترا طالح کند

حدیث: اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرٌ

(یعنی صحبت اپنا اثر کر جاتی ہے۔)

حکایت :- ایک کیڑے اور بھنورے میں دوستی تھی بھورا اپنی عادت کے مطابق باغ میں جاتا اور پھولوں کی خوشبو لیتا۔ اور کیڑا ہمیشہ گوبر وغیرہ کھاتا بھورے نے دیکھا کہ یہ دوستی کے خلاف ہے۔ جو میرا دوست بدبو میں اپنی عمر خراب کرے۔ یہ سمجھ کر اس کو باغ میں لے گیا اور کئی طرح کے پھولوں کی خوشبو سونگھائی مگر کیڑے کو پسند نہ آئی۔ اور اپنی گوبر خوری کو اچھا سمجھا تب بھورے کو تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ دیکھو یہ خوشبو چھوڑ کر بدبو پسند کرتا ہے۔ اس کا کوئی علاج کریں۔ یہ سوچ سمجھ کر اُسے ایک مہاتما یعنی درویش کے پاس لے گئے۔ اور سارا حال کہہ سنایا۔ درویش نے سنتے ہی کیڑے کو پکڑ کر جوک کی طرح سوت ڈالا اور اندر کا تمام میل اور گند نکال کر پھینک دیا اور پانی سے دھو کر تمام آلودگی دور کر کے بالکل صاف کر دیا۔ اور بھورے کو کہا کہ اب اسے لے جا کر پھولوں کی خوشبو سونگھا۔ جب بھورا نے کیڑے کو خوشبو سونگھائی تو کیڑا بہت خوش ہوا اور اب باغ سے باہر نکلنا ہی وبال جان سمجھتا تھا۔ سچ ہے جب تک پلید تھا تو پلیدی کو ہی پسند کرتا تھا۔

حدیث، اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلٰی جِنْسِہٖ ۔ یعنی ہر جنس اپنی جنس کی طرف رغبت کرتی ہے۔

حکایت :۔ پوتھی بھگت مال میں لکھا ہے۔ کہ ایک بیسوا بہت خوبصورت اور مالدار دکن کے کسی شہر میں رہتی تھی مکان اس کا اچھا صاف وستھرا بنا ہوا تھا مکان کے باہر دروازہ پر پیپل لگا ہوا تھا چاروں طرف درخت کے چونترہ بنا ہوا تھا ایک روز اس طرف سادھواں کا گزر ہوا جگہ صاف دیکھ کر ٹھہر گئے اور درخت کے ٹہنوں سے جابجا سامگ رام جی کے بٹوہ لٹکا دیئے اور اشنان کر کے بھگوت کی پوجا و سیوا میں مصروف ہو کر مگن ہو گئے شام کے وقت جب وہ بیسوا سنگار کر کے باہر آئی تو درخت کے نیچے چونترہ پر بھگوت بھگتوں کا ہجوم دیکھا کہ بھجن اور کیرتن کر رہے ہیں۔ دیکھ کر شرمندہ ہوئی اور کہنے لگے کہ اگر میرے حال سے اِن کو خبر ہو جاوے گی تو افسوس کریں گے کہ ہم ایسے مکان پر کیوں ٹھہرے اس لئے اپنے مکان میں چلی گئی۔ اور کچھ دیر بعد تھال میں اشرفیاں رکھ کر بھیٹ کرنے کو لائی دیکھ کر سادھو بولا کہ پہلے تم اپنی ذات بتاؤ۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا جب اصرار سادھوں نے کیا اور کہا کہ کچھ خوف کسی قسم کا مت کر تو اپنا نام اور کام و قوم بتا جب اس نے بتایا تو سادھوں نے ہدایت کی کہ پہلے اپنے مال سے جو جمع کیا ہوا ہے ایک مکٹ یعنے تاج تیار کرا کر رگھنا تھ جی کی بھیٹ چڑھا پھر تیری بھیٹ سب سادھو قبول کر لیا کریں گے بیسوا مذکور نے عرض کی کہ جب بھگتوں کو میری بھیٹ لینے سے انکار ہے تو بھگوت اس کو کس طرح منظور کریں گے۔ سادھوں نے جواب دیا کہ اسکے حضور میں تو پریم و محبت اور اعتقاد کی ضرورت ہے۔ ذات اور پیشہ کی نہیں۔ لَا یَنْظُرُ اِلٰی وُجُوْهِکُمْ وَلَا اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ یعنے تمہارے کام اور منہ نہ دیکھے جائیں گے۔ لیکن اللہ دل دیکھے گا الغرض بیسوا نی

تین لاکھ روپیہ خرچ کرکے چڑھاؤ مکٹ بنوایا اور کمال محبت سے باجوں کے ساتھ ناچتی ہوئی اور پریم کے نشہ میں مست اس مکٹ کو لے کر چلی جب نزدیک سری رگھناتھ جی کے مندر کے پہنچی تو کسی سبب سے اندر نہ جا سکی مگر بیقرار اور اپنی کم نصیبی پر پکار کر روتی تھی اور بے ہوش ہو جاتی تھی اور کہتی اے مہاراج دیالو کرپالو میں مہاپاپن ہتیاری آپ کے دربار میں بھینٹ لے کر آئی ہوں آپ اس کو قبول کریں۔ انتر جامی بھگوان نے جب اس کا سچا پریم اور محبت دلی دیکھی تو خود رگھناتھ جی کی مورتی نیچے اتری اور سر نیچا کر دیا۔ بیسوا نے نمسکار کی اور مکٹ سر پر رکھ دیا مورتی پھر اپنی جگہ پر چلی گئی اس روز سے وہ بیسوا پریم بھگتوں میں مشہور و معروف ہوئی۔ خیال کرنے کی بات ہے۔ کہ اس کو ست سنگ سادھواں کا قدر ہوا اور اس ذرا سی دیر کے ست سنگ نے اس کے تمام پاپوں کا ناش کر دیا جیسے پتھر کی مورتی بھی سر جھکانے لگی نکتہ مولینا روم صاحب علیہ الرحمت فرماتے ہیں کہ جیسی محبت ہو ویسا ہی انسان بن جاتا ہے۔ مثلاً روٹی جب تک دسترخواں پر پڑی ہے۔ تو جیسے دستر خواں جماد ہے ہی روٹی سوا جلائے جل نہیں سکتی۔ لیکن روٹی جب پیٹ میں گئی اور انسانی محبت ہوئی تو پھر کیا کیا رنگ بدلاتی ہے۔ یہاں تک کہ خون اور جزو بدن انسانی بن جاتی ہے جماد کی محبت سے جماد اور انسان کی محبت سے انسان۔

حکائیت مثنوی مولینا رومؒ

یہ وصیت تھی رسولؐ پاک کی	یا امام الاولیا یعنی علی
گو کہ ہو قوت میں تم شیرِ خدا	سب شجاعانِ جہاں کے پیشوا
مت کرو شیری پہ لیکن اعتماد	آوٗ اندر سائہ نخلِ مراد!!!

سایۂ اس دانا کا کر تو اختیار ہو جو مکاری سے کلی برکنار

پس تقرب اس سے سوئے اللہ سر کو اپنے مت پھرا طاعت سے گاہ

ظل ہے اس کا زمین پر کوہ قاف روح ہے سیمرغ اس کی خوش طواف

دست گیرد بندۂ خاص الٰہ لے چلی طالب کو جو تا پیش گاہ

لغت اس کی جو کہوں میں تا قیام غایت اس کی ہو نہیں ہرگز تمام

آدمی میں ہیں نہاں وہ آفتاب فہم کرد اللہ اعلم بالصواب

ہر کسی مخلوق کی طاعت جدا جس میں اپنی مخلصی وہ ڈھونڈتا

سایہ عاقل کو مسامن کیجئے جنگ ہا بانفس دشمن کیجئے

پیر جب پاوے تو ہو فرمان پذیر صبر کر اس پر جو ہو ارشاد پیر

بے دلیل اس راہ میں کوئی گم گیا جو گیا ہے وہ بہ لطف رہنما

پیر کے ساتھ ہو صابر بے نفاق تا نہ چوں موسیٰ سنے ندا فراق

غالبوں پر جان غالب دست پیر ہاتھ اس کا قبضۂ رب قدیر

جب کہ پایا پیر نازک دل نہ ہو سست و در زندہ چوں آب و گل نہ ہو

تو اگر ہر زخم پر کینہ کرے پھر کہاں بے صیقل آئینہ کرے

کافی

ہو کامل پیر دے بہائے جھڑا پلو تج بھرم گنوائے

جو حکم کرے توں سو لو کر! بہا دیں الٹا آوے تیری نظر

کر جو کچھ او فرمائے ہو کامل پیرے سائے

بنا پیر دے ملدا راہ نہیں! بے گرجیہا کوئی گمراہ نہیں

ایویں مورکھ عمر گنوائے ہو کامل پیر دے سلتے

واہ واہ مرد مکمل طاہر ہیں　　جو کامل عارف ظاہر ہیں
خود مولا صفت سناتے　　ہو کامل پیر دے سلئے
جب کامل پیر دی پیر کرے　　پئی نظر دے وچ تاثیر کرے
سب خودی خیال وںجاتے　　ہو کامل پیر دے سلٹے
ہو عاشق پیر دی صورت دا　　یا برقعہ اس دی مورت دا
تیری ہستی وہم مٹائے　　ہو کامل پیر دے سائے
اوہ غلام جیلا لنگھ پار گئے　　جہڑے کامل پیر دے سرن پیئے
پھڑ باہوں پار لنگھایے　　ہو کامل پیر دے سائے

حکایت دہلی میں جہاں حضرت نظام اولیاء محبوب آلہٰی کا مزار مبارک واقع ہے وہاں ایک گاؤں بھی آباد ہے۔ اس کا نام حضور پاک کے نام مبارک پر بستی نظام الدین ہے۔ اس بستی میں خوبی نام ایک چمار رہتا تھا لوگوں کی جوتیاں گانٹھا کرتا تھا۔ اس کے دل میں محبت بزرگان دین کی یہاں تک سمائی ہوتی تھی۔ کہ عشق کے درجہ تک پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ اس کا معمول تھا کہ شام کے وقت جب اپنی محنت مزدوری سے فراغت پاتا تو حضور کے مزار مبارک پر جا بیٹھتا تھا۔ اور اس طرح ادب کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا گویا وہ حضور کو ظاہری آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔ صبح سے شام تک جو کچھ واقعات گذرتے من وعن سنا دیا کرتا تھا۔ اس طرح کہ غریب نواز میں صبح بستر سے اٹھ کر باہر گیا وہاں سے آکر کھانا کھایا پھر یہ ہوا اور وہ ہوا آج میں نے اتنے پیسے کمائے ہیں فلاں سے لڑائی ہوئی فلاں سے صلاح ہوئی۔ الحاصل جو کچھ اس کی آنکھوں نے دن بھر میں دیکھا اور کانوں سے سنا سب حرف بحرف حضور انور کی خدمت اقدس میں عرض کر دیتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر الٹے پاؤں گھر کو آتا تھا۔ ہر روز

اس کا بھی معمول تھا ایک دفعہ ریاست بنگش کے نواب صاحب موصوف نے مزار شریف پر گنبد بنوایا۔ اور مطلاً کار بھی کرائی۔ جب کام ختم ہو چکا تو نواب صاحب نے اسی خوشی میں ساری بستی کو دعوت دی۔ لیکن اتفاقاً خوبی کو اس میں سے کچھ حصہ نہ ملا شام کو حسب معمول خوبی نے اپنا روز نامچہ سناتے وقت یہ بھی عرض کیا کہ غریب نواز آج نواب صاحب نے ساری بستی کو دعوت دی لیکن مجھے کچھ حصہ نہیں ملا اسی رات کو نواب صاحب موصوف کو حضرت محبوب الٰہی نے خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا۔ اور فرمایا کہ ہم تم پر بہت خوش ہوئے کہ تم نے گنبد بنوایا اور دعوت وغیرہ کی۔ مگر افسوس کہ ہمارے خوبی کو تم نے کچھ نہ دیا اسے بھی کچھ دو صبح کو نواب صاحب جب جاگے تو ایک سو روپیہ نقد اور دو دیگیں کھانے کی پکوا کر خوبی چمار کو تلاش کرتے ہوئے اُن کے پاس پہنچے وہ کھانا اور روپیہ پیش کیا اور معافی بھی طلب کی خوبی نے نہایت متانت اور محبت کے لہجے میں کہا ہاں جاؤ آج یہ بھی کہہ دیں گے انکے پیار دل کے ساتھ پیار کر کے ایسا کوئی شخص نہیں جس نے کچھ نہ پایا ہو بلکہ بڑے بڑے گنہ گاروں کے بیڑے پار گئے جو بُروں کے بیٹھے وہ برا ہو جائے گا۔ نیک ہونے کیلئے نیکوں کی صحبت چاہیئے۔

حکایت:۔ سورج اپنی روشنی عبادت خانوں تک محدود نہیں رکھتا میٔے خانوں اور غلاظت کے انباروں پر بھی شعاعیں فیاضی سے ڈالتا ہے۔ چاند صرف پرہیز گاروں کی گھر میں اپنی شہادتی چاندنی نہیں برساتا آوارہ گنہگار بھی اس کی تقسیم نور کا حصہ لیتے ہیں۔ ہوا جب چلتی ہے نیک و بد کو یکساں فائدہ پہنچاتی ہے پانی کے گھونٹ ہر گورے کالے اچھے بُرے ادنیٰ اعلیٰ کے حلق کو سیراب کرتے ہیں۔ جب فطرت کے یہ بڑے بڑے ہاتھ پاؤں مخلوق خدا سے مساوات برتاؤ کا کرتے ہیں۔ تو وہ دینِ فطرت کا پیام رساں بنجر الٰہی کا حکیم اول کیونکر بخیلی کر سکتا ہے۔ وہ تو ہوا پانی آگ سورج چاند سے زیادہ خدا کے بندوں کا انفتی ہے

اس کے دل میں تو خدا نے ساری کائنات سے بڑھ کر مخلوقات کی محبت پیدا کی جب کوئی بدکردار بندہ اپنے گناہوں کی ندامت میں آنسو بہاتا ہے۔ اور پروردگار سے اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا یا اور اس کے پیارے کا واسطہ دے کر معافی مانگتا ہے۔ تو صرف اسکی توبہ ہی قبول نہیں ہوتی بلکہ وہ رسالت مآب سرکار کا مقبول پیارا بن جاتا ہے اس دربار میں یہ پوچھ نہیں ہوتی کہ یہ بندہ کس قوم کا ہے یا کس ذات کا ہے۔ اور کیا چال وچلن رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ساری عمر ناپاک جذبات کی غلامی میں گذاری ہو بد سے بد فرقہ میں پیدائش ہوئی ہو اور خدا اور رسول کی نافرمانی میں ساری زندگی گذر گئی ہو۔ مگر ایک دفعہ سچے دل سے توبہ کر لینا سب گناہوں سے بے زار ہو کر خدا کے دروازہ پر جھک پڑنا اور آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر ولی اللہ کو وسیلہ قرار دیکر خدا کی طرف رجوع ہونا سب گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ وہ ان تمام نعمتوں کا سزاوار بن جاتا ہے۔ جو نیکوں اور خدا کے بندوں کے لئے مخصوص ہیں۔

حکایت:۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں درج ہے کہ ایک روز تعلیم دینیات کے وقت آپ بار بار کھڑے ہوتے تھے شاگردوں میں سے کسی نے پوچھا۔ کہ حضرت آپ آج بار بار کیوں قیام فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مدرسہ کے دروازے کے سامنے لڑکے جو کھیل رہے ہیں۔ ان میں ایک صاحب زادہ سید اولاد فاطمہؓ زہرا بھی ہے جس وقت وہ میرے سامنے آتا ہے اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا ہوں چوں کہ وہ آل رسول ہے۔ سبحان اللہ ایک امام وقت مجتہد و فقیہ اپنے پیارے کی نسل سے بھی کس قدر پیار کرتا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ بے ادب محروم ماند از فضل رب ؎

نقل ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں ایک گانے والا

ستار بجایا کرتا تھا۔ شوقین لوگ در پردہ حضرت عمرؓ کے ڈر سے سنتے اور وہ بھی خوف کے مارے چوری گاتا۔ جب اُسکی عمر کو بڑھاپا آیا۔ تو آواز خراب ہوگئی۔ جب ستار بجاتا تو درست نہ بجا سکتا۔ بڑھاپے کی وجہ سے ہاتھ کانپتے تھے۔ جو شخص اس کی خوش آوازی پر جان قربان کرتے تھے وہ سب کے سب دوستی توڑ گئے۔ جو ہر وقت بلبل بیقرار کی طرح اس کے گرد رہتے تھے۔ سب رخ بدل گئے۔ کوئی قریب نہ آتا۔ گانے بجانے کی جو آمدنی تھی۔ سب بند ہوگئی۔ وہ بے چارہ عاجز ہوگیا۔ جب کئی روز کا فاقہ ہوا تو لاچار ہوکر ستار ہاتھ میں لئے قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ قبروں میں جاکر بہت گریہ اوزاری کی روتا اور کہتا۔ اے خداوندا اب تیرے دربار کے سوا کہاں جاؤں۔ جو دوست و آشنا تھے سب چھوڑ گئے اب ان سے ناامید ہوکر تیرے دربار فیض آثار میں آیا ہوں۔ اے میرے مولیٰ میری فریاد سُن۔ آج کئی روز کا بھوکا ہوں۔ اسی طرح روتا روتا ستار پہلو میں رکھ کر قبر سے تکیہ لگا کر سوگیا۔ ادھر حضرت عمرؓ کو اشارہ ہوا۔ کہ اے عمر اسی وقت سات سو دینار بیت المال سے لے اور قبرستان میں جا اور وہاں میرا خاص دوست ہے یہ تحفہ اسے میری طرف سے دے اور سلام کہہ۔ حضرت عمر اسی وقت اٹھے سات سو دینار لیکر قبرستان میں پہنچے۔ وہاں جاکر ڈھونڈنا شروع کیا۔ اِدھر اُدھر تلاش کرتے اُسے دیکھ کر آگے سرک جاتے دل میں خیال کرتے یہ تو وہی مردود ہے۔ جو گایا کرتا تھا۔ جب بہت تلاش کر چکے اور کوئی شخص نہ دیکھا تو آپ کے دل میں خیال آیا کہ اسی کے لئے حکم الٰہی صادر ہوا ہے

فرد

چشمۂ آب حیوان درتاریک است

اب اس کے پاس بیٹھ جاؤ۔ جب یہ بیدار ہوگا تو یہ نذرانہ خدا کا اس کے پاس پیش کردینا۔ اتنے میں مطراب کو چھینک آئی اور جاگ اُٹھا جب حضرت عمر کو دیکھا تو خوف زدہ ہوکر بھاگنے کو تیار ہوا حضرت عمر نے فرمایا بھاگ نہیں

یہ سات سو دینار تیرے لئے خداوند نے بھیجا ہے۔ اور سلام کیا ہے۔ جب تو یہ سات سو دینار خرچ کرے گا تو پھر عمرؓ اپنی طرف سے تجھے دیا کرے گا۔ اور تو مقبول خدا ہے۔ مجھ سے ڈر نہیں یہ خوش پیغام سن کر ایک آہ بھری اور جان وجود سے نکل گئی۔ حضرت عمرؓ افسوس کے ہاتھ ملتے ہوئے واپس چلے آئے اور اسے بڑی عزت سے دفن کروایا

قول غوث الاعظمؒ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْتُ لَبَّیْکَ قَالَ کُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ النَّاسُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ فَھِیَ شَرِیْعَۃٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْمَلَکُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ فَھِیَ طَرِیْقَۃٌ وَکُلُّ طَوْرٍ بَیْنَ الْجَبَرُوْتِ وَاللَّاھُوْتِ فَھِیَ حَقِیْقَۃٌ۔

ترجمہ، مجھ کو فرمایا اللہ تعالیٰ نے، اے غوث الاعظم، میں نے عرض کیا کہ الٰہی! ارشاد ہو، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو راہ ناسوت اور ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔ اور جو راہ جبروت اور ملکوت کے درمیان میں ہے، وہ طریقت ہے۔ اور جو راہ جبروت اور لاہوت کے درمیان میں ہے، وہ حقیقت ہے۔

فائدہ:۔ واضح ہو کہ عالم ظاہر کو ناسوت کہتے ہیں۔ اور ملائکہ کو ملکوت اور عالم معقولات کو عالم ارواح و جبروت اور جو عالم ان کے سوا ہے اُسے لاہوت بولتے ہیں۔ یا یوں سمجھئے کہ لاہوت ذات ہے اور جبروت صفات ہے۔ ملکوت فعل اور ناسوت اثر فعل ہے۔ ناسوت جبروت تک افعال واقوال ہیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ وَالطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ وَالْحَقِیْقَۃُ اَحْوَالِیْ وَالْمَعْرِفَۃُ رَأْسُ مَالِیْ ۔ ترجمہ شریعت میرا قول ہے اور طریقت میرا حال ہے۔ اور معرفت میرا راس المال ہے، اور درمیان جبروت اور لاہوت کے حقیقت یعنی حال ہے۔ جو کلام سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ وہاں نہ گفتار ہے نہ کردار انسان جب شریعت کے منازل طے کر لیتا ہے۔ تو حقیقت میں داخل ہونے

کے قابل ہو جاتا ہے۔ انسان کا وجود ناسوت کے مرتبہ میں ہے اور دلِ ملکوت کے مرتبہ میں اور روح جبروت کے مرتبہ میں اور سر لاہوت کے مرتبہ میں جب انسان ناسوت کے مرتبہ سے گذر جاتا ہے تو ملکوت میں جب ملکوت سے گذر جاتا ہے۔ تو جبروت میں جب جبروت سے گذر جاتا ہے تو لاہوت میں پہنچ جاتا ہے۔ زبان دِل روح سر سب کا ذکر علیحدہ علیحدہ ہے زبان کا ذکر ناسوتی ہے۔ دل کا ذکر ملکوتی ہے۔ روح کا جبروتی سر کا لاہوتی زبان کا ذکر کلمہ شریف پڑھنا یا اور کوئی چیز پڑھنی دل کا ذکر صرف اللہ، اللہ، اللہ اور روح کا ذکر ہو، ہو، ہو اور سر کا ذکر اُنا یعنی میں یہاں نہ عبارت ہے نہ اشارت خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ اقوال پہ عمل کرنا شریعت ہے اور اخلاق الہٰی سے رنگین ہو جانا طریقت ہے اور حال یعنی فنا فی اللہ حقیقت اور بقا باللہ معرفت ہے اور یعنی یہاں پر اپنی حقیقت کھل جاتی ہے سو اے یار دلدار پہلے پہل تیرے عشق نے مجھے خوب جلایا، اور تڑپایا، اور میں نے طرح طرح سے تیرے وصل کیلئے جدوجہد کی جس کا آخرکار نتیجہ ہوا کہ میں واصل ہو گئی اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں ہوں بھی یا نہیں۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں

ہر کہ چیزے جست بیشک یافت او — چوں وجد اندر طلب بشتافت او
چوں نہادی در طلب پا اے پسر! — یافتی و شد میسّر بے خطر

نقل ہے :۔ جب مجنوں عاشق ہوا تو سوز و گداز حد سے بڑھ گیا۔ اور دور تک اس کا عشق مشہور ہو گیا۔ تو امتحان کے لئے لیلیٰ نے ایک آدمی بھیجا کہ مجنوں سے ایک ٹکڑا گوشت کی طلب میں روانہ کیا۔ تو مجنوں نے جواب دیا کہ کاٹ کر لے جاؤ۔ اُس نے آکر لیلیٰ سے بیان کیا تو لیلیٰ نے کہا ہاں اب عشق میں آیا ہے اور یہ مرتبہ ملکوتی ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اَنا لیلیٰ کہنے لگا۔ جس طرح شاہ منصور نے انا الحق کہا تھا

یہ مرتبہ جبروتی اور فناء فی العشق ہے۔ چند روز کے بعد صرف لیلیٰ لیلیٰ کہنا شروع کیا یہ مرتبہ لاہوت وتوحید ہے۔ اس کے بعد گم گشتگی پیدا ہوئی۔ نہ لیلیٰ یاد رہی نہ مجنوں یہ مرتبہ ہاہوت کا ہے۔ نہ خود نہ خودی نہ خدا کچھ باقی نہ رہا۔ نہ ذکر نہ ذاکر نہ مذکور صرف گم ممُ نہ ہم تم اسی مرتبہ کے لئے اشارہ ہے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس نے اپنا رب پہچانا بند ہوئی زبان اس کی آزاد جب ہوا۔ تو خاموشی کر اختیار زیبا ہے۔ شور مرغ گرفتار کے لئے اس میدان پہنچ کر اونچی آواز بھی نکالنی منع ہے۔

نقل ہے۔ کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی۔ کہ ہمارے لئے اے داؤد پاک گھر تیار کر۔ تاکہ میری عظمت اس میں نزول کرے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی کہ یارب وہ کون سا گھر ہے جو تیری عظمت کے لائق ہے۔ ارشاد ہوا کہ وہ مومن کا دل ہے داؤد نے عرض کی کہ اسکو کس طرح پاک کردن ہاتف غیبی نے ندا کی کہ عشق کی آگ سینے میں روشن کر جس نے غیریت کی خس وخاشاک جل کر صاف محبت الٰہی کے لائق ہو جائے۔

حکایت:۔ ایک کتاب میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص تھا اس نے لون کی پتلی بنا کر اس کے سر میں تار لگا کر اور کشتی میں بیٹھ کر دریا کی گہرائی کا پتہ لینا شروع کیا۔ جب پتلی کو غوطہ لگا کر باہر لاتا تو دریافت کر لیتا۔ کہ اس جگہ کس قدر پانی ہے جا بجا غوطہ لگانے سے تھوڑی دیر میں پتلی کا کام تمام ہوا۔ پھر دریافت پر دریا سے آواز آئی۔ کہ اب میں دریا ہوگئی ہوں اب مجھے پتلی کہہ کر آواز نہ دینا۔

چنانچہ بایزید بسطامی۔ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے ایک شخص بسطام

شریف میں آیا اور آپ سے بھی دریافت کیا کہ بایزید کہاں ہے ۔ آپ نے فرمایا بایزید تیس سال سے گم ہے ۔ اس کا نام زبان پر لانا جائز نہیں وہ خدا کی ہستی میں گم ہے ۔

حکایت :- خواجہ معین الدین علیہ رحمت فرماتے ہیں ۔ جب تک ہماری شادی نہ ہوئی تھی بلا دعا تمام حاجات پوری ہوتی تھیں اب دعا کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ بات سن کر سلطان التارکین مولنا حمید الدین صوفی نے عرض کی خواجہ آپ نے بجا و درست فرمایا ۔ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ پیدا ہوئے تھے حضرت مریم کو میوے غیر موسم کے ملتے تھے ۔ حضرت عیسیٰ کے پیدا ہونے پر بھی انتظار رہتا تھا ۔ ارشاد الہٰی ہوا اے مریم اب گھر بھی بلا محنت رزق کا انتظار نہ کیا کرو ۔ ہاتھ پیر ہلاؤ ۔

وَهُزِّيٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ط

ترجمہ : ہلا اپنی طرف کھجور کی جڑ اس سے گریں گی تجھ پر پکی ہوئی کھجوریں ۔

قول جناب فرد الاحباب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

ہیں میں تجھے یہاں دیکھ رہا ہوں ۔ تمہارا وعدہ لوگوں سے قیامت کا کیوں ہے ۔ کہ تم کو وہاں میرا دیدار ہوگا سوائے پیر جنہوں نے مجھے دنیا میں دیکھا ہے وہی مجھے وہاں پہچانیں گے اور نجات پائیں گے اس لئے لازم بلکہ فرض عین ہے ۔ کہ یہاں ہی اس کی معرفت حاصل کریں ۔ تاکہ آخرت میں بھی پہچانیں ۔ مثلاً جب ہماری کسی سے آشنائی ہو ۔ پھر ہم میں کسی وجہ سے دوری ہوگئی ۔ پھر جب کبھی ہم ملیں گے ۔ تو ایک دوسرے کو پہچان لیں گے ۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ محبت ہوگی ۔ اور ناواقف کسی مشہور معروف آدمی کو ہی ملے ۔ تو بھی نہیں پہچان سکتا ۔ خواہ اس شخص کی کتنی ہی صفت ثناء بھی سن چکا ہو ۔ دیکھتے ہی کبھی یقین نہیں ہوتا ۔ کہ وہی ہے ۔ جس کی تمام جہان میں دھوم ہے ۔ حدیث میں وارد ہے

کرنا آشنا خدا کو دیکھ کر کہیں گے۔ یہ ہمارا خدا نہیں۔ ہمیں ہرگز یقین نہیں آتا۔ پھر خدائے تعالیٰ ان کے خیال کے مطابق تجلی فرمائے گا۔ جیسا کہ وہ دنیا میں حمادی خدا تصور کئے ہوئے ہیں۔ پھر مان لیں گے اور سورت قلم میں آیت ہے۔ کہ قیامت کو خداوند کریم تمام اہل اسلام کو بلائے گا۔ اور پنڈلی کھولے گا۔ اور فرمائے گا کہ ہم کو سجدہ کرو۔ اہل تحقیق دیکھتے پہچان کر سجدہ کریں گے۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں نہیں پہچانا اور نہ سجدہ کیا وہ وہ وہاں انکار کریں گے۔ کہ یہ خدا ہی نہیں ان کی پیشانی ٹیڑھی ہوجائے گی دیکھو سورت قلم تفسیر عزیزی۔

قول خواجہ معین الدین

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے۔ کہ جب تک وہ دوست سے نہ مل جائیں اس واسطے کہ عاشق اسی وقت تک واویلا کرتا ہے۔ جب تک اس کا وصال نہ ہوجائے۔ جب معشوق کو دیکھ لیتا ہے۔ تو گفتگو بیچ سے اٹھ جاتی ہے۔ پھر اس طرح تحریر فرمایا ہے۔ کہ ندیوں میں بہتا ہوا پانی شور کرتا ہے۔ لیکن جب سمندر میں جا ملتا ہے، تو پھر آواز بس ہوجاتی ہے۔ اس طرح جب عاشق و معشوق کا وصال ہوجاتا ہے، تو عاشق واویلا نہیں کرتا۔

پھر اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں عشق و محبت میں گفتگو اور حرکت مشغلہ میں یہ اس وقت تک ہی جب تک باہر ہیں۔ جب اندر آجاتے ہیں۔ تو پھر آرام دھاتو (؟) اور سکوت حاصل ہوتی ہے۔ فریاد و شور سب جاتے ہیں۔

حکائیت۔ حضرت سہل نے اپنے ایک مرید کو کہا کہ تمام دن اللہ اللہ کے سوا کوئی کلام نہ کر پھر تین دن کے بعد اور تاکید کی پھر کچھ دن اور بڑھا دیتے یہاں تک

کہ جب مرید سوتا اور خواب دیکھتا تو اللہ اللہ کی آواز سنائی دیتی ایک مرتبہ مکان کے چھت کی لکڑی مرید کے سر پر گری خون کے قطرے جو زمین پر گرے ان سے بھی اللہ اللہ ہی لکھتا گیا۔

حکایت:۔ مؤلف ایک دفعہ خاکسار مؤلف کتاب ہذا اجمیر شریف پہنچا وہاں کئی ایک درویشوں سے ملنے کا موقع ملا گفتگو سے معلوم ہوا کہ درگاہ شریف کے قرب وجوار میں ایک مست رہتے ہیں۔ بڑے کامل اور مکمل ہیں۔ خیر ہم حاضر خدمت ہوئے بڑی جستجو کے بعد ملاقات ہوئی باتوں باتوں میں بے تکلفی ہو گئی آپ نے آنے کا سبب پوچھا تو بندہ نے عرض کی کہ اے حضور کا بڑا نام مشہور ہے۔ اور خداوند کریم نے آپ کو بڑا کمال عطا فرمایا ہوا ہے۔ لوگوں کو آن ہی آن میں منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہو۔ آپ میری گفتگو کو سن کر مسکرائے اور فرمایا تمہارا یہاں آنا کس طرح ہوا کچھ اپنا مطلب بھی بیان کرو جب خاکسار نے آپ کی کمال مہربانی و شفقت اپنے حال پر دیکھی تو عرض کیا کہ حضور بندہ نے عالم خلق کی سیر کر لی ہے۔ اور آپ مجھے عالم امر کی سیر کرا دیں۔ یہ بات سن کر آپ نے چندے خاموشی کی پھر فرمایا اچھا بھٹرد روزہ رکھنے کا حکم دیا تین دن کے بعد قریبًا دو بجے شب بندہ کو روبرو بٹھا کر توجہ دینی شروع کی کچھ دیر کے بعد اپنے اس شغل سے ہٹ کر بندہ سے دریافت کیا کہ تم پہلے بھی کسی بزرگ سے ملے ہو بندہ نے عرض کی کہ حضور بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہو چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں کسی خاص سے خاص طور پر بندہ نے عرض کی حضور میں تو سب کو خاص سمجھ کر ہی حاضر خدمت ہوتا رہا ہوں پھر آپ نے فرمایا نہیں کسی خاص سے خاص طور سے بندہ نے عرض کی کہ اس دریافت سے کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا کہ جب میں نے توجہ دینی شروع کی تو تمہارے اور ہمارے دل کے

درمیان کئی پردے حائل ہیں۔ جب ہم وہ سب پردے ہٹا کر تمہارے دل تک پہنچے تو کیا دیکھا کہ تمہارے دل پر ایک شخص بیٹھا ہے۔ اس نے ہماری طرف غصہ کی نظر سے دیکھا جسکی ہم تاب نہیں لاسکتے اس لئے ہم واپس چلے آئے ہیں۔ بندہ نے عرض کی کہ حضور وہ کس شکل وشباہت کے ہیں۔ زندہ ہیں یا انتقال کر گئے ہیں آپ نے فرمایا زندہ یا انتقال کا مجھے کچھ پتہ نہیں۔ لیکن اس شکل وصورت کے ہیں اور تمہارے دل پر قابض ہیں وہ تمہارے ہر رگ وریشہ میں خون کے ساتھ بدن میں پھر رہے ہیں۔ ان کے سوا کوئی بھی تمہارے جسم میں تصرف نہیں کرسکتا۔ جب کرائیں گے وہی عالم امر کی سیر کرائیں گے جب مناسب سمجھیں گے کرادیں گے۔ وہ تمہاری ہر بات اور حالت سے واقف ہیں۔ جب بندہ نے تمام حُلیا اور شکل وصورت اپنے قبلہ وکعبہ کے حالات سن لیئے تو صبح وہاں سے چل کر آں جناب کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر تمام حال گذشتہ عرض کیا۔

حکایت:۔ مخفی نہ رہے کہ اکثر کتب عملیات بازاروں میں فروخت ہوتے ہیں اور بعض احباب ان میں سے کوئی خرید لاتے ہیں۔ اور اپنی مطلب برآری کے لئے حسب منشاء عمل نقل کر کے منتظر کامیابی کے ہوتے ہیں جب کامیابی نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات بجائے فائدہ نقصان عاید ہوجاتا ہے۔ تو پھر مصنف پر زبان طعن وتشنیع دراز کرتے ہیں اور اپنی غلطی پر کوئی نظر اندازی نہیں کرتے۔ کہ شاید ہم سے ترکیب وغیرہ میں کوئی نقص صادر ہوگیا ہو اور یہ امر مسلم ہے کہ کاملین ہر فن نے ہر چیز کے واسطے ترتیب وترکیب مدنظر رکھی ہے۔ جب تک ترکیب کے شرائط درست نہ ہوں تو کام درست نہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص وضو میں پہلے پاؤں دھوتا ہے۔ پھر ہاتھ منہ اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو یہ ترکیب اس کی ناقص ہوئی ایسے وضو سے نماز ہرگز درست نہیں ہوسکتی

حکایت:- ایک شخص کو شکار کا بہت شوق تھا اس نے کسی رفیق سے ایک بندوق اور گولہ و بارود و ٹکیہ و گز وغیرہ یعنی جملہ سامان لیکر شکار کو گیا۔ مگر ترکیب و قواعد بندوق بھرنے سے لاعلم تھا۔ وہاں جاکہ بندوق اس طرح بھرنے لگا کہ پہلے گولی اوپر سے بارود ڈال کر ٹوپی چڑھا کر فائر کرنے لگا تو فائر نہ ہوا۔ بلکہ بندوق کو جنبش کھانے سے گولی بارود اندر سے گر کر خاک میں رائیگان ہو گیا متفکر ہو کر بے چارہ بیٹھ گیا کہ اتنے میں ناگاہ کسی صیاد کا گذر ادھر سے ہوا۔ اس کو کہنے لگا کہ میری بندوق خراب ہے فائر نہیں کرتی اس کو درست کردیں صیاد نے بندوق دیکھ کر کہا کہ اس میں کوئی نقص نہیں البتہ تیرا قصور معلوم ہوتا ہے کہ بھرنے میں غلطی کر گیا ہے جب اس نے ترکیب بیان کی تو صیاد نے کہا افسوس کہ نقصان تو اپنا اور ملامت بندوق کو اس طرح بھر جیسے میں کہوں۔ اول بارود ڈال اور اوپر ٹکیہ ڈال کر گز سے ٹھونس تاکہ بارود نل میں چڑھ آئے پھر ایک گولی ڈال اور ایک ٹکیہ دوسری ڈال کر گز سے ٹھونس کہ گولی جم جائے پھر نل پر ٹوپی چڑھا کہ فائر کر کے جب اس نے حسب دستور بھر کر صید کی طرف ہاتھ بڑھا کر فائر کیا تو فائر ہو گیا۔ مگر صید اپنی ضد پر قائم رہا صیاد غصہ میں آکر کہنے لگا کہ اے ناسمجھ جب تجھ کو بندوق پکڑنے کا مادہ نہیں تھا پھر کیوں شکار کو آتا تھا ناحق اپنی گولی بارود کا نقصان کرنا الغرض تیسری دفعہ پھر صیاد نے بندوق بھر کر اس کو باقاعدہ بٹھا کر کہا کہ بندوق اپنے کاندھے سے لگا اور اپنی وجود کو نرم کر کے حرکت سے باز رکھ اور اپنے خیال اور نظر کو تمام اطراف سے روک کر یکسو کر اور لمحہ بھر دم بند کر کے اپنی نظر کو بندوق کی نال پر ایک قائم کر کے شست لگا بندوق کی مکھی اور صید دونوں برابر ہو جائیں پھر فائر کر اس نے ایسا کیا تو گولی عین صید کے سینہ پر لگی۔ اب کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ بندوق میں مادہ ہلاکت پہلے نہ تھا

بلکہ ضرور تھا۔ لیکن ترکیب کا قصور تھا۔ جس طرح بندوق میں مادہ ہلاکت کا موجود ہے۔ اسی طرح ہر ادعیہ و عمل میں کامل تاثیر حق سبحانہٗ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ اور کیوں تاثیر نہ ہو۔ کہ اسماء الٰہی و کلام رب العالمین ہو۔ اور ارشاد کاملین لیکن شروط کے نہ بجا لانے پر انسان محروم رہتا ہے۔ اور عمل کی تاثیر سے بے اعتقاد ہو کر مرتکب گناہ کا بن جاتا ہے۔

شعر از مؤلف

تاثیر ہر عمل کی تو ہوتی ضرور ہے ــــ صادر نہ ہو تو سمجھو اپنا قصور ہے

لہٰذا ضروری ہوا کہ کچھ شرائط عامل و دعا قلم بند کروں۔ کہ جس پر ارباب شوق و ذوق عمل کر کے نتیجہ کلی حاصل کر سکیں گے۔ اس لئے ناظرین با تمکین کو چاہیئے کہ شرائط عمل وغیرہ کے پابند ہو کر عمل شروع کریں اگر پہلی دفعہ کوئی تاثیر ظاہر نہ ہو تو مایوس ہو کر عمل ترک نہ کریں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ پہلی بار بسبب احتیاطی کے شرائط میں کوئی نقص واقع ہو گیا ہو۔ دوبارہ پھر کریں۔ انشاءاللہ تعالیٰ ضرور کامیابی ہوگی۔

حکایت :- حضرت حبیب عجمی ولیوں میں برگزیدہ گزرے ہیں ابتدا میں آپ مالدار تھے۔ محتاجوں کو روپیہ سود پر دیا کرتے تھے۔ اور شہر بصرہ میں رہتے تھے۔ ہر روز اپنے مقروضوں سے قرضہ لینے جاتا اگر مقروض قرضہ یا سود نہ دیتا تو آنے جانے کی مزدوری۔ اور خوراک لے لیتا۔ ایک دن ایک شخص کے گھر قرضہ مانگنے گیا اس وقت و قرض دار گھر نہ تھا اس کی عورت نے کہا میرا خاوند گھر نہیں۔ اور میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں یہ بکری کی سری کسی نے ہمیں دی تھی اگر لینا چاہتے ہو تو لے جاؤ اس نے وہ سری لی اور گھر کو چلا آیا آ کر اپنی عورت کو کہا کہ یہ سری بیاج

میں لایا ہوں ۔ اسے پکاؤ۔ عورت نے کہا لکڑی اور آٹا گھر میں نہیں اس نے کہا اچھا کسی اور قرض دار کے گھر جاتا ہوں۔ گیا اور آٹا لکڑی اسی طرح لایا عورت نے ہانڈی اور روٹی پکائی اتنے میں ایک فقیر آیا اور صدا دی اور روٹی مانگی حبیب نے کہا چلا جا سوالی نا امید ہو کر چلا گیا حبیب کی عورت نے جب ہانڈی میں چمچہ ڈالا معلوم کیا کہ سب سالن خون ہو گیا ہے ۔ حبیب کو آواز دی اور کہا کہ آکر دیکھ کہ تیری بدبختی سے کیا ہو گیا ہے ۔ جب حبیب نے دیکھا تو دل میں آگ لگ گئی جو پھر ہرگز نہ بجھی اور کہا کہ اے بی بی جو چیز بری ہے میں نے اس سے توبہ کی اور دوسرے دن گھر سے باہر نکلا وہ جمعہ کا دن تھا۔ لڑکے کھیل رہے تھے ۔ جب انہوں نے حبیب کو دیکھا تو کہا سود خوار آتا ہے ۔ دور ہو جاؤ۔ تاکہ اس کا سایہ اور پاؤں کی گرد ہم پر نہ پڑے کیونکہ یہ بدبخت ہے شائد ہم بھی بدبخت ہو جائیں ۔ جب حبیب نے یہ لڑکوں کی باتیں سنیں تو اس کے دل میں گرفت پیدا ہوئی ۔ اور وہیں سے حضرت حسن بصری کی خدمت میں گیا اور حسن بصری کی زبان سے ایک کلمہ نکلا کہ اس نے ایک دفعہ ہی حبیب کے دل کو قابو میں کر لیا ۔ اس نے حضرت حسن بصری کی خدمت میں توبہ کی اور جب آپ کی مجلس سے واپس ہوا تو جب ان لڑکوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا کہ دور ہو جاؤ حبیب تائب آتا ہے ۔ ہماری گرد اور سایہ اس پر نہ پڑے ۔ اگر پڑے گی تو ہم گنہگار ہو جائیں گے ۔ یہ سن کر حبیب نے کہا ۔ ایک ہی دن میں جو میں نے تیرے ساتھ صلح کی ہے اس کا اثر تو نے دوستوں کے دل میں پہنچا دیا ہے ۔ اور میرا نام نیکی سے مشہور کیا ہے ۔ اس لئے ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جس نے حبیب کا قرض دینا ہے ۔ وہ آئے اور اپنا نوشتہ لے جائے ۔ اس لئے سب اکٹھے ہو گئے آپ نے ہر ایک کو نوشتہ واپس دے دیا اور جس قدر مال جمع کیا ہوا تھا وہ بھی بانٹ دیا یہاں تک کہ تن بدن کے کپڑے بھی دے دیئے ۔ دونوں میاں بیوی ننگے رہ گئے ۔ اس کے بعد آپ نے دریائے فرات کے کنارے پر حجرا بنایا اور اسی

جگہ عبادتِ خدا میں مشغول ہوتے اور دن کے وقت حضرت حسن بصریؒ سے علم سیکھتے تھے اور رات کو عبادت کیا کرتے۔ اسی طرح مدت گذر گئی۔ ایک دفعہ ان کو چند دن کا فاقہ آیا تو عورت نے کہا۔ کچھ کمائی کرنی چاہئے۔ حبیب نے کہا اچھا میں مزدوری کے لئے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر گھر سے باہر نکلا اور حجرے میں آکر عبادت میں مشغول ہوا جب رات کو گھر میں آیا تو عورت نے کہا کوئی چیز نہیں لایا جواب دیا کہ جس کا میں کام کرتا تھا وہ بڑا سخی ہے مجھے شرم آئی کہ اس سے کوئی چیز مانگوں۔ جب وقت آئے گا تو وہ خود ہی بہت کچھ دے گا اور وہ ہفتہ بعد تمام مزدوروں کو مزدوری دیا کرتا ہے۔

جب ہر روز جا کر حجرا میں عبادت کرتا رات کو گھر آجاتا۔ اسی طرح ہفتہ ختم ہوا اور اس کو فکر ہوئی کہ آج کا عورت سے وعدہ ہے۔ گھر کیا لیکر جاؤں گا۔ ادھر فرشتہ کو حکم ہوا کہ میرا دوست وعدہ سے جھوٹا نہ ہو اس کے گھر ایک خچر آٹے کا اور کچھ شہد گھی اور تیس ہزار درہم اس کے گھر جانے سے پہلے پہنچادو۔ فرشتہ نے یہ سب چیزیں حبیب کے گھر پہنچائیں اور اسکی بی بی کو کہا یہ حبیب کی مزدوری ہے۔ اور مالک نے کہا ہے کہ حبیب سے کہہ دیں کہ اپنے کام کو بڑھا دیں تاکہ میں اس کی مزدوری بڑھا دوں یہ کہا اور چلا گیا۔ جب رات ہوئی تو حبیب شرمندگی کی حالت میں گھر آیا اور اس کے گھر سے طعام کی بو آرہی تھی اس کی عورت نے کھانا لاکر آگے رکھا اور کہا تو کس کا کام کیا کرتا ہے وہ تو بڑا ہی سردار اور سخی ہے یہ سب چیزیں اس نے بھیجی ہیں اور کہلا بھیجا ہے۔ کہ حبیب کام کو بڑھا دے حبیب نے جب سنا تو دنیا سے بالکل منہ پھیر کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گیا آخر کو بڑے رتبہ کا بزرگ ہوا **چنانچہ** ایک دن ایک عورت آئی اور رو کر عرض کی میرا بیٹا کہیں غائب ہو گیا ہے۔ مجھے اس کے فراق میں صبر نہیں۔ آپ للہ دعا کیجئے کہ وہ واپس آجائے آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے کہا ہاں دو درہم ہیں وہ درہم آپ نے

اس سے لے لئے اور درویشوں کو تقسیم کر دیتے اور دعا کی اور کہا جا تیرا بیٹا گھر آ گیا ہے۔ جب وہ عورت گھر پہنچی تو بیٹے کو دیکھا اور پوچھا کہ بیٹا تو کہاں سے آیا ہے اس نے کہا کہ میں شہر کرمان میں رہتا تھا استاد نے مجھے گوشت کے لئے بازار میں بھیجا۔ میں نے گوشت خرید لیا اور گھر کو جا رہا تھا کہ ہوا کا جھونکا آیا اور مجھے تخت سلیمان کی طرح اٹھا لیا اور یہاں لا رکھا اور ہوا سے میں نے یہ آواز سُنی کہ لے ہوا اس لڑکے کو حبیب کی دعا اور دو درہم کے صدقہ کی برکت سے اس کے گھر پہنچا دے۔

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضرت حسن بصری حبیب کے مکان پر آیا۔ اس وقت جو کی روٹی اور نمک حبیب کے پاس موجود تھا حضرت حسن بصری کے آگے رکھا حسن نے اس کو کھانا شروع کیا اسی اثنا میں ایک سوالی آیا حبیب نے اک روٹی اور نمک کو حسن کے آگے سے اٹھا لیا۔ اور سوالی کو دے دیا۔ حسن نے کہا حبیب تو شائستہ آدمی تھا۔ اگر تجھے کچھ معلوم ہوتا تو یہ نہیں جانتا۔ کہ آدمی کے آگے سے روٹی نہیں اٹھانی چاہیئے۔ ایک ٹکڑا سوالی کو دیتا اور ایک میرے آگے رہنے دیتا مگر حبیب نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا جب ایک گھنٹہ گذر گیا تو ایک شخص آیا سر پر خوان رکھا ہوا تھا اس میں کچھ کباب اور حلوہ میدہ کی روٹیاں تھیں اور پانچ سو درہم تھے یہ لا کر حبیب کے آگے رکھا۔ حبیب نے درہم تو درویشوں کو دے دیئے اور روٹی وغیرہ سب نے مل کر کھائی اور بعدہ حسن کو کہا اے مرشد تو نیک آدمی ہے اگر کچھ یقین ہوتا تو بہتر تھا۔ کیونکہ علم بغیر یقین کے کچھ نہیں

نقل ہے:۔ کہ شام کی نماز کے وقت حسن بصری حبیب کے حجرے کے

پاس سے گذرا۔ اس وقت حبیب اقامت کہہ کر نماز میں کھڑا ہوا تھا۔ حسن آیا اور اس کے پیچھے نیت باندھ کر کھڑا ہوگیا۔ تو معلوم ہوا کہ حبیب نے بجائے الحمد کے الہجد ہائے ہوز سے پڑھی اس لئے نیت توڑ کر نماز علیحدہ ہو کر پڑھی اسی رات حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی کہ اے خداوند تیری خوشنودی کس بات میں ہے تاکہ میں وہی زیادہ کروں۔ جواب ملا حسن تو نے میری خوشنودی کو پالیا تھا مگر اس کا قدر نہ جانا عرض کی الٰہی یہ کس طرح جواب ملا حبیب کے پیچھے نماز ادا کرنے میں میں راضی تھا۔ مگر تو نے الحمد کی عبارت کی درستی میں فرق کیا اور نیت کی درستگی نہ دیکھی۔ زبان کے درست کرنے سے دل کا درست کرنا بہت ضروری ہے۔

نقل ہے کہ جب حبیب کے پاس کوئی قرآن شریف پڑھتا تو آپ بہت روتے لوگوں نے کہا آپ تو عجمی ہیں قرآن شریف پڑھنا نہیں جانتے پھر یہ رونا کس واسطے آتا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا میری زبان تو عجمی ہے۔ مگر دل عربی ہے۔ جو قرآن شریف سمجھ سکتا ہے۔

کافی راگ پیلوں

سانوں لگڑے درد اوے — پیّا دے سانوں لگے درد اوے
گھڑی گھڑی پل پل جیا للچاوڑے — اُج ماہی ساڈے گھر آوے
سُکھ سینہا یا کوئی گھلے — پیّا دے سانوں لگے درداوے
بنت جدائیاں جان جلائی — نیوں لا، اک پل چین نہ آئی
بنت برہوں سینا سیّے — پیّا دے سانوں لگڑے درداوے

عشق تیر دیاں الٹیاں چالاں — جان پئی وچ سخت جنجالاں
گئے سکھ پیئے دکھ پلے — پیا دے سانوں لگڑے درد اولے
اک بھر کنت کلاوے لیاں — اکناں روندیاں عمراں گیاں
اک نا امید ہو پچھلے — پیا دے سانوں لگڑے درد اولے
غلام جیلانی شاہ جے نوشہ آوے — سب دکھ جاوے جے گل لاوے
کیتے برہوں کملے جھلے! — پیا دے سانوں لگڑے درد اولے

٭ ٭ ٭ ٭

کافی راگ بھیرویں

کدی دیس اساڈے آجا پیا دے — سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
نال زورا وراں اکھیاں لائیاں — باہجہ دیدار سدا تڑفائیاں
میں رعیت توں راجہ پیا دے — سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
ویکھ سوہنیاں تینوں اکھیاں لائیاں — تاں من سہندی جان جدائیاں
اک دیہہ انگ سنگ لاجا دے — سارے دکھڑ سناواں تینوں پھول
اوگن ویکھ نہ جاویں چھڈ کے — سینے برہوں دا نیزہ گڈ کے
لگیا ندی اوڑ نبھاہ جا پیا دے — سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
دور گیاں دے کاگ اڈاواں — جے گھر آوے شگن مناواں
کھڑا گھرا تا جھاتی پا جا پیا دے — سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول
غلام جیلانی شاہ عرض گذارے — قادری پیر دے ہو بلہارے

میری غم تے جان چھوڑا جا پیا دے
سارے دکھڑے سناواں تینوں پھول

ز زہد عبادتاں سب سو کھے مشکل عشق دا بوجھ اُٹھان رانجھا
دید عید ہی عاشقاں صادقاں نوں باجھ دید حیران ہران رانجھا

ش شہد شیر پچادناں نہیں مشکل زہر تیزاب پچان رانجھا
باجھوں عشق نہ حکمت غلام جیلاں باجھوں عشق نہ کدی عرفان رانجھا

ق قدر عنایتاں تیریاں دے ادبی جاندے جو واقف کار رانجھا
اک آن جیکر مہربان ہوویں بخشش لکھ عاصی گنہ گار رانجھا
کریں بداں نوں نیک انیک میاں تیرے دلاندی ہتھ مہار رانجھا
غلام جیلانی درگی نائیں ردیکتے جھدا عیب سی باجھ شمار رانجھا

ل لادی رکھ تلوار پھڑکے کدی غیر دا دار نہ کھا ہیرے
اسلمت فی الوحدت یاد رکھیں دوجا وچ دھیان نہ لا ہیرے
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ پاویں سکھ تے چین سدا ہیرے
غلام جیلانی حب مولا دی کرے مولیٰ رانجھے حب لئے رانجھا بنا ہیرے

الف آس مراد سب ہوئی پوری اج اُنا رانجھن کو لوں چھٹیاں میں
اُنا لکھ سارا رانجھن یار اکو ایس اُنا دی رہی سا ں مٹھیاں میں
گئی اُنا بھی یار اک رہیا باقی رانجھن یار دی ہوئی وچ مکیاں میں
قسم رب دی پیر غلام جیلاں بھلی لوک پھر دی نائیں چکیاں میں

ی یاد نوں چھڈیے یاد ہو جا الحد جا مقام آرام کریں
ذکر روحتہ راحتہ سُرت ساہڈی صمٌ بکمٌ عمیٌ والا کام کریں
بحر بے خودی دے وچ مار غوطہ باہر آنون دا کم تمام کریں
صبغتہ اللہ دے رنگ وچ رنگ ہو کے جنگل ہووے وچ مقام کریں

+

غزل

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں

بے خودی مستی ہے یارو اور مستی کچھ نہیں

لامکاں کی منزلت کب پاتا ہے کون و مکاں

ہو کے ویرانہ کے آگے ہے کی بستی کچھ نہیں

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو اور سب کچھ کچھ نہیں

کچھ نہ ہونے کے سوا اور سب کچھ کچھ نہیں

یہ جو کچھ ہونا جسے کہتے ہیں ہستی ہے میاں

فقر میں پستی بھی ہے اور پستی کچھ نہیں

بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیازؔ

کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں

٭ ٭ ٭ ٭

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مُردوں کی ارواح کا اپنے گھروں کو آنا

عَنْ بَعْضِ الْمُحَقِّقِیْنَ اَنَّ الْاَرْوَاحَ تَتَخَلَّصُ لَیْلَةَ الْجُمُعَةِ وَتَنْتَشِرُ فَجَاءُوْا اَوَّلًا اِلٰی مَقَابِرِھِمْ ثُمَّ جَاءُوْا فِیْ بُیُوْتِھِمْ ۔۔۔۔ ترجمہ:۔ محققین سے روایت ہے کہ تحقیق ارواح اموات کے خلاص کئے جاتے ہیں رات جمعہ کے اور ڈھونڈ کر آتے اول طرف قبروں

اپنی کے پھر آتے ہیں بیچ گھروں اپنے کے انتہا۔ وعن النسفیۃ ان ارواح المؤمنین یاتون فی کل لیلۃ الجمعۃ ویوم الجمعۃ فیقومون بفناء بیوتھم ثم ینادی کل واحد منھم بصوت حزین یا اھلی واولادی واقربائی اعطفوا علینا بالصدقۃ واذکرونا ولا تنسونا وارحمونا فی غربتنا قد کان ھذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فان لم یجدوا من یعطف علیھم ویدعوا ویتصدق بھم رجعوا باکیا حزینا، ثم ینادی کل واحد بصوت حزین اللھم قنطھم من الرحمۃ کما قنطونا من الدعاء والصدقۃ ط

ترجمہ اور نسفیہؒ سے مروی ہے کہ تحقیق ارواح مومنوں کی آتی ہیں بیچ ہر ایک رات جمعہ کے اور دن جمعہ کے پس کھڑے ہوتے ہیں بیچ صحنوں گھروں اپنے کے پھر ندا کرتا ہے ہر ایک ان میں سے ساتھ آواز اندوہناک کے کہ اے اہل میرے اور اولاد میری اور اقرباء میرے بخشائش کرو ہم پر ساتھ خیرات کے اور یاد کرو ہم کو اور نہ بھولو ہمیں اور رحم کرو ہم پر بیچ غربت ہمارے کے تحقیق تھا یہ مال وہ جو بیچ ہاتھوں تمہارے کے ہے بیچ ہاتھوں کے ہمارے کے پس اگر نہیں پاتے ایسا شخص کو بخشائش کرے ان پر اور دعا کرے اور صدقہ دیوے ان کا پھر جاتے ہیں روتے ہوئے اندوہناک ہو ہو کر پھر ندا کرتا ہے۔ ہر ایک ان میں سے ساتھ آواز غمناکی کے کہ اے اللہ تعالیٰ ناامید کر تو ان کو رحمت سے جیسا کہ ناامید کیا انہوں نے ہم کو دعا اور صدقہ سے

روی سعید ابن المسیب عن سلمان قال ارواح المؤمنین تذھب فی برزخ من الارض حیث یشاء بین السماء والارض حتی یردھا الی جسدھا۔

ترجمہ: مروی ہے سعید ابن المسیبؒ سے وہ سلمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ارواح مومنوں کے جاتے ہیں بیچ قبروں کے زمین سے جہاں چاہتے درمیان آسمان اور زمین کے یہاں تک کہ پھیرے جاتے ہیں وہ طرف وجود اپنے کے انتہا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ویقول ارواح المومنین ربنا

اِئذن لنا بالنزول الی منازلھا حتی نری اولادنا وعیالنا فینزلون لیلۃ القدر۔ انتہی اور عرض کرتے ہیں ارواح مومنوں کے اے رب ہمارے اجازت دے تو واسطے ہمارے ساتھ اُترنے طرف گھروں اپنے کے حتیٰ کہ دیکھیں ہم اولاد اپنی اور عیال اپنا پس اترتے ہیں لیلۃ القدر کو انتہی۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنھما اذا کان یوم عید او یوم جمعۃ او یوم عاشورا او لیلۃ نصف من شعبان تاتی ارواح الاموات ویقومون علی ابواب بیوتھم فیقولون ھل من احد یترحم علینا ھل من احد یترحم علینا ھل من احد یذکر غربتنا یا من سکنتم بیوتنا ویا من سعد تم بما شقینا ویا من اقمتم فی اوسع قصورنا ونحن فی ضیق قبورنا ویا من استذللتم یتامنا ویا من نکحتم نساءنا ھل من احد یفکر فی غربتنا وفقرنا کتابنا مطویۃ وکتابکم منشورۃ۔

انتہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ جب ہوتا ہے دن عید کا یا دن جمعہ کا یا دن عاشورہ شریف کا یا رات نصف ماہ شعبان کی تو آتے ارواح مُردوں کے اور کھڑے ہوتے ہیں اوپر دروازوں گھروں اپنے کے پس کہتے ہیں آیا ہے کوئی ایسا شخص کہ رحم کرے ہم پر۔ آیا ہے کوئی ایسا شخص، کہ یاد کرے غربت ہماری اے وہ لوگو کہ بستے ہو ہمارے گھروں میں اور اے وہ لوگو کہ نیک بخت ہوئے تم بسبب اُس چیز کے کہ بدبخت ہوئے ہم اور اے وہ لوگو کہ قائم ہو تو بیچ کشادہ مکانوں ہمارے کے اور ہم بیچ تنگ قبروں اپنی کے ہیں، اور اے وہ لوگو کہ ذلیل سمجھتے ہو تم یتیموں ہمارے کو اور اے وہ لوگو کہ نکاح کیا تم نے عورتوں ہماری سے آیا ہے کوئی ایسا شخص کہ فکر کرے بیچ غربت ہماری کے اور محتاجی ہماری کے کتاب ہماری لپیٹی گئی یعنی اعمال نامہ اور کتاب تمہاری کھلی ہے یعنی اعمال نامہ علامہ علی القاری در مرقات شرح مشکوٰۃ شریف تحت حدیث شریف ابو ھریرہؓ المیت تحضرہ الملائکۃ آوردہ کہ بخلاف روح المؤمن فانھا تسیر

فِی مَلَکُوْتِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَتَسْرَحُ فِی الْجَنَّةِ حَیْثُ تَشَآءُ وَ تَاْوِیْ اِلٰی قَنَادِیْلَ تَحْتَ الْعَرْشِ وَلَهَا تَعَلُّقٌ بِجَسَدِہٖ اَیْضًا تَعَلُّقًا کُلِّیًّا بِحَیْثُ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فِیْ قَبْرِہٖ وَیُصَلِّیْ وَیَتَنَعَّمُ وَیَنَامُ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ وَیَنْظُرُ اِلٰی مَنَازِلِہٖ فِی الْجَنَّةِ بِحَسْبِ مَقَامِہٖ وَرُتْبَتِہٖ فَاَمْرُ الرُّوْحِ وَاَحْوَالُ الْبَرْزَخِ وَالْاٰخِرَةِ کُلُّهَا خَوَارِقُ الْعَادَاتِ فَلَا یُشْکِلُ شَیْءٌ مِّنْهَا عَلَی الْمُؤْمِنِ بِالْاٰیَاتِ ـ اِنْتَهٰی ـ

ترجمہ علی القاری نے یہ ———

مرقات شرح مشکوٰۃ شریف تحت حدیث مذکورہ کے فرمایا کہ مردہ کے پاس حاضر ہوتے ہیں فرشتے بخلاف روح مومن کے پس تحقیق وہ سیر کرتی ہے بیچ ملکوت آسمان و زمین کے اور سیر کرتی ہے بیچ جنت کے جہاں چاہتی ہے اور جگہ پکڑتی ہے طرف قندیلوں عرش کے اور واسطے اس کے تعلق ہے ساتھ وجود اپنے کے بھی تعلق کلی ساتھ اس حیثیت کے کہ پڑھتا ہے قرآن مجید قبر اپنی کے اور پڑھتا ہے نماز اور حاصل کرتا ہے انعام اور سوتا ہے مثل سونے عروس کے اور نظر کرتی ہے طرف منزلوں اپنی کے بیچ جنت کے حسب مقام اور مرتبہ اپنے کے پس امر روح اور احوال برزخ اور آخرت سب وہ خوارق العادات ہیں پس نہیں مشکل کوئی چیز ان میں سے اوپر مومن کے ساتھ آیات کے یہ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرُّوْحُ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فَاِذَا اَمْضٰی ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ یَقُوْلُ الرُّوْحُ یَارَبِّ ائْذَنْ لِیْ حَتّٰی اَمْشِیَ اِلٰی قَبْرِیْ وَاَنْظُرَ اِلٰی جَسَدِیَ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْهِ فَیَاْذَنُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکَرَمِہٖ وَ فَیَجِیْءُ اِلٰی قَبْرِہٖ وَیَنْظُرُ اِلَیْہِ مِنْ بَعِیْدٍ قَدْ سَالَ الْمَآءُ مِنْ عَیْنَیْہِ وَمَنْخَرَیْہِ وَمِنْ فَمِہٖ ـ یَبْکِیْ بُکَاءً طَوِیْلًا ـ ——— ترجمہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نکلتا ہے روح بنی آدم سے پس جب گذرتے ہیں تین دن عرض کرتا

بے روح کو اے رب اذن دے تو مجھ کو یہاں تک کہ چلوں میں طرف قبر اپنی کے اور نظر کروں میں طرف وجود اپنے کے وہ وجود کہ تھا میں بیچ اس کے اذن دیتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ کرم اور لطف اپنے کے پس آتا ہے طرف قبر اپنی کے اور نظر کرتا ہے طرف اس کے دور سے تحقیق بہتا ہے پانی اس کی آنکھوں سے اور اس کی ناسوں سے اور اس کے منہ سے پس روتا ہے رونا طویل۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْمُؤْمِنُ دَارَتْ رُوْحُہٗ حَوْلَ دَارِہٖ شَھْرًا یَنْظُرُ اِلٰی مَا خَلَفَہٗ مِنْ مَالِہٖ کَیْفَ یُقْسَمُ مَالُہٗ وَ کَیْفَ یُقْضٰی دُیُوْنُہٗ فَاِذَا تَمَّ شَھْرٌ یَنْظُرُ اِلٰی جَسَدِہٖ وَتَدُوْرُ حَوْلَ قَبْرِہٖ سَنَۃً وَ یَنْظُرُ مَنْ یَدْعُوْلَہٗ وَمَنْ یَحْزَنُ عَلَیْہِ اِنْتَھٰی۔

ترجمہ فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مرتا ہے مومن۔ تو پھرتا ہے روح اس کے گرد حویلی کے ایک مہینہ دیکھتا ہے طرف اس کے کہ پیچھے اس کے ہے مال اس کے سے کیوں کر تقسیم کیا جاتا ہے مال اس کا۔ اور کیونکر ادا کیا جاتا ہے قرض اس کا پھر جب تمام ہو جاتا ہے۔ مہینہ نظر کرتا ہے طرف وجود اپنے کے اور پھرتی ہے گرد قبر اپنی کے ایک سال اور دیکھتی ہے اس شخص کو کہ دعا کرتا ہے واسطے اس کے اور اس شخص کو کہ غم کھاتا ہے اوپر اس کے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے تذکرۃ الموتیٰ والقبور میں فرمایا ہے۔ کہ حق تعالیٰ شہیدوں کے حق میں فرماتا ہے۔ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ۔ اُن سے مراد ہے کہ حق تعالیٰ ارواح اُن کے کو قوت اجساد دیتا ہے جہاں چاہیں سیر کرتے ہیں اور یہ حکم مخصوص ساتھ شہیدوں کے نہیں ہے۔ انبیاء اور صدیق شہیدوں سے فضیلت میں بڑھ کر ہیں اور اولیاء کرام بھی شہیدوں کے حکم میں ہیں اس واسطے کہ انہوں نے جہاد ساتھ نفس کے کیا ہے۔ کہ جہاد اکبر ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ۔

ترجمہ پھر آئے ہم جہاد چھوٹے سے طرف جہاد بڑے کے اصغر ہے جہاد بالکفار

اور اکبر سے جہاد بالنفس مراد ہے اتنا ہی کافی ہے۔ لہٰذا اولیا اللہ فرماتے ہیں اَرْوَاحُنَا
اَجْسَادُنَا وَاَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا۔ ترجمہ یعنے ارواح ہمارے کام اجساد کرتے ہیں، اور کبھی وجود
نہایت لطافت سے ارواحوں کے رنگ پر برانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم کو سایۂ نہ تھا۔ روح ان کی زمین و آسمان اور بہشت میں جہاں چاہیں
جلتے ہیں۔ دوستوں اور معتقدوں کو دنیا و آخرت میں امداد فرماتے ہیں اور ان کے دشمنوں
کو ہلاک کرتے ہیں، اور ان کے رد حوالے کے ساتھ طریقے اولیست کے فیض باطنی پہنچتا
ہے۔ اور اسی حیات کے باعث ان کے وجود مبارک کو قبر میں خاک نہیں کھاتی۔ بلکہ
کفن بھی بدستور ٹکا رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے مالک سے روایت فرمایا کہ روح مومنوں
کی جس جگہ چاہیں سیر کرتی ہیں۔ مراد مومنوں سے اولیا کاملین ہیں، اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ
وجودوں ان کے کو روحوں کی طاقت دیتا ہے کہ قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں اور ذکر
بھی کرتے ہیں اور قران مجید بھی پڑھتے ہیں حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
ہے کہ حق تعالیٰ بعض اولیا اللہ کو جسم موہوب دیتا ہے۔ اور یہ حکم شہیدوں کے
کے حق میں حدیث سے ثابت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس وقت
انسان شہید ہوتا ہے حق تعالیٰ وجود نازل فرماتا ہے بہترین صورت میں اور کہا جاتا
ہے روح اس کی کو کہ اس بدن میں داخل ہو پس دیکھتی ہے۔ وجود میں وہ کچھ
کہ ساتھ اس کے کیا جاتا ہے۔ اور بات کرتی ہے۔ اور گمان کرتی ہے۔ کہ لوگ بات
سنتے ہیں، اور گمان کرتی ہے کہ لوگ اس کو دیکھتے ہیں تاکہ آتے ہیں۔ ازواج اس
کے حور عین پس اس کو ہمراہ لے جلتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن مندہ نے مرسلاً روایت
کیا انتہیٰ اور ایسے مسلمان کم اور شاذ ہیں۔ کہ مرجائیں اور شہیدوں آخرت کے حکم میں
نہ ہوں اور شہدا آخرت کتب حدیثہ اور فقیہ میں معدود و معروف ہیں شیخ عبدالحق
محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تکمیل الایمان شرح عقائد نسفی میں فرمایا ہے۔ کہ اولیا اللہ

کو وجود ملکیۃ مثالیہ بھی ہوتے ہیں کہ ساتھ ان بدنوں کے ظہور نما ہوتے ہیں اور ارشاد طالبان فرماتے ہیں۔ اور منکران کے دلیل اور برہان اوپر ان کا اس کے نہیں ہے انتہیٰ

اَلْمَجْلِسُ التَّاسِعُ

فِیْ لُزُوْمِ الْاِتِّبَاعِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا جَاءَ بِہٖ وَفِیْہِ تَحْقِیْقٌ۔

نویں مجلس اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے تمام احکام کی پیروی کرنا لازم ہے، اور اس میں ایک تحقیق ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ

هٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ صِحَاحِ الْمَصَابِیْحِ. رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَمَعْنَاهُ اَنَّ اَحَدَکُمْ لَا یَبْلُغُ دَرَجَۃَ کَمَالِ الْاِیْمَانِ حَتّٰی یُخَالِفَ هَوَاهُ وَیَتَّبِعَ الْحَقَّ وَلَا یُسَلِّطُ هَوَاهُ عَلَی الْحَقِّ بَلْ یَکُوْنُ الْحَقُّ الَّذِیْ جِئْتُ بِہٖ مُسَلِّطًا عَلَی الْهَوٰی. فَاِنَّ مَنْ یَّعْمَلُ بِهَوٰی نَفْسِہٖ لَا یُرِیْدُ نَفْسُہٗ شَیْئًا اِلَّا یَرْتَکِبُہٗ وَیُخَالِفُ مَوْلَاهُ وَیَجْعَلُ هَوَاهُ اِلٰهًا لِنَفْسِہٖ کَاَنَّہٗ یَعْبُدُہٗ. وَلِهٰذَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَا عُبِدَ تَحْتَ السَّمَاءِ اِلٰہٌ اَبْغَضُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنَ الْهَوٰی. وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ اَبْغَضَ اِلٰہٍ عُبِدَ فِی الْاَرْضِ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی هُوَ الْهَوٰی.

وَفِی الْحَقِیْقَۃِ اَنَّ مَنْ تَاَمَّلَ یَعْلَمُ اَنَّ مَنْ یَعْبُدُ الصَّنَمَ، فَاِنَّمَا یَعْبُدُ هَوَاهُ لِکَوْنِ نَفْسِہٖ مَائِلَۃً اِلٰی دِیْنِ اٰبَائِہٖ فَیَتَّبِعُ ذٰلِکَ الْمَیْلَ

الَّذِیْ یُعَبَّرُ عَنْهُ بِالْهَوٰی، اِذْ مِنْ عَادَةِ اَهْلِ الْهَوٰی اَنْ یَسْتَحْسِنُوْا كُلَّ مَا یُوَافِقُ هَوَاهُمْ، وَاِنْ كَانَ جَاذِبًا لِكُلِّ شَرٍّ وَّوَبَالٍ وَّاَنْ یَسْتَقْبِحُوْا كُلَّ مَا یُخَالِفُ هَوَاهُمْ وَاِنْ كَانَ جَالِبًا لِكُلِّ خَیْرٍ وَّنَوَالٍ. فَالسَّعِیْدُ مَنْ یُّخَالِفُ هَوَاهُ وَیُطِیْعُ مَوْلَاهُ وَالشَّقِیُّ مَنْ یَّتَّبِعُ هَوَاهُ وَیُخَالِفُ مَوْلَاهُ وَیَكُوْنُ هَالِكًا.

لِاَنَّ مَنْ یَّتَّبِعُ هَوَاهُ یَفْعَلُ مَا یَضُرُّهُ وَیُهْلِكُ حَالًا وَّمَالًا وَّلَا یَشْعُرُ. اَوْ یَشْعُرُ وَلٰكِنْ بِخِفَّةِ عَقْلِهٖ یُرَجِّحُ اللَّذَّاتِ الْحَاضِرَةَ الَّتِیْ لَا بَقَاءَ لَهَا عَلَی الْعُقُوْبَاتِ الْعَظِیْمَةِ الَّتِیْ لَا نِهَایَةَ لَهَا. وَیَظُنُّ لِعَمٰی بَصِیْرَتِهٖ وَغَایَةِ حَمَاقَتِهٖ اَنَّهٗ ظَفِرَ بِشَیْءٍ مِّنَ اللَّذَائِذِ وَلَا یَعْلَمُ ذٰلِكَ الْاَحْمَقُ اَنَّهٗ یَخْرُجُ مِنَ الدُّنْیَا وَیَرٰی اَنَّهٗ لَمْ یَظْفَرْ بِشَیْءٍ مِّنَ اللَّذَائِذِ اَصْلًا. لَا مِنْ لَذَائِذِ الدُّنْیَا، وَلَا مِنْ لَذَائِذِ الْاٰخِرَةِ. بَلِ اتَّبَعَ هَوَاهُ فِیْمَا لَیْسَ بِشَیْءٍ لِاَنَّ لَذَائِذَ الدُّنْیَا عَنْهُ تَزُوْلُ. وَلَذَائِذَ الْاٰخِرَةِ لَیْسَ لَهٗ اِلَیْهَا الْوُصُوْلُ فَیَبْقٰی فِیْ حَیْرَةٍ وَّنَدَامَةٍ حِیْنَ لَا یَنْفَعُهُ النَّدَمُ.

وَقَدْ قَالَ اِبْنُ عَبَّاسٍ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ الْهَوٰی فِی الْقُرْاٰنِ اِلَّا ذَمَّهٗ فَاِنَّهٗ تَعَالٰی قَالَ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَاءَهُمْ وَقَالَ وَاِنَّ كَثِیْرًا لَیُضِلُّوْنَ بِاَهْوَائِهِمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ. وَقَالَ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِ.

فَعُلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْاٰیَاتِ اَنَّ اِتِّبَاعَ الْهَوٰی لَا یَكُوْنُ فِی الْاَكْثَرِ اِلَّا بِغَیْرِ عِلْمٍ بِالْحَقِّ.

فَلَا بُدَّ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ یَّعْرِفَ الْحَقَّ وَیُمَیِّزَهٗ عَنِ الْبَاطِلِ وَیَعْمَلَ بِالْحَقِّ

وَيَخْتَارُهُ عَلَى الْبَاطِلِ لِاَنَّ مَنْ لَمْ يَعْرِفِ الْحَقَّ فَهُوَ ضَالٌّ وَمَنْ عَرَفَهُ وَاخْتَارَ عَلَيْهِ غَيْرَهُ فَهُوَ مَغْضُوبٌ عَلَيْهِ۔ وَمَنْ عَرَفَهُ وَاتَّبَعَهُ فَهُوَ اُنْعِمَ عَلَيْهِ وَقَدْ اَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ نَسْئَلَهُ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ مَرَّاتٍ عَدِيْدَةً لِاَنْ يَّهْدِيَنَا صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ وَبَيَّنَ فِىْ ضِمْنِهِ اَنَّ اَهْلَ السَّعَادَةِ هُمُ الَّذِيْنَ عَرَفُوا الْحَقَّ وَاتَّبَعُوْهُ وَكَانُوْا مُهْتَدِيْنَ وَاِنَّ اَهْلَ الشَّقَاوَةِ هُمُ الَّذِيْنَ لَمْ يَعْرِفُوا الْحَقَّ بَلْ جَهِلُوْهُ وَخَرَجُوْا مِنْهُ وَكَانُوْا ضَالِّيْنَ وَعَرَفُوْهُ وَخَالَفُوْهُ وَلَمْ يَتَّبِعُوْهُ بَلِ اتَّبَعُوْا غَيْرَهُ وَكَانُوْا مَغْضُوْبًا عَلَيْهِمْ وَقَدْ ثَبَتَ فِى الْحَدِيْثِ اَنَّ الْمَغْضُوْبَ عَلَيْهِمُ الْيَهُوْدُ وَاَنَّ الضَّآلِّيْنَ النَّصَارٰى.

وَاِنَّمَا سُمِّيَ الْيَهُوْدُ بِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَالنَّصَارٰى بِالضَّآلِّيْنَ مَعَ كَوْنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ضَالًّا وَمَغْضُوْبًا عَلَيْهِمْ بِكَوْنِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مُخْتَصًّا بِمَا غَلَبَ عَلَيْهِ مِنَ الْجَهْلِ وَالْعِنَادِ فَاِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اُمَّةَ عِنَادٍ فَخُصُّوْا بِالْغَضَبِ وَالنَّصَارٰى كَانُوْا اُمَّةَ جَهْلٍ فَخُصُّوْا بِالضَّلَالِ وَلِهٰذَا قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ فَسَدَ مِنْ عُلَمَائِنَا فَفِيْهِ شِبْهٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ لِاَنَّ الْيَهُوْدَ عَرَفُوا الْحَقَّ وَلَمْ يَتَّبِعُوْهُ بَلْ عَدَلُوْا عَنْهُ وَكَانُوْا مَغْضُوْبًا عَلَيْهِمْ، وَمَنْ فَسَدَ مِنْ عِبَادِنَا فَفِيْهِ شِبْهٌ مِّنَ النَّصَارٰى لِاَنَّ النَّصَارٰى لَمْ يَعْرِفُوا الْحَقَّ وَكَانُوْا ضَالِّيْنَ فَاِنَّهُ تَعَالٰى جَعَلَ الْعِبَادَةَ سَبَبًا لِّلثَّوَابِ وَالْمَعْصِيَةَ سَبَبًا لِّلْعِقَابِ فَمَنْ يَّرْجُو الثَّوَابَ وَيَخَافُ الْعَذَابَ لَا بُدَّ لَهُ اَنْ يَّعْرِفَ الْعِبَادَةَ وَالْمَعْصِيَةَ لِيَشْتَغِلَ بِالْاُوْلٰى وَيَصِلَ اِلَى الثَّوَابِ وَيَحْتَرِزَ عَنِ الثَّانِيَةِ وَيَنْجُوَ مِنَ

الْعَذَابِ لِاَنَّ مَنْ لَمْ يَعْرِفْهُمَا وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَهُمَا وَيَضَعُ اِحْدَاهُمَا مَقَامَ الْاُخْرٰى فَيَكُوْنُ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۔

وَذٰلِكَ لِاَنَّ فِيْ قَلْبِ الْاِنْسَانِ قُوَّتَيْنِ قُوَّةَ الْعِلْمِ وَقُوَّةَ الْاِرَادَةِ وَهُمَا لَا يَتَعَطَّلَانِ اَبَدًا وَلَا يَحْصُلُ عَمَلٌ اِلَّا بِهِمَا سَوَاءٌ كَانَ خَيْرًا اَوْ شَرًّا لِاَنَّ مَنْ يَفْعَلُ شَيْئًا، سَوَاءٌ كَانَ خَيْرًا اَوْ شَرًّا لَا يَفْعَلُهُ مَا لَمْ يُرِدْهُ ۔ وَلَا يُرِيْدُ مَا لَمْ يَعْلَمْهُ فَكَمَالُ اِنْسَانٍ وَصَلَاحُهُ بِاسْتِعْمَالِ هَاتَيْنِ الْقُوَّتَيْنِ فِيْمَا يَنْفَعُهُ فِي الدَّارَيْنِ وَيُعِيْنُهُ فِيْ نَيْلِ دَوْلَتَيْنِ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ اِسْتِعْمَالِ قُوَّةِ الْعِلْمِ فِيْ اِدْرَاكِ الْحَقِّ وَتَمَيُّزِهِ عَنِ الْبَاطِلِ وَاسْتِعْمَالِ قُوَّةِ الْاِرَادَةِ فِيْ طَلَبِ الْحَقِّ وَاِيْثَارِهِ عَلَى الْبَاطِلِ لِاَنَّهُ اِذَا لَمْ يَسْتَعْمِلْ قُوَّتَهُ الْعِلْمِيَّةَ فِيْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ وَ اِدْرَاكِهِ فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ يَسْتَعْمِلُهَا فِيْ مَعْرِفَةِ الْبَاطِلِ وَمَا يَلِيْقُ بِهِ وَكَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَسْتَعْمِلْ قُوَّتَهُ الْاِرَادِيَّةَ فِيْ طَلَبِ الْحَقِّ وَالْعَمَلِ بِهِ فَلَا شَكَّ اَنَّهُ يَسْتَعْمِلُهَا فِيْ طَلَبِ الْبَاطِلِ وَالْعَمَلِ بِهِ ۔

ثُمَّ اِنَّ الْاِنْسَانَ مَجْبُوْلٌ عَلٰى مَعْرِفَةِ صَانِعِهِ وَيَقْتَضِيْ طَبْعُهُ عِبَادَةَ خَالِقِهِ وَالتَّقَرُّبَ اِلَيْهِ بِحُكْمِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لٰكِنْ لَا عِبْرَةَ بِالْمَعْرِفَةِ الْجِبِلِّيَّةِ وَالْعِبَادَةِ الطَّبْعِيَّةِ لِاَنَّهَا تَكُوْنُ عَلٰى مُقْتَضَى النَّفْسِ وَمُتَابَعَةِ هَوَاهَا فَلَا تَخْلُوْ عَنْ شَوْبِ الشِّرْكِ ۔

وَاِنَّمَا الْمُعْتَبَرُ الْمَعْرِفَةُ وَالْعِبَادَةُ عَلٰى وَفْقِ الشَّرْعِ لَا عَلٰى وَفْقِ الطَّبْعِ اَلَا تَرٰى اَنَّ اِبْلِيْسَ كَانَ فِيْ طَبْعِهِ السُّجُوْدُ لِرَبِّهِ حَتّٰى عَبَدَ اللّٰهَ فِيْمَا يُرْوٰى ثَمَانُوْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وَانْتَظَمَ بِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ فِيْ سِلْكِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ ثُمَّ لَمَّا اُمِرَ بِالسُّجُوْدِ عَلٰى خِلَافِ طَبْعِهِ اَبٰى

وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ. فَاِنَّ مَنْ يَتَّبِعُ طَبْعَهٗ وَهَوَاهُ فَاِنَّهٗ لَا يَفْعَلُ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوْفِ اِلَّا مَا يُوَافِقُ هَوَاهُ وَلَا يَتْرُكُ شَيْئًا مِنَ الْمُنْكَرِ اِلَّا مَا يُخَالِفُ هَوَاهُ.

وَقَدْ قَالَ بَعْضُ السَّلَفِ مَنْ لَمْ يَعْمَلْ مِنَ الْحَقِّ اِلَّا مَا يُوَافِقُ هَوَاهُ وَلَمْ يَتْرُكْ مِنَ الْبَاطِلِ اِلَّا مَا يُخَالِفُ هَوَاهُ لَا يَصِلُ اَجْرَ مَا عَمِلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَنْجُوْ مِنْ وِزْرِ مَا تَرَكَ مِنَ الْبَاطِلِ بَلْ يَكُوْنُ هٰذَا سَبَبًا لِسُوْءِ خَاتِمَتِهٖ وَشُؤْمِ عَاقِبَتِهٖ فَاِنَّ لِسُوْءِ خَاتِمَتِهٖ اَسْبَابًا يَجِبُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ يَحْتَرِزُوْا عَنْهَا. وَمِنْهَا الْفَسَادُ فِي الْاِعْتِقَادِ وَاِنْ كَانَ مَعَ كَمَالِ الزُّهْدِ وَالصَّلَاحِ فَاِنَّ مَنْ كَانَ لَهٗ فَسَادٌ فِيْ اِعْتِقَادِهٖ مَعَ كَوْنِهٖ قَاطِعًا مُتَيَقِّنًا بِهٖ غَيْرَ ظَانٍّ اَنَّهٗ اَخْطَأَ فِيْهِ قَدْ يَنْكَشِفُ لَهٗ فِيْ حَالِ السَّكَرَاتِ بُطْلَانُ مَا اِعْتَقَدَهٗ فَيَظُنُّ اَنَّ سَائِرَ مَا اعْتَقَدَهٗ مِنَ الْاِعْتِقَادَاتِ الْحَقَّةِ مِثْلُ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ اِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ فَرْقٌ بَيْنَ اِعْتِقَادٍ وَاِعْتِقَادٍ فَيَكُوْنُ اِنْكِشَافُ بُطْلَانِ بَعْضِ اِعْتِقَادَاتِهٖ سَبَبًا لِزَوَالِ بَقِيَّةِ اِعْتِقَادَاتِهٖ. فَاِنْ خَرَجَ رُوْحُهٗ فِيْ هٰذِهِ الْحَالَةِ قَبْلَ اَنْ يَتَدَارَكَ وَيَعُوْدَ اِلٰى اَصْلِ الْاِيْمَانِ يُخْتَمُ لَهٗ بِالسُّوْءِ وَيَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا بِغَيْرِ اِيْمَانٍ فَيَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِمْ. "وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝" وَقَدْ قَالَ فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى "قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝"

فَاِنَّ كُلَّ مَنِ اعْتَقَدَ شَيْئًا عَلٰى خِلَافِ مَا هُوَ عَلَيْهِ اِمَّا نَظَرًا بِرَأْيِهٖ وَعَقْلِهٖ اَوْ اَخْذًا مِمَّنْ هٰذَا حَالُهٗ فَهُوَ وَاقِعٌ فِيْ هٰذَا الْخَطَرِ وَلَا يَنْفَعُهٗ

الزُّهْدُ وَالصَّلَاحُ وَإِنَّمَا يَدْفَعُهُ الْاِعْتِقَادُ الصَّحِيحُ الْمُطَابِقُ لِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِهِ لِأَنَّ الْعَقَائِدَ الدِّينِيَّةَ لَا يُعْتَدُّ بِهَا إِلَّا مَا أُخِذَ مِنْهُمَا.

وَمِنْهَا الْإِصْرَارُ عَلَى الْمَعَاصِي. فَإِنَّ مَنْ لَهُ إِصْرَارٌ عَلَى الْمَعَاصِي يَحْصُلُ فِي قَلْبِهِ أُلْفَتُهَا فِي جَمِيعِ مَا أَلِفَهُ الْإِنْسَانُ فِي عُمْرِهِ وَيَعُودُ ذِكْرُهُ عِنْدَ مَوْتِهِ وَإِنْ كَانَ مَيْلُهُ إِلَى الطَّاعَاتِ أَكْثَرَ. فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَحْضُرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرَ الطَّاعَاتِ وَإِنْ كَانَ مَيْلُهُ إِلَى الْمَعَاصِي أَكْثَرَ فَيَكُونُ أَكْثَرُ مَا يَحْضُرُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ ذِكْرَ الْمَعَاصِي.

فَرُبَّمَا يَغْلِبُ عَلَيْهِ حِينَ نُزُولِ الْمَوْتِ بِهِ قَبْلَ التَّوْبَةِ شَهْوَةٌ مِنَ الشَّهَوَاتِ وَمَعْصِيَةٌ مِنَ الْمَعَاصِي فَيَتَقَيَّدُ قَلْبُهُ بِهَا وَيَصِيرُ حِجَابًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَبِّهِ وَسَبَبًا لِشَقَاوَتِهِ فِي أُخْرَى حَيَاتِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ، اَلْمَعَاصِي بَرِيدُ الْكُفْرِ. وَالَّذِي لَمْ يَرْتَكِبْ ذَنْبًا أَصْلًا، أَوِ ارْتَكَبَ وَتَابَ فَهُوَ بَعِيدٌ عَنْ هٰذَا الْخَطَرِ. وَأَمَّا الَّذِي ارْتَكَبَ ذُنُوبًا كَثِيرَةً حَتَّى كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ طَاعَاتِهِ وَلَمْ يَتُبْ مِنْهَا بَلْ كَانَ مُصِرًّا عَلَيْهَا. فَهٰذَا الْخَطَرُ فِي حَقِّهِ عَظِيمٌ جِدًّا إِذْ قَدْ يَكُونُ غَلَبَةُ الْأُلْفَةِ بِهَا سَبَبًا لِأَنْ يَتَمَثَّلَ فِي قَلْبِهِ صُوَرُهَا وَيَقَعُ مِنْهُ مَيْلُ إِلَيْهَا وَيُقْبَضُ رُوحُهُ عَلَيْهَا فَيَكُونُ سَبَبًا لِسُوءِ خَاتِمَتِهِ.

وَيُعْرَفُ ذٰلِكَ بِمِثَالٍ وَهُوَ أَنَّ الْإِنْسَانَ لَا شَكَّ أَنَّهُ يَرَى فِي مَنَامِهِ مِنَ الْأَحْوَالِ الَّتِي أَلِفَهَا طُولَ عُمْرِهِ حَتَّى أَنَّ الَّذِي قَضَى عُمْرَهُ فِي الْعِلْمِ مِنَ الْأَحْوَالِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْعِلْمِ وَالْعُلَمَاءِ، وَالَّذِي قَضَى عُمْرَهُ فِي الْخِيَاطَةِ. يَرَى مِنَ الْأَحْوَالِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِالْخِيَاطَةِ، إِذْ

لا يظهر في حال النوم الا ما حصل له مناسبة مع قلبه بطول الالفة
بالموت وان كان فوق النوم لكن سكراته وما يتقدمه من الغشية
قريب من النوم. فطول الالف بالمعاصي يقتضي تذكرها عند
عند الموت وعودها في القلب وتمثيلها فيه وميل النفس اليها
وان قبض روحه في تلك الحالة يختم له بالسوء.

ومنها العدول عن الاستقامة فان من كان مستقيما في
ابتدائه ثم تغير عن حاله وخرج مما كان عليه في ابتدائه
يكون سببا لسوء خاتمته كابليس الذي كان في ابتدائه رئيس
الملائكة ومعلمهم واشدهم اجتهادا في العبادة حتى قيل
لم يبق في سبع سماوات وسبع ارضين موضع شبر الا
وهو قد سجد فيه. ثم لما امر بالسجود لادم ابى واستكبر
وكان من الكافرين، وكبلعام بن باعور الذي اتاه الله اياته
فانسلخ منها بخلوده الى الدنيا واتبع هواه وكان من الغاوين،
وكبرصيصا العابد الذي قال له الشيطان اكفر. لما كفر قال
انى برئ منك انى اخاف الله رب العلمين فان الشيطان
اغراه على الكفر فلما كفر تبرأ منه مخافة ان يشاركه في العذاب
ولم ينفعه ذالك كما قال الله تعالى فكان عاقبتهما انهما في
خالدين فيها وذلك جزاء الظالمين۝

ومنها ضعف الايمان -فان من كان في ايمانه ضعف يضعف
حب الله تعالى فيه ويقوى حب الدنيا في قلبه ويستولي عليه
بحيث لا يبقى فيه موضع لحب الله تعالى الا من حيث حديث النفس

لا يظهر له أثر في مخالفة النفس ولا يؤثر في الكف عن المعاصي ولا في الحث على الطاعات منهمك في الشهوات وارتكاب السيئات بتراكم ظلمات الذنوب على القلب فلا تزال تطفئ ما فيه من نور الإيمان مع ضعفه وإذا جاءت سكرات الموت يزداد حب الله تعالى ضعفا في قلبه، لما يرى أنه يفارق الدنيا وهي محبوبة له وحبها غالب عليه لا يريد تركها ويتألم من فراقها ويرى ذلك من الله تعالى فيخشى أن يحصل في باطنه بغضه تعالى بدل الحب و ينقلب ذلك الحب الضعيف بغضا. فإن خرج روحه في اللحظة التي خطرت فيها هذه الخطرة يختم له بالسوء ويهلك هلاكا مؤبدا.

والسبب المفضي إلى هذه الخاتمة حب الدنيا والركون إليها والفرح بها مع ضعف الإيمان الموجب الضعف لحب الله تعالى - و الداء العضال قد عم أكثر الخلق فإن من يغلب على قلبه عند الموت أمر من أمور الدنيا، و يتمثل ذلك الأمر في قلبه و يستغرقه حتى لا يبقى لغيره متسع، فإذا خرج روحه في تلك الحالة يكون رأس قلبه منكوسا إلى الدنيا، و وجهه مصروفا إليها و يحصل بينه وبين ربه حجابا ولا يمكنه أن تكتسب بعد الموت صفة أخرى تضاد الصفة الغالبة إذ لا تصرف في القلوب إلا بأعمال الجوارح و بالموت تبطل الجوارح وأعمالها ولا مطمع في الرجوع إلى الدنيا حتى يمكن التدارك و يبقى في حسرة وندامة فمن أراد النجاة من هذه الورطة فعليه إخراج حب الدنيا من قلبه

وَحِفْظُ جَوَارِحِ عَنِ الْمَعَاصِي وَقَلْبِهِ عَنِ الْفِكْرِ فِيهَا وَالْاِحْتِرَازِ عَنْ مُشَاهَدَتِهَا وَمُشَاهَدَةِ اَهْلِهَا لِاَنَّ ذٰلِكَ اَيْضًا يُؤَثِّرُ فِي قَلْبِهِ وَيُصَرِّفُ فِكْرَهُ اِلَيْهِ اَنْ يُوَاظِبَ عَلَى الطَّاعَاتِ لِكَوْنِهَا ثَمَرَةَ مَحَبَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا يُتَصَوَّرُ مَحَبَّةُ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا بَعْدَ مَعْرِفَتِهِ تَعَالٰى اِذْ لَا يُحِبُّ الْاِنْسَانُ مَا لَا يَعْرِفُهُ. وَاِنَّمَا يُحِبُّ مَا يَعْرِفُهُ. فَمَنْ عَرَفَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَعَرَفَ اَنَّ جَمِيعَ النِّعَمِ الْحَاصِلَةِ اِلَيْهِ وَاِلٰى غَيْرِهِ لَيْسَ اِلَّا مِنْهُ تَعَالٰى، لَا جَرَمَ يُحِبُّهُ. فَاِذَا اَحَبَّهُ يَسْعٰى فِي تَحْصِيلِ مَرْضَاتِهِ بِالْاِحْتِرَازِ عَنِ الْاَفْعَالِ الْقَبِيحَةِ وَالْاِشْتِغَالِ بِالْاَعْمَالِ الْحَسَنَةِ

فَعُلِمَ مِنْ هٰذَا اَنَّ الْمَقْصُودَ مِنَ الْعُلُومِ وَالْاَعْمَالِ مَعْرِفَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَتَمَّ الْمَعْرِفَةُ اِذْ لَا يَنْبَغِي لِاَحَدٍ اَنْ يُفَارِقَ الدُّنْيَا اِلَّا مُحِبًّا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَمُحِبًّا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَمُحِبًّا لِلِقَائِهِ. فَاِنَّ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. وَمَنْ قَدِمَ عَلٰى مَحْبُوبِهِ يَعْظُمُ سُرُوْرُهُ بِقَدْرِ مَحَبَّتِهِ لَا مُحِبًّا لِلدُّنْيَا لِاَنَّهُ يُفَارِقُهَا وَمَنْ يُفَارِقُ مَحْبُوبَهُ يَشْتَدُّ اَلَمُهُ وَعَذَابُهُ.

فَمَهْمَا كَانَ الْغَالِبُ عَلَى الْقَلْبِ حُبُّ الْوَلَدِ وَالْمَالِ وَالْمَسْكَنِ وَالْعَقَارِ. فَهٰذَا رَجُلٌ جَمِيعُ مَحَابِّهِ فِي الدُّنْيَا، وَالدُّنْيَا جَنَّتُهُ. فَمَوْتُهُ خُرُوْجٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَحَيْلُوْلَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَحْبُوبِهِ وَلَا يَخْفٰى اَلَمُ مَنْ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَحْبُوبِهِ. وَاَمَّا اِذَا لَمْ يَكُنْ مَحْبُوبٌ سِوَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَالدُّنْيَا سِجْنُهُ. فَمَوْتُهُ خُرُوْجٌ مِنَ السِّجْنِ وَلِقَاءُ مَحْبُوبِهِ. فَهٰذَا اَوَّلُ مَا يَلْقَاهُ كُلُّ مَنْ يُفَارِقُ الدُّنْيَا عَقِيبَ مَوْتِهِ مِنَ الْفَرَحِ وَالْاَلَمِ فَضْلًا عَمَّا اَعَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النَّعِيمِ الْمُقِيمِ لِعِبَادِهِ الصَّالِحِينَ

دَمِنَ الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ لِلَّذِيْنَ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَرَضُوْا بِهَا وَلَمْ يَسْتَعِدُّوْا لِلِقَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

وَحُكِيَ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ لَمَّا دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ حَاجًّا قَالَ هَلْ بِهَا رَجُلٌ اَدْرَكَ عِدَّةً مِنَ الصَّحَابَةِ۔ قَالُوْا نَعَمْ اَبُوْ حَازِمٍ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ۔ فَلَمَّا اَتَاهُ قَالَ يَا اَبَا حَازِمٍ! مَا لَنَا نَكْرَهُ الْمَوْتَ۔ قَالَ اِنَّكُمْ عَمَّرْتُمُ الدُّنْيَا وَخَرَّبْتُمُ الْاٰخِرَةَ۔ فَتَكْرَهُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنَ الْعِمْرَانِ اِلَى الْخَرَابِ۔ قَالَ صَدَقْتَ۔ ثُمَّ قَالَ لَيْتَ شِعْرِيْ مَا لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی غَدًا۔ قَالَ اَعْرِضْ عَمَلَكَ عَلٰی كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ قَالَ فَاَيْنَ اَجِدُهٗ قَالَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ قَالَ فَاَيْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ۔ قَالَ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ہ قَالَ لَيْتَ شِعْرِيْ كَيْفَ الْعَرْضُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی غَدًا۔ قَالَ اَمَّا الْمُحْسِنُ فَكَالْغَائِبِ الَّذِيْ يَقْدُمُ عَلٰی اَهْلِهٖ۔ وَاَمَّا الْمُسِيْءُ فَكَالْاٰبِقِ يَقْدُمُ عَلٰی مَوْلَاهُ۔ فَبَكٰی سُلَيْمٰنُ حَتّٰی عَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ بُكَاؤُهٗ ثُمَّ قَالَ اَوْصِنِيْ قَالَ اِيَّاكَ اَنْ يَرَاكَ اللّٰهُ حَيْثُ نَهَاكَ وَلَا يَفْقِدُكَ حَيْثُ اَمَرَكَ۔

ترجمہ

نویں مجلس اس بیان میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے تمام احکام کی پیروی کرنا لازم ہے اور اس میں ایک تحقیق ہے آنحضرتؐ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی ایماندار نہیں جب تک کہ وہ اپنی مرضی کو میرے احکام کی تابع نہ کر دے۔ یہ حدیث مصابیح کی صحیح حدیثوں میں سے ہے۔ جس کے راوی عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے نفسانی خواہش کی ترک کرکے حق کی

پیروی نہ کرے اور اپنی ہوا و ہوس کو حق پر غالب نہ ہونے دیں بلکہ وہ حق جو میں لایا ہوں اسکی ہوا و ہوس پر غالب ہو اس لئے کہ جو شخص اپنے نفس کی خواہش پر عمل کرتا ہے اس کا نفس جس بات کو چاہتا ہے وہ اسی کو کرتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ کا مخالف ہوتا ہے۔ اور اپنی ہوا و ہوس کو اپنے نفس کا معبود بنا لیتا ہے۔ گویا وہ اسی کو پوجتا ہے اور اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آسمان کے نیچے کوئی معبود ہوائے نفس سے زیادہ اللہ کے نزدیک بدترین نہیں ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ بدترین معبود زمین پر اللہ کے نزدیک ہوائے نفس ہی ہے۔ اور حقیقت میں جو شخص غور کرے اسکو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ جو بتوں کو پوجتا ہے۔ وہ حقیقت میں بتوں کو نہیں پوجتا بلکہ ہوائے نفس کو پوجتا ہے کیونکہ اس کا نفس اپنے آبائے دین کی طرف مائل ہے تو وہ اُسی میل کا پیرو ہے۔ جسکو خواہش نفس کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اہل ہوا کی یہ عادت ہے کہ جو بات ان کی خواہش نفس کے موافق ہو اسی کو اچھا سمجھتے ہیں اگرچہ وہ تمام برائی اور وبال کا سبب ہو جائے اور جو بات ان کی ہوائے نفس کے خلاف ہو اس کو برا جانتے ہیں اگرچہ اس میں ان کے لئے نری بھلائی ہو پس سعید وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کے خلاف اپنے مولا کی اطاعت کرے اور شقی وہ ہے جو اپنے مولا کے خلاف اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے۔ اور ہلاک ہوتا ہے اس لئے کہ جو شخص اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے وہ ایسے کام کرتا ہے جو مضر ہوتے ہیں اور جس سے اس کا حال اور مال دونوں تباہ ہوتے ہیں اور اسکی اس کو خبر نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو اپنی حماقت سے موجودہ لذت کو جو رہنے والی نہیں ہے۔ ان بڑے بڑے عذابوں پر ترجیح دیتا ہے۔ جن کی انتہا نہیں ہے اور اپنے اندھے پن اور شدت حماقت سے یہ سمجھتا ہے کہ میں نے خوب مزے اڑائے اور وہ احمق یہ نہیں جانتا کہ وہ دنیا سے ایک دن نکلے گا اور دیکھے گا کہ اسکو نے کچھ بھی لطف نہیں اٹھایا تھا

دنیاوی لذتیں نہ آخرت کی نعمتیں۔ بلکہ اس نے اپنے نفس کی پیروی کی ان چیزوں میں جو کچھ بھی نہیں ہے اس لئے کہ دنیا کی لذتیں زائل ہو جاتی ہیں اور آخرت کی لذتیں اس کو ملنے والی نہیں تو ایک حیرت اور ندامت میں رہے گا جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں اور ابن عباسؓ کہتے ہیں قرآن مجید میں ہوائے نفس کا ذکر اللہ نے ہمیشہ برائی سے کیا ہے ایک جگہ فرماتا ہے بلکہ ظالم لوگوں نے اپنے خواہشوں کی پیروی بے جانے بوجھے کی۔ دوسری جگہ فرماتا ہے اور بہتیرے لوگ بے جانے بوجھے اپنے ہوائے نفس کے سبب سے گمراہی کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے۔ جو اللہ کی راہ کے سوا اپنے نفس کی خواہش پر چلتا ہے۔ پس ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ خواہش نفس کی پیروی اکثر امر حق کی بے علمی ہوتی ہے۔

پس مومن کیلئے ضروری ہے کہ حق کو پہچانے اور باطل سے اس کو تمیز کرے اور حق پر عمل کرے اور باطل پر اس کو ترجیح دے کہ جو شخص حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہے۔ اور جو شخص حق کو پہچان لے پھر بھی غیر حق کو پسند کرے تو اس کو خدا کا غضب ہو اور جو حق کو پہچانے اور اس پر عمل بھی کرے تو اس پر خدا کا انعام ہے اور خدا نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم اس سے دن رات میں کئی بار اس بات کی دعا مانگا کریں کہ ہم کو ان لوگوں والا راستہ دکھلاوے جن پر اس کا انعام ہے، نہ اُن لوگوں کا جن پر اس کا غضب ہے اور نہ ہی گمراہوں کا۔ اور اسکی ضمن میں یہ بھی بیان فرمایا۔ کہ سعادت مند وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کو پہچانا اور اسکی پیروی کی اور ہدایت والے ہوئے اور بدبخت وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کو نہ پہچانا بلکہ اس سے ناواقف رہے اور اس سے نکل کر گمراہ ہو گئے یا حق کو پہچان تو لیا اسکی مخالفت کی اور عمل نہ کیا، بلکہ غیر حق کی پیروی کی۔ اور خدا کے غضب میں آگئے اور حدیث شریف میں ثابت ہے کہ مغضوب علیہم تو یہودی ہیں اور گمراہ النصاریٰ ہیں اور یہود کو مغضوب اور نصاریٰ کو گمراہ فرمایا حالانکہ ان میں سے ہر ایک

گمراہ اور مغضوب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو بلحاظ غلبہ جہل و عناد کے ایک ایک چیز سے عناد ہے اور خصوصیت ہے۔ چونکہ یہود اہل عناد تھے اس لئے ان کو غضب سے خصوصیت ہے اور نصاریٰ اہل جہالت تھے اس لئے وہ گمراہی سے خصوصیت رکھتی ہیں اس لئے سفیان ابن عیینہؒ کہتے ہیں کہ ہمارے علماء میں جو بگڑ جائے وہ یہودیوں سے مشابہ ہے۔ اس لئے کہ یہود جان بوجھکر اسکی پیروی نہیں کرتے بلکہ اس سے منہ پھیر لیا اور خدا کے غضب میں مبتلا ہوگئے۔ اور ہم میں سے جو عابد بگڑ جائے تو تو وہ نصاریٰ کی مثل ہے اس لئے کہ نصاریٰ نے حق کو پہچانا ہی نہیں بلکہ اس سے ناواقف رہے اور گمراہ ٹھہرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کو ثواب کا اور گناہ کو عذاب کا سبب قرار دیا ہے پس جو شخص ثواب کا آرزومند ہے اور عذاب سے ڈرتا ہے تو اسکو ضرور ہے کہ عبادت اور گناہ کو معلوم کرے۔ تاکہ عبادت کر کے ثواب پائے۔ اور گناہ سے بچ کر عذاب سے چھوٹے۔ اس لئے کہ جو شخص ان دونوں باتوں کو معلوم نہ کرے گا اور ان دونوں میں فرق نہ کرے گا وہ گناہ اور بڑے خسارہ میں رہے گا اور یہ بات اس لئے ہے کہ انسان کے قلب میں دو قوتیں ہیں قوۃ علم اور قوت ارادہ اور یہ کبھی بے کار نہیں رہ سکتیں اور کوئی کام۔ برا ہو یا اچھا اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کیونکہ جو شخص کوئی اچھا یا برا کام کرتا ہے وہ بغیر پہلے سے ارادہ کئے ہوئے کر ہی نہیں سکتا اور ارادہ بغیر اس کے علم کے نہیں ہو سکتا۔ اور انسان کا کمال انہیں دونوں قوتوں کے کام میں لانے پر ہی ہے جس سے دونوں جہاں میں نفع حاصل کرے اور دونوں دولتیں حاصل کرنے میں مدد دے اس لئے ضرور ہوا کہ علم کی قوت حق کو معلوم کرنے اور باطل سے تمیز کرنے میں استعمال کرے۔ اور قوت ارادہ کو طلب حق اور باطل پر اس کو ترجیح دینے میں کام میں لائے اس لئے کہ اگر اپنی قوت علمیہ کو حق کے پہچاننے اور معلوم کرنے میں استعمال نہ کرے۔ تو ضرور ہے کہ اس کو باطل اور اس کے لواحقات کے معلوم

کرنے میں استعمال کرے گا اور اگر اپنی قوت ارادے سے حق طلبی اور عمل نیک کا کام نہ
لے گا تو کوئی شک نہیں ہے کہ اس کو باطل کی جستجو اور عمل بد میں صرف کرے گا انسان
خلقی طور پر اپنے خالق کے ماننے پر مجبور ہے اور طبیعت ہی اپنے خالق کی عبادت اور
اس کی نزدیکی کو چاہتی ہے بمقتضا اس فطرت کے جس پر انسان پیدا کیا گیا ہے لیکن
یہ خلقی معرفت اور طبعی عبادت قابل اعتبار نہیں ہے کہ وہ مقتضائے نفس خواہش
نفسانی کی پیروی سے ہوا کرتی ہے پس وہ شرک کی آمیزش سے خالی نہیں ہے اور
معرفت اور عبادت وہ ہی معتبر ہے جو شریعت کے موافق ہو نہ وہ کہ جو طبعی ہو کیا تم
نہیں جانتے کہ ابلیس کا طبعی امر تھا کہ اپنے رب کو سجدہ کرے چنانچہ بعض روایتوں سے
ثابت ہے کہ اس نے اسی ہزار برس اللہ کی پرستش کی ہے اور اس کثرت عبادت کی
وجہ سے مقرب فرشتوں میں شامل ہو گیا پھر جب وہ اپنی خلاف طبیعت سجدہ کرنے
کے لئے مامور ہوا تو ازراہِ تکبّر اس نے انکار کیا اور کافروں میں سے ہو گیا۔ اس
لئے کہ جو شخص اپنی طبیعت اور ہوائے نفس پر کاربند ہوتا ہے تو وہ حسنات میں سے کوئی
کام نہیں کرتا۔ البتہ وہ کام جو اس کی خواہش نفس کے موافق ہو اور نہ حرام چیزوں
کو چھوڑتا ہے البتہ وہ چیزیں جو اس کے مرض نفس کے خلاف ہوں بعض متقدمین
کا قول ہے، کہ جو شخص وہی عمل نیک کرے۔ جو اس کی مرضی کے موافق ہو اور اعمال بد
سے اس کو ترک کرے جو اس کے خلاف مزاج ہو تو اس کو اس عمل نیک کا ثواب نہ
ملے گا۔ اور نہ اس حرام کے ترک کرنے سے وہ عذاب سے بری ہے بلکہ اس کی یہ عادت
اس کے بدانجام اور عاقبت کی خرابی کا سبب ہو گی کیونکہ خاتمہ کی خرابی کے بہت سے
اسباب ہیں جن سے مومن کو بچنا ضرور ہے

منجملہ ان کے ایک عقیدے کی خرابی ہے، اگرچہ اعلیٰ درجہ کے زہد اور صلاح کے
ساتھ ہو اس لئے کہ جس شخص کا عقیدہ فاسد ہو اور اپنے عقیدے فاسد پر اتنا

یقین کامل رکھتا ہو کہ اپنی غلطی کا اس کو گمان ہی نہیں۔ اس کو جان کنی کے وقت معلوم ہوگا کہ میرا اعتقاد باطل تھا اور حق عقیدوں کی نسبت بھی خیال ہوگا۔ کہ وہ بھی اس اعتقاد کی طرح باطل ہیں اور ان کی کوئی اصل نہیں ہے اگر اس کو اس عقیدے اور ان عقیدوں میں فرق معلوم نہیں پس بعض اعتقادات کی غلطی ظاہر ہونے پر باقی اعتقادات بھی زائل ہو جائیں گے پس اگر اسی حال میں اس کی روح نکل گئی۔ اور وہ اپنے ایمان کو لٹا کر درست نہ کر سکا تو اس کا خاتمہ خراب ہوا اور دنیا سے بے ایمان گیا۔ اور ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی نسبت خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے اور اللہ کی طرف سے ان کو وہ بات ظاہر ہوئی جن کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور دوسری آیت میں فرماتا ہے کہو کہ آیا ہم تم کو بتادیں کہ کن کے عمل اکارت گئے۔ وہ لوگ جن کی سعی دنیا میں ضائع ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں واقعی جو شخص واقع کے خلاف اپنی رائے وعقل سے یا کسی اور سے جس کا یہی حال ہو کسی بات کا اعتقاد کرے تو وہ اسی اندیشے میں ہے اور پرہیزگاری اور نیکی اس اندیشے کو دفع نہیں کر سکتی بلکہ یہ اندیشہ صرف اس عقیدہ صحیح سے دور ہوتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہو؛ اس لئے کہ دینی عقائد وہی معتبر ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ماخوذ ہوں

اور انہیں اسباب میں ایک سبب گناہوں پر اڑا رہنا بھی ہے کیونکہ جو شخص گناہوں کا عادی ہو جاتا ہے اس کے دل میں گناہ کی اُلفت بیٹھ جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ انسان زندگی میں جس چیز سے محبت رکھتا ہے موت کے وقت اُسی کی یاد آتی ہے۔ اگر اس کی توجہ اکثر عبادتوں کی طرف زیادہ ہے تو اس کو مرتے وقت زیادہ تر عبادتوں کا ہی خیال رہے گا۔ اور اگر اس کو اکثر گناہوں کی طرف زیادہ رغبت تھی تو مرتے وقت اس کو زیادہ تر گناہوں کی یاد آئے گی سو اکثر اوقات مرتے وقت توبہ سے

پہلے اس پر کوئی خواہش نفس یا کوئی گناہ غالب ہو جاتا ہے اس کا دل اسی میں پھنس جاتا ہے اور اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے اور آخر زندگی میں اس کی بدبختی کا سبب بن جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ گناہ کفر کا قاصد ہے اور جس نے کوئی گناہ نہیں کیا یا کر کے توبہ کر ڈالی تو وہ اس خطرہ سے دور ہی رہا وہ شخص جس نے اس کثرت سے گناہ کئے کہ اس کی عبادتوں سے بھی بڑھ گئے اور ان سے توبہ بھی نہیں کی بلکہ انہیں پر اڑا رہا۔ تو اس کے حق میں یہ خطرہ یقیناً بہت بڑا ہے اس لئے کہ بعض اوقات گناہوں سے محبت بڑھ جانا اس بات کا سبب بن جاتا ہے کہ اس کے دل میں گناہ کی صورت بیٹھ جاتی ہے۔ اور اس کی طرف اسے رغبت ہو جاتی ہے اسی پر اسکی روح قبض کر لی جاتی ہے پس یہ گناہ اس کے خاتمہ کی خرابی کا سبب بن جاتا ہے۔ یہ بات ایک مثال سے سمجھ میں آ جائیگی۔ یعنے اس میں شک نہیں کہ انسان خواب میں وہی چیزیں دیکھتا ہے جن سے وہ زندگی بھر مالوف رہا ہے۔ مثلاً جسکی عمر علم کے شغل میں گذری وہ علم اور علماء کے متعلق خواب دیکھتا ہے اور جس کی عمر سلائی کے کام میں گذری اس کو درزی اور سلائی کے خواب دکھائی دیتے ہیں اس لئے کہ سوتے میں وہی باتیں سامنے آتے ہیں جن سے اس کے دل کو بلحاظ محبت کے زیادہ تعلق رہا ہے اور موت اگرچہ سونے سے بڑھ کر ہے۔ لیکن اس کی سکرات اور مرنے سے پہلے جو غشی ہو جاتی ہیں وہ قریب قریب سونے ہی کے ہوتی ہے۔

پس گناہوں سے محبت کی زیادتی مرتے وقت ان کی یاد دلاتی ہے اور ان کا خیال لوٹ آتا ہے اور دل میں ان کی صورت بیٹھ جاتی ہے اور دل اسی طرح متوجہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسی حالت میں روح قبض ہو گئی، تو خاتمہ بُرا ہے

اور انہیں اسباب میں سے استقامت سے منہ پھیرنا ہے جو شخص ابتدا میں مستقیم رہا پھر لوٹی اس حالت سے جس پر تھا بدل گیا اور جس طریقہ پر ابتدا میں تھا اس سے نکل گیا

تو یہ اس کے بُرے خاتمہ کا سبب ہو جائے گا جیسا کہ ابلیس شروع میں سب فرشتوں کا سردار اور معلّم تھا اور سب سے زیادہ عبادت میں کوشش کرتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ساتوں زمین اور ساتوں آسمانوں میں اس نے کہیں بالشت بھر جگہ ایسی نہ چھوڑی تھی جس پر اس نے سجدہ نہ کیا ہو پھر جب اس کو آدم کے سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے ازراہ تکبّر انکار کیا اور کافر ہو گیا اسی طرح بلعام بن باعورا جس کو اللہ نے اپنی نشانیاں دی تھیں۔ اس نے ان کو چھوڑ کر دنیا کی ہمیشگی اختیار کی اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور گمراہ ہو گیا اسی طرح برصیصا عابد تھا جس سے شیطان نے کہا کافر ہو جا۔ جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے بری الذمہ ہوں میں اس خدا سے ڈرتا ہوں جو تمام جہاں کا پروردگار ہے شیطان نے پہلے تو اس کو کفر پر ابھارا اور جب کافر ہو گیا تو اس سے برائت بھی کر لی اس خوف سے کہ کہیں اس کے ساتھ میں بھی عذاب میں نہ گرفتار ہو جاؤں حالانکہ اس برأت سے اس کو کوئی نفع نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور ظالموں کا یہی بدلہ ہے۔

اور انہی اسباب میں سے ضعف ایمان بھی ہے جس شخص کا ایمان ضعیف ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ کی محبت کمزور ہوتی ہے اور دنیا کی محبّت قوی ہوتی ہے اور اسی طرح غالب ہوتی ہے کہ اللہ کی محبّت کا کوئی مقام نہیں رہتا اور اگر ہو بھی تو وہ محض نفس کے تابع ہوتی ہے۔ نفس کی مخالفت میں اس کا پتہ بھی نہیں ملتا نہ گناہوں سے روکنے میں اس کا کچھ اثر ہوتا ہے اور عبادت کی طرف آمادگی ہوتی ہے۔ بلکہ شہوتوں اور گناہوں میں پھنسا رہتا ہے پس گناہوں کی تیرگی اس کے قلب پر چڑھتی جاتی ہے اور اس کے نور ایمان کو جو پہلے ہی ضعیف تھا بجھاتی ہے جب موت کی سکرات شروع ہوگی تو اللہ کی محبت اس کے دل میں بالکل ضعیف ہو جائیگی کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اب دنیا اس سے چھوٹتی ہے حالانکہ وہ اسکی محبوب ہے۔ اور اسکی محبت اس کے دل پر غالب ہے۔ وہ اس کو چھوڑنا نہیں چاہتا اور اسکی

جدائی سے رنجیدہ ہوتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ پس ڈرتا ہے کہ بجائے محبت کے اس کے دل میں اللہ کی طرف سے بغض نہ آجائے۔ اور وہ تھوڑی سی محبت بغض نہ ہو جائے پس اگر اسکی جان اسی حالت میں نکل گئی تو اس کے دل میں یہ خطرہ گذر رہا تھا تو اس کا خاتمہ بُرا ہوا اور ہمیشہ کے لئے تباہی میں پڑ گیا اور اس انجام کا باعث صرف یہی دنیا کی محبت اور اس کی رغبت اور اس کی خوشی ہوئی اس کے ساتھ ہی ایمان کی کمزوری ہے جس سے محبت الٰہی میں ضعف آگیا یہ ایک نہایت سخت بیماری ہے جو تمام خلقت کو لگی ہوئی ہے کیونکہ جس شخص کے دل میں مرتے وقت دنیا کی باتوں میں سے کوئی بات چھا جائے اور اس کے دل میں اسکی صورت بندھ جائے اور اس کو ایسا ڈبو دے کہ غیر کے لئے گنجائش ہی نہ رہے۔ اگر اسی حالت میں اس کی روح نکل جائے تو اس کے دل کا سر دنیا کی طرف جھکا ہوا ہوگا اور منہ اسی کی طرف ہوگا۔ اور اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ایک پردہ پڑ جائے گا اور یہ ممکن نہیں ہے کہ مرنے کے بعد کوئی اور صفت حاصل ہو سکے جو اس صفت کو دفعہ کر دے جو اس کے دل پر غالب ہے اس لئے کہ قلب پر جو کچھ تصرف ہو سکتا ہے وہ اعمال ظاہری سے ہو سکتا ہے اور مرنے کے بعد تمام ظاہری اعضا اور ان کے افعال باطل ہو جاتے ہیں اور پھر دنیا میں آنے کی کوئی امید نہیں رہتی کہ اس کا کچھ تدارک ہو سکتا بلکہ حسرت اور ندامت میں پڑا رہے گا پس جو شخص اس ہلاکت سے بچنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اپنے دل سے دنیا کی محبت دور کر دے اور اپنے ظاہری اعضا کو گناہوں سے بچائے اور اپنے دل کو گناہ کے خیال سے روکے اور دنیا اور اہل دنیا کے دیکھنے سے پرہیز کرے اس لئے کہ یہ بھی قلب پر اثر کرتا ہے اور بندہ کا خیال اللہ سے پھیر کر دنیا کی طرف کر دیتا ہے پھر عبادت کی دھن لگائے کیونکہ خدا کی محبت کا یہی ثمرہ ہے اور اللہ کی محبت اس کے پہچاننے کے بعد ہوتی ہے۔

اس لئے کہ انسان اس چیز سے محبت نہیں کیا کرتا جس کو جانتا ہی نہ ہو۔ بلکہ اس سے محبت کرتا ہے جس کو جانتا ہے پس جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا اور یہ بھی جان لیا کہ جو نعمتیں مجھ کو یا اوروں کو ملی ہیں،

وہ اللہ کی طرف سے ہیں تو ضرور اس سے محبت پیدا ہو گی اور جب محبت ہو گی تو برے کاموں سے پرہیز کر اور نیک کاموں میں مشغول ہو کر اس کی رضا جوئی کی کوشش کرے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ علوم اور اعمال سے خدا دانی مقصود ہے تاکہ معرفت سے محبت پیدا ہو۔ اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ جب دنیا سے جدا ہو تو اللہ کی محبت اور اس کے دیدار کی تمنا رکھتا ہو کہ جو شخص اللہ کا دیدار چاہتا ہے اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے، اور جو شخص اپنے محبوب کے پاس آتا ہے تو بقدر اس کی محبت کے سرور زیادہ ملتا ہے اور دنیا کی محبت کے ساتھ جان نہ دے اس لئے کہ وہ اس سے جدا ہوتا ہے اور جو شخص اپنے محبوب سے جدا ہوتا ہے اس کو سخت رنج اور تکلیف ہوتی ہے پس جس حالت میں کہ لڑکے اور مال اور مکان اور زمین کی محبت غالب ہو لی تو یہ ایسا شخص ہے جس کی تمام پسندیدہ چیزیں دنیا ہی میں ہیں اور یہی اس کی جنت ہے تو اس کا مرنا گویا جنت سے نکلنا اور اپنے محبوب سے جدا ہونا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ محبوب کی جدائی کس درجہ رنج دہ ہوتی ہے اور جبکہ اللہ کے سوا کوئی اپنا محبوب ہی نہ ہو تو دنیا دوزخ ہو گی اور اس کا مرنا گویا دوزخ سے نکلنا اور محبوب سے ملنا ہے۔ پس یہ پہلی خوشی یا رنج ہے جو آخرت میں بعد مرنے کے ملنے والی ہے علاوہ اس کے خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے جنت اور دوزخ ان لوگوں کے لئے تیار کی ہے جنہوں نے دنیا سے محبت رکھی اور اللہ سے ملنے کے لئے کچھ سامان نہ کیا۔

کہتے ہیں کہ سلیمان ابن عبدالملک جب بغرض حج مدینہ میں آئے تو پوچھا یہاں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے کسی صحابیؓ کو دیکھا ہو لوگوں نے کہا ہاں ابو حازمؒ

میں ان کو بلا بھیجا اور جب وہ تشریف لائے تو کہا اے ابو حازم ہم کو موت کیوں بری لگتی ہے آپ نے فرمایا چونکہ تم نے دنیا کو آباد کیا اور آخرت کو ویران اس لئے تم آبادی سے نکل کر ویرانہ میں جانا پسند نہیں کرتے۔ کہا آپ نے بہت صحیح فرمایا پھر کہا یہ فرمائیے کہ آخرت میں ہمارا کیا حال ہونے والا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے اعمال کو کتاب اللہ سے مقابلہ کر کے دیکھ لو تو اس نے کہا یہ مضمون کس مقام پر ہے آپ نے کہا اللہ یوں فرماتا ہے۔ نیکوکار جنت میں ہوں گے اور بدکار دوزخ میں پھر پوچھا کہ اللہ کی رحمت کہاں ہوگی آپ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہوگی۔

پھر کہا یہ بتلائیے کہ اللہ کا سامنا کس طرح ہوگا جواب دیا کہ نیک لوگ تو اس طرح آئیں گے جس طرح کوئی بچھڑا ہوا اپنے گھر والوں سے ملتا ہے اور بدکار اس طرح آئے گا جس طرح بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس آتا ہے یہ سنتے ہی سلیمان رو پڑا یہاں تک کہ اسکی آواز بلند ہوگئی اور بہت پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

پھر کہنے لگا کہ مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے۔

آپ نے فرمایا ایسی باتوں سے بچتا رہ کہ خدا تجھ کو ایسے حال میں دیکھے جس سے اس نے منع کیا ہے اور مفقود نہ پائے تجھ کو ایسے حال سے کہ تجھ کو اس کا حکم کیا ہے۔

*

در بیان آنکہ خلعت معرفت انسان کا اصلی جوہر ہے

جاننا چاہیئے جس کو خداوند کریم نے خلعت معرفت عطا کر دی ہے وہ ایک نائب دائمی خداوند کریم کا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہی حصہ نبوت کی خلافت سے پے در پے سینہ بسینہ آنحضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک چلا آیا ہے اور وہی حصہ تقسیم

ہوتا رہے گا آخیر زمانہ تک جس وقت یہ حصہ حقیقی ختم ہو جاوے گا۔ جو کہ نبوت کا حصہ تقسیم ہو کر ولایت کے جامہ میں چلا آیا ہے تو پھر عنقریب قیامت قائم ہو جاوے گی مگر خلافت اس زمانہ میں دو قسم پر منحصر ہو چکی ہے ایک حقیقی اور دوسری مجازی مگر مجازی اس زمانہ میں زیادہ پھیل گئی ہے۔ لیکن اس کی شناخت کرنی محال ہے مگر خلافتِ حقیقی کی شناخت کوئی دشوار نہیں۔ اور حقیقی کی شناخت میں جو خداوند کریم فرقان حمید میں فرماتا ہے وَاِذْقَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور مولانا روم بمقام مثنوی شریف میں در دفتر دوئم اس طرح سے شائقین کو جام شراب حقیقی نوش کراتے ہیں ہر ایک زیر مطالعہ سے جام شراب حقیقی رومی نوش کر لیویں۔

مثنوی

گفت نے واللہ باللہ العظیم ۔۔۔ مالکُ الملک رحمٰن الرحیم
بولا نے واللہ باللہِ العظیم ۔۔۔ مالک الملک رحمٰن الرحیم
آں خدائے کہ فرستاد انبیاء ۔۔۔ نے بحاجت بل بفضل کبریاء
وہ خدا کہ جس نے بھیجے انبیاء ۔۔۔ نے بحاجت بل بفضلِ کبریاء
آں خداوندے کہ از خاک ذلیل ۔۔۔ آفرید او شہسواران جلیل
وہ خدا کہ خاک اک ناچیز سے ۔۔۔ شہسواران بنی پیدا کئے
پاک شان کرد از مناج خاکیان ۔۔۔ بگذرانید از تگ افلاکیاں
خاکیوں سے پاک ان کو کر دیا ۔۔۔ اور فرشتوں سے کیا زیادہ رسا
برگرفت از نار و نور صاف ساخت ۔۔۔ وانکہ بر جملۂ انوار تاخت
نور صاف ان کو کیا لے نار سے ۔۔۔ نور اُن کا بڑھ گیا انوار سے

آں سنا برقی کہ بر ارواح تافت — تا کہ آدم معرفت زاں نور یافت
وہ سنا برقی کہ روح پے — معرفت آدم نے کی اس نور سے
آں کز آدمؑ رست دست شیث چید — پس خلیفش کرد آدمؑ کاں بدید
شیث کو آدم سے وہ حاصل ہوا — پس خلیفہ اس کو آدم نے کیا
نوح زاں گوہر چو برخوردار شد — در ہوای بحر جاں دربار شد
نوح نے جب وہ گہر حاصل کیا — گوہر افشاں بحر جاں میں وہ ہوا
جانِ ابراہیمؑ زاں انوار زفت — بے حذر در شعلہ ہائے نار رفت
پر ہوئی جانِ خلیل اس نور سے — نار کے شعلوں میں وہ بے ڈر گھسے
چوں کہ اسمٰعیل در جویش فتاد — پیش دشنہ آبدارش سر نہاد
جو کہ اسمٰعیل اس سے پر ہوا — اس کی پس خنجر کے آگے سر رکھا
جان داؤدؑ از شعاعش گرم شد — آہن اندر دست بافش نرم شد
گرم جان داؤدؑ پر تو سے ہوا — نرم آہن ہاتھ میں اس کے ہوا
چوں سلیماںؑ شد وصالش را رضیع — دیو گشتش بندہ فرماں مطیع
جب سلیماںؑ اس سے واصل ہو گیا — دیو ہر اک اُن کا تابع ہوا
در قضا یعقوب چوں بنہاد سر — چشم روشن کرد از بوئی پسر
جو قضا پر سر رکھا یعقوب نے — چشم روشن کی بوئی فرزند سے
یوسفؑ مہر دو چو دید آں آفتاب — شد چناں بیدار در تعبیر خواب
دیکھا وہ یوسفؑ نے جیکہ آفتاب — پس لگا دینے وہ تعبیر خواب
چوں عصا از دست موسیٰ آب خورد — ملکت فرعون را یک لقمہ کرد
پانی موسیٰؑ سے عصا نے جو پیا — ملکتِ فرعونِ کو لقمہ کیا
جان جرجیس از فرش چوں راز یافت — ہفت نوبت جان فشاند و باز یافت

راز پایا فرش سے جرجیس نے | سات باری جان دے کر پھر جیئے

چونکہ زکریا عشقش دم زدی | کرد در جوف درختش جان فدی

زکریا اس کا جو بس عاشق ہوا | نخل کے تن میں کیا جان کو فدا

چونکہ یونسؑ جرعہ زاں جام یافت | در درونِ ماہی او آرام یافت

ایک جام اُس مئے سے یونسؑ نے پیا | پایا آرام اندر اک مچھلی کے جا

چونکہ یحییٰ مست گشت از شوق او | سر بہ طشتِ زر نہاد از ذوق او

مست ہو یحییٰؑ جو اس کے شوق سے | رکھ دیا سر طشت پر بس ذوق سے

چوں شعیبؑ آگاہ شد زیں ارتقا | چشم را در باخت از بہر لقاء

جو شعیب آگاہ ہوا اُس راہ سے | کھو دیں آنکھیں بس لقا کے واسطے

شکر کرد ایوبؑ صابر ہفت سال | در بلا چوں دید آثار وصال

سات سال ایوبؑ جو شاکر رہا | دیکھے آثار وصال اندر بلاء

خضرؑ و الیاسؑ از پیش چوں دم زدند | آب حیوان یافتند و گم زدند

خضرؑ و الیاسؑ اس کی مے کے واسطے | آب حیوان پاکے از خود گم ہوئے

زد بالش عیسیٰ بن مریم چو یافت | بر فراز گنبد چارم شتافت

اس کی سیڑھی جو کہ عیسیٰ کو ملی | آسمان چوتھے کی اس نے راہ لی

چوں محمدؐ یافت آں ملک و نعیم | قرص مہ را کرد در دم او دو نیم

پایا از محمدؐ جو وہ ملک و نعیم | قرص مہ کو کر دیا دم میں دو نیم

چوں ابوبکرؓ آیت توفیق شد | با چناں شاہ صاحب و صدیق شد

پایا جب بوبکر نے توفیق کو | یار و صدیق اک ہوا احمدؐ دہ

چوں عمرؓ شیدائی آں معشوق شد | حق و باطل را چو دل فاروق شد

جو عمرؓ عاشق ہو اس شاہ کا | مثل دل فاروق حق باطل ہوا

چونکہ عثماں آں راعین گشت   نور فائق بود ذالنورین گشت
چوں زر ولیش مرتضیٰ شد درفشاں   گشت او شیر خدا در مزج جاں
درخشاں اس سے ہوئے جو مرتضیٰ   بیشۂ جاں میں ہوئے شیر خدا
روشن از نورش چو سبطین آمدند   عرش را دریں قرطیں آمدند
جو ہوئے حسنین روشن نور سے   عرش کے دو گوشوارے وہ ہوئے
درخشاں اس سے ہوئے جو مرتضیٰ   بیشۂ جان میں ہوئے شیر خدا
آں یکے از زہر جان کردہ نثار   وان سرا فگندہ براہش مست دار
زہر سے اک نے کیا جان کو نثار   دوسرے نے سر کٹایا مست وار
چوں جنید از جند او دیداں مدد   خود مقاماتش فزوں شد از عدد
تھا جنید عالی مقام اس واسطے   کہ جنود اس کی سے تھی پشتی اسے
بایزید اندر مزیدش راہ دید   نام قطب العارفین از حق شنید
بایزید اس کی مزید اب رہ چلا   نام قطب العارفین حق سے سنا
شاہ منصور آنکہ نصرت یار شد   تخت را بگذاشت سوئے دار شد
اس لئے منصور کو نصرت ملی   تخت چھوڑا اور راہ دار لی
چونکہ کرخی کرخ او را شد حرس   شد خلیفہ عشق ربانی نفس
کرخ کا اس کی حرس کرخی ہوا   شاہ عشق اور نفس ربانی ہوا
پور ادہم مرکب آں سو راند شاد   گشت او سلطانِ سلطانان داد
پور ادہم نے جو اسپ اس سو کیا   داد گر شاہوں کا شاہنشاہ ہوا
وآں شقیق از شق آں راہ شگرف   گشت او خورشید رائی و نیز طرف
اس کی راہ شق کی شقیق بلخ نے   رائے روشن پائے چوں خورشید کے
شد فضیل از رہ زنی راہ پیر راہ   چوں بلحظ لطف شد ملحوظ شاہ

راہ زنی سے ہو گیا وہ پیر راہ
جب فضل اوپر ہوا فضل اِلٰہ

بشر حافی را میسر شد ادب
سر نہاد اندر بیاباں طلب

بشر حافی کو بشارت جو ہوئی
سر رکھا راہ طلب میں یار کی

چونکہ ذوالنون از عشق دیوانہ شد
مصر جان را ہمچو شکر خانہ شد

اس کا جو ذوالنون دیوانہ ہوا
مصر جان را چوں شکر خانہ ہوا

چوں سری بے سر شد اندر راہ او
بر سر ہر سروراں شد جاہ او

جو سری بے سر ہوا اس رہ میں
بس سریر آرا ہوا وہ جاہ میں

صد ہزاراں بادشاہان جہاں
سرفراز انند زانسوے جہاں

سیکڑوں سلطان اور شاہِ جہاں
اس طرف سے ان کا ہے عزو نشاں

نام شاہ از رشک حق پنہاں بماند
ہر گدائی نام شاں را برنخواند

نام ان کا رشک حق سے چھپ گیا
ہر گدائے نام نہ ان کا لیا

دریانِ آنکہ ہر ایک حاجت کیلئے کسی بندۂ خدا سے دُعا کرانی چاہیئے

عندلیبان شریعت و قمریان طریقت اس طرح زیبائی سے قلم فرسائی فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی دشوار مہمات حاجات دینی و دنیاوی درپیش آئے تو طالب طریقت کو چاہیئے۔ کہ اپنے جملہ سلسلہ شریف بوسالت مرشد صاحب خود مدنظر حضور پکڑ کر وجوعات قائم کر کے دعا کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے منظور فرمائے گا۔ ورنہ اپنے مرشد یا کسی دیگر مشائخ کمال سے

جاکر التجائے دعا کرے لیکن یہ بہتر یہ ہے کہ اپنے مرشد ہی کی دامن گیری سے التجائے دعا کرے اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے خانہ میں چراغ تیزی سے جلتا تھا دوسرے کے خانہ میں چراغ جلتے ہوئے سے اپنا چراغ جلا کر اپنے خانہ کی ظلمت کو چراغ کی روشنی سے دور کر دیا اسی طرح دوسرے سے جاکر التجائے دعا کر اپنی حاجت کو سرانجام کر لیوے جیسا کہ مولانا روم علیہ الرحمت مثنوی شریف میں بطریقہ مذکور کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کی نسبت ارقام فرماتے ہیں۔

مثنوی

بہر این فرمود با موسیٰ خدا — وقت حاجت خواستن اندر دعا
اس لئے حق نے موسیٰ سے کہا — جبکہ حاجت چاہے تو اندر دعا
کائی کلیم اللہ ز من میجو پناہ — با دہانیکہ نہ کردی تو گناہ
اے کلیم اللہ مجھ سے لے پناہ — ایسے منہ سے تنے کیا جس نے گناہ
گفت موسیٰ من نہ دارم آن دہان — گفت مارا از دہان غیر خوان
بولا موسیٰ وہ نہ مُنہ حاصل مجھے — بولا ہم کو چاہ منہ سے غیر کے
آنچنان کن کہ دہانہا مر ترا — در شب و در روز آرد دُعا
یا تو کر ایسا کہ مُنہ تیرے لئے — رات دن نہ بس دعا کرتا رہے
از دہاں غیر کے کردی گناہ — از دھاں غیر برخواں کہ اے الٰہ
کب کیا منہ غیر سے تونے گناہ — تو دھاں غیر سے کہ اے الٰہ
یا دہان خویشتن را پاک کن — روح خود را چابک و چالاک کن
یا دہن اپنے کو اب تو پاک کر — اپنی جان کو تیز اور چالاک کر

ذکر حق پاک ست و چوں پاکی رسید — رخت بر بندد برون آید پلید
ذکر حق ہی پاک جب پاکی ملے — بس پلیدی لے کے ساماں چل بسے
می گریزد ضد ہا از ضد ہا — شب گریزد چوں افروزد ضیاء
گئی ہے ضد سے ضد اب جان لو — رات بھاگے جب کے روشن روز ہو
چوں بر آید نام پاک اندر دہاں — نے پلیدی ماند و نے آں وہاں
نام پاک آئے دہاں سے جب عیاں — نے پلیدی رہوے اور نہ وہ دہان

قصہ اولیا کہ راضی اند باحکام قضا آلہی ولا بہ نکنند کہ ایں حکم بگرداں

بشنو اکنوں قصہ آں رہرواں — کہ ندارند اعتراضے در جہاں
قصہ اب ان سالکوں کا تم سنو — کہ نہ رکھتے اعتراض عالم میں وہ
ز اولیاء اہل دعا خود دیگر اند — کہ ہمی دوزند و گاہے می درند
اولیا اہلِ دعا ہیں دوسرے — ہیں کبھی سیتے کبھی ہیں پھاڑتے
قوم دیگر می شناسم ز اولیا — کہ دہاں شان بستہ باشد از دعا
دوسری قوم اک ولی اللہ سے — جا تو ان کا منہ دعا سے بندھے
از رضا کہ ہست رام آن کرام — جستن دفع قضاشاں شد حرام
بس رضا سے کہ مطیع ہیں وہ کرام — ڈھونڈنا دفع قضا ان کو حرام
در قضائے ذوقے ہمی بینند خاص — کفرشان آید طلب کردن خلاص
ذوق پاتے ہیں قضا میں اولیا — کفر ان کو ہے کہ مانگیں وہ رہا
حسن ظن بر دلِ ایشاں کشود — کہ نپوشند از غمی جامہ کبود

ان کے دل پر حسن ظن ایسا کھلا — کہ نہ پہنے جامہ نیلا غم زدا
ہرچہ آید پیش ایشاں خوش بود — آب حیواں گردد از آتش بود
جو کچھ آگے ان کے آئے خوش ہو وہ — آب حیواں ہو اگر آتش بھی ہو
زہر در حلقوم شاں شکر بود — سنگ اندر راہ شاں گوہر بود
زہر اون کے حلق میں شکر بنے — سنگ اُن کے راہ میں گوہر بنے
جملگی یکساں بود شاں نیک و بد — از چہ باشد ایں حسنِ ظن خود
نیک و بد یکساں سب ان کو ہو گیا — کس سبب سے حسن ظن سے اے دلا
کفر باشد نزد شاں کردن دعا — کای الٰہ از ما بگرداں ایں قضا
کُفر نزدیک ان کے کرنا ہے دعا — کہ خدا تو پھیر یہ ہم سے قضا

تفسیر قول شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ

تو صاحب نفسی اے غافل میانِ خاک و خوں میخور
کہ صاحب دل اگر زہرے خورد آں انگبیں باشد

صاحب دل را ندارد آں زیاں — گر خورد او زہر قاتل را عیاں
اہل دل کو وہ نہ کرتا ہے زیاں — زہر قاتل کو اگر کھائے عیاں
زانکہ صحت یافت از پرہیز رُست — طالبِ مسکین میاں تپ درُست
جس کو ہوئی صحت چھٹا پرہیز سے — طالب مسکین تو بس بیمار ہے

ایضاً

گفت پیغمبر کہ اے طالب جری — ہاں مکن با ہیچ مطلوبے مری
بولے پیغمبر کہ طالب جری — مت کرے مطلوب سے تو ہمسری

در تو نمرود است آتش در مرو   رفت خواہی اول ابراہیم شو
آگ بن نمرود ہو کر مت گرو   جانا چاہو پہلے ابراہیم ہو
چوں نہ سبّاح و نے دریائیے   در میفگن خویش خود از رائیے
تو نہیں تیراک دنے آبی ہے پھر   آپ سے دریا میں تو ہر گز نہ گر
او ز قعر بحر گوہر آورد   از زیانہا سود بر سر آورد
تہ سے دریا کے وہ گوہر لائے ہے   اور اٹھائے فائدہ نقصان سے
کاملے گر خاک گیرد زر شود   ناقص ار زر برد خاکستر شود
خاک کامل لیوے گر تو زر بنے   زر کو ناقص لیوے خاکستر بنے
چوں قبول حق بود آں مرد راست   دست او در کارہا دست خداست
مرد ہے وہ جو قبول حق ہوا   کام میں دست اس کا ہے دست خدا

دستِ ناقص دست شیطاں ست و دیو   زانکہ اندر دام تکلیف ست و ریو
دستِ ناقص دست شیطاں کا ہوا   کیونکہ دام مکر میں وہ ہے پھنسا
جہل آید پیش او دانش شود   جہل شد علمی کہ در ناقص رود
جہل آئے اس میں تو دانش بنے   علم ناقص میں جو آئے جہل ہے
ہر چہ گیرد علتی علت شود   کفر گیرد کاملے ملت شود
علتی جو لیوے وہ علت بنے   کفر کامل لیوے وہ ملت بنے
اے مری کردہ پیادہ با سوار   سر نخواہی برد اکنوں پا مدار
ہمسری پیادہ کرے اسوار سے   کب بچے ہوشیار رہناں چاہیے

دربیان آنکہ فاسق کی صحبت اور اس کے ساتھ کھانا کھانے کی ممانعت کے بیان میں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَلَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا تَقِیٌّ. ھٰذَا الْحَدِیْثُ مِنْ حِسَانِ الْمَصَابِیْحِ. رَوَاہُ اَبُوْ سَعِیْدٍ رض۔

وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ الْمَذْکُوْرِ فِیْہِ، اَلْمُؤْمِنُ الْکَامِلُ الَّذِیْ یُقَابِلُہُ الْفَاسِقُ کَمَا فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوُوْنَ ہ فَکَانَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَا تُصَاحِبْ اِلَّا صَالِحًا وَلَا تُخَالِلْ اِلَّا تَقِیًّا فَاِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ حَذَّرَ الْمُؤْمِنَ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ عَنْ مُصَاحَبَۃِ مَنْ لَیْسَ بِتَقِیٍّ وَزَجَرَہٗ عَنْ مُخَالَطَتِہٖ وَمُوَاکَلَتِہٖ. لِاَنَّ الصُّحْبَۃَ وَالْمُخَالَطَۃَ تُوْقِعُ الْاُلْفَۃَ وَالْمَحَبَّۃَ فِی الْقَلْبِ فَیَلْزَمُ اَنْ یَکُوْنَ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ حَدِیْثٍ رَوَاہُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ یُحْشَرُ الْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ. یَعْنِیْ اَنَّ مَنْ کَانَ صَدِیْقُہٗ صَالِحًا فَیَکُوْنُ ھُوَ صَالِحًا وَمَنْ کَانَ صَدِیْقُہٗ فَاسِقًا یَکُوْنُ فَاسِقًا فَیَدْخُلُ فِیْ عُمُوْمِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی "اَلْاَخِلَّاءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ہ

فَاِنَّ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنَ الْاَخِلَّاءِ الْغَیْرِ الْمُتَّقِیْنَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا. یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَبَیْنَہٗ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ ط فَعَلٰی ھٰذَا یَنْبَغِیْ لِلْمُؤْمِنِ اَنْ لَّا یَتَّخِذَ خَلِیْلًا ہ اِلَّا مَنْ یَعْتَمِدُ بِدِیْنِہٖ وَاَمَانَتِہٖ وَیَعْرِفُ صَلَاحَہٗ وَتَقْوَاہُ، اِذْ لَا یَصْلُحُ الصَّدَاقَۃَ کُلُّ اَحَدٍ بَلْ

لَا بُدَّ اَنْ تَكُوْنَ فِيمَنْ يُوْثِرُ صَدَاقَتَهُ عِدَّةُ خِصَالٍ۔

اَلْاُوْلٰى اَلْعَقْلُ۔ اِذْ لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْاَحْمَقِ لِاَنَّ اَحْسَنَ اَحْوَالِهٖ اَنْ يَّضُرَّكَ وَهُوَ يُرِيْدُ نَفْعَكَ وَتَرْجِعُ اِلَى الْقَطِيْعَةِ وَالْوَحْشَةِ عَاقِبَتُهَا، وَ اِنْ طَالَتْ مُدَّتُهَا۔ وَلِذَالِكَ قِيْلَ، اَلْعَدُوُّ الْعَاقِلُ خَيْرٌ مِنَ الصَّدِيْقِ الْاَحْمَقِ وَالْمُرَادُ مِنَ الْعَاقِلِ مَنْ يَّفْهَمُ الْاُمُوْرَ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اِمَّا بِنَفْسِهٖ اَوْ بِتَعْلِيْمِهٖ وَتَفْهِيْمِهٖ۔

وَقَدْ رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهُ قَالَ هِجْرَانُ الْاَحْمَقِ قُرْبَانٌ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَقَالَ عِيْسَى النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْ مَا عَجَزْتُ مِنْ اِحْيَاءِ الْمَوْتٰى وَقَدْ عَجَزْتُ عَنْ مُعَالَجَةِ الْاَحْمَقِ۔

وَالثَّانِيَةُ حُسْنُ الْخُلُقِ۔ اِذْ لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ مَنْ لَا يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالشَّهَوَاتِ۔ فَاِنَّ الْعَاقِلَ وَاِنْ كَانَ يُدْرِكُ الْاَشْيَاءَ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ لٰكِنَّ اِذَا غَلَبَهُ الْغَضَبُ وَالشَّهْوَةُ فَيَفْعَلُ مَا يَقْتَضِيْهِ هَوَاهُ۔

وَالثَّالِثَةُ، الصَّلَاحُ اِذَا لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْفَاسِقِ۔ لِاَنَّ مَنْ يَرْتَكِبُ الْكَبِيْرَةَ، لَا يَخَافُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ لَا يَخَافُ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُؤْمَنُ غَايَاتِهٖ وَلَا يُوْثَقُ بِصَدَاقَتِهٖ۔

وَالرَّابِعَةُ، اَلصِّدْقُ۔ اِذْ لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْكَذَّابِ لِاَنَّ مِثْلَهُ مِثْلُ السَّرَابِ يُقَرِّبُ اِلَيْكَ الْبَعِيْدَ وَيُبْعِدُ مِنْكَ الْقَرِيْبَ وَتَكُوْنُ مِنْهُ دَائِمًا عَلَى الْغُرُوْرِ۔

وَالْخَامِسَةُ، اَلشَّجَاعَةُ۔ اِذْ لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ الْجَبَانِ لِاَنَّهُ يَتْرُكُ نُصْرَتَكَ، وَاِعَانَتَكَ عِنْدَ الشِّدَّةِ وَيُخَوِّفُكَ بَلْ يَخْتَفِيْ وَيَغِيْبُ عَنْكَ۔

وَالسَّادِسَةُ اَلْوَفَاءُ۔ اِذْ لَا خَيْرَ فِي صَدَاقَةِ مَنْ لَا وَفَاءَ لَهُ۔

وَمَعْنَى الْوَفَاءِ الثَّبَاتُ عَلَى الْمَحَبَّةِ وَالدَّوَامُ عَلَيْهَا. وَالْمَحَبَّةُ الدَّائِمَةُ هِيَ الَّتِي تَكُونُ فِي اللهِ. لِاَنَّ مَا يَكُونُ لِغَرَضٍ مِنَ الْاَغْرَاضِ يَزُوْلُ بِذٰلِكَ الْغَرَضِ. فَلَا يَتَحَقَّقُ الْوَفَاءُ. لِاَنَّ مَا يُنَافِي الْوَفَاءَ لَا يَكُوْنُ مِنَ الْوَفَاءِ۔

فَمِنَ الْوَفَاءِ فِي حَقِّ صَدِيْقِهِ مُرَاعَاةُ جَمِيْعِ اَصْدِقَائِهِ وَاَقَارِبِهِ وَالْمُتَعَلِّقِيْنَ بِهِ. لِاَنَّ مُرَاعَاتَهُمْ اَوْقَعُ فِي قَلْبِهِ مِنْ مُرَاعَاةِ نَفْسِهِ. فَيَكُوْنُ فَرْحُهُ بِتَفَقُّدِ مَنْ يَتَعَلَّقُ بِهِ اَكْثَرَ لِدَلَالَتِهِ عَلَى تَعَدِّي الْحُبِّ مِنْهُ اِلَى مَنْ يَتَعَلَّقُ بِهِ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّ الْكَلْبَ الَّذِي يَكُوْنُ فِي بَابِ دَارِ صَدِيْقِهِ يَنْبَغِي اَنْ يَتَمَيَّزَ فِي قَلْبِهِ عَنْ سَائِرِ الْكِلَابِ۔

وَمِنَ الْوَفَاءِ اَنْ لَا يُصَادِقَ عَدُوَّ صَدِيْقِهِ. اِذْ قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ اِذَا اَطَاعَ صَدِيْقُكَ عَدُوَّكَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي عَدَاوَتِكَ. وَمِنَ الْوَفَاءِ لَا يَتَغَيَّرُ حَالُهُ فِي التَّوَاضُعِ مَعَ صَدِيْقِهِ وَاِنِ ارْتَفَعَ شَانُهُ وَاتَّسَعَتْ وَلَايَتُهُ وَعَظُمَ جَاهُهُ. وَمِنَ الْوَفَاءِ اَنْ يَتَوَرَّعَ عَمَّا يُوْجِبُ الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا اِذْ مِنْ تَمَامِ الْوَفَاءِ شِدَّةُ الْجَزَعِ مِنَ الْمُفَارَقَةِ. وَلِذٰلِكَ قَالَ بَعْضٌ مِنَ السَّلَفِ وَجَدْتُ جَمِيْعَ مَصِيْبَاتِ الزَّمَانِ هَيِّنَةً سِوٰى مُفَارَقَةِ الْاَحْبَابِ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ اَلَذُّ الْاَشْيَاءِ مُجَالَسَةُ الْاَحْبَابِ۔

وَمِنَ الْوَفَاءِ الْمُوَافَقَةُ فِيْمَا لَا يُخَالِفُ الْحَقَّ وَاَمَّا فِيْمَا يُخَالِفُ الْحَقَّ فِي اَمْرٍ يَتَعَلَّقُ بِالدِّيْنِ فَلَيْسَ مِنَ الْوَفَاءِ الْمُوَافَقَةُ فِيْهِ. بَلْ مِنَ الْوَفَاءِ الْمُخَالَفَةُ فِيْهِ وَالتَّنْبِيْهُ عَلَى مَا هُوَ الْحَقُّ۔

كَمَا حُكِيَ عَنِ الْاِمَامِ الشَّافِعِيِّ اَنَّهُ كَانَ يُوَاخِي مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَكَمِ وَكَانَ يُقَرِّبُهُ وَيُقْبِلُ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُ مَا يُقِيْمُنِي بِمِصْرَ غَيْرُهُ. فَلَمَّا رَاٰى

النَّاسُ صِدْقَ مَوَدَّتِهِمَا، ظَنُّوا أَنَّهُ يُفَوِّضُ إِلَيْهِ أَمْرَ مَجْلِسِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ. فَقَالُوا لَهُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ. "إِلَى مَنْ تُفَوِّضُ أَمْرَ مَجْلِسِكَ بَعْدَكَ؟" وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ عِنْدَ رَأْسِهِ وَاسْتَشْرَفَ لِيُومِيَ إِلَيْهِ. فَقَالَ الشَّافِعِيُّ، سُبْحَانَ اللهِ! يَجْلِسُ مَجْلِسِي أَبُو يَعْقُوبَ الْبُوَيْطِيُّ وَمَالَ أَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ إِلَى الْبُوَيْطِيِّ. فَأَنْكَرَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ مَعَ أَنَّهُ كَانَ حَمَلَ عَنْهُ مَذْهَبَهُ كُلَّهُ، إِلَّا أَنَّ الْبُوَيْطِيَّ كَانَ أَفْضَلَ وَأَقْرَبَ إِلَى الزُّهْدِ وَالْوَرَعِ فَإِنَّ بَعْضَ مَنْ يَشْتَهِرُ بِالْعِلْمِ وَالْفَضْلِ بَيْنَ الْخَلْقِ قَدْ يَكُونُ غَيْرُهُ أَفْضَلَ مِنْهُ، إِمَّا مُطْلَقًا أَوْ بِخُصُوصِيَّةٍ فِيهِ. لَكِنْ لَا يَسْتَفْطِنُ ذٰلِكَ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَيُعْرِضُونَ عَنْ غَيْرِ الْمَشْهُورِ وَيَشْتَغِلُونَ بِالْمَشْهُورِ عِنْدَهُمْ فَيَفُوتُهُمْ تَحْصِيلُ فَضِيلَةِ مَنْ لَيْسَ بِمَشْهُورٍ عِنْدَهُمْ. فَنَصَحَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ لِلّٰهِ تَعَالَى وَلِلْمُسْلِمِينَ وَاخْتَارَ الْأَفْضَلَ وَتَرَكَ الْمُدَاهَنَةَ وَلَمْ يُؤْثِرْ رِضَى الْخَلْقِ عَلَى رِضَى اللهِ تَعَالَى. فَلَمَّا تُوُفِّيَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ إِنْقَلَبَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ عَنْ مَذْهَبِهِ وَرَجَعَ إِلَى مَذْهَبِ أَبِيهِ. وَدَرَسَ كُتُبَ مَالِكٍ وَأَمَّا الْبُوَيْطِيُّ فَآثَرَ الزُّهْدَ وَالْخُمُولَ وَاشْتَغَلَ بِالْعِبَادَةِ وَلَمْ يُعْجِبْهُ الْجَمْعُ وَالْجُلُوسُ فِي الْحَلْقَةِ.

فَظَهَرَ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ أَنَّ الصَّالِحَ لِلصَّدَاقَةِ مَنْ يَجْتَمِعُ فِيهِ هٰذِهِ الْخِصَالُ. فَإِنْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيهِ هٰذِهِ الْخِصَالُ فَعَلَيْكَ بِاعْتِزَالِ النَّاسِ جُمْلَةً وَمُلَازَمَةِ بَيْتِكَ. إِذْ لَيْسَ لِلْعَاقِلِ فِي هٰذَا الزَّمَانِ إِلَّا التَّحَصُّنُ بِالسُّكُوتِ وَمُلَازَمَةِ الْبُيُوتِ.

وَقَدْ قَالَ أَبُو سُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ. دَعِ الرَّاغِبِينَ فِي صُحْبَتِكَ بِالتَّعَلُّمِ مِنْكَ. فَلَيْسَ مِنْهُمْ صَدِيقٌ وَلَا رَفِيقٌ، إِخْوَانُ الْعَلَانِيَةِ وَأَعْدَاءُ

السّر. إذا لا فوك مدحوك، و إذا غبت عنهم اغتابوك. من آتاك منهم كان عليك رقيبًا، و إذا خرج من عندك كان عليك خطيبًا. فلا تغترّ باجتماعهم لديك و تملّقهم بين يديك فما غرضهم العلم. بل غرضهم أن يتخذوك إلى أوطارهم و حمارًا في حاجاتهم. و إن قصرت في غرض من أغراضهم، يكونون أشدّ أعدائك و يعدّون تردّدهم إليك منّة عليك و يرونه حقًّا واجبًا لديك و يعرضون عليك أن تبذل لهم عرضك و دينك و تكون لهم تابعًا خسيسًا بعد أن كنت متبوعًا رئيسًا.

و قد روى عن ابن عمر أنّه عليه السّلام قال الشّيخ في قومه كالنّبي في أمّته. و إنّما يكون الشّيخ في قومه كذلك لأنّه يعلّمهم دينهم كما علّم كلّ نبي أمّته دينهم.

و من حقّ المتعلم في حقّ من علّمه و لو حرفًا واحدًا، أن يحترمه ظاهرًا و باطنًا لكونه مثل أبيه، بل هو أولى لما روى عن أبي هريرة أنّه عليه السّلام قال إنّما أنا لكم مثل الوالد لولده. و في حديث آخر أنّه عليه السّلام قال خير الآباء من علّمك. و سبب ذلك أنّ المعلّم يقصد الإنقاذ من نار الآخرة. و هو أهمّ من إنقاذ الأبوين لولدهما من نار الدّنيا. و لذلك كان حقّ المعلّم أعظم من حقّ الوالدين. فإنّهما و إن كانا سببين للوجود و الحيوة الفانية، لكن لولا المعلّم و إفادته، ما هو سبب للحيوة الأخرويّة الدّائمة، لساق ما حصل من جهتهما إلى الهلاك الدّائم. ثمّ أنّه لمّا كان مثل الأب يلزم أن يجري المتعلّم

مَجْرٰی اِبْنِہٖ وَ یَشْفِقُ عَلَیْہِ وَیَمْنَعُہٗ عَنْ تَجَاوُزِ مَرْتَبَتِہٖ اِلٰی مَرْتَبَۃٍ لَمْ یَسْتَحِقَّھَا وَلَمْ یَجِیُٔ اَوَانُھَا وَ یُبَیِّنَ لَہٗ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ مِنَ الْعِلْمِ تَحْصِیْلُ سَعَادَۃِ الْاٰخِرَۃِ لَا طَلَبُ الرِّیَاسَۃِ وَالْمُفَاخَرَۃِ۔

٭

ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت صحبت رکھ مگر مومن سے اور مت کھائے تیرا کھانا مگر پرہیز گار یہ حدیث مصابیح کی حسن حدیثوں میں سے ہے ابو سعیدؓ نے روایت کیا ہے اور مومن سے مراد اس حدیثؐ میں خاص مومن ہے جس کے مقابلہ میں فاسق ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں کیا جو شخص مومن ہو، اسکی مثل ہے جو فاسق ہے وہ دونوں برابر نہیں پس گویا نبی علیہ السلام نے فرمایا مت صحبت رکھ مگر صالح کی اور مت دوستی کر مگر پرہیز گار کی پس نبیؐ علیہ السلام نے اس حدیث میں مومن کو اسکی صحبت سے ڈرایا ہے جو پرہیز گار نہ ہو اور اس سے میل جول اور اس کے ساتھ کھانے پینے سے منع کیا ہے۔ اس لئے کہ صحبت اور ملاقات دل میں الفت اور محبت ڈال دیتی ہے پس لازم آتا ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا ہے جس کو ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ آدمی کا حشر اپنے دوست کے دین پر ہوگا۔ لہٰذا ہر ایک دیکھ بھال لے کہ کس سے دوستی کرتا ہے یعنی جس کا دوست نیک ہوگا وہ بھی نیک ہوگا، اور جس کا دوست فاسق ہوگا وہ بھی فاسق ہوگا۔

پھر اس آیت کے عام مضمون میں داخل ہو جائے گا کہ،

دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

پس غیر پرہیز گاروں سے ہر شخص قیامت کے دن کہے گا اے خرابی میری !

کاش نہ بناتا میں فلانے کو دوست اے کاش میرے اور اس کے درمیان فرق ہوتا مشرقین کا سا اس بنا پر مومن کو چاہیئے کہ کسی کو دوست نہ بنائے مگر اس کو جس کے دین اور امانت پر اعتماد ہو۔ اور اس کی خوبی اور تقویٰ معلوم ہو کیونکہ ہر شخص دوستی کے قابل نہیں بلکہ ضرور ہے کہ جس کی دوستی تو اختیار کرے اس میں کئی خصلتیں ہوں۔

اوّل عقل اس واسطے کہ احمق کی دوستی میں کچھ اچھائی نہیں کیونکہ اس کا اچھے سے اچھا یہ حال ہے کہ وہ تیرے فائدے کی خواہش کے باوجود تجھے نقصان پہنچا دیتا ہے۔ اس کا انجام ترک تعلق اور وحشت ہو جاتا ہے اگرچہ مدت گزر جائے اس لئے کہ کسی کا قول ہے عقل مند دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔

مراد عاقل سے یہ ہے کہ امور کی حقیقت اور اصل کو سمجھتا ہو۔ خود بخود یا سکھ سمجھ کر اور حسنؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں احمق سے ترک تعلق اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہوتا ہے۔ اور عیسیٰ نبیؑ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں مُردوں کو زندہ کرنے میں کبھی عاجز نہیں ہوا۔ لیکن احمق کے علاج سے عاجز ہو گیا۔

دوسری خصلت حسن خلق ہے اس لئے کہ اس شخص کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں جس کو غصے اور غضب کے وقت اور شہوت کے وقت اپنے نفس پر قابو نہ ہو کیونکہ عاقل اگرچہ اشیاء کو اصلی حالت پر جان لے گا۔ لیکن جب اس پر غصہ اور شہوت غلبہ کرے گی تو نفس کی اطاعت کرے گا اور وہی کام کرے گا جو اس کی خواہش چاہتی ہے۔

اور تیسری خصلت نیک ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ فاسق کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں کیونکہ جو شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ وہ خدا سے نہیں ڈرتا اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے

اس کی بدی کا کھٹکا نہیں جاتا اور اس کی دوستی کا بھروسہ نہیں

اور چوتھی خصلت سچائی ہے کیونکہ جھوٹے کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں کیونکہ اس کی مثال سراب کی سی ہے کہ دور کو تو تجھ سے نزدیک کر دیتا ہے اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔ اور ہمیشہ اس کے فریب میں رہتا ہے۔

اور پانچویں خصلت مردانگی ہے اس واسطے کہ ڈرپوک کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں کیونکہ سختی کے وقت تیری مدد اور اعانت چھوڑ دے گا۔ اور تجھ کو ڈرائے گا بلکہ چھپ رہے گا، اور تجھ سے غائب ہو جائے گا

اور چھٹی خصلت وفاداری ہے اس واسطے کہ اس کی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں جو وفادار نہ ہو اور معنے وفاداری کے محبت پر قائم رہنا اور اس پر دائم رہنا ہے اور دائمی محبت وہی ہوتی ہے جو خدا کے واسطے ہو، اس لئے کہ جو محبت کسی غرض کے لئے ہوتی ہے تو اس غرض کے ساتھ وہ بھی جاتی رہتی ہے پس وفاداری نہیں ہونے پاتی کیونکہ جو وفاداری کے خلاف ہو، وہ وفاداری میں داخل نہیں اور دوست کی وفاداری میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے تمام دوستوں اور اس کے ناطے داروں اور علاقہ داروں کی رعایت کیا کرے۔ کیونکہ ان کی رعایت اس کے دل میں بہت جگہ کرتی ہے بہ نسبت خود اس کی رعایت کے۔ لہٰذا اس کی خوشی اس کے متعلقوں کی خبرگیری سے زیادہ ہو گی کیونکہ اس سے اس کی محبت کا بڑھ کہ متعلقوں تک پہنچ جاتا، معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ کہتے ہیں جو کتا دوست کے گھر کے دروازے پر ہو تو مناسب ہے کہ دل میں وہ بھی بہ نسبت اور کتوں کے متمیز ہو۔

اور وفاداری میں ایک یہ ہے کہ اپنے دوست کے دشمن سے دوستی نہ کرے۔ کیونکہ امام شافعی کہتے ہیں جب تیرے دوست نے تیرے دشمن کا کہا مانا تو دونوں تیری دشمنی میں شریک ہوئے اور وفاداری میں سے ایک یہ ہے کہ دوست

کے ساتھ انکساری میں حال بدل نہ جائے اگرچہ شان بلند اور حکومت زیادہ اور مرتبہ بڑا ہو جائے اور وفاداری میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان چیز ول سے بچتا رہے جو دونوں میں فرق کا سبب ہوں اس لئے کہ پوری وفاداری یہی ہے کہ مفارقت سے بہت گھبراتا ہو اور اسی لئے بعضے اگلوں نے کہا ہے کہ میں نے زمانے کی تمام مصیبتوں کو آسان پایا بجز دوستوں کی جدائی کے اور ابن مبارک کہتے ہیں بڑی مزے دار چیز دوستوں کی ہم نشینی ہے اور وفاداری میں سے ایک ساتھ دینا ہے اس چیز میں جو حق کے خلاف نہ ہو اور رہی وہ بات جو دینیات میں حق کے خلاف ہو تو اس میں رفاقت کرنا وفاداری نہیں بلکہ اس میں مخالفت کرنا اور حق کا بتلا دینا ہی وفاداری ہے۔ چنانچہ حضرت امام شافعی سے حکایت ہے کہ وہ محمد بن حکم سے برادرانہ محبت رکھتے تھے اور ان کو پاس بٹھاتے اور ان کے پاس جایا کرتے اور کہتے تھے کہ مجھ کو مصر میں ان کے سوا کوئی نہیں رکھتا پس جب لوگوں نے ان دونوں کی سچی محبت دیکھی تو خیال کیا کہ اپنی وفات کے بعد اپنی گدی انہی کے سپرد کریں گے سو لوگوں نے ان سے مرض موت میں پوچھا اپنے بعد اپنی گدی کس کے سپرد کرتے ہو اور اس وقت محمد بن الحکم بھی سرہانے تھے اور سامنے ہو گئے تاکہ ان کی طرف اشارہ کریں پس امام شافعی نے کہا سبحان اللہ میری جگہ ابو یعقوب بویطی بیٹھے گا اور امام شافعی کے تمام شاگرد بویطی کی طرف جھک پڑے پس محمد بن الحکم کو یہ بات بُری لگی باوجودیکہ انہیں سے تمام مذہب سیکھا تھا بویطی افضل اور بڑے زاہد اور پرہیز گار تھے۔

کیونکہ بعض خلقت میں علم اور فضل کے ساتھ مشہور ہو جاتے ہیں۔ کبھی اور شخص ان سے افضل ہوا کرتا ہے یا تو ہر باب میں یا کسی خاص امر میں لیکن اس کو بہتیرے لوگ نہیں سمجھ پاتے۔ اس لئے غیر مشہور کو چھوڑ کر جو ان میں مشہور ہوتا ہے

ادھر متوجہ ہوجاتے ہیں لہذا ان سے اسکی فضیلت جاتی رہتی ہے جوان میں مشہور نہیں پس امام شافعیؒ نے اللہ کے واسطے اور مسلمانوں کے فائدے کے لئے خیرخواہی کی اور افضل کو اختیار کیا اور طرفداری کو ترک کیا اور خلقت کی رضامندی کو اللہ کی رضامندی پر اختیار نہ کیا پس جب امام شافعی نے وفات کی تو محمد بن حکم ان کے مذہب سے پھر کر اپنے باپ کے مذہب پر ہوگئے اور امام مالک کی کتابوں کا درس شروع کیا اور بویطی نے زہد و خلوت اختیار کی اور عبادت میں مشغول ہوگئے اور ان کو جماعت کا ہونا اور حلقہ میں بیٹھنا پسند نہ آیا اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ دوستی کے لائق وہی ہے جس میں یہ خصلیتیں جمع ہوں پس اگر اس میں یہ خصلیتیں جمع نہ ہوں تو پھر سب لوگوں سے الگ ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ رہنے کو اپنے اوپر لازم کرنے اس لئے کہ اس زمانے میں عقلمند کو سوائے خاموشی اور گھر میں پڑے رہنے کے اور کچھ نہ چاہیے۔

اور ابو سلیمان خطابی نے کہا کہ تیری صحبت اور تیرے شاگردی کی رغبت کرنے والوں کو چھوڑ دے کیونکہ ان میں تیرا کوئی دوست نہیں ہے اور نہ رفیق ہے ظاہر کے بھائی ہیں باطن کے دشمن جب تجھ سے ملتے ہیں تعریف کرتے ہیں اور جب تو ان سے غائب ہو جائے تو غیبت کرتے ہیں جو ان میں سے تیرے پاس آتا ہے تو تیرا نگہبان ہوتا ہے اور جب تیرے پاس سے چلا جاتا ہے تو تیری بدگوئی کرتا ہے لہذا اپنے پاس ان کے جمع ہونے اور اپنے سامنے خوشامد کرنے سے دھوکا نہ کھا کیونکہ ان کی غرض علم نہیں ہے بلکہ ان کی غرض یہ ہے کہ تجھ کو اپنی حاجات کا زینہ اور اپنے مقاصد کا گدھا بنالیں اور اگر تو نے ان کی کسی غرض میں ذرا کوتاہی کی تو پھر وہ تیرے بڑے ہی دشمن ہیں اور تیرے پاس اپنی آمدورفت کو تجھ پر احسان کرتے ہیں اور اس کو تیرے اوپر حق واجب سمجھتے ہیں اور خواہش کرتے

ہیں کہ تو اپنی آبرو اور اپنا دین ان کے لئے کھو دے، اور اُن کا ادنیٰ فرمان بردار بن جائے بعد اس کے کہ تو حاکم اور سردار تھا اور ابن عمر سے روایت ہے کہ نبیؐ علیہ السلام نے فرمایا کہ شیخ اپنے گروہ میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں اور وہ شیخ اپنی قوم میں ایسا اس لئے ہے کہ ان کو دین سکھاتا ہے جیسے ہر نبیؐ نے اپنی امت کو دین سکھایا اور شاگرد پر اس شخص کا حق جس نے بھلائی سکھائی ہو اگرچہ ایک حرف ہی یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں اس کی عزت کرے۔ کیونکہ وہ اسکی عزت کرے کیونکہ وہ اس کے باپ کی مثل ہے بلکہ اس سے بہتر ہے اس لئے کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے کہا، کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے بیٹے کے لئے باپ اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اچھا باپ وہ ہے جو تجھ کو علم سکھائے اور سبب اس کا یہ ہے کہ استاد آخرت کی آگ سے بچانا چاہتا ہے اور یہ دنیا کی آگ سے ماں باپ کا اپنے بچے کو بچانے سے زیادہ اہم ہے اور اسی واسطے استاد کا حق ماں باپ کے حق سے زیادہ ہے۔ کیونکہ ماں باپ اگرچہ وجود اور حیاتِ فانی کے سبب ہیں لیکن اگر استاد اور اس کی تعلیم نہ ہوتی جو حیات اُخروی دائمی کا سبب ہے تو بے شک جو ماں باپ کی طرف سے حاصل ہوا ہے ہمیشہ کی ہلاکت کی طرف لے جاتا پھر وہ جب بجائے باپ کے ہوا تو اس کو لازم ہے کہ شاگرد کو بجائے بیٹے کو سمجھے اور اس پر شفقت کرے اور اپنے مرتبہ سے ایسے مرتبہ کی طرف بڑھنے سے جس کا وہ ابھی مستحق نہیں ہوا، اور اس کا ابھی وقت بھی نہیں آیا، منع کرے۔ اور اس سے بیان کر دے کہ علم سے مقصود سعادت اخروی ہے، طلب ریاست اور عزت نہیں۔

نقل ہے :- کہ حضرت لقمان حکیم سے کسی شخص نے کچھ زرو دینار قرض حسنہ لئے ایک مدت کے بعد اس شخص نے لکھا کہ صاحب مجھے فرصت نہیں معتبر آدمی ملتا نہیں صاحبزادہ کو بھیج دیجئے تاکہ قرض لے جائیں حضرت لقمان نے اپنے فرزند کو تین نصیحتیں فرماکر روانہ کیا ایک یہ کہ پہلے منزل میں ایک بڑ کا درخت آتا ہے اس کے تلے نہ سونا دوسری منزل میں ایک بڑا شہر واقع ہوگا اس کے اندر قیام نہ کرنا کھانا کھا پی کر جنگل میں جا رہنا۔ تیسری یہ کہ اس مقروض کے گھر نہ ٹھہرنا اس کے بعد یہ بھی اجازت دی کہ راہ میں اگر کوئی واقف راہ و تجربہ کار ہم سے زیادہ ملے اور ہماری نصیحت کے برخلاف ارشاد کرے تو کچھ مضائقہ نہیں ویسا ہی عمل میں لانا جب پسر لقمان نے کچھ راہ طے کی تو ایک بڈھا مسافر ملا پوچھا میاں لڑکے کہاں جاتے ہو سب حال کہہ سنایا بڑے میاں بولے خیر مجھ کو بھی اس شہر میں پہنچنا ہے خوب ہوا کہ ہمارا تمہارا ساتھ ہو گیا ہے۔ جب پہلی منزل میں وارد ہوا تو بڑے میاں نے کہا کہ اس درخت کے نیچے رہیں گے۔ تاکہ شبنم سے بچیں۔ لڑکا بولا صاحب مجھ کو والد نے منع کیا ہے کہا کہ بھلا کچھ اور بھی کہہ دیا تھا کہ ہاں یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر کوئی اس راہ کا واقف تر ملے تو اس کا کہنا ماننا۔ کہا کہ ہم اس راہ سے خوب واقف و آگاہ ہیں ہمارا کہنا مانو۔

بمئے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نہ بود زراہ و رسم منزلہا

غرض دونوں نے درخت کے نیچے بستر کیا
آدھی رات گئی تو ایک سانپ درخت پر سے اترا بڑے میاں نے سانپ کو مارا ڈھال تلے ڈھانک دیا۔ جب صبح ہوئی تو کوچ کی ٹھہرے لڑکے کے دل میں یہ

خیال آیا کہ والد ماجد نے خواہ مخواہ منع فرمایا تھا یہ درخت تو بڑے آرام کا مقام ہے پیر روشن ضمیر نے معلوم کیا کہ لڑکا باپ سے بدظن ہوا جاتا ہے رات کا ماجرا سنایا اور ڈھال کے نیچے سے نکال کر سانپ دکھایا۔ اس وقت لڑکے کو تشفی ہو گئی۔ پھر بڑے میاں نے ارشاد کیا، کہ صاحبزادہ! سانپ کا سر کاٹ کر اپنے پاس رکھو داشتہ آید بکار گرچہ بود زہر مار اُس نے فوراً تعمیل کی اور وہاں سے چل نکلے دوسرے دن ایک بادشاہی شہر میں پہنچے بڑے میاں نے کہا کہ اسی شہر میں رات کو رہیں گے لڑکے نے کہا بہت اچھا۔ میں تو آپ کے فرمانے کی تعمیل کروں گا دونوں ایک مسافر خانہ میں جا ٹھہرے اس شہر کا دستور تھا کہ جب کوئی جوان مسافر آجاتا تو بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی اسی کے ساتھ کر دیتا۔ صبح کو وہ مسافر مردہ نکلتا۔ حسب دستور بادشاہ کو خبر پہنچی اور نوجوان مسافر کی طلب ہوئی نکاح ہوگیا جب لڑکا دلہن کے پاس جانے لگا تو پیر دانا نے فرمایا کہ پہلے اس سانپ کے سر کو جو تمہارے پاس ہے آگ میں رکھ کر اپنی بیوی کو اس کی دھونی دینا لڑکے نے ایسا ہی کیا عورت کے رحم میں ایک مرض تھا جو مرد اس کے پاس جاتا جیتا نہ آتا اس دھونی کی تاثیر سے وہ مرض جاتا رہا اور صبح کو وہ لڑکا صحیح سلامت محل سے باہر آیا۔ بادشاہ کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو چار دن کے بعد روانہ ہوئے تیسری منزل طے کی اب بڑے میاں بولے کہ اسی مقروض کے گھر ٹھہریں گے، چنانچہ شب کو وہیں قیام کیا میزبان کی نیت بگڑی کہ رات کے وقت ان دونوں کو مار ڈالو تاکہ روپیہ بچ جائے مہمانوں سے پوچھا کہ صاحبو اندر سوئیں گے یا باہر بڑے میاں بولے کہ گرمی ہے ہم تو باہر سوئیں گے چنانچہ یہ دونوں باہر رہے اور اندر صاحب خانہ کے دو لڑکے سوئے جب آدھی رات گذری تو بڑے میاں نے پسر لقمان کو جگایا کہ اب سردی لگتی ہے اندر چلو یہ دونوں تو اندر پہنچے اور میزبان کے لڑکوں کو جگا کر کہا کہ بھائی تم ہماری جگہ جا

لیٹو ہم کو یہاں سونے دو جب تیسرا پہر رات کا ہوا تو مالک مکان آیا اور باہر کے سونے والو کو قتل کر دیا۔ صبح کو دیکھا تو اپنے لڑکوں کو مردہ پایا نہایت صدمہ ہوا مگر چپ رہ گیا۔ کرد خود کردہ را علاجے نیست چار و ناچار مہمانوں کو روپیہ دے کر رخصت کیا دونوں صاحب منزل بمنزل واپس ہوئے جب اس مقام پر پہنچے کہ جہاں بڑے میاں سے ملاقات ہوتی تھی پیر بزرگوار نے کہا کہ لو صاحب خدا حافظ اب تو ہم جاتے ہیں اپنے والد سے ہمارا اسلام کہنا لڑکے نے نام پوچھا کہ تمہارے باپ خوب جانتے ہیں غرض کہ باپ کی خدمت میں پہنچ کر ماجرا سفر گذارش کیا اور پوچھا کہ حضرت یہ بزرگوار کون تھے باپ نے کہا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے راقم کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ لقمان تو اصل ہے کُلُّ شَیْئٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ اور مسافر سالک اور منازل راہ منازل سلوک بڑے میاں پیر کامل سانپ سانپ نفس و شیطان شہزادی دنیا خانہ قرض جہان دنیا مقروض انسان وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَہُوْلًا اور پسران مقروض اہل دنیا اور روپیہ محبت و عشق الٰہی ہے

خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

دوسری غرض اس نقل سے یہ ہے کہ جو مرد کامل ہوتے ہیں وہ طالب خدا کو دوسرے شیخ کامل کی خدمت میں جانے سے مانع نہیں ہوتے بلکہ اوروں کی خدمت میں جانے ۔ اور ان سے فیض حاصل کرنیکی ہدایت فرماتے ہیں چنانچہ جناب و قبلہ بھی طالبان راہ خدا کو ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی مرد کامل مسلمان یا ہندو سالک یا مجذوب ملے اس سے بے تکلف ملو اور جو کچھ از راہ توجہ یا القا یا کسی طرح سے فیض و فائدہ پہنچاوے اور تعلیم و تلقین کرے اس کو نہ چھوڑو یہ مرتبہ نبوت نہیں ہے جو ختم ہو چکا مرتبہ ولایت ہے ایک سے ایک افضل و اعلیٰ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں

وَفَضَّلْنَا بَعْضًا عَلٰی بَعْضٍ۔

اور جو کوئی مرید کسی طرف جاتا یعنی سفر کرتا اس کو یہ ارشاد ہوتا

گفت حق اندر سفر ہر جا روی

باید اوّل طالب مرد شوی

چنانچہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں جو اکابر تھے خواجہ صاحب نے اپنے معتقدوں اور مریدوں کو ان کی خدمت میں بھیج دیا کرتے۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ مبتدی کو شیخ کی تعلیم و تلقین کا ابتدا میں علم نہیں ہوتا۔ جو اکابر جوہر شناس تھے وہ چشم باطن سے جوہر کا پہچان کر فرماتے تھے کہ کسی نے خوب جوہر بھرے ہیں یعنی تعلیم خوب کی ہے تو ان کی جوہر شناسی سے طالب کی تسلی ہوتی تھی اور شیخ کا کمال معلوم ہوتا تھا اور اس زمانہ میں اگر کوئی طالب خدا کسی فقیر کی خدمت میں چلا ہی جائے تو حضرت مشائخ فوراً مردود کر دیتے ہیں۔

نقل ہے :- کہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز نماز فجر کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک شخص قبلہ رو پہلوئے راست پر سو رہا ہے خیال کیا کہ شاید نماز پڑھ کر سو گیا ہے۔ پھر ظہر کے وقت گئے تب بھی اسی کروٹ سے سوتے پایا پھر عصر و مغرب کے اوقات میں بھی وہی کیفیت دیکھی۔ جب مغرب تنگ ہونے لگا تو اس کو جگایا اور فرمایا کہ نماز قضا ہو ہی جاتی ہے۔ وہ شخص جاگا اور وضو کر کے اوّل نماز فجر کی نیت کی تو دیکھتے ہیں کہ ٹھیک صبح کا وقت اور نور کا تڑکا ہے پھر اس نے ظہر کی نیت کی تو وقت ظہر معلوم ہونے لگا اور جب عصر کی نیت باندھی تو وقت عصر موجود تھا۔ اور مغرب کی نیت کی تو مغرب کا۔ پھر حضرت مجدد صاحب سے اس نے کہا کہ نماز کے لئے تو آپ نے جگا دیا۔ مگر حال نہ پہچانا کہ کیا ہے۔ بھلا اس حالت کے روبرو نماز کیا شئے ہے۔ لیکن اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز کچھ شئے نہیں بلکہ ایسی حالت کے فقیر بر وقت

نماز ہی میں رہتے ہیں گو ظاہر میں نماز نہ پڑھیں

دربیان آنکہ پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر وسیلہ کی ضرورت چلی آئی ہے

وَ بِالتَّحقُّقِ بِاَنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَجْرَی الْعَادَۃَ بِاَنْ یَّکُوْنَ فِی الْاَرْضِ شَیْخٌ وَّمُرِیْدٌ، صَاحِبٌ وَ مَصْحُوْبٌ، تَابِعٌ وَمَتْبُوْعٌ مِنْ لَدُنْ اٰدَمَ اِلٰی اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَۃُ اَلَا تَرٰی اِلٰی اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمَّا خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَّمَہُ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا. وَافْتَتَحَ الْاَمْرَ بِہٖ فَجَعَلَہٗ کَالتِّلْمِیْذِ مَعَ الْاُسْتَاذِ وَالْمُرِیْدِ مَعَ الشَّیْخِ وَ قَالَ لَہٗ یَا اٰدَمُ ھٰذَا فَرَسٌ وَھٰذَا بَغْلٌ وَھٰذَا حِمَارٌ حَتّٰی عَلَّمَہٗ قَصْعَۃً وَ قُصَیْعَۃً. ثُمَّ لَمَّا فَرَغَ مِنْ تَعْلِیْمِہٖ وَتَھْذِیْبِہٖ، جَعَلَہٗ اُسْتَاذًا مُعَلِّمًا شَیْخًا حَکِیْمًا وَکَسَاہُ بِاَنْوَاعِ الْحُلَلِ وَالْحُلِیِّ وَتَوَّجَہٗ مَنْطِقَۃً وَاَجْلَسَہٗ عَلٰی کُرْسِیٍّ فِی الْجَنَّۃِ وَ اَقَامَ الْمَلٰٓئِکَۃَ حَوْلَہٗ صُفُوْفًا فَقَالَ یَا اٰدَمُ اَنْبِئْھُمْ بِاَسْمَآئِھِمْ بَعْدَ اَنْ ظَھَرَ عِجْزُھُمْ وَ وَعَدَمُ عِلْمِھِمْ بِذٰلِکَ وَقَوْلِھِمْ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا. فَصَارَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ بِالتِّلْمِیْذَۃِ لِاٰدَمَ وَ اٰدَمُ شَیْخُھُمْ فَاَنْبَاَھُمْ بِاَسْمَآءِ الْاَشْیَآءِ کُلِّھَا عَلٰی مَا شَھِدَ بِہِ الْقُرْاٰنُ. فَظَھَرَ فَضْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَلَیْھِمْ فَصَارَ اَفْضَلَھُمْ وَاَشْرَفَھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَھُمْ فَصَارَ مَتْبُوْعَھُمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ تَابِعُوْنَ مُقْتَدُوْنَ. صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ.

فَلَمَّا جَرٰی مِنْ اَکْلِ الشَّجَرَۃِ وَالْخُرُوْجِ مِنَ الْجَنَّۃِ وَالْاِنْتِقَالِ اِلٰی

حالة أخرى ومنزلٍ غيره الذي لم يُعطَ علمه ولم يستوطنه بعدُ ولاجرى ذٰلك في خلده ولا ظنّ أنه سيسار به إليه. فلما وصل إلى المنزل وجال في الأرض استوحش منها ورأى مالم يكن رآه من قبلُ فأُلقي عليه الجوع والعطش والحرقة والقبض مالم يعهده من قبل، احتاج إلى معلّمٍ ومرشدٍ وأستاذٍ ودليلٍ ومؤدّبٍ ومنبّهٍ. فبعث الله تعالى جبرائيل عليه السلام فآنسه وعرّفه ما أشكل عليه من أمر المنزل ووهبه الحنطة فأمره فبذرها. ثم أمره فحصدها ثم أمره فذرّاها ثم أمره فطحنها وهيّأ له أسبابها ثم أمره بالخبز فخبزها ثم أمره بالأكل فأكل. ثم لما الطعام طلب الخروج من المعدة تحيّر ولم يعلم بالصنع احتاج إلى معلّمٍ أيضًا فعلّمه كيف يتغوّط وكيف يتطهّر وكيف يعبد الله تعالى في المنزل وعلّمه كيف يتوصّل إلى بياض جسده الذي قد حال لونه من البياض والإشراق إلى السواد والظلمة فأمره بصيام أيام البيض من الشهر ثالث عشر ورابع عشر وخامس عشر، فعاد لونه إلى البياض، وعلّمه غير ذٰلك من العلوم والآداب. فصار آدم تلميذًا لجبرائيل، وجبرائيل أستاذه وشيخه بعد أن كان آدم شيخه والملائكة أجمع متبوعهم وأعلمهم وكلّ ذٰلك لتغيّر الحال به والانتقال من منزلٍ إلى آخر.

ثم هلمّ جرًّا تعلّم شيث ابن آدم من أبيه آدم عليه السلام ثم أولاده منه كذٰلك نوح عليه السلام علّم أولاده وإبراهيم عليه السلام أولاده. قال الله تعالى ووصّى بها إبراهيم عليه السلام ويعقوب. أي أمرهم وعلّمهم وكذٰلك موسى وهارون عليهما السلام

عَلَّمَا أَوْلَادَهُمَا وَبَنِيْ إِسْرَائِيْلَ وَعِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ ثُمَّ إِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ عَلَّمَ نَبِيَّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَصَّاهُ بِالسِّوَاكِ. وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَّانِيْ جِبْرِيْلُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى كَادَ أَنْ يُدْرِدَنِيْ وَصَلّٰى بِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ الْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ (الحديث إلى آخره وَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ)

ثُمَّ تَعَلَّمَتِ الصَّحَابَةُ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ التَّابِعُوْنَ مِنْهُمْ عَلَى الْجَمِيْعِ السَّلَامُ. ثُمَّ تَابِعُو التَّابِعِيْنَ مِنْهُمْ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ وَعَصْرًا بَعْدَ عَصْرٍ. فَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ صَاحِبٌ يَهْتَدِيْ بِهُدَاهُ وَيَقِفُ أَثَرَهُ وَيَتَّبِعُ مَذْهَبَهُ وَيَهْدِيْ هَدْيَهُ ثُمَّ يَخْلُفُهُ مَكَانَهُ وَيَقُوْمُ مَقَامَهُ كَمُوْسٰى بْنِ عِمْرَانَ وَغُلَامِهِ وَابْنِ أُخْتِهِ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْحَوَارِيِّيْنَ مَعَ عِيْسٰى. وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذٰلِكَ عُثْمَانُ وَسَائِرُ الصَّحَابَةِ وَمَا زَالَتِ الْأَوْلِيَاءُ وَالصِّدِّيْقُوْنَ وَالْأَبْدَالُ كَذٰلِكَ مِنْ بَيْنِ أُسْتَاذٍ وَتِلْمِيْذٍ كَالْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ. وَتِلْمِيْذُ عُتْبَةُ ابْنُ الْغُلَامِ وَسَرِيٍّ السَّقْطِيِّ وَغُلَامُهُ وَابْنُ أُخْتِهِ أَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ وَغَيْرِهِمْ مِمَّا يَطُوْلُ شَرْحُهُ.

فَالْمَشَائِخُ مِنْهُمُ الطَّرِيْقُ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْأَدِلَّاءُ عَلَيْهِ وَالْبَابُ الَّذِيْ يَدْخُلُ مِنْهُ إِلَيْهِ فَلَا بُدَّ لِكُلِّ مُرِيْدٍ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ شَيْخٍ كَمَا بَيَّنَّا إِلَّا عَلَى النَّدْرِ وَالشُّذُوْذِ.

فَيَجُوْزُ أَنْ يَصْطَفِيَ اللّٰهُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِهِ فَيَتَوَلّٰى تَرْبِيَتَهُ وَحِرَاسَتَهُ عَنِ الشَّيْطَانِ وَصِفَاتِ النَّفْسِ وَالْهَوٰى كَإِبْرَاهِيْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ وَأُوَيْسَ الْقَرْنِيِّ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ

وَغَيْرُهُ هُوَ فَلَا يُنْكِرُ إِذْ إِنَّا بَيَّنَّا مَا هُوَ الْأَغْلَبُ وَالْأَكْثَرُ وَالْأَسْلَمُ وَالْأَحْسَنُ.
فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنْقَطِعَ عَنِ الشَّيْخِ حَتَّى يَسْتَغْنِيَ عَنْهُ بِالْوُصُولِ إِلَى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَيَتَوَلَّى تَبَارَكَ وَتَعَالَى تَرْبِيَتَهُ وَتَهْذِيبَهُ وَيُوقِفُهُ عَلَى مَا فِيهِ أَشْيَاءُ خَفِيَتْ عَلَى الشَّيْخِ وَيَسْتَعْمِلُهُ بِمَا يَشَاءُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَيَأْمُرُهُ وَيَنْهَاهُ وَيَبْسُطُهُ وَيَقْبِضُهُ وَيُغْنِيهِ وَيُفْقِرُهُ وَيُلَقِّنُهُ وَيُطْلِعُهُ عَلَى أَقْسَامِهِ. وَمَا مَسْئُولٌ أَمْرُهُ إِلَيْهِ فَيَسْتَغْنِي بِرَبِّهِ عَنْ غَيْرِهِ بَلْ لَا يَتَفَرَّغُ بِغَيْرِهِ وَلَا يَسَعُهُ إِلَّا مُرَاعَاةُ الْأَدَبِ لِرَبِّهِ وَمُحَافَظَةُ خِدْمَتِهِ وَحُرْمَتِهِ وَتَوْقِيرِهِ. فَحِينَئِذٍ يَقْطَعُ قَطْعًا وَرُبَّمَا حُرِّمَ عَلَيْهِ الْمُرُودُ إِلَى الشَّيْخِ إِلَّا عَنْ صَرِيحٍ وَخَبَرٍ بَيِّنٍ إِلَّا مَا يَتَحَقَّقُ مَجِيءُ الشَّيْخِ إِلَيْهِ وَالْمُلَاقَاةُ لَهُ فِي طَرِيقِ الْجَامِعِ قَدَرًا وَلَا يَكُونُ قَصْدًا. كُلُّ ذَلِكَ حِفْظًا لِلْحَالِ وَاسْتِغْنَاءً بِالرَّبِّ وَغَيْرَةً عَلَى الْحَالِ وَمُلَازَمَةً لَهُمَا وَخِيفَةً مِنَ الذِّلَّةِ وَالْمُفَارَقَةِ لَهَا. وَالْعُقُوبَةُ بِذَلِكَ.

وَذَلِكَ أَنَّ الْحُكْمَ يَجْمَعُ الْمُرِيدَ وَالشَّيْخَ وَيَسَعُهُمَا. وَالْأَحْوَالُ تُفَرِّقُ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهَا قَدَرٌ وَالْقَدَرُ غَيْبٌ فَهِيَ فِعْلُ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ وَاللَّهُ تَعَالَى فِي كُلِّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ فِي تَقْدِيمٍ وَتَأْخِيرٍ وَتَبْدِيلٍ وَتَغْيِيرٍ وَوِلَايَةٍ وَعَزْلٍ وَإِغْنَاءٍ وَإِفْقَارٍ وَإِعْزَازٍ وَإِذْلَالٍ يَسُوقُ الْمَقَادِيرَ إِلَى الْمَوَاقِيتِ لَا يُدْرَكُ ذَلِكَ وَلَا يَنْضَبِطُ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ لَيْلٌ مُظْلِمٌ وَبَرٌّ سَبَاسِبُ وَبَحْرٌ لُجِّيٌّ لَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يُطْلِعُهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ مِنْ رُسُلِهِ وَأَنْبِيَائِهِ وَخَوَاصِّ أَوْلِيَائِهِ وَالِاثْنَانِ لَا يَتَّفِقَانِ فِي طَرِيقٍ بَعْدَ دُخُولِهِمْ فِي الْحَاجَاتِ الَّتِي هِيَ الْقَدَرُ وَالْفِعْلُ فَمَا يَصْنَعُ الْمُرِيدُ بِالشَّيْخِ وَطَرِيقُهُمَا مُخْتَلِفَةٌ. فَالشَّيْخُ يَسِيرُ بِهِ إِلَى

جِهَةٍ وَالْمُرِيدُ إِلَى أُخْرَى. فَقَدْ خُلِفَ بَيْنَ ظُهُورِهِمَا وَوُجُوهِهِمَا، فَأَنَّى لَهُمَا وُجِدَ الصُّحْبَةُ وَالْاِجْتِمَاعُ وَالْاِيقَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ جِدًّا. فَإِنِ اتَّفَقَ فَهُوَ نَادِرٌ شَاذٌّ. لَا اِلْتِفَاتَ إِلَيْهِ وَلَا مُعَوَّلَ إِلَيْهِ إِذِ الْأَغْلَبُ مَا قَدِ انْكَشَفَ وَظَهَرَ وَبَانَ. فَصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَى الشَّيْخِ.

وَعَلَى الْمُرِيدِ الصَّادِقِ الَّذِي بَلَغَ بِهِ إِلَى حَالَةٍ اِسْتَغْنَى فِيهَا بِرَبِّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَنِ الشَّيْخِ إِلَّا فِي الْوَقْتِ وَعَنْ آدَابِ الْمُرِيدِ أَنْ لَا يَتَكَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْ شَيْخِهِ إِلَّا فِي حَالَةِ الضَّرُورَةِ أَنْ لَا يَظْهَرَ شَيْئًا مِنْ مَنَاقِبِ نَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبْسُطَ سَجَّادَتَهُ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ إِلَّا فِي وَقْتِ أَدَاءِ الصَّلَوَاتِ. فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَوَاتِهِ طَوَى سَجَّادَتَهُ فِي الْحَالِ وَيَكُونُ مُتَهَيِّئًا لِخِدْمَةِ شَيْخِهِ وَمَنْ هُوَ قَاعِدًا عَلَى بَسَاطِهِ مَبْسُوطًا مُسْتَوْطِنًا مُسْتَرِيحًا لَا كُلْفَةَ عَلَيْهِ لِغَيْرِهِ. وَهٰذِهِ حَالَةُ الشُّيُوخِ لَا حَالَةُ الْمُرِيدِ.

وَيَجْتَهِدُ فِي اِجْتِنَابِ بَسْطِ سَجَّادَتِهِ وَفَوْقَ سَجَّادَتِهِ مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فِي الرُّتْبَةِ وَإِدْنَاءِ سَجَّادَتِهِ مِنْ سَجَّادَتِهِ إِلَّا بِأَمْرِهِ فَإِنَّ ذٰلِكَ عِنْدَهُ هُوَ سُوءُ الْأَدَبِ.

وَيَنْبَغِي لِلْمُرِيدِ إِذَا جَرَتْ مَسْئَلَةٌ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ أَنْ يَسْكُتَ وَإِنْ كَانَ عِنْدَهُ فَضْلٌ وَإِشْبَاعُ جَوَابٍ فِيهَا بَلْ يَغْتَنِمُ مَا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ شَيْخِهِ فَيَقْبَلُهُ وَيَعْمَلُ بِهِ وَإِنْ رَأَى فِي جَوَابِهِ نُقْصَانًا وَقُصُورًا فَلَا يَرُدُّ عَلَيْهِ. بَلْ يَشْكُرُ اللّٰهَ تَعَالَى عَلَى مَا خَصَّهُ مِنْ فَضْلٍ وَعِلْمٍ وَنُورٍ وَيُخْفِي جَمِيعَ ذٰلِكَ فِي نَفْسِهِ وَلَا يُكْثِرُ حَدِيثَهُ وَلَا يَقُولُ أَخْطَأَ الشَّيْخُ فِي الْمَسْئَلَةِ. وَلَا يُنَاقِضُ كَلَامَهُ إِلَّا أَنْ يَغْلِبَ

عَلَيْهِ ذٰلِكَ فَيَبْتَدِرُ مِنْهُ الْكَلِمَةُ فَلْيَتَدَارَكْهُ بِالسُّكُوْتِ وَالتَّوْبَةِ وَ الْعَزْمِ عَلٰى تَرْكِ الْمُعَاوَدَةِ عَلٰى مَا قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ فِي أَثْنَاءِ الْكِتَابِ مِنْ فِعْلِهِ فِي تَوْبَتِهِ عَنْ مَعَاصِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. فَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي حَقِّ الْمُرِيْدِ فِي سُكُوْتِهِ فِيْمَا هٰذَا سَبِيْلُهُ.

وَيَنْبَغِي لِلْمُرِيْدِ أَنْ لَا يَتَحَرَّكَ فِي حَالِ السَّمَاعِ بَيْنَ يَدَيِ الشَّيْخِ إِلَّا بِإِشَارَةٍ مِنْهُ عَلَيْهِ وَلَا يَرٰى مِنْ نَفْسِهِ الْبَتَّةَ حَالًا أَنْ يَرٰى غَلَبَةً تَأْخُذُهُ فَلْيَعُدْ إِلٰى حَالِ سُكُوْنِهِ. فَإِذَا سَكَنَتْ فَوْرَتُهُ فَلْيَعُدْ إِلٰى حَالِ سُكُوْنِهِ وَأَدَبِهِ وَ وَقَارِهِ وَكِتْمَانِ مَا أَوْلَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ سِرِّهِ.

وَقَدْ ذَكَرْنَا هٰذَا وَإِنْ كُنَّا لَا نَرٰى بِالسَّمَاعِ وَالْقَوْلِ وَالْقَصَبِ وَ الرَّقْصِ. وَقَدْ قَدَّمْنَا كَرَاهَتَهُ فِيْمَا تَقَدَّمَ إِلَّا إِنَّا قَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ عَلٰى مَا قَدْ يَهِيْجُ بِهِ أَهْلُ زَمَانِنَا فِي رُبُطِهِمْ وَمَجَامِعِهِمْ. وَلَا يُنْكَرُ أَنْ يَكُوْنَ فِيْمَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ صَادِقًا فَيَكُوْنُ مَعْنٰى مَا قَدْ سَمِعَ مُهَيِّجًا لِنَائِرَةِ صِدْقِهِ وَ مُثِيْرًا لَهَا فَيَشْتَعِلُ بِنَائِرَتِهِ وَيَغِيْبُ فِيْهَا فَتَتَحَرَّكُ أَعْضَاؤُهُ وَجَوَارِحُهُ بَيْنَ الْقَوْمِ وَهُوَ فِي مَعْزِلٍ عَمَّا الْقَوْمُ فِيْهِ مِنْ لَذَّةِ الطِّبَاعِ وَ الْأَهْوِيَةِ وَتَذَكَّارِ كُلِّ وَاحِدٍ قُرْبَ مِنْ مَعْشُوْقِهِ مِمَّنْ قَدْ مَاتَ وَطَالَ بِهِ عَهْدُهُ وَمَنْ هُوَ حَيٌّ غَائِبٌ عَنْهُ فَاشْتَدَّ شَوْقُهُ.

وَالْمُرِيْدُ الصَّادِقُ نَائِرَتُهُ غَيْرُ خَامِدَةٍ وَشُعْلَتُهُ غَيْرُ هَامِدَةٍ وَمَحْبُوْبُهُ غَيْرُ غَائِبٍ وَنَفْسُهُ غَيْرُ مُسْتَوْحِشٍ فَهُوَ أَبَدًا فِي زِيَادَةٍ وَنُمُوٍّ وَقُرْبٍ وَلَذَّةٍ وَنَعِيْمٍ فَلَا يُغَيِّرُهُ بَهْجَةٌ عَنْ حَالَتِهِ غَيْرُ كَلَامِ مُرَادِهِ وَحَدِيْثِهِ وَهُوَ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَفِي ذٰلِكَ عِنْدَهُ مَنْدُوْحَةٌ عَنِ الْأَشْعَارِ وَالْغِنَاءِ وَ الْأَصْوَاتِ وَصَرْخِ الْمُدَّعِيْنَ شُرَكَاءِ الشَّيَاطِيْنِ رِكَابِ الْأَهْوِيَةِ مَطَايَا

النُّفُوسِ وَالطِّبَاعِ اَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ وَزَاعِقٍ۔

وَيَنْبَغِي لِلْمُرِيدِ اَنْ لَا يُعَارِضَ اَحَدًا فِي حَالِ سِمَاعِهٖ وَلَا يُزَاحِمَ اَحَدًا فِي وَقْتِهٖ فِي التَّقَاضِيْ عَلَى الَّذِي يَنْشُدُ بِهٰذِيَاتِ الْمُرَقِّقَاتِ الْمُشَوِّقَاتِ اِلَى الْجِنَانِ وَرُؤْيَةِ الْحَقِّ تَعَالٰى فِي الْاٰخِرَةِ اَلزَّاهِدَاتِ فِي الدُّنْيَا وَلَذَّاتِهَا وَشَهَوَاتِهَا وَاَبْنَائِهَا وَنِسْوَانِهَا، اَلْمُشَجِّعَاتِ عَلَى الصَّبْرِ عَلٰى اٰفَاتِهَا وَمِحَنِهَا وَبَلَايَاهَا وَاِدْبَارِهَا عَنْ اَبْنَاءِ الْاٰخِرَةِ وَاِقْبَالِهَا عَلٰى اَبْنَائِهَا وَغَيْرُ ذٰلِكَ فَلْيَكِلْ جَمِيْعَ ذٰلِكَ اِلَى الشَّيْخِ الْحَاضِرِ۔ اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْمُسْتَمِعُ مِنَ الْمُتَحَقِّقِيْنَ فَيَحْفَظُ الْاَدَبَ فِي الظَّاهِرِ وَيُنْكِرُ عَنْ تَكَلُّفِهٖ فِي الْبَاطِنِ فَلَا شَكَّ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقْبِضُ مَنْ يَتَقَاضٰى عَنْهُ اَوْ يُلْهِمُ الْقَائِلَ بِذٰلِكَ التَّكْرَارَ وَالتَّرْدَادَ لِيَقْضِيَ الصَّادِقُ الْمُسْتَمِعُ نَهْيَهٗ وَوَطَرَهٗ مِنْ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: اور اس بات کا یقین کرے کہ اس جہان میں یہ رواج ہمیشہ سے جاری ہے فرمایا ہے کہ ایک وقت تک سلسلہ پیری و مریدی و صاحب و مصحوب و تابع و متبوع کا فرزندانِ آدم میں جاری ہے آیا تم کو معلوم نہیں کہ خداوند تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کو سب اپنے نام سکھائے اور کام کا آغاز فرمایا۔

پس اُن کو مثل شاگرد کے بنایا۔ اور اپنے آپ کو استاذ بنایا۔ ان کو مثل مرید کے بنایا، اور خود شیخ بنا۔ اور ان سے فرمایا کہ اے آدمؑ! یہ گھوڑا ہے اور یہ خچر ہے، اور یہ گدھا۔ یہاں تک کہ ان کو چھوٹا اور بڑا پیالہ بھی بتا دیا۔ اور جب ان کی تعیم

و تہذیب سے فارغ ہوا تو ان کو معلم استاد و شیخ حلیم کی دستار سے فخر عنایت فرمایا، اور انواع و اقسام کے لباس علوم سے ان کو ممتاز فرمایا۔ اور گفتار نیک و کلام نمکین عنایت فرمایا۔ اور بہشت میں کرسی پر متمکن فرمایا۔ اور فرشتوں کو ان کے گرد صف بستہ کیا اور جب فرشتوں نے اپنی عاجزی اور لاعلمی ظاہر کی اور جناب آلہٰی میں عرض کیا کہ ہم کو کچھ علم نہیں۔ مگر وہ جو سکھایا تو نے ہم کو تب حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد ہوا کہ ان کے نام بتا دیں، پس سب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے شاگرد ہوئے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام ان کے استاد بنے۔ اور سب چیزوں کے نام سے ان کو مطلع کیا۔ جیسا کہ قرآن شریف اس بات کا گواہ ہے پس حضرت آدم علیہ السلام کا فضل اور بزرگی فرشتوں پر ظاہر ہوئی اور خداوند تعالیٰ کے نزدیک اور فرشتوں کے نزدیک ان کو شرف حاصل ہوا۔ اور فرشتے ان کے تابع اور وہ ان کے متبوع ہوتے۔ درود اللہ کا اوپر ان کے

پھر حکم قضا جاری ہوا۔ اور آپ نے اس ممنوعہ درخت کا پھل کھایا، اور بہشت سے نکالے گئے اور ایک حالت سے دوسری حالت پر اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے جن کی ان کو خبر نہ تھی اس منزل کو اپنا وطن نہ سمجھا، اور ان کے دل میں اس جگہ ٹھہرنے کا خیال نہ گذرا۔ اور یہ بھی گمان نہ تھا کہ اس منزل کی سیر کرائی جائے گی۔

پس جبکہ اس منزل پر پہنچے اور رفتار شروع کی تو زمین سے ڈرے اور زمین پر وہ چیزیں دیکھیں جو پہلے نہ دیکھی تھیں، پس ان پر بھوک و پیاس و سوزش و قبض کا بار ڈالا گیا وہ پہلے اس سے واقف نہ تھے اب حضرت آدم علیہ السلام پھر معلم و مرشد و استاد ور اہنما اور خبر دینے والے اور ادب دینے والے کے محتاج ہوتے، تو حضرت صمدیت نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی الفت و موانست

کے واسطے نازل فرمایا اور جبرائیل علیہ السلام نے ان کے ساتھ دوستی کا برتاو کیا اور ان پر امر دشوار آشکار کئے اور گیہوں کا تخم ان کو دیا اور اس کے بونے کی ترکیب بتائی۔ اور جب وہ درخت بار آور ہوا تو اس کے کاٹنے کا ڈھنگ سکھایا پھر گیہوں کو خس وخاشاک سے صاف کرنا سکھایا پھر اس کا آٹا پیسنا بتایا اور اس کا سامان سب مہیا کر دیا۔ پھر روٹی پکانا سکھایا۔ اور انہوں نے روٹی پکائی۔ پھر اس کے کھانے کو کہا۔ اور انہوں نے کھانا کھایا۔ اور جب پاخانہ کی حاجت ہوئی۔ تو پھر گھبرائے کہ اب کیا کریں استاد کی حاجت ہوئی جبرائیل علیہ السلام نے رفع حاجت کی ترکیب بتائی اور طہارت اور عبادت خداوند تعالیٰ کرنے کی ہدایت فرمائی اور ان کو تعلیم کیا کہ اپنے جسم کی سیاہی کو سفیدی سے اس عمل کے سبب مبدل کرنے کی کوشش کرو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم نورانی تھا اور عتاب شہنشاہی کے سبب تیرہ وتارہ ہوگیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایام بیض میں یعنی تیرہویں اور چودہویں اور پندرھویں تاریخ مہینے میں ان کو روزہ رکھنے کا فرمایا اور انہوں نے اس پر عمل کیا تو جسم کا رنگ نورانی ہوگیا اور علاوہ اس کے اور بہت سے علم اور ادب سکھائے۔ پس حضرت آدم علیہ السلام جبرائیل علیہ السلام کے شاگرد ہوئے اور وہ ان کے استاد اور پیر بنے اور اس کے پہلے حضرت آدمؑ علیہ السلام، جبرائیل علیہ السلام اور سب ملائکہ کے پیر اور متبوع تھے۔ اور ان سے دانا تر تھے۔ اس انقلاب حالت سے معاملہ منقلب ہوگیا اور اسی طرح حضرت شیث علیہ السلام آدم علیہ السلام کے فرزند رشید نے اپنے پدر بزرگوار سے تعلیم پائی اور سلسلہ وار اسی طرح سے ان کی اولاد تعلیم پاتی رہی۔ پھر نوح علیہ السلام نے اپنی اولاد کو تعلیم دی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنی اولاد کو تعلیم دی خداوند تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السّلام نے اپنی اولاد کو وصیّت کی۔ اور یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو نصیحت کی اسی طرح حضرت موسیٰؑ ہارون علیہما السلام نے اپنی اپنی

اولاد کو و بنی اسرائیل کو تعلیم کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو تعلیم دی اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرنا اور نماز پڑھنا سکھایا اور پھر مسواک کرنیکی وصیت فرمائی ۔ اور یہ قول نبی صلی اللہ علیہ و سلم کا ہے کہ نصیحت کی میرے تئیں مسواک کے کرنیکی ، اور آپ کا قول ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو مسواک کرنیکی اسوقت تک نصیحت کی جب تک کہ میرے منہ میں دانت رہیں اور جبرائیل علیہ السلام نے میرے ساتھ خانہ کعبہ میں دوبارہ نماز پڑھی پھر میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب کہ آفتاب کا زوال ہوا ۔ آخر حدیث تک اس کا ذکر پہلے کتاب میں ہو چکا ہے ۔ پھر صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پائی ۔ پھر تابعین نے صحابہؓ سے اُن پر سلام اس کے بعد تبع تابعین نے اسی طرح سے قرن بعد قرن و زمانہ بعید تک تعلیم پائے گئے ۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہے مگر اس کے واسطے ایک صاحب ہے ۔ اور اس کی راہنمائی سے ہدایت پاتا ہے ۔ اور اس کے قدم بقدم چلتا ہے اور اس کے مذہب ہی کی پیروی کرتا ہے ۔ پھر اس کے بعد خلیفہ اس کا قائمقام ہوتا ہے جیسے کہ موسیٰ بن عمران اور اس کا غلام اور حضرت یوشع بن نون کا بھانجا ۔ اور حواری ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کے ۔ اور ابو بکر و عمر عنہما ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اسی طرح حضرت عثمان اور حضرت علی اور تمام صحابہؓ رضی اللہ عنہم اور ہمیشہ اولیاء اور صدیق اور ابدال اسی طرح استاد و شاگرد ہوتے رہے ہیں جیسا کہ حضرت حسن بصری اور اس کے شاگرد عتبہ بن غلام اور سری سقطی اور اس کا غلام اور اس کا بھانجا اور ابی قاسم جنید رحمہ اللہ وغیرہ وغیرہ اس کی شرح طول طویل ہے ۔

پس مشائخ خداوند تعالیٰ کی راہ کے راہنما ہیں اور دروازہ ہیں جس سے خداوند تعالیٰ کی راہ میں چلنے کا راستہ ہی پس مرید پیر کرنے کے لئے مجبور ہے جیسا کہ ہم نے بطریق اجمال بیان کیا ہے ۔ جائز ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں سے ایک بندہ کو برگزیدہ فرما دے ۔

اور اسکی تربیت و نگہبانی شیطان و ہوا ہوس نفسانی سے اپنے ذمے لے مثل حضرت ابراہیمؑ خلیل اور ہمارے بنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درود اللہ کا او پر اُن کے اور سلام اور مثل اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دوسرے اولیاؤں وغیرہ کے اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ بے تربیت خداوند تعالیٰ کے کوئی ولی کسی کو اپنی طرف کرسکے۔ مگر جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ وہ غالب تر اور اکثر اور سلامت تر اور نیک تر ہے۔

پس مرید کو چاہیئے کہ مرشد سے اس وقت تک قطع تعلق نہ کرے جب تک خدائے عزوجل کی بارگاہ میں اس کی رسائی کامل طور پر نہ ہوا اور جب پہنچ جاوے گا تو ایزد تبارک تعالیٰ اس کی تربیت اور تہذیب اپنے ذمہ لے گا۔ اور اس کو اسرار نہانی پر واقف فرمائے گا۔ جن سے ان کے پیر صاحب بھی واقف نہیں۔ اور جو خداوند تعالیٰ کے مزاج مبارک میں آوے گا اس سے کام لیوے گا اور اس پر عمل کرنے کو حکم فرماوے گا۔ اور نہی بھی فرمائے گا۔ اور بسط وکشاد اس کی حالت میں کرے گا۔ کبھی غنا کبھی فقر کرے گا۔ اور اس کو تلقین کرے گا اور ان چیزوں کے اقسام پر اسکو مطلع فرماوے گا جسکی طرف اس کا مجز ہوتا ہے۔ پس وہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے بے پرواہ ہو جاوے گا۔ بلکہ سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی طرف مشغول نہ ہوگا اور اس کے دل میں بجز نگہداشت ادب باری تعالیٰ اور محافظت خدمت میں اور اُسکی حرمت وتوقیر کے اور کسی چیز کی گنجائش نہ ہوگی پس اس وقت مرید کا پیر سے قطع تعلق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کا شیخ کے پاس جانا حرام ہوجاتا ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کا شیخ کے پاس جانا حرام ہوجاتا ہے مگر خداوند تعالیٰ کی طرف سے کوئی امر آشکار کی سبب شیخ صاحب کا جانا اُسکی طرف ہوجاوے یا اس سے ملاقات کرنے کا مسجد یا راہ میں اتفاق ہو لیکن وہ ملاقات قصداً نہ ہوگی اور سب باتیں بہت استغنا کے جو اس کو اپنے خداوند تعالیٰ کی طرف سے حاصل ہے اور بسبب قائم رہنے اپنے حال کے اور بخیال خواری و رنج کے جو اس حال سے جدا

ہونے پر اس کو ہوگا وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ حکم الہٰی سے البتہ پیر و مرشد دونوں یکجا ہو جاتے ہیں، کیونکہ اس کے حکم کی بجاآوری میں دونوں شریک ہیں وہ جب چاہتا ہے دونوں کو اکٹھا کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے دونوں میں تفرقہ ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ قضا و قدر میں ہر ایک کا حال موافق استعداد ہر شخص کے ہے۔ اس جگہ کسب کو دخل نہیں یہ کام سب خداوند تعالیٰ عزّ اسمہٗ کی عنایت پر جو ہر روز نئی ایک شان کے ہے۔ آگے بڑھنا اور پیچھے ہٹنا ہٹا دینا اور تبدیل اور تغیر اور ولایت وافزونی اور غنی کرنا اور فقیر بنانا اور عزت اور ذلت دینا اسی کا کام ہے اپنے حکم اوقات مقررہ پر جاری فرماتا ہے۔ کسی کو اس کا حال معلوم نہیں ہوتا اور خلق اللہ سے کوئی شخص خیال نہیں کرتا۔ کہ اندھیری رات وسیع جنگل اور گہرا دریا کیا چیز ہے کسی چیز پر انسان کی عقل کام نہیں کرتی سب کو خداوند تعالیٰ نے اپنے علم سے احاطہ کر لیا ہے اور جس کسی کو انبیاء و رسولوں اور اولیاء خاص سے اس اسرار پر مطلع فرماتا ہے۔ تو دو شخصوں کو ایک اسرار کے جاننے پر مستحق نہیں فرماتا پس ان حالتوں میں جو مقدرات سے متعلق ہیں۔ مرید کا شیخ کے ساتھ کیا کام دسرو کار ہے اور ان دونوں کی رائیں مختلف کیونکہ خداوند تعالیٰ شیخ صاحب کو تو کسی طرف سیر کرواتا ہے اور مرید کو کسی دوسری طرف کی۔ اور ان کے ظاہر و باطن میں اختلاف پیدا کر دیا ہے۔ تو ان کا ہم صحبت ہونا اور آپس میں معانقہ کرنا کب ممکن ہو سکتا ہے اور یہ امر محال ہے اگر بالفرض اتفاقاً ہو بھی جائے تاہم۔ یہ امر شاذ و نادر ہے وہ لائق التفات اور اعتبار کے نہیں ہے کیونکہ غالب یقین اس چیز پر ہو سکتا ہے جو ظاہر ہو پس خداوند کی رحمت اس پیر و مرید صادق پر ہے، کہ مرید صادق ہے کہ جب اس حالت پر پہنچے تو اپنے پروردگار کی الفت و محبت میں اس کو شیخ صاحب کی پرواہ نہ رہی۔ مگر وقت ضرورت اور مرید کے آداب میں داخل ہے کہ بغیر ضرورت شیخ صاحب کے روبرو کلام نہ کرے نہ اپنے ہنر اور

وصف کا کچھ اظہار کرے اور اس کو لائق نہیں کہ اپنا مصلی پیر صاحب کے آگے بچھاوے مگر نماز کے وقت مضائقہ نہیں اور جب نماز سے فارغ ہو تو اپنا مصلی فی الفور لپیٹ کے اور پیر صاحب کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جاوے جو اپنے وسیع بچھونے پر اپنا وطن بنائے ہوئے بے رنج و کلفت عزیز بیٹھے ہوتے ہیں یہ حالت شیخ کی ہے نہ مرید کی اور کوشش کے ساتھ پرہیز کرے کہ اپنا مصلی اس شخص کے مصلی پر نہ بچھاوے جو اس سے مرتبہ میں بالاتر ہے اور پیر صاحب کے مصلی کے نزدیک بھی اپنا مصلیٰ بچھانے سے پرہیز کرے۔ مگر با جازت پیر صاحب کے جائز ہے کیونکہ صوفیہ کے نزدیک ایسا کرنا ترک ادب ہے اور جب شاہ صاحب کے روبرو کسی مسئلہ کی بحث شروع ہو تو وہ اگرچہ عاقل و دانش سے بہرہ کامل اور جواب دینے کی طاقت بھی رکھتا ہو خاموش رہے اور شیخ صاحب کی زبان پر جو کچھ کہ خداوند تعالیٰ نے جاری فرمایا اس کو گوش دل سے سنے اور قبول کرے اور اس پر عمل کرے۔ اور اگر پیر صاحب کے کلام میں کوئی نقص اور قصور ملاحظہ کرے تو اس کو رد نہ کرے اور اس کے دل میں خداوند تعالیٰ نے جو نور بصیرت اپنے فضل و کرم سے نازل فرمایا ہے اور اس کو اس کے واسطے مخصوص کیا تو اس کو اپنی خزینہ دل میں مخفی رکھے۔ اور زیادہ باتیں نہ بتاوے اور یہ نہ کہے کہ شیخ صاحب نے مسئلہ میں خطا کی اور شیخ کی کلام میں رخنہ اندازی نہ کرے اور بے تحاشہ بلا سوچے سمجھے بلا قصد کوئی بات کہ اٹھے تو فوراً خاموش ہو جاوے، اور آئندہ کے واسطے ایسی خطا سرزد ہونے سے توبہ کرے جیسا کہ ہم نے کتاب کے درمیان میں اپنے گناہوں سے خداوند تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرنا بیان کیا ہے پس مرید کی خیر خاموش رہنے میں ہے اور یہی اس کی راہ ہے اور حالت سماع میں مرید کو لازم نہیں ہے کہ پیر صاحب کے سامنے کوئی حرکت کرے بااشارہ ان کے اور اپنی طرف سے کوئی حالت ظاہر نہ کرے۔

اگر غلبہ شوق سے ایسا حال اس پر طاری ہو کہ ہوش و حواس اس کے جاتے رہیں تو جب اُس کا جوش فرو ہو تو اپنے حالِ قدیم پر پھر آوے اور وہی پرانہ طریقہ ادب آداب اختیار کرے۔ اور وقار کے ساتھ ان اسرار کو جو خداوند تعالیٰ نے اس پر ظاہر فرمایا پوشیدہ رکھے۔ جیسا کہ اس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے اگرچہ ہم رقص و سرود و راگ و رنگ و قیل و قال کو روا نہیں رکھتے اور ہم نے اسکی کراہت کا ذکر پہلے کیا ہے مگر ہم نے موافق خواہش اہل زمانہ کے کہ وہ مجمع مشائخ میں بربط سننے کے شائق و حریص ہیں اس کا ذکر کیا ہے اور جو لوگ اس امر کو راستی و صدق سے روا رکھتے ہیں تو انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کا سُننا ان کے صدق حال کی آگ کو بھڑکاتا ہے اور ان کے اشتیاق کو دوبالا کرتا ہے پس وہ اپنے نائرہ اشتیاق میں جلتے ہیں، اور خود اس میں غائب ہو جلتے ہیں ان کے اعضاء قوم کے درمیان بھڑکتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی قوم کے خیالات سے بالکل علیحدہ ایک گوشہ میں ہیں۔ اور وہ لوگ تو اپنی طبیعت اور نفسانی لذت میں اپنے اپنے معشوقوں کو جو ان سے جدا ہیں یا مرگئے یا زندہ ہیں جو ان کو نہیں مل سکتے یاد کرتے ہیں اور اُن کے شوق کی آگ بڑھتی ہے۔

اور مرید صادق کی آگ نہ تو دھیمی ہو سکتی ہے، اور نہ بجھ سکتی ہے اور اس کے شعلے کم ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا محبوب نہ تو اس سے غائب ہے اور نہ دور ہونے والا ہے۔ پس اس کے شوق کی ہمیشہ شعلہ زنی ہے اور اپنے محبُوب حقیقی کے قریب اور نزدیکی لذت اور نعمت میں یوماً فیوماً ترقی کر رہا ہے، اور اسکی حالت اور سرور میں بجز اس کے مطلب کلام کے اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ اور اس کے مقصد کا کلام اس کے پروردگار جلشانہ کا کلام ہے۔ پس اس حالت میں مرید غزل اور راگ و رنگ و فریاد و غوغا کرنے والوں مدعیوں سے، کہ اخوان الشیاطین ہیں اور ہوا و ہوس نفس امادہ کے گھوڑوں پر سوار ہیں اور فریاد و غل کرنے والوں کی پیروی کرنے والے ہیں اور مرید کو لائق

ہے کہ کسی پر سماع کی حالت میں اعتراض نہ کرے کوئی تو ترک دنیا کے مضمون کے اشعار پڑھواتا ہے کوئی دل کے نرم کرنے والی اور بہشت و حور کا اشتیاق دلانے والے اور آخرت میں دیدار خداوند تعالیٰ کی امید دلانے والے اور دنیا اور دنیا کی لذتوں اور اسکی شہوتوں اور عورتوں اور فرزندوں کے ترک کرنے پر دلیر کرنے والے اور آفتوں و زحمتوں و بلاؤں پر صبر دینے والے اور اپنے فرزند کی محبت سے قطع کر کے آخرت کی طرف اس کا منہ پھیرنے والے سننا چاہتا ہے۔

پس اب سب کو حوالہ شیخ کرے کیونکہ قوم شیخ کی ولائیت میں ہے اگر سننے والا منجملہ ارباب تحقیق کے ہے۔ پس ظاہر میں ادب کو نگاہ رکھے اور باطن میں تکلیف سے انکار کرے۔ کوئی شبہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ کوئی ایسا شخص مقرر کرے گا۔ جو گانے والے دوبارہ گانے کی خواہش کرے گا یا اس گوئیے کے دل میں خود ہی آوے گا کہ اپنی کلام کو روک رکھے۔

٭

نقل ہے کہ:۔ سلطان محمود غزنوی حضرت ابوالحسن خرقانی کی زیارت کے لئے خرقان شریف میں پہنچے پہلے پیام بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کے واسطے غزنی سے یہاں تک آیا خانقاہ سے خیمہ تک قدم رنجہ فرماتے، اور قاصد کو سکھا دیا کہ اگر وہ انکار کریں تو یہ آیت پڑھنا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ حضرت نے فرمایا کہ معذور سمجھو اس نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ:

" در اطیعوا اللہ چناں مستغرق ام کہ از اطیعوا الرسول خجالت ہا دارم، تا به اولی الامر چہ رسیدم۔ "

———— قاصد نے آکر محمود

کو یہ جواب سنادیا محمود نے اپنی پوشاک ایاز کو پہنا کر سلطان بنایا اور دس کنیزوں کو مردانہ لباس پہنا کر غلام بنایا، اور خود ہتھیار باندھ کر اسکی اردلی میں چلا، اور حضرت کے حجرہ پر پہنچا حضرت نے تعظیم نہ دی محمود نے کہا کہ اپنے سلطان کی کچھ توقیر نہ کی فرمایا کہ تم نے جال لگایا ہے محمود نے کہا بیشک جال تو لگایا تھا مگر آپ جال کی چڑیا کا ہیکو ہیں پھر محمود بولا کچھ ارشاد فرمائیے۔ کہا کہ ان نامحرموں کو باہر کر دو پھر محمود نے دعا کی درخواست کی

اور ایک تھیلی اشرفیوں کی پیش کی آپ نے ایک سوکھی روٹی جو کی نکال کر سامنے رکھدی محمود نے کھائی مگر نوالہ گلے میں اٹکتا تھا۔ فرمایا کہ ایسے ہی تمہاری اشرفیاں ہماری حلق سے نہیں اتریں گی بس اٹھاؤ ہم اس کو طلاق دے چکے ہیں پھر محمود نے عرض کی کچھ یادگار اپنا عنایت فرمائیے پشیخ نے ایک کپڑا اپنا دیا اور فرمایا۔ کہ اگر تم کو کہیں بڑی مشکل پیش آوے جسکی عقدہ کشائی دشوار ہو تو اس کے ذریعہ سے دعا کرنا اللہ تعالیٰ قبول فرماوے گا جب محمود رخصت ہونے لگا تو اس وقت تعظیم کے لئے حضرت کھڑے ہو گئے اس نے پوچھا کہ آتے وقت کچھ نہ تھا تو اب جاتے وقت کیسے جواب دیا کہ اے محمود تو پادشاہی کے گھمنڈ میں امتحان کیلئے آیا تھا مگر اب تو فقیری اور انکساری کی دولت لے کر چلا گیا پس میں تیری شاہی کی تعظیم کے لئے نہیں اٹھا بلکہ فقیری کی تکریم کے واسطے کھڑا ہوں محمود واپس ہوا اور وہاں سے آن کر سومنات پر حملہ کیا جب معرکہ سخت پیش آیا۔ اور تردد پیدا ہوا تو اس لباس کو لیکر دعائے فتح مانگی اور منت مانی کہ جو کچھ غنیمت ہاتھ آوے گی درویشوں کو نذر کروں گا چنانچہ اسی روز محمود کا لشکر فتحیاب ہو گیا اور رات کو محمود نے خواب میں دیکھا کہ حضرت ابو الحسن خرقانی فرماتے ہیں کہ تو نے ہماری خرقہ کی بھی آبرو کھوئی اگر تو دعا کرتا تو تمام کفار کو خدائے تعالیٰ اسلام نصیب کرتا اس فتح سومنات میں مال کثیر سلطان کے ہاتھ آیا مولویوں سے دریافت کیا

کہ یہ غنیمت کس کو دینی چاہیے کہا کہ علماء کو تاکہ علم دین کی ترقی ہو۔ پھر غازیوں اور امیروں اور لشکریوں سے یہی سوال کیا، ہر ایک نے اپنے اپنے مطلب کی کہی سب کے بعد ایک مجذوب سے پوچھا۔ جو لشکر میں رہتا تھا اس نے جواب دیا کہ سن محمود اگر خدا سے آئندہ بھی کچھ مطلب ہے تو بموجب اقرار کے فقراء پر تقسیم کر دو ورنہ جو مقصد تھا وہ تو ہو ہی چکا آئندہ خدا سے کچھ توقع نہ رکھ اور مال غنیمت کو اپنے خرچ میں لا بادشاہ نے یہ جواب سن کر حسب وعدہ تمام مال غربا کو لٹا دیا۔

نقل ہے:- کہ ایک مرید نے اپنے پیر سے پوچھا کہ پیر کا حق مُرید پر کیا ہے اور مرید کا حق پیر پر اس سے بزرگ نے جواب دیا کہ اچھا بتادیں گے چند روز کے بعد جس وقت وہ مرید راسخ الاعتقاد ہوا پہلے اس سے کہ وہ بیٹھے پیر نے حکم دیا کہ چلے جاؤ وہ مرید فوراً ایک طرف چل دیا ساتویں روز ایک شہر کے قریب پہنچا وہاں ایک امیر اسی بزرگ کا مرید تھا اسکو اس مرید مسافر کا حال منکشف ہوا اس نے اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم کہاں جلتے ہو اس نے کیفیت بیان کی اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ کہاں جاتا ہوں۔ تب اس نے کہا کہ تم کو میرے ہی پاس بھیجا ہے۔ آؤ ٹھہرو چند روز کے بعد ایک ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا اور کہہ دیا کہ بس واپس چلے جاؤ تو اثنائے راہ میں ایک شہر میں وارد ہوا اتفاقاً ایک بازاری عورت پر جو حسن و جمال میں بے مثال تھی فریفتہ ہو گیا اور وہ ہزار روپیہ دیکر اس سے ملاقات کی جب ارادہ فاسد کیا تو غیب سے ایک طمانچہ لگا تین بار یہی معاملہ گذرا عورت نے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے تمام سرگذشت بیان کی وہ بولی کہ معلوم ہوا تمہارا شیخ مرد کامل ہے۔ اس خیال باطل کو چھوڑو اور آؤ ہم تم دونوں ان کی خدمت میں چلیں۔ اور یہ لو اپنا روپیہ کمر سے باندھو آخر دونوں پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے عورت نے افعال سابقہ

سے توبہ کی اور اس شخص سے نکاح کر لیا چند روز کے بعد اس مرید نے وہی سوال پیش کیا تو شیخ نے جواب دیا کہ پیر کا حق وہ تھا جو تو نے ادا کیا۔ یعنی بغیر چوں چرا کے ہمارے حکم کی تعمیل کی اور مرید کا وہ حق تھا جو مجھ پر گذرا سوائے طالب اس زمانہ میں ایسے مرید ہی نہیں باوجودیکہ مشائخ کامل اکمل بلکہ مکمل بھی پائے جاتے ہیں

نقل ہے:- کہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہ کو کسی شخص نے رنڈی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ چونکہ آپ نہایت حسینہ وجمیلہ تھے۔ اس نے زیور ولباس سے حسن خداداد کو جلا دیکر ان کو بالاخانہ پہ بٹھا دیا مشتاقوں کا ہجوم ہونے لگا مگر بوقت شب جس شخص کو نامزد ان کے پاس بھیجتی اس سے کہتیں کہ اول وضو کر کے دوگانہ پڑھ لو۔ جہاں دوگانہ پڑھا اور حضرت رابعہؒ نے ہمت باطنی مبذول کی پھر تو اس شخص کی آنکھیں کھل جاتی تھیں اور صبح کو چپ چاپ چلا جاتا تھا

بیت

نازم بہ چشم خود کہ جمالِ تو دیدہ است — افتم بپائے خود کہ بکویت رسیدہ است

ہر روز بوسہ ہا زنم ایں دستِ خویش را — کو دامنت گرفتہ بسویم کشیدہ است

سال بھر تک اسی طور سے فیض جاری رہا کہ جو شخص ایک رات ان کے پاس رہا۔ وہ پھر نہ آیا۔ ؎

قدغن ہے کہ اس کو میں کوئی آنے نہ پائے
گر بے خبر آجائے تو پھر جانے نہ پائے

مالکہ نے خیال کیا کہ کیا بات ہے۔ جو شخص ایک دفعہ آتا ہے دوبارہ صورت نہیں دکھاتا اس کے حسن و جمال اور ناز و ادا اور صورت و سیرت میں کسی طرح کی کسر نہیں۔

مصرعہ ۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

ایک رات پوشیدہ ہو کر ناٹکہ نے تمام کیفیت دیکھ لی۔ صبح کو ان کے قدموں پر گر پڑی۔ کہ میرا قصور معاف کرو، مجھ کو حال معلوم نہ تھا۔ آج سے میں نے تم کو آزاد کیا۔ فرمایا ارے احمق تو نے مجھ کو آزاد کیا۔ فیض برباد کیا خیر مرضی خدا کی یہیں تک تھی۔ فقط

نقل ہے:۔ کہ حضرت ابو بکر شبلی علیہ الرحمت کی خدمت میں دو شخص بارادہ بیعت حاضر ہوئے ان میں سے ایک کو فرمایا کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شِبْلِیُ رَسُوْلُ اللّٰہِ اس نے کہا کہ اجی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ آپ نے بھی یہی کلمہ پڑھا اس نے پوچھا آپ نے لَاحَوْل کیوں پڑھی ہے آپ نے استفسار کیا کہ تم نے کیوں پڑھی بولا کہ میں نے تو اس واسطے پڑھی۔ کہ ایسے بے شرع کے پاس مرید ہوتے آیا آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس لیئے پڑھی کہ ایسے جاہل کے سامنے راز کی بات کہہ دی۔ اس کے بعد دوسرے شخص کو بلایا۔ اور وہی فرمایا کہ کہو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ شِبْلِیُ رَسُوْلُ اللّٰہِ اس نے جواب دیا کہ حضرت میں تو آپ کو کچھ اور ہی سمجھ کے آیا تھا، آپ تو ورے ہی گر پڑے رسالت پر ہی قناعت کی۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ اچھا تم کو تعلیم کریں گے۔ پس ہر شخص کا فہم و حوصلہ جدا ہوتا ہے ورنہ بات ایک ہی تھی۔ جو ایک کے دل میں نہ سمائی اور انکار پیدا کیا دوسرے کا حوصلہ اس سے بڑا اعلیٰ تھا۔ حضرت شبلی کا یہ مطلب نہ تھا جو شخص ظاہر بین نے سمجھا۔ بات یہ تھی کہ جو شخص تعلیم و تلقین اور ہدایت وارشاد کرتا ہے طالب کے لئے وہی رسول ہے اور رسالت آلہی کا کام انجام دیتا ہے۔

نقل ہے:۔ کہ حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمت نے جنگل میں ایک کھوپڑی

پڑی پائی اُس پر بخط سبز تحریر تھا خَسِرَ الدُّنیَا وَالْاٰخِرَۃ. جو شخص اُس کو دیکھتا ٹھوکر مارتا کہ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ کوئی بڑا ہی ازلی مردود ہے جسکی پیشانی پر داغ شقاوت لگایا گیا ہے۔ حضرت نے اس کو نہایت ادب و تعظیم سے اُٹھایا، اور بڑی اُنس و محبت سے اس پر بوسہ دیا۔ لوگوں کو حیرت دامنگیر ہوئی پوچھا کہ آپ نے اسکی تعظیم و تکریم کیوں فرمائی۔ فرمایا کہ میاں یہ کھوپری کسی مرد کامل کی ہے۔ کیونکہ جس کو خسران دنیا و آخرت کا مرتبہ حاصل ہو وہی واصل بحق ہوتا ہے۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ۔

چاشنیٔ دردِ عشق قابلِ ہر سفلہ نیست
زہر ز خوانِ شہاں نامورے را دہند

ایضاً

اسرارِ محبت را ہر دل نہ بود قابل
دُر نیست بہ ہر دریا، زر نیست بہ ہر کانے

نقل ہے:۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی کہ تیری بارگاہ میں میرا کون سا فعل پسند ہے۔ تاکہ میں اس کو زیادہ کروں حکم ہوا کہ تمہارا یہ فعل ہم کو بہت پسند آیا۔ کہ زمانہ طفلی میں جب تمہاری ماں مارا کرتی تھی، تو تم مار کھا کر بھی اُسی طرف دوڑتے تھے۔ پس طالب خدا کو بھی یہی لازم ہے کہ گو کیسی ہی مصیبت و سختی ذلت و خواری پیش آئے۔ لیکن ہر حال میں خدا کی طرف متوجہ رہے۔

نقل ہے:۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی بیوی کو ساتھ لے کر وطن کو چلے۔ اندھیری رات میں جنگل اور پہاڑ کے اندر راہ بھول گئے ناگاہ ایک پہاڑی پر آگ جلتی نظر آئی بیوی سے فرمایا۔ کہ تم بیٹھو میں آگ لاتا ہے۔ جب قریب پہنچے تو ایک درخت روشن تھا اس میں سے آواز آئی یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔

ترجمہ :- اے موسیٰ میں تیرا پروردگار ہوں۔ پس اتار ڈال اپنی دونوں جوتیاں کہ تو وادی مقدس طوی میں ہے۔ یہاں نعلین سے ظاہر جوتیاں مراد نہیں۔ بلکہ نعلین عبارت ہے دین و دنیا سے کیونکہ اکثر جوتی پیزار اپنی دو کے لئے ہوا کرتی ہے۔ اور وادی مقدس سے عشق و محبت کا میدان مراد ہے جس کے اندر دین و دنیا دونوں کو جوتیوں کی طرح اتار کر پھینک دینا واجب ہے۔ یعنی اس ذات پاک کی محبت میں دین و دنیا ترک کرنا چاہیئے۔

نقل ہے کہ جس وقت حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کی مزار شریف پر تشریف لے گئے تو آپ کو خیال آیا کہ منزل میں تو بایزیدؒ کے برابر ہوں لیکن دو باتیں مجھ میں زیادہ ہیں ایک یہ کہ سید ہوں دوسرے محبوب ہوں۔ جبکہ مزار پر متوجہ ہوئے تو یہ شعر لکھا ہوا پایا۔

ہر کہ عاشق شد جمال ذات را　　او ست سید جملہ موجودات را

حضرت مقدس یہ شعر پڑھکر نہایت خائف ہوئے اس وقت روح بایزید قدس سرہ ظاہر ہوئی اور کہا کہ صاحب زادہ یہ میرا قصور نہیں بلکہ یہ تعلیم تم کو ذات پاک کی جانب سے ہوئی ہے اور فی الحقیقت مجھ سے تو آپ ہر رتبہ میں بہتر و برتر ہیں۔

نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ قدس سرہ فنون سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے خصوصاً پہلوانی میں بڑے نامی گرامی ایک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے کہا کہ میں تمہارے پہلوان سے لڑوں گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارا پہلوان بڑا زبردست ہے۔ تم دبلے پتلے آدمی بھلا اس سے کیا لڑوگے مگر اس شخص نے نہ مانا اور بہت اصرار کیا آخر دنگل ہوا جب حضرت جنید خم ٹھوک کر مقابل ہوئے اور دونوں کی پکڑ ہونے لگی تو اس شخص نے چپکے سے اُن کے کان میں کہا کہ میں سید ہوں محتاج ہوں

آئندہ تم کو اختیار ہے حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے جب تو بڑا شور وغل ہوا بادشاہ نہ مانا دوبارہ کشتی کرائی پھر پچھڑ گئے تیسری بار کشتی ہوئی پھر چاروں شانے چت آخر بادشاہ نے اس کو انعام دیا حضرت جنید کو بلا کر پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا بات تھی۔ اصل حال بیان کر دیا۔ بادشاہ بہت متعجب ہوا کہ مجمع عام میں اپنی ذلت اور سید کی عزت گوارہ کی فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی اس شب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جنید قدس سرہ نے خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں شاباش اے جنید تو نے ہماری اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہم بھی تیرے ساتھ سلوک کریں گے دوسرے روز بادشاہی ملازمت ترک کی اور فقرا کی جستجو میں پھرنے لگے آخر اپنے ماموں حضرت سری سقطی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔

نقل ہے:۔ کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑا لنگر خانہ تھا انواع واقسام کے کھانے پکتے ہیں اور غربا ومساکین کھاتے ایک دن ایک مہمان آپ کے دستر خوان پر کھانا کھا کر مسجد شریف میں گیا وہاں دیکھا کہ ایک مرد خدا خوش صورت و خوش سیرت جو کے ستو سے روزہ افطار کر رہے تھے۔ اس شخص نے کہا کہ حضرت یہاں ایک امیر کا لنگر خانہ جاری ہے مسافرین کے لئے صلائے عام ہے۔ آپ بھی چلئے اور کھانا تناول فرمایئے انہوں نے جواب دیا کہ ہماری قسمت میں میاں تو یہی ستو لکھے ہیں پھر وہ مہمان حضرت امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسافر مسجد کا حال سنایا اور کہا کہ آپ اُن بزرگ کے لئے مسجد میں کھانا بھجوادیں حضرت امام حسنؓ آبدیدہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد ہیں یہ سب ان ہی کے دم قدم کی برکت ہے۔ لیکن وہ سلطان تسلیم ورضا، اور مرد میدان فقر وفنا ہیں۔ دنیا کا عیش ان کی نظر میں ہیچ ہے۔

اشعار

غمگین مشو کہ دولت شد شد نہ شد نہ شد
ایں پنج روزہ حشمت شد شد نہ شد نہ شد

ہمت بلند گرداں اقبال دیں بکن
دُنیا برائے شوکت شد شد نہ شد نہ شد

نقل ہے ۔ کہ ایک بزرگ تھے مدت تک مجاہدہ میں مصروف رہے ایک دن ان کو الہام ہوا کہ اچھا مانگو کیا مانگتے ہو ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا طلب کروں عرض کیا کہ آٹھ دن کی مہلت ملے تا کہ میں کسی دانا سے مشورہ کر دوں وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ۔ چنانچہ وہ ایک بزرگ شیخ کی خدمت میں گئے جو اس زمانے میں مشہور و معروف تھے اور تمام حال بیان کیا انہوں نے جواب دیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں ہاں ایک مرد خدا فلاں جگہ میں پڑا ہے بھاڑ جھونکا کرتا ہے اسکی خدمت میں جاؤ یقین ہے کہ وہ تمہارے سوال کا جواب دے۔ سائل ان کے پاس گیا اور کیفیت عرض کی فرمایا کہ اچھا کل آؤ تو اس کا جواب دیں گے دوسرے روز حسب وعدہ سائل وہاں گیا تو شور و غل کے آواز سنے دریافت کے بعد معلوم ہوا کہ رات کے وقت کسی نے ان کو قتل کر ڈالا دھڑ ایک سنڈا س میں پڑا ہوا ملا اور سر ایک کوڑی پر پایا حاکم ہوا کہ یہ بدمعاش تھا پاؤں میں رسی باندھ کر کشاں کشاں بیرون شہر پھینک دو۔ تا کہ کوئی کتے اسکی نعش کو کھا جائیں۔ یہ سائل اس تماشے کو دیکھ کر نہایت حیران ہوا۔ کہ اس بزرگ کے ساتھ یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے اور جھوٹا وعدہ کیوں کیا آخر سوچا کہ مردوں کا وعدہ خلاف نہیں ہوتا اس سر بے تن سے جا کہ سوال کیا کہ آج کا

وعدہ تھا اب جواب عنایت ہو۔ اَلْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَ وَفٰی اس سر میں سے آواز آئی کہ میاں صاحب تمارے سوال کا یہی جواب ہے۔ جو تم نے تماشا دیکھا ہمارے اوپر سرکار کی بڑی عنایت اور ہمارے ساتھ نہایت محبت اور بڑا پیار تھا لیکن ساری عمر نہ پیٹ بھر کر کھانا ملا اور نہ پہننے کو کپڑا نصیب ہوا ہمیشہ لنگوٹی باندھی اور بھاڑ جھونکا زندگی کی یہ صورت تھی۔ موت کی کیفیت تم نے خود ہی دیکھ لی کہ کیا عمدہ گت ہوئی نہ گور ملی۔ نہ کفن میسر ہوا۔

سر کہاں دھڑ کہاں عمر بھر کبھی غسل کرنا نصیب نہ ہوا نماز روزہ سے ہمیشہ محروم رہا آخر غسل میت اور نماز جنازہ بھی ہاتھ نہ آئی باقی رہا ایمان اور عاقبت بجز اس کا پتہ بھی نہ ملا۔ کوئی حساب کتاب کا فرشتہ نہ آیا۔ نہ کسی مردتے مردودیت و مقبولیت کی خبر نہ دی۔

اشعار حضرت علی

رَضِیْتُ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لِیْ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلٰی خَالِقِیْ

لَقَدْ اَحْسَنَ اللّٰہُ فِیْمَا مَضٰی کَذَا یُحْسِنُ اللّٰہُ فِیْمَا بَقِیْ

الغرض اہل محبت و عشق کے ساتھ تو یہ سلوک ہوتا ہے۔ جو کہ بیان کیا بس اگر تم کو مانگنا ہے تو مراتب میں سے کوئی مرتبہ مثل ولایت و غوثیت و قطبیت وغیرہ مانگ مزے میں رہو گے محبت کا نام کبھی بھول کر بھی نہ لینا۔

عشق را ہرگز نہ شاید ناتواں مردِ کامل باید واں پہلواں

پہلواں باید دریں راہ شگرف نکتہ داں را گنگ باید شد ز حرف

بات سن کر اس بزرگ کی آنکھیں کھلیں اور دل میں کہا کہ بھلا جب دینے والے کو کچھ دینا منظور ہوتا ہے تو کہیں پوچھ پوچھ کر دیا کرتا ہے۔ میں تو کچھ نہیں مانگتا جو اس کو دینا

منظور ہو گا بغیر دریافت عطا کرے گا۔

نقل ہے کہ حضرت امام حسنؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جبکہ آپ کی عمر بارہ برس کی تھی حضرت علیؓ مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا کہ آپ کے دل میں کس کی محبت ہے فرمایا کہ تمہاری پھر پوچھا کہ بھائی حسینؓ کی فرمایا کہ ان کی بھی پھر پوچھا کہ اماں جی کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی۔ پھر پوچھا کہ ناناجان کی بھی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی پھر پوچھا کہ اللہ میاں کی فرمایا کہ ہاں ان کی بھی تب حضرت امام حسن بولے کہ اباجان آپ کا دل ہے یا کوئی مسافرخانہ ہے دل میں تو صرف ایک کی محبت رہ سکتی ہے نہ ہزاروں کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو چھاتی سے لگایا اور فرمایا کہ بیٹا تم سچ کہتے ہو محبت تو ایک ہی کی رہے گی سبحان اللہ جب بچپن میں یہ سمجھ تھی تو بڑے ہو کر کیا کیفیت ہو گی سچ ہے

بچۂ بط اگر شبینہ بود
آب دریاش بسینہ بود

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے حضرت امام حسن کو جو تعلیم فرماتی ہے ہم کو نہایت ہی پسند ہے۔ وَهُوَ هٰذَا يَا وَلَدِي فِكْرُكَ فِيْكَ وَيَكْفِيْكَ دَاءُكَ وَدَوَاءُكَ فِيْكَ لَيْسَ شَيْءٌ خَارِجًا مِنْكَ ۔ اَنْتَ اُمُّ الْكِتَابِ يَا وَلَدِي اَنْتَ جِسْمٌ صَغِيْرٌ وَفِيْكَ عَالَمٌ كَبِيْرٌ

ترجمہ اے میرے فرزند تیرا فکر تجھ میں تیرے لئے کافی ہے۔ تیرا درد اور تیری دوا تجھ میں ہے کوئی چیز تجھ سے باہر نہیں تو اُمّ الکتاب ہے اے میرے فرزند تو ایک چھوٹا سا جسم ہے اور تیرے اندر ایک بڑا جہان ہے۔

نقل ہے:۔ کہ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک بزرگ کامل تھے۔ انہوں نے اپنے ایک خلیفہ سے ارشاد کیا کہ تم حضرت

بایزید بسطامی کی زیارت کو جایا کرو

وہ مرید چپ ہو رہا لیکن مرشد نے تین بار بھی ارشاد کیا، تو وہ بولے کے حضرت میں ذات کا دیکھنے والا ہوں، صفات کو کیا دیکھوں۔ شیخ نے فرمایا جب تم صفات کا جلوہ دیکھو گے تو حقیقت معلوم ہو گی۔ آخر بہ تعمیل حکم اس غار پر پہنچا۔ جہاں حضرت بایزید قدس سرہ رہتے تھے وہ غار سے نکلے اور ایک نگاہ اسکی طرف کی فوراً قلب پھٹ گیا۔ اور وہ مر گیا حاضرین میں سے ایک شخص نے پوچھا حضرت یہ کیا بات ہے۔ کہ ذات کا دیکھنے والا صفات کا متحمل نہ ہو سکا۔ آپ نے فرمایا کہ اسکی ایسی مثال ہے کہ اگر آفتاب کو دیکھو تو دیکھ سکتے ہو۔ چنانچہ بعض آدمی شغل آفتابی کیا کرتے ہیں لیکن شیشہ آتشی میں اگر کوئی آفتاب کو دیکھے تو آنکھیں پھٹ جائیں۔ صفات کا متحمل ہونا ہر ایک کا کام نہیں اس میں بڑے بڑے خراب ہو گئے ہیں عام کا تو کیا حوصلہ ہے؟۔

حکایت :- ابتدا میں حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے ایک دیگ کھانے کی پکائی اور صلائے عام دیا کہ جس کو جو کھانا مرغوب و مطلوب ہو اس میں سے نکالے اور کھالے چنانچہ تمام شہری اور مسافر لوگ ٹوٹ پڑے اور کھانے لگے لیکن دیگ تمام نہ ہوتی تھی اتفاقاً اسی روز ایک مسافر سرا میں وارد ہوا حضرت نے مرید کو بھیج کر اس کی دعوت کی ہر چند اصرار کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ میں یہ کھانا ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ یہاں تک کہ خود حضرت مقدس تشریف لے گئے اور کھانے کی تواضع کی اس نے کہا۔ اچھا میں تو آدمی کا گوشت کھاؤں گا۔ یہ بات سُن کر حضرت بایزید قدس سرہ چکرائے اور فرمائے کہ خیر میرا گوشت جہاں سے چاہو کاٹ لو اور نوش کرو مسافر بولا کہ واہ آپ بھی آدمی بن گئے ذرا اپنی جانب غور تو کیجئے انہوں نے بنظر بطون اپنی شکل کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ بصورت طاؤس ہیں۔ اس وقت مسافر نے کہا کہ ابھی تو خدا کر کے مور کی صورت بنے ہو۔ جب آدمی کی صورت نصیب ہو گی اس وقت دعوی کرنا

ابھی سے کس برتے پر مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے ہو یہ بات کہہ کر غائب ہو گیا حضرت بایزید قدس سرہٗ روئے اور فوراً دیگ توڑ پھوڑ کر پھینک دی غرض مردان خدا کے نزدیک کرامت بھی غایت کمال نہیں۔

حکایت:۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو لوگوں نے چین نہیں لینے دیا اگر حضرت علیؓ کے زمانہ کا قبالہ لکھانے آیا تو آپ نے یوں تحریر فرمایا،

ھٰذَا مَا اشْتَرٰی مَیِّتٌ مِنْ مَیِّتٍ دَارًا فِیْ بَلْدَۃِ الْمُذْنِبِیْنَ وَ سِکَّۃِ الْغَافِلِیْنَ۔ اَلْحَدُّ الْاَوَّلُ مِنْھَا مُنْتَھٰی اِلَی الْمَوْتِ وَ الثَّانِیْ اِلَی الْقَبْرِ وَ الثَّالِثُ اِلَی الْحِسَابِ وَ الرَّابِعُ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَ اِمَّا اِلَی النَّارِ۔

بھلا جب یہ سمجھ ہو تو سلطنت کا کام کیسے چلے، اور سلطنت کے لئے رعب وسطوت بھی امر ضروری ہے آپ کے دل میں تو شان رحم غالب تھی اسی جہت سے سلطنت میں فتور پڑا جب جانتے کہ امیر معاویہؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کان ہلاتے، ایک بار حضرت عمرؓ نے تکلف وتزئین کی باز پرس کے واسطے ان کو طلب کیا تھا خوف کے مارے تھرا گئے بدن کانپنے لگا عذر ومعذرت کر کے جان بچائی ورنہ بیخ وبن تک اد کھاڑ ڈالتے حضرت علی مرتضیٰ کی یہ کیفیت تھی کہ جب امیر معاویہؓ نے آپ سے جنگ کی اور کنارہ دریا پر قبضہ کیا تو آپ کے لشکر والوں نے حملہ کیا اور اس مقام سے غنیم کو ہٹا دیا آپ نے اپنے لشکر سے ارشاد کیا کہ جیسے تم پر پانی بند کیا تھا تم نہ بند کرو اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَیْنَا لَیْسُوْا بِکَفَرَۃٍ وَلَا بِفَسَقَۃٍ۔

حکایت:۔ کسی شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معرفت خدا میں سوال کیا آپ نے فرمایا اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ یعنی ادراک کا عاجز ہونا ادراک کے دریافت سے یہی معرفت ہے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سے معرفت میں سوال کیا فرمایا عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ یعنی میں نے خدا کو پہچان لیا بہ سبب ٹوٹ پڑ جانے ارادوں کے۔

حکایت:- حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لائے حضرت نے دریافت فرمایا جبرائیل تم جانتے ہو کہ وحی کہاں سے آتی ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت میری رسائی سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہیں اس مقام معلوم پر پر نداء غیب وارد ہوتی ہے اسکو آپ تک پہنچا دینا میرا کام ہے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتا آپ نے فرمایا اب کی بار ندا وارد ہو تو اس پر پرواز شروع کر دو اور دیکھو کہ یہ ندا کہاں سے آتی ہے، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ایک طویل مسافت طے کرنے کے بعد دیکھا کہ آنحضرت صلعم وہ ندا روحی کر رہے ہیں پھر حضرت جبرائیلؑ زمین کی طرف متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ آں حضرت صلعم اپنی جگہ پر موجود ہیں اس کے بعد جناب قبلہ نے ارشاد کیا کہ اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آنحضرت خدا تھے۔ بلکہ اس سے یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ ایک آن واحد کے اندر آنحضرت صلعم نے اپنے تئیں اس عالم اور اس عالم میں دکھا دیا۔

حکایت:- کروڑوں میں سے کسی ایک کو فقر حاصل ہوتا ہے اور جب حاصل ہو گیا تو پھر کسی طور سے زائل نہیں ہو سکتا چنانچہ نقل ہے کہ غوث بہاء الحقؒ زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے۔ زیر دیوار شور و غل مچا معلوم ہوا کہ کوئی آدمی کنوئیں میں گر پڑا ہے اپنے سرفہ میں سے ہاتھ بڑھا کر اس غریق کو تہ چاہ سے نکال کر باہر کھڑا کر دیا ایک فقیر شکستہ حال جو مردان خدا میں سے تھا۔ اس طرف آ نکلا کیفیت صدور کرامت ملاحظہ کی اور کہا کہ صاحبزادہ

یہ تو بازیچۂ اطفال ہے اگر سیکھنا ہے تو فقر سیکھو آپ بالاخانہ سے اترے اور فقیر صاحب سے جاملے پوچھا کہ فقر کیا چیز ہے اس نے جواب دیا کہ صاحبزادہ فقر وہ شے ہے کہ نہ حرام سے جائے نہ زنا سے بگڑے نہ شراب سے خراب ہو نہ چوری سے زائل کوئی اس کو مٹا نہیں سکتا وہ بے زوال اور پائیدار چیز ہے آپ خاموش ہو کر چلے گئے اور خیال کیا کہ اس شخص کا امتحان کرنا چاہیئے کہ اپنے کام میں پکا اور بات کا پورا ہے یا نہیں ۔ اور اس کا قول مطابق فعل ہے یا صرف دعویٰ ہی ہے یہ سوچ کر ایک کتا پلا ہوا ذبح کرایا اس کا تو پلاؤ دم کرایا اور اپنی کنیز کو لباس فاخرہ پہنا کر سمجھا دیا کہ تو کچھ انکار نہ کرنا اور ایک بوتل شراب کی دی اور کہا کہ جا فلاں مقام پر ایک فقیر صاحب ہیں اُن سے کہو کہ یہ سامان دعوت آپ کی خدمت میں ارسال کیا ہے وہ تو جانتے بوجھتے کہ یہ امتحانی ضیافت ہے پہلے تو شراب نوش کی پھر اس کنیز کی بانگی دیکھی پھر پلاؤ چٹ کیا اور کہلا بھیجا کہ ان ڈھکوسلوں سے یہاں کیا ہوتا ہے ۔

اشعار

ان سنتوں کی وارلی جن کے پورن منت ۔۔۔ بھگت بیج پلٹے نہیں جے جگ جائیں اننت

نیچ اوتم پرکت سے کیا کرے کسنگ ۔۔۔ یکھہ چندن لاگے نہیں جو پلٹے رہے بھونگ

کنیز نے گھر جا کر تمام کیفیت بیان کی جب تو حیرت میں آئے اگلے دن گھوڑے پر سوار ہو کر ان کی ملاقات کو چلے راہ میں ایک ندی تھی جب بیچ دھار میں پہنچے تو گھوڑے نے لید اور پیشاب کر دیا اس کنارہ سے فقیر ہمہ نوش للکارا کہ دیکھو صاحبزادے کیوں دریا کو ناپاک کرتے ہو ۔ یہ بولے کہ واہ حضرت بھلا کہیں لید اور پیشاب سے دریا ناپاک ہوتا ہے شاید آپ مسائل فقہ سے بھی ناواقف ہیں مرد فقیر ہنسا اور کہا کہ

سبحان اللہ آپ بھی خوب فقیہ ہیں کہ ذرا سی ندی تولید و پیشاب سے گندہ نہ ہوا اور معرفت الہٰی کا بحر ناپیداکنار جس کی ابتدا نہ انتہا ، پلے کتے کے پلاؤ اور شراب و کینز سے ناپاک ہو جائے ۔ حضرت بہاؤ الحق سمجھ گئے کہ حقیقت میں کشف و کرامت اور چیز ہے اور فقر دوسری کا شے ہے ۔

فقر حق است ورنہ حق از وی جدا   فقر لایحتاج باشد از خدا

از روے ارادت فقیر کی خدمت میں حاضر ہوتے انہوں نے کہا کہ یہ چلّے جو مدت العمر سے آپ کیا کرتے ہیں ان کو ترک کیجئے اور مردان خدا کا طریقہ اختیار فرمائیے اتنی بات کہہ کر چل دیئے پس فقیری کا حاصل کرنا اور فقیر بننا آسان بات نہیں ہے بلکہ جب تک تمام مقاصد دین و دنیا اور مراتب و مدارج اور کشف و کرامات کو ترک نہ کرے اور نامرادی و ناکامی کے میدان میں قدم نہ رکھے فقر کی ہوا بھی نہیں لگتی ۔

شعر

تا ایمان کفر و کفر ایماں نشود   یک بندہ خاص حق مسلمان نشود
تا مدرسہ و منارا ویراں نشود   یک کار قلندری بسامان نشود

بڑے بڑے ہوشیار اور علماء و فضلات شعار اور زاہدان پرہیزگار مراتب و مدارج اور منازل و مقامات اور کشف و کرامات پر فریفتہ ہو کر فقر سے رہ جاتے ہیں اور اسی کو کمال معراج سمجھ کر بیٹھ جاتے ہیں

اشعار

جیس گرویں ہڈیں از جب یتی   پر کایا پردیش کرائیں
اور پرائے من کے جائیں   چل کر جائیں تھاں من ملنے

بھولیں چھاں چتر اور گیانے ان کو تجے بھگت تن جانے

اور اس زمانہ میں تو فقیری مرید ہوتے ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ جہاں رنگین کپڑے پہنے اور حال کھیلنے لگے، پھر تو کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہتا پورے قطب الاقطاب غوث الاعظم اور شیخ المشائخ بن کر اَنَا خَیْرٌ مِّنْ کُلِّ الْمَوْجُوْدَاتِ کا دم بھرنے لگتے ہیں

اشعار

معرفت کا رنگ جس کو نہ ہوا گیری کپڑے پہنے تو کیا ہوا

در قزا گند مرد باید بود بر مخنث سلاح جنگ چہ سود

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند سوز دل پروانہ مگس را ندہند

عمر باید کہ یار آید بکنار ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

حکایت

مُلّا کی تعظیم و تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب کو خاندان کے موافق بیعت کر کے ذکر ارشاد فرماتے ہیں خواہ اسم ذات خواہ نفی و اثبات مگر اس زمانے کے مشائخین کی طرح سامنے بٹھا کر توجہ نہیں دیتے البتہ قلبی توجہ دیتے ہیں جہاں کہیں مرید ہو چاہے ہزار فرسنگ چلتے میل بھر پھر اپنا برزخ اس کے دل میں حلول کر دیتے ہیں اور اس توجہ کا اثر طالب کے دل میں زائل نہیں ہوتا شراب پیئے یا زنا کرے گویا کہ پتھر کی لکیر ہے اس کو گھسو یا رگڑو بدستور موجود ہے اور اس گروہ کی توجہ تین طرح کی ہوتی ہے۔ اصلاحی۔ القائی۔ اتحادی۔ اصلاحی توجہ یہ ہے کہ مرشد اپنے برزخ ہمت کے صابون سے دل مرید کو صاف کر دے اور اس کے آئینہ دل کا غبار اپنے دل کی حرارت سے مٹا دے اور اپنی ہمت باطنی کو مرید کی تہذیب و آراستگی میں مصروف رکھے القائی توجہ یہ ہے کہ جب ضمیر مرید کی صفائی نہایت کو پہنچ جاوے۔ تو حالات پوشیدہ کی دریافت و استدراک کے

واسطے القاکرے یعنی جو کچھ کہنا ہو مرید سے برزخ میں کہے خواہ مرید دور ہو خواہ نزدیک۔ لیکن کمتر طالب اس توجہ تک پہنچتے ہیں۔ اتحادی توجہ یہ ہے کہ مرشد یک لخت بغیر تصفیہ و تزکیہ قلب کے مرید کو فیضان باطنی عطا کرے اور خاصہ اس توجہ کا یہ ہے کہ طالب کا برزخ مرشد کی صورت بابرکت کے مشابہ ہو جاتا ہے مگر اس قسم کی توجہ شاذونادر ہے۔ چنانچہ مشہور ہے۔ کہ حضرت خواجہ باقی اللہ علیہ الرحمت نے ایک نان بائی کو دی تھی۔ جو کم ظرفی اور بے استعدادی کی وجہ سے تیسرے دن مرگیا۔ کیونکہ تصفیہ باطن اس کو حاصل نہیں ہوا تھا اگر صفائی ہوتی تو اس توجہ کو برداشت کرتا اور جیسے اس توجہ کے دینے والے خال خال ہوتے ہیں ایسے ہی اتنا عالی حوصلہ و عالی ظرف طالب بھی کم ہوتا ہے جو اس توجہ کا متحمل ہو ورنہ بیم ہلاکت ہے جب طالب تذکر میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ تو پیر و مرشد اس کو تفکر ارشاد کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صانع حقیقی و بدایع میں متفکر رہو مثلاً قالب انسان کیسی حکمت فراست سے بنایا اس کے اندر صدہا بیماریاں سیکڑوں آرام رکھے آسمان بغیر ستون قائم کر دیا۔ زمین کو پانی پر پھیلا دیا مینہ کا برسانا نباتات کا اگنا پھول پھل پیدا ہونا۔ یہ سب اسکی کمال صنعت کا تماشا پیش نظر ہے اور مرتبہ تفکر میں اکثر طالب کو استغراق و سکر حاصل ہوتا ہے۔ استغراق کے معنی ہیں پانی میں ڈوب جانا اور یہاں یہ مراد ہے کہ حقیقت و معرفت کے دریا میں قصد و نیت کے ساتھ غرق ہونا اور سکر کے معنی ہیں بے ہوشی و مدہوشی۔ جب طالب مرتبہ تفکر و تذکر میں ٹھیک ہو گیا تو اب عرفان کی تعلیم کرتے ہیں کہ ان تمام ممکنات کو واجب الوجود خیال کرنا اور ان فروعات کو اصل اصول سمجھنا چاہیے اور تمام وسیلے اور واسطے درمیان سے اٹھا ڈالنے چاہیئے اور جو کرو جان لو کہ اسی کی مشیت سے کرتے ہیں اور جو آفت و راحت کسی سے پہنچے بجانب اللہ سمجھو جیسے کتے کو کوئی پتھر مارے تو وہ پتھر کو

نہیں دیکھتا بلکہ جان لیتا ہے کہ مارنے والا کوئی اور ہے پتھر خود نہیں لگا اس پتھر مارنے والے کی طرف دوڑتا ہے ۔

دربیاں آنکہ :- زمین پر کس کس مخلوقات کی سلطنت گذر گئی ہے روایت میکنند ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ از آفرینش آسمان و زمین شصت لکھ و ہشتاد ہزار سال باشد و ایں جہاں چار قرن گشتہ بود و بیست و چہار لکھ و ہژدہ ہزار سال بود دراں قرن آبادانی جہاں از دیواں بود و بعضے پرندہ ہم بودند و قرن دوم شانزدہ لکھ و بیست و دو ہزار سال بود ۔

دراں قرن آبادانی جہاں فرشتگان بود ۔ و قرن سوم بلبست و دو لکھ و بیست ہزار سال بود ۔ دراں قرن آبادانی جہاں از یک ہزار و پانصد آدم و بعضے گویند کہ ہشتاد آدم بود ۔ و بروایت چہل آدم بودند ۔ ایشاں را آواز نہ بود ۔ و قرن چہارم ہشت لکھ و بیست ہزار سال و دراں قرن آبادانی جہاں از اسپاں بود و بعد از گذشتن این قرن ہائے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم میباشد بفرمان خدائے تعالیٰ ۔ واللہ اعلم بالصواب

ابتدائے دورِ عالم تا زمانے مصطفےٰ سنہ ۱۲۰۶۸ھ

دو ارب دو صد کرڈ ونہ نود لکھ سالہا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کی آفرین سے آسمان و زمین ساٹھ لکھ اور اسّی ہزار سال ہوتا ہے ۔ اور یہ جہان چار قرن ہے ۔ چوبیس لاکھ اور اٹھارہ ہزار سال ہوتا ہے ۔ اس قرن میں آبادی جہان دیوں کی تھی ۔ اور بعضے پرندے بھی تھے ۔ اور دوم قرن سولہ لاکھ اور بائیس ہزار سال کا تھا ۔ اس قرن میں آبادی عالم فرشتوں کی تھی ۔ اور سوم قرن دو لاکھ بیس اور بیس ہزار سال کا تھا ۔ اس قرن میں آبادی عالم ایک ہزار پانچ آدمی تھے ۔ بلحاظ روایت دیگر چالیس آدمی تھے ۔ الا ان کی زبان نہ تھی ۔ اور قرن چہارم اسی لاکھ اور بیس ہزار سال کے تھی ۔

اس قرن بن آبادی عالم گھوڑوں کی تھی۔ اوران قرنوں کے گذرنے کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے۔ وَاللہُ اَعۡلَمُ بِالصواب۔

✣

سی حرفی پنجابی از باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خ ——— خط لکھاں کی جواب تیرے درد جان نوں نت ستاوندے پئے
کراں کجھ علاج جے صحت ہووے اگوں اُلٹے شور مچاوندے پئے
کیتا قابو وجود میرا ہُن جان نوں زور لگاوندے پئے
رب جانے عَبۡدا کی ہووندائی اگوں ہور پیغام بھی آوندے پئے

د ——— دکھاں دی اج بہار سجناں درد وچہ وجود دے زور کردے
پندرہ روز ہقیس طبیع علیل میری آؤن درد بہتیرڑے شور کردے
نالے حفاظت خزانیاں پیش آئی لُوٹ کرن نوں تیاریاں چور کردے
چھیکڑ رب جانے کی ہووندائی دشمن عبدؔ کجھ ہور تقیں ہور کردے

ذ ——— ذلیل کیتا کس جرم اندر دفعہ اصل قانون دا دس بیبا
کدوں پیش ہوساں ہون بیان میرے گئے ہوش حواس بھی نس بیبا
دفتری کُن سزا ضرور مینوں گئی اپنے کرموں پھس بیبا
ختم ہو شہادت قلمبند ہوئی نہیں چلدا عبدا دس بیبا

ر ——— رسم کُن پیاریاں دی سدا وچہ حجاب دے مُکھ رہندے

ظاہر صفت صفات دی نظر آدے اصلی وچہ نقاب دے رُخ رہندے
وصل کہن پیغام جُدائیاں دا اصلی وچہ جُدائیاں سکھ رہندے
عبدؔ دس کہاں وصف پیاریاں دے ہونوں نازتے ظاہر دکھ رہندے

ز ـــــــ زرد ہوندے پیلے رنگ جیہڑے ضرب پریم دی کھا بیٹھے
چشم تکدی غیر نوں مول ناہیں جیہڑے انگ معشوق نوں لا بیٹھے
جانی جان دے وچہ غرقاب ہو کے صرف آپ نوں وچہ سما بیٹھے
عبدؔ جیہڑے پہلیوں مر چکے چھیکڑ وچہ حضور دے جا بیٹھے

س ـــــــ سُولیاں تے چڑھ جان بھانویں اے پر کیتے قول تے یاد ضرور رہندے
ظاہر ہون کوہ قاف بھیں پار بھانویں اے پر چشم دے وچہ حضور رہندے
نت بھکھ جنہاں اوس مکھ والی ڈیٹھے باہجھ دیدار رنجور رہندے
عبدؔ طرف معشوق خیال جنہاں سد وصل وصال بھیں دور رہندے

ش ـــــــ شرم نہ آوندا مول مینوں دکھیں کس کے شان گمان کوڑے
گھر ول کنت نہ بھاوندا مول تینوں بیٹھیں کس دے مان تران کوڑے
باہجوں داج دے ہوندے کاج ناہیں مونڈ پیکیاں جان گیران کوڑے
عبدؔ نت بیہوش تے آدے ہوش ناہیں تیرے وصف بھیں بہت حیران کوڑے

ص ـــــــ صبر کسے نوں نہ آوندا ئی کتئیں طرف دے شبر جوان ڈٹھے
منہ بول دا تے دل کو کدائی اوپر سولیاں شان گمان ڈٹھے
کوئی تختوں لہہ کے پیے فرش اُتے بھکھ منگدے بہت ویران ڈٹھے
کسے نال نہ توڑ نبھاوندائی چھیکڑ عبدؔا سب حیران ڈٹھے

ض ـــــــ ضرب پریم دی خوب لگی نہیں جیبن دا کوئی ڈھنگ میرا
گوشے چھپ کے بیٹھدی دوتیاں بھیں غیر تکدا مول نہ رنگ میرا

واحد جاندے دم غلیماں دے کثرت وچ ہے دل تنگ میرا
جس روز بیاریاں کو پچ کیتے عبد کسے دے نال نہ سنگ میرا

ط ——— تاپ فراق ہر رات مینوں تیرے ہجر دے سخت وبال دلبر
نقش تیری تصویر دا پیش اکھیں رکھاں دل دے وچ خیال دلبر
لگا بھید نہ گئے پرت پچھے ہوئے جھیکڑ نہ مول وصال دلبر
عبد دن تے رات حساب اندر گھڑی گذردی منڈے حال دلبر

ظ ——— ظلم کیتا انہاں کاردانیاں نے حسن لٹیا وچ میدان دھیئے
تیرے عقل فکر دا نام نشان ناہیں جیویں لٹیا کر ویران دھیئے
چشم یار دی سمجھ بھیت رہی تک تک نوں رکھ دھیان دھیئے
عبد چمدے متھے دے وچ محراب سوہناں کوکاں جاندیاں تیک آسماں دھیئے

ع ——— عرض کیتی رخصت دلبڑے ہیں کدی سوہنیاں فیر بھی آ دسو گے
دنے تکدی نے رات اوڈیک اندر کدوں قدم مبارک پا دسو گے
ہونوں صلحے سلوک نہ تدھ باہجوں کدوں ڈٹھیاں نوں پار مناد سو گے
ہو یا بس نے جانویں دس عبدا لکے فیر بھی انگ لگا دسو گے

غ ——— غم کی ہے میرے رونے دا مارے خوف دے کئی حیران روندے
روندن سب پیدا اُنشاں خوف بار دل جن بھوت تے ہور انسان روندے
روون طبق زمین دے مارآہیں روندے پہاڑ تے آب جیران ہوندے
روون ملائکے اوپر فلک سارے کہندے عبد سب آسمان روندے

ف ——— فجر تھیں اُٹھ سویر ذرا کیتے آپ حساب ستاریاں دے
تیرے برج دے وچ نزدل ہیسی کیتے حساب نی نقطیاں ساریاں دے
غلطی وچ حساب دے مول ناہیں ڈٹھے علم نجومیاں بھاریاں دے

جلدی اُٹھ کے عبدؔ رواں ہوئیاں پائے دید میں جدّ پیاریاں دے

ق ——— قرب قریب نصیب ناہیں رہی پھس تے فیر دلیل کردی
قاعدے اصل قانون دا علم ناہیں ہوندی سوچ تے فیر دکیل کردی
غلط مثل میری ہونا منظور آئی ہوندی لائق تے ندا اپیل کردی
دعوٰی ٹھیک نہ سی عبدؔ میرا ہوئیاں مندیاں صبر جمیل کردی

ظ ——— ظلم کیتا کسے مول ناہیں کوہاڑا اپنے ہتھ کھبھ ماریا میں
اینویں جند گالی رہی صاف خالی عمر کت کے کی ادساریا میں
اصلی کار تھیں رہی بیکار سدا جھیکڑ دشمناں ہن لتاڑیا میں
رہی لوڑدی عبدؔ اعمر ساری دشمن وچہ گریبان دے تاڑیا میں

ع ——— عشق دا دودھ نہ نوش ہوندا سجن دیوندے نت گڑتیاں دے
لب چاہوندے کھنڈ نبات بھلی ساجن ورتدے رسماں اپُٹھیاں دے
دیواں دس نہ کجھ پیاریاں نوں قسمت وچہ طوفاں دے سٹیاں دے
رہی آس نہ کوئی پاس میرے عبدؔ صاف امیداں ٹٹیاں دے

غ ——— غم الم ہر دم ساتوں راز دل دا مول نہ دسدی ہاں
اندر تاپ فراق ہلاک کیتا دل روندے تے فیر بھی ہسدی ہاں
تخت دلے دا پٹ ویران کیتا ہئی شہر پریم دے وسدی ہاں
کہن عبدؔا فیر وصال ہوسی کمر ہمتاں نال میں کسدی ہاں

ف ——— فیراں مہاراں نوں مول ناہیں طعنے مارسن میلنوں سکیاں دے
کیتے عہد پیمان نہ توڑدی ہاں ریت پال دی مول نہ تھکیاں دے
چشماں لگ رہیاں خبراں جگ گیاں گلاں وچہ جہان دے مچیاں دے
عبدؔ یار ہن مڑن نہ ہوندا ئی اساں یک امیداں رکھیاں دے

ف ——— قدر کسی دا موڑن مول ناہیں جیکر آوے ہو منظور ارشاد ہو کے
دانگوں وحی جبرائیل دے نزول ہوندا سوہنے جھل دے بہت بیتاب ہو کے
مارن نت آہیں ملن یار ناہیں جانون دور بھی دلوں شاد ہو کے
رہن خوار تے بہت لاچار عبدا کردن. میٹھدے یار آباد ہو کے

ک ——— کفر اسلام نوں بھل جاندے رہن دھرم ایمان دے خیال ناہیں
عاشق اِنہاں منزلاں تھیں لنگھ جاندے پچھے مڑن دی فیر مجال ناہیں
موت عشق دی دمدم آوندی ہے ڈیھ گذر دے مہینے تے سال ناہیں
موت عاشق دی عبدا امگ ڈیھی رہن اشتیاق تے ہوں وصال ناہیں

ل ——— لان پریت دا سہل ناہیں نیرے وصف تھیں گل ہے دور اڑیا
اج لج لاسیں صبح بھج جاسیں ایسی گل دا کہن قصور اڑیا
تجربے بہت کیتے اساں سمجھ لیتے چھیکڑ جاوندے مڑ ضرور اڑیا
مُدعی ہووندے عبدا اکھ ڈیٹھے چھیکڑ ہوندے سبھے کوڑ اڑیا

م ——— محرم ہون نہیں باہجھ تسالا نہیں ادھڈے گھنڈ شہانیاں دے
مچلے ہو کے کر آزمائش لیندے ظاہر دیکھ نہ حال مستانیاں دے
مطلب دل دے دین نہ مول کدی کرن کیا اعتبار بیگانیاں دے
چابی نور عرفان دی ہتھ جنہاں کردن کھول دے قفل خزانیاں دے

ن ——— نام دی لاج ہے نت تینوں سانوں لاندیاں مول نہ جگاں دے
کھیڈاں نال سیئاں الٹی پھس گئیاں پائیاں وچہ گرہاں دے اگیانو ے
بیگلنے یار تھیں نت دوسدہی غیراں نال پریتاں لگیاں دے
اسے معذدی تتی بعید عبدا جس دن دیاں قلماں وگیاں دے

و ——— ورتن عشق دا ورت مول ناہیں کیہڑی سوچ دے نال وتنا دسیں توں

وچہ رکوع دے رکھ امید ملی نعمت بیٹھ کے رب موجود کریئے
نفی ہو کھاں عبداؔ آپ پہلے تائیں یار دا قرب وصول کریئے

ی ——— یار سدا رہے وسار مینوں کیتا لاریاں وچہ لاچار مینوں
خوشی عیش آرام دا نام نائیں نت رون دھون دے نال بیار مینوں
عمر رہی میں دور پیاریاں تھیں کون ملدا نال پیار مینوں
رہی ہونا امید عبدؔ وصال باہجوں لگے دھوکھڑے بیشمار مینوں

ھ ——— ہار جاندے اس منزل اُتے پنہ رکھ کے ریت لگاونے دا
رہے لکھ نے آدے کجھ ناہیں نفع مول نہ جند پھنساونے دا
دلی تک لے ہفت اقلیم والے مرتبہ ملیا خوک چراونے دا
رہے سرگردان تے حیران عبداؔ پتہ مول نہ توڑ نبھاونے دا

ج ——— جان رکھنی کم کاذباں دا شمع وانگ پتنگ نوں جال لیئے
کثرت غیر دی کھن آفات ڈاہڈی وحدت جا کے دم سنبھال لیئے
غوطہ لا کے نفی دے حوض اندر بدن وچہ اثبات دے گال لیئے
اسم ذات دی نہر نت رکھ جاری باغ ہو دا عبداؔ پال لیئے

ث ——— ثاف آکھاں سن گل موتیے کیتے قول قرار بھلا بیٹھی
کتھے احباب قبول دے اقرار تیرے کت بھل کے چت لگا بیٹھی
بغل وچہ ہیسی یار رفیق تیرا کیوں اغیار نوں جھو لڑی پا بیٹھی
جمی کس خاندان تھیں اصل تیرا عبدؔ وچہ کمینیاں جا بیٹھی

ت ——— تنگ ہاں تیرے سنگ باہجوں دونواں نت نیئے مول نہ ہسیاں میں
بھجی وانگ کباب دے دین پٹھاں پا کے وچہ کڑاہیاں جھسیاں میں
گھمن گھیر اندھیر چوفیر دتے کشتی وچہ طوفان دے پھسیاں میں

اگے عشق مجازی ادھنے دین بازی کدوں لنگھ کے توڑ نبھاؤسیں توں
وچہ قانوں قصور ہوسی کدوں دید معشوق دا پاؤسیں توں
اینویں وچہ جہاں بدنام ہوئیوں چھیکڑ ہار کے عبدؔ اجاؤسیں توں

ھ ——— حال تھیں چاہے حال ہونئے غرض گلیاں دے وچہ پھراؤندی ہے
موت نت اتے آوے بخت ناہیں جند لکھ مصیبتاں پاؤندی ہے
ہوون درین نے آوے چین ناہیں خلقت طعنیاں نال ستاؤندی ہے
چھیکڑ سنگ دے باجھ عبدا تنگ ہوون مطلب کیسے دے ہتھ نہ آؤندی ہے

لا ——— لال دا مُل نہ مول سانوں آپوں پال دے سوہنے سنگ ساڈے
باجھ درد غدے مول نہ بولدی ہاں سجن دلوں ہووندے تنگ ساڈے
شیشہ رکھ ایمان دا پیش اکھیاں چشم نکڑی دلاں دے زنگ ساڈے
ستر کرن فیر عبدؔ فیر ستار ہو کے دیکھن نال مہربانیاں سنگ ساڈے

ء ——— آکھدی تینوں ہاں سستے ایس ریت دے وچہ کی تکیا تیں
لبھے یار بلوچ نہ ریت وچوں ایسی کار تھیں دس کی کھٹیا تیں
بھلا قول قرار نہ یاد تینوں ورد بنوں دے نام دا رکھیا تیں
عبدؔ کیتے عہد پیمان نوں توڑ کے تے اینویں اپنے آپنوں پٹیا تیں

ی ——— یار دی شکل دا عکس ڈٹھا ناہیں ہور مصیبتاں یاد ماتے
لبھے وصل دے جام دا اصل جیکر گھولاں گھنڈ نبات دا سواد ماتے
نقشہ بہن تصویر دا پیش اکھیں دِستے سب وجود آباد ماتے
جمّی جدی عبدؔ روندے ہاں لیٹے پتوں انام تے شاد ماتے

——— تھیں ہو جُدا ناہیں ظاہر بندگی نال وجود کریئے
کر قیام تے رکھ دھیان سارا الف تک کے نندہ سجود کریئے

بغل گیر ہوئی نال بیگانیاں دے عبدؔ کنت دے نال نہ دسیاں میں

ب ——— باہجھ خبر دے انتظار کھلی ہُن لِکھ سنیہوڑے گھل مِترا
ہویا حکم نہ جے آئیے دلیس تیرے رہی آن تے جان دی گل مِترا
ملی فرصت جے کر کسے روز دی آساں دیس پیاریاں دے چل مِترا
عبدؔ ملک الموت آن نزدل کیتا جند کنبدی پَل پَل مِترا

الف ——— اج دے دن غنیمتاں دے صبح کدوں فیر وصال ہوسن
گھڑی گذرسی مثل مہینیاں دے دن لنبڑے وانگوں سال ہوسن
بیٹھے کوئی رفیق نہ پاس تیرے کدوں دوستاں طرف خیال ہوسن
عبدؔ تک لے مکھ پیاریاں دے فیر ملنے یار محال ہوسن

ل ——— لکھ واری میری جان واری نبی پاک دے ہک دیدار اتوں
وارے جن انسان تے حیوان سارے سوہنے قدم دی ہک رفتار اتوں
گھولاں زمین آسمان جہان سارے تیرے مکھ دی پاک رخسار اُتوں
گھولاں سب پیدائشاں نال آپے تیری زلف دی ہکلڑی تار اتوں

ع ——— اوجڑی منزل پیاریاں دی ربا اُڈ کے سوہنیاں کول جائیے
اوتھے لال قصور تے ہوون منظور ناہیں جان جتھے صراف دے تول جائیے
صلِ علیٰ تھیں کہن نجات ملے جھیکڑ نال زبان دے بول جائیے
کھری اک رتی تھیں لکھ واری کھوٹے درہم دینار بھی گھول جائیے

ل ——— لکھ کراماتاں ہور پچھے ہِن دیہہ اساہڑی دار پیرا
ڈُبتے لکھ بیڑے باراں برس جیہڑے لائے گھمنو کڈھ کے پار پیرا
ساری عمر ڈولی دتی ندھ بولی خاطر رب دے جتیا مار پیرا
عبدؔ صدقہ حسن حسین دا جی ساہڈے سر تھیں غم اتار پیرا

۴ ـــــــ موڑ مہار ہن طرف میری تیرے اوپر کریم دے کرم میراں
جایا حسن حسین دا خاص توں ہیں جگر نبی کریم دا گرم میراں
تیرے نال وسیلے رب کولوں منگن لوگ ایمان نے دھرم میراں
کرنی ہک نگاہ مرزدیں نے جھیکڑ رہن اساہڈڑے بھرم میراں

۵ ـــــــ مرچکے کئی عشق کمٹے جنہاں مثل صدیق وصال ہوٹے
آدے صبر نائیں وصل باہجوں جل بل کے مثل
مارے قسمت دے کوئی وانگوں عبدؔ پائی عمر روندیاں منڈڑے حال ہوئے
ہکناں سُولیاں جان فدا کیتی کئیں ہور بھی عبدؔ

یا فتاحُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اتمامِ کتاب

بتوفیق الملک الوھاب بحرمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بوساطت چہار یارکبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دخصوصاً یارِ غارِ حرا اذ ھما ثانی اثنین ان کی شان میں یہ ندا وارد ہے۔ فقط۔

مناجات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

خُذْ بِلُطْفِكَ يَا اِلٰهِي مَنْ لَهٗ زَادٌ قَلِيْل
مُفْلِسًا بِالصِّدْقِ يَاْتِيْ عِنْدَ بَابِكَ يَا جَلِيْل

ہاتھ پکڑ اپنی عنایت سے کہ توشہ ہے قلیل صدق سے در پر تیرے آتا ہے مفلس یا جلیل

وَفَضْلًا وَّاِحْسَانًا فَهَا اَنَا شَاکِرٌ

الہٰی تو نے مجھ پر انعام اور بخشش کی اور فضل اور احسان کیا۔ سو میں تیرا شکر گذار ہوں۔

وَکُلُّ الْوَرٰی مِنْ بَحْرِجُوْدِكَ نَاهِلٌ

وَاَنْتَ لَهُمْ فِی الشَّدَآئِدِ نَاصِرٌ

اور تمام دنیا تیری بخشش کے دریا سے سیراب ہے۔ اور ان کا مصائب کے وقت مددگار۔

وَخَوَّلْتَنَا یَارَبِّ اٰثَاءَ نِعْمَتِهٖ

وَاَسْبَغْتَهَا یَامَنْ لِذَنْبِیْ غَافِرٌ

اے میرے رب تو نے مجھے متواتر نعمتیں عطا فرمائیں۔ اور اے میرے گناہوں کے بخشنے والے تو نے انہیں پورا کر دیا۔

بِجَاهِ الَّذِیْ قَدْ جَآءَ لِلنَّاسِ رَحْمَةً

نَبِیٌّ کَرِیْمٌ صَادِقُ الْقَوْلِ طَاهِرٌ

اس کی عزت کے طفیل جو انسان کے واسطے رحمت ہو کر آیا ہے۔ وہ نبی کریم سچا اور پاک ہے۔

✣

عَلَیْهِ صَلٰوةُ اللّٰهِ ثُمَّ سَلَامُهٗ

یَشْکُوْ اِلٰی ذِی الْجَلَالِ بَلْوَاهُ

اس پر اللہ کا درود اور سلام ہو۔ اور اپنی بلا کی اللہ ہی کے حضور شکایت کرے۔

مَا بِهٖ عِلَّةٌ وَّلَا سَقَمٌ

اَکْثَرُ مِنْ حُبِّهٖ لِمَوْلَاهُ

اسے کوئی عارضہ یا کوئی بیماری اپنے مولا کی محبت سے بڑھ کر نہ ہو۔

إِذَا خَلَا فِی الظَّلَامِ مُبْتَلَاهُ
أَجَابَ اللّٰهُ ثُمَّ لَبَّاهُ

جب رات کے اندھیرے میں اکیلے بیٹھ کر رو دے، تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر کے اُسے مقرب بنا لیتا ہے۔

٭

أُنَادِیْ بِالتَّضَرُّعِ کُلَّ یَوْمٍ
أُجَدِّدُ بِالتَّضَرُّعِ وَالدُّعَاءِ

میں ہر روز زاری سے پکارتا ہوں۔ از سر نو عجز و دعا کرتا ہوں۔

لَقَدْ ضَاقَتْ عَلَیَّ الْأَرْضُ طُرًّا
وَأَهْلُ الْأَرْضِ مَا عَرَفُوْا دُعَائِیْ

زمین مجھ پر حد سے زیادہ تنگ آ گئی ہے۔ اور اہل زمین میری پکار کی تہہ تک نہیں پہنچے۔

فَخُذْ بِیَدِیْ لِأَنِّیْ مُسْتَجِیْرٌ
بِعَفْوِكَ یَا عَظِیْمُ یَا رَجَائِیْ

سو تو میری دستگیری کر کیونکہ میں پناہ جو ہوں۔ تیری عفو کے ساتھ اے میرے بزرگ اے امید گاہ!

أَتَیْتُكَ بَاکِیًا فَارْحَمْ بُکَائِیْ
حَیَائِیْ مِنْكَ أَکْثَرُ مِنْ خَطَائِیْ

میں تیرے حضور روتا ہوا آیا ہوں۔ سو تو میرے رونے پر رحم کر۔ میں اپنے گناہوں کی نسبت زیادہ تجھ سے شرمساری رکھتا ہوں۔

سَیَبْلِیْ حَسْرَةً وَفِیْ دَا أَبْکِیْ

إِذَا لَمْ يَبْقَ مِنْ دَمْعِي دِمَائِي

میں حسرت کے سبب رواں ہوں گا اور جب میرے آنسو نہ بہیں گے تو میں خون برسا کر روں گا۔

جَزَائِيْ اَنْ تُعَذِّبَنِيْ وَلٰكِنْ
اَعُوْذُ بِحُسْنِ عَفْوِكَ مِنْ جَزَائِيْ

میری جزا تو یہی ہے کہ تو مجھے عذاب کرے لیکن میں اپنی جزاء سے تیرے حُسن کے عفو کی پناہ لیتا ہوں۔

وَلِيْ هَمٌّ وَاَنْتَ لِكَشْفِ هَمِّيْ
وَلِيْ دَائٌ وَاَنْتَ دَوَآءُ دَائِيْ

مجھے غم ہے اور تو میرے غم کو دور کرنے والا ہے۔ مجھے درد ہے اور تو میرے درد کی دوا ہے۔

واليقظنى الرّجآءُ فَقُلْتُ اِلّا
بر دجائى ان محقق بالرّجائى

ہاں مجھے امید ہے کہ میری مراد حاصل ہوگی۔ خ۔ مجھے امید نے ابھارا اور میں نے کہا کہ۔م

بِالْفَضْلِ سَيِّدِيْ بِاللُّطْفِ عَنِّيْ
فَاِنِّيْ لِلْبَلَآءِ وَلِيْ بَلَائِيْ

میرے آقا! اپنے لطف سے مجھ پر فضل کر۔ کیونکہ میں بلا کے لئے ہوں، اور بلا میرے لئے ہے۔

یَا قُدُّوْسُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَرَاہُ الْمُؤْمِنُوْنَ بِغَیْرِ کَیْفٍ ۔۔۔ وَاِدْرَاکٍ وَّضَرْبٍ مِّنْ مِّثَالِ

سلامِ وعدۂ دیدار آمد ۔۔۔ پیامِ مژدۂ دیدار آمد

مبارکباد اے عشاقِ بیدل ۔۔۔ کہ خواہد شد لقائے یار حاصل

مبارکباد اے عشاقِ مہجور ۔۔۔ کہ خواہد گشت روئے یار منظور

بشارت باد اے عشاقِ محزون

کہ ہنگام لقائے اوست مقرون

+

کَرَامَاتُ الْوَلِیِّ بِدَارِ دُنْیَا ۔۔۔ لَهَا کَوْنٌ وَّهُمْ اَهْلُ النَّوَالِ

بیا اے بلبلِ باغ محبت ۔۔۔ شرارِ شعلۂ داغِ محبت

بیا اے قابلِ درد و غمِ عشق ۔۔۔ چو اشکِ من سراپا شبنمِ عشق

نمے دانم کدام مرد غافل ۔۔۔ نہادہ نام شیریں ترا دل

نمی دانم کدام مرد بے درد

لقب دادہ بہ لقبت از دمِ سرد

+

بشر خالی نباشد از نقائص ۔۔۔ کمالش گرچہ دارد بس خصائص

بجز حق کیست اندر جملہ عالم ۔۔۔ کہ نقصانِ ندارد بیش یا کم

ازاں جا بود ایں اوصاف خصلت ۔۔۔ کہ بر پیغمبراں افتاد ذلت

ترا گر دیدۂ انصاف بیناست ۔۔۔ بجائے در شماری گرچہ میناست

درین باب است مارا عذر بسیار ... ازاں جملہ یکے آید باظہار
بود آں کز حیاتم رفتہ اکثر ... بما لایعنی و بیہودہ یکسر
شد آں اشرف عمرم ہمہ صرف ... بلہو ولعب ضائع حرف در حرف
جوانی کاں بہار زندگانی ست ... گہے کسب کمال علم خوانی ست
بغفلت رفت آں پاکیزہ اوقات ... کہ فرماید نبی للعلم آفات
مجال درس تعلیم نہ دادند ... فراغ فقر و تسلیم نہ دادند
بہ فخر آنکہ میباشم سپاہی ... درافتادم بہ چندیں روسیاہی
نہ شد فرصت میسر آں چنانم ... کہ در وقت جوانی علم خوانم
نمودہ نفس کافر صد تملق ... مرا در نیت قطع تعلق
درین عزمم نہ شد ہمت خواہ ... فتادم عاقبت در حسرت واہ
کنوں چوں شد بہاراں شریفم ... در آمد نوبت بادِ خریفم
چہ شد از حسرت و افسوس بسیار ... چو رفت از دست وقت فرصتکار
دریغا از چہ دولت باز ماندم ... گذشت انجام در آغاز ماندم
اگر بر حال خود گریم دو صد سال ... شود از نالہا ہر عضو من نال
ہر کہ آید بر درت امیدوار ... شاہد مقصود یابد در کنار
اے خدائے من بحق مصطفیٰ ... از طفیل حرمت اہل عباد
اے خدائے من بحق چار یار ... ہر چہ کردم عفو کن روز شمار

روز محشر دار با اہل رسولؐ
از طفیلِ مقبلاں گردان قبول

الحمد للہ کہ

دریں زماں سعادت نشاں کتاب مستطاب

اسرارِ کبیری

تصنیف شریف

حضرت ہادینا و مولانا و مشائخنا جناب معلی القاب

حضرت باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

موضع وانگت پرگنہ لار علاقہ کشمیر

بروز پیر بتاریخ ١٨ جون ١٩٩٠ء بوقت ساڑھے دس بجے شب کتابت ختم ہوئی۔